www.KitaboSunnat.com

استقبالیہ وصدارتی خطبات

جو مرکزی جمعیت اہلِ حدیث پاکستان کی کانفرنسوں میں پڑھے گئے

مرتب

مولانا محمد اسحٰق بھٹی

المکتبۃ السلفیۃ
علوم سلف کی اشاعت میں مستعد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

قال اللہ تعالیٰ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۱۱۰/۳

تم نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو۔

استقبالیہ و صدارتی خطبات

جو
مرکزی جمعیت اہلِ حدیث پاکستان
کی کانفرنسوں میں پڑھے گئے

مرتّب

مولانا محمد اسحٰق بھٹی

المکتبۃ السلفیۃ
شیش محل روڈ لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

طبع اول

ربیع الاول ۱۴۳۳ھ / فروری ۲۰۱۲ء

علومِ سلف کی اشاعت میں مستعد

اہتمام ــــــــــــ احمد شاکر

ناشر ــــــــــــ المکتبۃ السلفیۃ لاہور

مطبع ــــــــــــ شاکرین لاہور

4 شیش محل روڈ، لاہور 54000 فون 37237184, 37230271

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اپنی طرز کے منفرد واعظ

مولانا محمد عبداللہ گورداس پوری (بورے والا)

کے نام

جنھیں بہت سی کانفرنسوں میں خطاب کرنے کے مواقع میسر آئے۔

المکتبۃ الرحمانیۃ
نمبر 25540

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلمۂ ناشر

قیامِ پاکستان کے بعد مسلک کے عنوان پر سب سے پہلی غیر سیاسی تنظیم مرکزی جمعیت اہل حدیث......اس وقت......مغربی پاکستان کے نام سے وجود میں آئی، جس کے بنیادی مقاصد تین تھے۔

- ☆ اہل حدیث حضرات کا باہمی رابطہ و تعارف۔
- ☆ اس بنیاد پر سب احباب کو منظم کر کے ایک لڑی میں پرونا۔
- ☆ مسلکِ حق کی ایسی مثبت تبلیغ جس سے عوام الناس تک بغیر طعن و تشنیع کے اپنی بات مدلل اور مثبت انداز میں پہنچائی جائے۔

اس وقت نہ یہ ذرائع ابلاغ تھے، جسے اب میڈیا کہا جاتا ہے۔ نہ اخراجات سفر نا قابل برداشت تھے اور نہ آج کے دور کی طرح بے ہنگم اور بے مقصد مصروفیات تھیں۔

چنانچہ مرکزی جمعیت اہل حدیث سے منسلک افراد اپنی مقامی جماعت کو جمعیت اہل حدیث کے نام سے سال بھر متعارف کرواتے، اسی کے نام سے (مقامی) جلسے کرواتے اور اسی نام سے حسبِ توفیق مسلکی لٹریچر کی اشاعت کرتے، پھر سال یا دو سال کے بعد کسی شہر میں ایک کانفرنس کا انعقاد عمل میں لایا جاتا، جس کی میزبانی کے لیے ہر شہر کی جماعت کا ہر شخص مستعد ہوتا۔ اسے مرکزی جمعیت اہل حدیث کی سالانہ کانفرنس کا نام دیا جاتا۔

ہر کانفرنس کا صدر استقبالیہ کانفرنس کے پہلے اجلاس میں شہر انعقاد سے متعلقہ تاریخی، جغرافیائی اور مسلکی خدمات کا تذکرہ کرتا اور اپنے رفقائے کار کی طرف سے مہمانوں کو خوش آمدید کہتا۔

کانفرنس کی صدارت کے لیے ہر دفعہ ملکی سطح کی کسی اہم علمی اور خاندانی شخصیت کو منتخب کر کے ان کی خدمت میں ''صدارت'' قبول فرمانے کی درخواست کی جاتی۔ صدارت کا اعزاز قبول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے حضراتِ گرامی کانفرنس کے پہلے اجلاس کی صدارت بایں انداز فرماتے کہ خطبہ صدارت ارشاد فرماتے، جس میں وہ مسلک کی حقانیت، محدثین سے تعلق اور ان کی خدمات کا تذکرہ بھی فرماتے۔ مرکز کی افادیت، اہمیت، خدمات اور اس کے مقاصد پر سیر حاصل تبصرہ بھی کرتے، اور اصلاحِ احوال کی تجاویز سے بھی مرکزی جمعیت اہل حدیث کو نوازتے۔

محترم المقام مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کو اللہ تعالیٰ اجرِ جزیل سے نوازے کہ انھوں نے تمام مرکزی کانفرنسوں کے خطبہ ہائے صدارت واستقبالیہ تلاش کیے۔ شائع شدہ اور غیر شائع شدہ خطبات میں طباعتی اغلاط درست کیں۔ پھر اپنی نگرانی میں ان کو کمپوز کرایا۔ دوبارہ، سہ بارہ تصحیح کی۔ تب کہیں جا کر یہ تاریخی دستاویز تیار ہوئی۔ یہ کتاب شہادت ہے ان کی مسلک حق سے محبت، بلکہ وارفتگی کی۔ باسٹھ سالہ مختلف مقامات میں بکھرا پرانا مواد جمع کرنے کی جگر کاوی وہی کر سکتے تھے۔ سچی بات یہ ہے کہ جماعت کے افراد، جماعت کی خدمات، تنظیم اور کارگردگی سے ان سے زیادہ کوئی شخص واقف نہیں۔ ان کی ان تھک محنت کے ساتھ ساتھ ان کا خداداد حافظہ اور ان کے طرزِ بیان کا سحر، سبحان اللہ۔ وہ واقعتاً جماعت کے وہ دیدہ ور ہیں جو نرگس کے ہزاروں سال بے نوری رونے کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

المکتبۃ السلفیۃ نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کی کانفرنسوں میں کتابوں کے سٹال لگانے کی طرح ڈالی تھی جو ۱۹۵۴ء سے لے کر ۲۰۰۸ء تک نبھائی۔ اس کے خطبہ ہائے صدارت واستقبالیہ کو شائع کرنے کا حق بھی المکتبۃ السلفیۃ ہی کا تھا۔ جسے بتوفیقہ تعالیٰ ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے مرتب، مؤسس، ان کے معاون اور المکتبۃ السّلفیہ کے خدمت گزاران...... میرے بیٹوں شاکر برادران...... کو بھی اجر سے نوازے اور ہم سب کی اس خدمت کو قبول فرما کر اسے زادِ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین

عفو ورحمت کا خواستگار

احمد شاکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

کلمۂ ناشر		7
حرفے چند		9

پہلی کانفرنس۔ لاہور (۲۸،۲۷۔ مئی ۱۹۴۹ء)

خطبۂ استقبالیہ	مولانا محمد حنیف ندوی	15
خطبۂ صدارت	مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی	34

دوسری کانفرنس۔ ملتان (۴،۳،۲۔ اپریل ۱۹۵۴ء)

خطبۂ استقبالیہ	مولانا محمد اسحاق چیمہ	51
خطبۂ صدارت	مولانا محمد علی قصوری ایم۔ اے کینٹب	68

تیسری کانفرنس۔ لائل پور (۴،۳۔ اپریل ۱۹۵۵ء)

خطبۂ استقبالیہ	مولانا محمد صدیق لائل پوری	78
خطبۂ صدارت	مولانا اسماعیل غزنوی	85

چوتھی کانفرنس۔ گوجرانوالا (۱۴،۱۳،۱۲۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

خطبۂ استقبالیہ	مولانا محمد اسماعیل سلفی	114
خطبۂ صدارت	علامہ خلیل عرب	124
خطبۂ صدارت خواتین کانفرنس	محترمہ عطیہ خلیل عرب	160

پانچویں کانفرنس۔ سرگودھا (۱۶،۱۵،۱۴۔ مارچ ۱۹۵۸ء)

خطبۂ استقبالیہ	مولانا رضاء اللہ ثنائی	187
خطبۂ صدارت	مولانا سید محمد داؤد غزنوی	198

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹی کانفرنس۔ جامعہ سلفیہ۔ لائل پور (یکم،۲،۳۔اپریل ۱۹۶۰ء)

خطبۂ استقبالیہ	مولانا محمد صدیق لائل پوری	234
پریس کانفرنس (۲۸۔اکتوبر ۱۹۶۲ء)	مولانا محمد حنیف ندوی	240

ساتویں کانفرنس۔ لاہور (۲،۳،۴۔نومبر ۱۹۶۲ء)

خطبۂ استقبالیہ	حاجی محمد اسحاق حنیف	250
خطبۂ صدارت	خان بہادر مولوی عبدالعزیز (سابق چیف جسٹس)	257

آٹھویں کانفرنس۔ سیالکوٹ (۲،۳،۴۔اپریل ۱۹۶۵ء)

خطبۂ استقبالیہ	شیخ محمد شفیع سیٹھی	267
خطبۂ صدارت	مولانا محی الدین احمد قصوری	275

نویں کانفرنس۔ لاہور (۳،۴،۵۔نومبر ۱۹۶۷ء)

خطبۂ استقبالیہ	مولانا محمد حنیف ندوی	288
خطبۂ صدارت	پیر سید محب اللہ شاہ راشدی	296

دسویں کانفرنس۔ راولپنڈی (۲۷،۲۸،۲۹۔ستمبر ۱۹۶۸ء)

خطبۂ استقبالیہ	حافظ محمد اسماعیل ذبیح	307
خطبۂ صدارت	حضرت حافظ محمد گوندلوی	316

گیارھویں کانفرنس۔ لاہور (۱۲،۱۳،۱۴۔اپریل ۱۹۷۹ء)

خطبۂ استقبالیہ	چودھری محمد صادق ایڈووکیٹ	328
خطبۂ صدارت	مولانا معین الدین لکھوی	335

تیئیسویں کانفرنس۔ لاہور (۶،۷۔نومبر ۲۰۰۸ء)

خطبۂ استقبالیہ	ڈاکٹر حافظ عبدالکریم	355

جمعیت اہل حدیث پنجاب کانفرنس۔جہلم (۲۱،۲۲۔اپریل ۱۹۸۳ء)

خطبۂ استقبالیہ	حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی	365

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرفے چند

ایک مدت سے میرے دل میں یہ تمنا کروٹ لے رہی تھی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مختلف کانفرنسوں میں جو خطباتِ استقبالیہ اور خطباتِ صدارت تحریری صورت میں پڑھے گئے، انھیں جمع کر کے کتابی شکل میں چھاپ دیا جائے۔ یہ ایک گراں مایہ جماعتی تاریخ ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جماعت نے قیام پاکستان کے بعد اب تک کس انداز سے اپنے تنظیمی، تدریسی اور علمی سفر کی منزلیں طے کیں۔ کن حضرات نے اس کارِ خیر میں حصہ لیا اور کس عظیم شخصیت نے کس کانفرنس کی صدارت کی، کسے مجلس استقبالیہ کا صدر منتخب کیا گیا اور کس نے کس اسلوب میں کیا لکھا۔ اس کے قلم کا لہجہ کیا ہے اور اس کی تحریر کس نہج کی ہے۔ لیکن ان خطبات کو جمع کرنا، ترتیب دینا، انھیں پڑھنا، انھیں کمپوز کرانا اور ان کی پروف خوانی وغیرہ بہت مشکل کام تھا۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی اور یہ خدمت پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کا قیام ۲۴۔ جولائی ۱۹۴۸ء کو عمل میں آیا تھا اور اس کی پہلی کانفرنس ۲۷، ۲۸۔ مئی ۱۹۴۹ء کو لاہور میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کے صدر استقبالیہ مولانا محمد حنیف ندوی اور صدرِ کانفرنس مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی تھے۔ ان دونوں حضرات کے سن و سال میں بہت فاصلہ تھا۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اپریل ۱۸۷۴ء میں پیدا ہوئے اور مولانا محمد حنیف ندوی کا سال ولادت ۱۰۔ جون ۱۹۰۸ء ہے۔ یعنی مولانا سیالکوٹی مولانا ندوی سے ۳۴ سال بڑے تھے۔ لیکن دونوں جلیل القدر عالم تھے اور دونوں مفسر قرآن۔ مولانا سیالکوٹی نے قرآن مجید کی تفسیر کے سلسلے میں تحریری اور تدریسی طور پر بہت کام کیا اور مولانا ندوی نے ۱۹۳۴ء میں ''سراج البیان'' کے نام سے قرآن کی مستقل تفسیر لکھی۔ ۱۹۳۴ء تک صوبہ پنجاب میں اردو زبان میں پورے قرآن مجید کی دو ہی تفسیریں لکھی گئی تھیں۔ پہلی تفسیر مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تھی جو ''تفسیر ثنائی'' کے نام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے چھپیں۔ دوسری تفسیر مولانا محمد حنیف ندوی کی ''تفسیر سراج البیان'' تھی۔ اس کے بعد پنجاب کے اصحاب علم کی وساطت سے متعدد تفسیریں، ضبط تحریر اور معرض اشاعت میں آئیں۔ لیکن میری معلومات کے مطابق اولیت کا تمغا انہی دونوں کے حصے میں آتا ہے۔

بہر حال مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اور مولانا محمد حنیف ندوی علم و تحقیق میں بہت بڑے مرتبے پر فائز تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد مرکزی جمعیت کی اولین کانفرنس کی صدارت کا شرف ان دونوں کو حاصل ہوا۔ لیکن اس وقت جماعت کا کوئی اخبار نہ تھا، جس میں ان کے خطبے چھپتے۔ اگست ۱۹۴۹ء میں مولانا محمد حنیف ندوی کی ادارت میں اخبار ''الاعتصام'' جاری ہوا تو اس کے ۱۸، ۲۵۔ نومبر اور ۲۔ دسمبر ۱۹۴۹ء کے تین شماروں میں ان کا خطبہ استقبالیہ چھپا اور مولانا سیالکوٹی کا خطبہ صدارت اس کے بعد ''احتفال الجمھور فی بلدۃ لاہور'' کے عنوان سے علامہ احسان الٰہی ظہیر کے والد محترم شیخ ظہور الٰہی نے شائع کیا۔ یہ تمام حضرات اپنی اپنی باری سے وفات پا چکے ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مولانا سیالکوٹی کے خطبہ صدارت کے کئی مقامات پر اشاعت کے وقت حواشی کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس خطبے کی دست یابی کی بہ ظاہر کوئی صورت نہ تھی، لیکن ''الاعتصام'' کے منیجر جناب محمد سلیم چینوٹی کی تگ و تاز رنگ لائی اور خطبہ مل گیا۔ میرا خیال ہے، اب اس خطبے کی کوئی کاپی کسی کے پاس نہ ہوگی۔ ہم نے خطبے کا متن شائع کر دیا ہے اور اس کے حواشی کو چھوڑ دیا ہے، جن کا بعد میں اضافہ کیا گیا۔

اس کانفرنس کے بعد ۲، ۳، ۴۔ اپریل ۱۹۵۴ء کو مرکزی جمعیت کی دوسری کانفرنس بہ صدارت مولانا محمد علی قصوری ایم۔ اے (کینٹب) ملتان میں منعقد ہوئی۔ اس کے صدر استقبالیہ مولانا محمد اسحاق چیمہ تھے جو اس وقت ملتان میں اہل حدیث کے ایک دارالعلوم کے منصب تدریس پر فائز تھے۔ مولانا محمد علی قصوری پورا خطبہ صدارت نہیں لکھ پائے تھے۔ جتنا لکھا، وہ کانفرنس میں پڑھ دیا اور الاعتصام میں چھپ گیا۔ اس سے اگلا حصہ وہ لکھنا چاہتے تھے، لیکن بعض مجبوریاں آڑے آئیں اور خطبہ لکھا نہ گیا۔ افسوس ہے ہم ان کے خطبے کے بعض علمی حصوں کے استفادے سے محروم رہے، تاہم جتنا چھپ گیا، وہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرکزی جمعیت کی تیسری کانفرنس ۳،۴ اپریل ۱۹۵۵ء کو لائل پور (فیصل آباد) میں مولانا اسماعیل غزنوی کے زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس کے صدر استقبالیہ مولانا محمد صدیق لائل پوری تھے۔ ان دونوں نے تحریری خطبہ ہائے صدارت پڑھے، جو اخبار "الاعتصام" میں چھپے۔

چوتھی کانفرنس کے (جو ۱۲، ۱۳، ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو گوجراں والا میں ہوئی) صدر علامہ خلیل عرب اور صدر استقبالیہ مولانا محمد اسماعیل سلفی تھے۔ مولانا سلفی کا زمانۂ نظامت علیا تقریباً چودہ برس اور دور امارت کم و بیش چار سال پر محیط ہے۔ وہ صرف اسی ایک کانفرنس کے صدر استقبالیہ ہوئے۔ وہ بھی اس لیے کہ اس کانفرنس کا انعقاد ان کے شہر میں ہوا تھا۔ گوجراں والا کانفرنس کے موقعے پر علامہ خلیل عرب کی صاحب زادی محترمہ عطیہ خلیل عرب کی صدارت میں خواتین کانفرنس بھی ہوئی تھی۔ اہل حدیث کی یہ پہلی کانفرنس تھی اور اب تک آخری بھی۔ تینوں صدروں نے تحریری خطبہ ہائے صدارت ارشاد فرمائے۔ مولانا سلفی کو بہ مشکل صدر استقبالیہ بنایا گیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ یہ فریضہ کوئی اور صاحب سرانجام دیں۔

پانچویں کانفرنس ۱۴، ۱۵، ۱۶ مارچ ۱۹۵۸ء کو بہ صدارت مولانا سید محمد داؤد غزنوی بہ مقام سرگودھا منعقد کی گئی۔ اس کی مجلس استقبالیہ کے صدر حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کے پوتے مولانا رضاء اللہ ثنائی تھے۔ مولانا غزنوی تقریباً پندرہ سال مرکزی جمعیت کے صدر اور امیر رہے۔ انھوں نے صرف اسی ایک کانفرنس کی صدارت فرمائی۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی کی طرح ان کی خواہش بھی یہی تھی کہ کسی اور عالم دین کو صدارت کرنی چاہیے۔ لیکن سرگودھا کے ارکان جماعت اور مرکزی جمعیت کی مجلسِ عاملہ کے ارکان کا اصرار تھا کہ اس کانفرنس کی صدارت مولانا غزنوی ہی کریں۔ مولانا غزنوی کا خطبۂ صدارت کافی طویل اور بہت علمی ہے جو "الاعتصام" کی کئی قسطوں میں چھپا۔ وہ اس کی آخری قسط لکھنا چاہتے تھے، لیکن لکھ نہ سکے۔ مولانا محمد علی قصوری کے خطبے کے آخری حصے کی طرح مولانا غزنوی کے خطبے کی آخری قسط سے بھی ہم محروم رہے۔

چھٹی کانفرنس یکم، ۲، ۳ اپریل ۱۹۶۰ء کو بہ مقام پتوکی (ضلع قصور) بہ صدارت خان بہادر مولوی عبدالعزیز (سابق چیف جسٹس ریاست فرید کوٹ، مشرقی پنجاب) ہونا قرار پائی تھی لیکن کانفرنس کے انعقاد سے چند گھنٹے پہلے حکومت نے اس کے انعقاد پر پابندی عائد کردی۔ اس وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملک میں ایوب خان کا مارشل لا نافذ تھا۔اس کانفرنس کے صدر استقبالیہ مولانا محمد اسحاق رحمانی کو بنایا گیا تھا۔اخبارات میں اس کانفرنس کی پابندی پر بہت کچھ لکھا گیا اور سخت احتجاج کیا گیا۔مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے متعدد وزرا وغیرہ سے ملاقات کی اور اپنا موقف پیش کیا،لیکن کانفرنس نہ ہو سکی۔اس سے تقریباً ڈیڑھ سال بعد ۲۰، ۲۱، ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو جامعہ سلفیہ (فیصل آباد) میں کانفرنس کی اجازت مل گئی تھی۔اس کے صدر سیٹھ محمد یعقوب (مالک فرم فضل ربی ریڈیو حیدر آباد) تھے اور صدر استقبالیہ تھے مولانا محمد صدیق لائل پوری۔صدر کانفرنس تو خطبہ نہ لکھ سکے،اس لیے کہ انھیں کانفرنس سے ایک دن پہلے صدر بنایا گیا تھا اور خطبہ لکھنے کے لیے ان کے پاس وقت نہ تھا۔لیکن صدر استقبالیہ نے خطبہ لکھا جو انھوں نے پڑھا۔

ساتویں کانفرنس ۲، ۳، ۴۔نومبر ۱۹۶۲ء کو لاہور میں انہی خان بہادر مولوی عبدالعزیز (سابق چیف جسٹس ریاست فرید کوٹ) کے زیر صدارت ہوئی،جن کی صدارت میں چتو کی کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ ہوا تھا۔مجلس استقبالیہ کے صدر حاجی محمد اسحاق حنیف تھے۔دونوں بزرگوں نے تحریری خطبے ارشاد فرمائے۔کانفرنس سے دو،تین دن پہلے مولانا محمد حنیف ندوی نے پریس کانفرنس کی تھی،جس میں جماعت کے سلسلے میں ضروری کوائف کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔یہ پریس کانفرنس بھی اس کتاب میں شامل کر دی گئی ہے،کیوں کہ یہ بھی اسی کانفرنس کا ایک اہم حصہ ہے۔

آٹھویں کانفرنس ۲، ۳، ۴۔اپریل ۱۹۶۵ء کو بہ صدارت مولانا محی الدین احمد قصوری سیالکوٹ میں منعقد ہوئی۔صدر استقبالیہ شیخ محمد شفیع سیٹھی تھے۔ان بزرگوں کے خطبے بھی تحریری تھے جو انھوں نے کانفرنس کے انعقاد کے موقعے پر پڑھے۔

نویں کانفرنس ۳، ۴، ۵۔نومبر ۱۹۶۷ء کو لاہور میں ہوئی۔صدر کانفرنس پیر محب اللہ شاہ راشدی کو اور صدرِ استقبالیہ مولانا محمد حنیف ندوی کو بنایا گیا تھا۔ان دونوں عالی مرتبت اہلِ علم نے تحریری خطبے پڑھے۔

دسویں کانفرنس حضرت العلّام حافظ محمد گوندلوی کی صدارت میں ۲۷، ۲۸، ۲۹۔ستمبر ۱۹۶۸ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو راولپنڈی میں ہوئی۔ مجلس استقبالیہ کے صدر مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح تھے۔ خطبے دونوں کے تحریری تھے جو حسب قاعدہ کانفرنس کے آغاز میں پڑھے گئے۔

گیارھویں کانفرنس ۱۲، ۱۳، ۱۴۔ اپریل ۱۹۷۹ء کو لاہور میں ہوئی۔ صدر کانفرنس مولانا معین الدین لکھوی تھے اور صدر استقبالیہ چودھری محمد صادق ایڈووکیٹ۔ انھوں نے بھی تحریری خطبے پڑھے۔

۲۱، ۲۲۔ اپریل ۱۹۸۳ء کو جمعیت اہل حدیث پنجاب کی کانفرنس جہلم میں منعقد ہوئی۔ اس کے صدر استقبالیہ حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی تھے۔ انھوں نے کانفرنس کے آغاز میں خطبۂ استقبالیہ پڑھا۔ یہ خطبہ اس کتاب میں شامل ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تیئیسویں کانفرنس ۶، ۷۔ نومبر ۲۰۰۸ء کو پروفیسر ساجد میر کے زیر صدارت لاہور میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی مجلس استقبالیہ کے صدر ڈاکٹر حافظ عبدالکریم تھے، جو مرکزی جمعیت کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح نے تحریری خطبۂ استقبالیہ پڑھا۔

مرکزی جمعیت کی گیارھویں کانفرنس (منعقدہ اپریل ۱۹۷۹ء) سے تیئیسویں کانفرنس منعقدہ نومبر ۲۰۰۸ء) تک پاکستان کے مختلف مقامات میں گیارہ کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ ان میں کوئی یک روزہ ہے، کوئی دو روزہ۔ لائق احترام ارباب جمعیت نے سب کو "کانفرنس" کا نام ہی دیا ہے۔ ان گیارہ میں سے کسی کانفرنس کے کسی صدر نے تحریری خطبۂ صدارت نہیں پڑھا۔ بس تقریریں ہوئیں اور قصہ ختم۔ خطبۂ استقبالیہ اور خطبۂ صدارت کو کانفرنس کی اصل روح قرار دیا جاتا ہے۔ خطبۂ استقبالیہ میں مہمانوں کا خیر مقدم کیا جاتا ہے اور حاضرین کو مقامی طور سے جماعتی، سیاسی اور تاریخی و معاشرتی حالات اور بعض دیگر کوائف سے مطلع کیا جاتا ہے، جب کہ خطبہ صدارت میں جماعت کی پالیسی اور اس کی گزشتہ کارکردگی پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور عمل و حرکت کے آئندہ منصوبوں کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔ پھر وہ صدارتی تحریریں جماعت کی ایک مستقل تاریخ کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں، جن کی روشنی میں آئندہ نسلیں اور جماعتی ارکان اپنا لائحۂ عمل تیار کرتے ہیں۔ اپنے ماضی کے بزرگوں کے کارنامے پڑھتے ہیں اور انھیں اپنے لیے مشعلِ راہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بناتے ہیں۔ زبانی تقریریں لوگوں نے ایک کان سے سنیں اور دوسرے کان سے نکال دیں۔ وقتی طور پر شاید کسی کو فائدہ بھی پہنچاتی ہوں، لیکن مستقل طور پر انھیں کوئی اہمیت حاصل نہیں ہوتی۔

بہر کیف اس فقیر نے ان استقبالیہ اور صدارتی خطبات کو قارئین کی خدمت میں کتابی صورت میں پیش کر دیا ہے۔ لیتھو کی چھپائی تھی اور اخباری کاغذ، جو بوسیدہ ہو گیا ہے اور جگہ جگہ سے پھٹ گیا ہے، اسے پڑھنا اور کمپوز کرنا بہت مشکل تھا۔ ایک کمپوزر نے تو صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ وہ نہ انھیں پڑھ سکتا ہے اور نہ کمپوز کر سکتا ہے۔ پھر میں نے اپنے ایک عزیز لقمان سعید سے کہا کہ وہ اسے کمپوز کر دے۔ مسودہ دیکھ کر پہلے تو وہ بھی گھبرا گیا۔ پھر میں خود اس کے پاس بیٹھا اور تقریباً ڈیڑھ مہینے میں اسے کمپوز کرایا۔ وہ بھی کئی دفعہ پریشان ہوا اور خود میں بھی اکتا گیا۔ جی چاہا کہ اسے چھوڑ دیا جائے، اکیلا میں ہی تو جماعت نہیں ہوں۔ درحقیقت یہ مرکزی جمعیت کا کام ہے۔ لیکن سوچا کہ کچھ دنوں کی تکلیف ہے، ہمت کر کے یہ کام کر لینا چاہیے، دوسرا کوئی نہیں کرے گا، نہ کسی کو اس کا خیال ہے۔ اب تک اس طرف کسی کا دھیان نہ گیا، آئندہ کیا جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے توفیق مرحمت فرمائی اور کام مکمل ہو گیا۔ پرنٹر خود خریدا۔ پروف خوانی بڑی محنت سے کی گئی ہے۔ اب اسے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ معلوم نہیں اس سے کوئی کیا اثر لیتا ہے۔ یہاں یہ عرض کر دوں کہ چوں کہ یہ خالص جماعتی اور مسلکی خطبات ہیں، اس لیے بعض خطبات میں ایک ہی سی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اس سے گھبرانے یا متعجب ہونے کی ضرورت نہیں۔

محمد اسحاق بھٹی

اسلامیہ کالونی، ساندہ، لاہور

ٹیلی فون:042-37143677

18۔اکتوبر 2009ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ استقبالیہ

(از مولانا محمد حنیف ندوی)

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی پہلی کانفرنس بہ تاریخ ۲۷، ۲۸۔ مئی ۱۹۴۹ء (۲۸، ۲۹۔ رجب ۱۳۶۸ھ) بروز جمعہ، ہفتہ دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ (لاہور) میں زیر صدارت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی منعقد ہوئی۔

صدر استقبالیہ مولانا محمد حنیف ندوی تھے۔ مولانا محمد حنیف ندوی نے تحریری خطبہ استقبالیہ پڑھا جو زبان، انداز، معلومات اور مشوروں کے اعتبار سے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مغربی پاکستان کی جماعت اہل حدیث کا یہ پہلا اجتماع تھا جس میں شدید گرمی کے باوجود کراچی سے لے کر پشاور تک کے بے شمار لوگ شریک ہوئے۔

مولانا محمد حنیف ندوی جماعت اہل حدیث کے ممتاز عالم دین تھے جو ۱۰۔ جون ۱۹۰۸ء کو گوجرانوالا میں پیدا اور ۱۲۔ جولائی ۱۹۸۷ء کو لاہور میں فوت ہوئے۔ ذیل میں ان کا خطبہ استقبالیہ پڑھیے۔ (مرتب)

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤ من به ونتو كل عليه و نعو ذ با لله من شر ورانفسنا ومن سيا ت اعما لنامن يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا ها دى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريک له ولا نظير له و لا مثا ل له و نشهد ان محمدًا عبده و رسو له. اما بعد فا ن خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد صلى الله عليه وسلم و شرا لا مو ر محدثا تها و كل محد ثة بدعة وكل بد عة ضلالة وكل ضلالة فى النا ر.

حضرات! ہم آپ کے تہ دل سے ممنون ہیں کہ آپ نے محض اس لگاؤ کی بنا پر جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کو جماعت اہل حدیث سے ہے، اس موسم میں سفر کی زحمت گوارا کی اور ہمارے اس اجلاس کو رونق بخشی۔ آپ کے اس اجتماع نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کمی احساس و ذوق کی نہیں، صحیح راہنمائی کی ہے۔ یہاں اب بھی ہزار نغمہ حیات افزا ہے، ضرورت ایک موسیقار کی ہے جس کی انگلیاں زندگی کے تاروں سے تعرض کریں۔ اب بھی لوگوں میں خون کی اتنی مقدار موجود ہے کہ بالاکوٹ کی یاد تازہ ہو سکے۔ لیکن کوئی اسماعیل تو ہو۔۔۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اصل میں امتحان کبھی عوام کا نہیں ہوا، تاریخ ہمیشہ ان لوگوں کو ذمہ دار ٹھہراتی ہے جن کے کندھوں پر سر اور جن کے پہلو میں دل ہوتا ہے۔ بہر آئینہ آپ کی آمد ہمارے لیے بمنزلہ کامیابی و کامرانی کی آمد کے ہے۔ آیئے، علی الراس والعین۔ مگر یہاں سے اٹھیے، اس وقت جب آپ کے سامنے ایک نصب العین ہو۔ ایک منزل ہو اور وہاں تک رسائی کے لیے دل میں ایک ارادہ اور جوش ہو۔

اجتماع کی غرض وغایت

حضرات! اس اجتماع کی غرض وغایت جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، یہ ہے کہ ہم موجودہ پُرآشوب دور میں اپنے موقف ومقام کا تعین کریں۔ منتشر اور بکھری ہوئی عمل کی قوتوں کو ایک شیرازے میں منسلک کریں۔ موجودہ اجتماعی واقتصادی رجحانات کو جانچ پرکھ کی کسوٹی پر آزمائیں اور پھر اپنے لیے کتاب وسنت کی روشنی میں ایک راہِ عمل مقرر کریں، جس پر خود بھی گام زن ہوں اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر قدم فرسائی کی دعوت دیں۔ کیوں کہ وہ قومیں جو زمانے کی ضروریات نہیں سمجھتیں، اپنے قوائے عمل کا جائزہ نہیں لیتیں اور ایک واضح اور متعین نصب العین نہیں رکھتیں، بالآخر وقت کے تیز رو قافلوں سے بچھڑ جانے کی وجہ سے زندگی و حرکت سے محروم ہو جاتی ہیں، پھر وہ ان معنوں میں تو زندہ رہتی ہیں کہ زندگی کے اوراد و وظائف میں ان کے انہماک میں کمی پیدا نہیں ہوتی، مگر ان معنوں میں زندگی کی کوئی رمق ان میں باقی نہیں رہتی کہ ان کا اپنا بھی کوئی اجتماعی ودینی نصب العین ہے یا کہ یہ ایک خاص جذبے سے متاثر ہیں اور ایک دھن ہے جو ہر فرد کے ذہن پر مستولی ہے۔

زندگی کے ہزار ظہور آپ کے ایک ایک فرد میں موجود ہوں، اگر آپ مل کر اس طرح نہیں چلتے ہیں کہ شانہ سے شانہ اور قدم سے قدم پیوستہ ہے تو اجتماعیات کی اصطلاح میں آپ زندہ نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، مردہ ہیں۔ لہٰذا آپ کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ تنظیم و اتحاد کا تقاضا کتنا شدید اور اہم ہے اور یہ کہ اس سے قطع نظر کر کے ہم کتنے عرصے تک جی سکتے ہیں۔۔۔اس سے پہلے کہ میں اس مسئلے کے اطراف و اکناف میں آپ کو سیر و نظر کی دعوت دوں، پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فرق اسلامی میں آپ کو جو اہمیت حاصل ہے اور آپ سے جو شان دار ماضی وابستہ ہے، چند لفظوں میں اس کی وضاحت کر دوں کہ اس سے شاید آپ کا دبا ہوا احساس شرف ابھرے اور آپ کو معلوم ہو سکے کہ اسلام آپ سے کن باتوں کا تقاضا کرتا ہے اور آپ کے کندھوں پر دعوت و ارشاد کی کتنی بڑی ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔

تحریک اہل حدیث کا بنیادی تصور

حضرات! یہ بحث کہ اہل حدیث کی تحریک میں کیا بنیادی تصور کارفرما ہے اور اسلامی فرقوں میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ یا براہ راست نفس اسلام سے اسے کس نہج کی نسبت ہے؟ اس پر موقوف ہے کہ خود اسلام کے صحیح صحیح تصور کو سمجھا جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ کس دور میں اس کے تاریخی ارتقائے تعبیر کی یہ شکل اختیار کی۔

آپ میں قریب قریب ہر وہ شخص جس نے اسلام اور اس کی تاریخ کا سرسری مطالعہ بھی کیا ہے یہ جانتا ہے کہ ابتدا میں مسلمانوں کے سامنے سوا کتاب اللہ اور سنت رسول کے دین کا اور کوئی ماخذ نہ تھا۔ یہی دو سر چشمے تھے جن سے طالبان حق اپنی پیاس بجھاتے اور یہی وہ روشنی کے دو مینار تھے، جو زندگی کے جہاز کو ایک متعین راستے پر چلاتے تھے۔ کتاب اللہ سے زندگی کے بڑے بڑے تقاضے معلوم ہوتے۔ اصول و نصوص نکھرتے اور بنیادی حقیقتیں سامنے آتیں۔۔۔اور سنت رسول سے نقشے کے تفصیلی خدوخال نمایاں ہوتے، روزمرہ اور صبح و شام کے کاموں کی وضاحت ہوتی اور یہ راز منکشف ہوتا کہ ایک بندہ جب اپنے مولا سے تعلقات نیاز استوار کرنا چاہے تو اس کو کس درجہ پاکیزگی اور بلندی کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ کتاب اللہ سے معروفات و منکرات کی ایک فہرست معلوم ہوتی اور سنت سے یہ مستنبط ہوتا کہ معروف و منکر کی جزئیات کیا ہیں؟ اور ان پر عمل پیرا ہونے یا مجتنب رہنے کی کیا کیا صورتیں ہیں۔ کتاب اللہ کی حیثیت یہ تھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ ایک متن ہے اور سنت اس کی شرح ہے (متن و شرح کی حیثیت کی اصطلاح محض سمجھانے کے لیے استعمال کر رہا ہوں، ورنہ نفس زندگی کے لیے سنت رسول کو بھی متن ہی کی حیثیت حاصل ہے۔) کتاب اللہ کے یہ معنی تھے کہ وہ منشائے ایزدی کے اظہار کا ایک پہلو ہے اور سنت رسول اسی منشاء کا دوسرا پہلو، یعنی ایک ربوبیت کبریٰ کا، اصولی وکلی التفات ہے اور دوسرا تفصیلی و جزئی۔

غرض یہ کہ ابتدا میں آنحضرت ﷺ کے اسوۂ پاک اور کتاب اللہ کے سوا اور کوئی شئی استنباط واستدلال کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی نہیں تھی۔ جب کسی بات میں الجھاؤ پیدا ہوتا تو لازماً کتاب اللہ وسنت رسول کی جانب رجوع ہوتا۔

فکر واجتہاد کی تاریخی ضرورتیں

آگے چل کر جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو نئی نئی قومیں اسلام کے آغوش میں آئیں۔ حکومت کے تصور نے باقاعدگی اختیار کی اور زندگی کے پھیلاؤ نے کچھ جدید الجھنیں پیدا کیں۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اجتہاد کی ضرورت محسوس کی اور بعض مسائل میں تو اتنی دلیرانہ روش اختیار کی کہ بعد کی پوری تاریخ تک میں کہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔

حضرت عمر کا اجتہاد فقہی اجتہاد سے مختلف تھا

یہ واضح رہے کہ حضرت عمر کا یہ اجتہاد اس فقہی و مصطلح اجتہاد سے یک قلم مختلف تھا، جس کو تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں اجتہاد کہا گیا۔ یہ اجتہاد کتاب اللہ وسنت کے عین تابع تھا بلکہ یوں کہنا زیادہ انسب ہے کہ کتاب اللہ وسنت رسول کی صحیح صحیح نباضی پر مبنی تھا۔ ہمارے فقہاء اور حضرت عمرؓ کے اجتہاد میں ایک بیّن فرق یہ تھا کہ حضرت عمرؓ کی نظر دین کی روح پر ہوتی، معنی ومنشا کی حقیقتوں تک پہنچتی اور وہ تہہ کی بات نکال لاتی جو دین کے بین السطور میں مضمر و پنہاں ہوتی۔ بخلاف فقہاء کے طریق اجتہاد کے، کہ یہاں الفاظ کی ساخت اور اسلوب بیان کے سوا اور کوئی چیز مدنظر نہ ہوتی۔ پھر اگر کوئی مصلحت دین سامنے آتی بھی تھی تو اس میں وہ کلیت وجامعیت نہ ہوتی جو پورے نظام دین پر منطبق ہو سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجتہاد کسے کہتے ہیں؟

اجتہاد کی تعریف سن لیجیے۔ وہ مسائل کا ایسا انداز ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اللہ و سنت رسول کے مضمرات کیا ہیں۔ اور اس مسئلہ خاص میں ان مضمرات سے کیوں کر ہم روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔ یعنی شریعت میں وہ کوئی نئی دلیل نہیں بلکہ انہی دو دلیلوں کی مزید شرح و تفصیل ہے۔

فتنوں کا آغاز

صحابہ ہی کے دور میں شیعیت و خروج کی بنیادیں پڑیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات سے حسن ظن و سوئے ظن نے مسلمانوں کو دو مستقل گروہوں میں بانٹ دیا۔ اس تفریق کا اثر دین کے تصور پر بھی پڑا۔ یعنی کتاب اللہ و سنت رسول کے سوا ایک اور ذات سے عقیدت و سوئے ظن، ایمان و کفر کا معیار قرار پایا۔ یہی نہیں بلکہ اس سوال پر اتنی خون ریزیاں ہوئیں کہ جس کے تصور سے مسلمان کانپ کانپ جاتے ہیں۔ مزید برآں قرآن کی تفسیر میں بھی طرح طرح کے تصرفات کیے گئے۔ عقلی علوم کی اشاعت و ترویج سے اسلام متاثر ہوا۔ یعنی توحید کا وہ سادہ اور حیات آفریں تصور جس نے مسلمانوں میں ایک برقی رو دوڑا دی تھی، اب علم الکلم کی چھلنی میں چھننا شروع ہوا۔ طرح طرح کی کلامی بحثیں پیدا ہوئیں۔ صفات الٰہی کے متعلق وہ وہ موشگافیاں ہونے لگیں کہ اس سے وہ ذات گرامی ہی نظروں سے اوجھل ہو گئی جس کو ان صفات سے متعارف کرانا مقصود تھا۔ شیعیت و خروج کے ساتھ ساتھ اب ان عقلی فتنوں نے گویا اسلامی صفوں میں انتشار پیدا کیا۔

اجماع کی ضرورت کیوں پیدا ہوئی؟

یہاں پر قدرتاً یہ سوال سامنے آیا کہ جب اختلافات کا یہ عالم ہے کہ ہر ہر گروہ اپنے کو حق پر سمجھتا ہے، تو وہ سادہ اور سمجھ میں آنے والا معیار کیا ہے جس سے بہ یک نظر معلوم ہو جائے کہ کون حق پر ہے اور کون حق پر نہیں ہے؟ اس مقام پر اجماع امت کا تصور پیدا ہوا۔ یعنی پرکھنے اور جانچنے کا یہ معیار طے پایا کہ پہلے یہ دیکھو کہ امت کے علمائے دین نے اس باب میں کیا متفقہ روش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار کی ہے۔ مقصود اس سے یہ تھا کہ عوام میں کچھ لوگ جن کا دینی ذوق پختہ نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ نئے نئے فتنوں کا شکار ہو جائیں مگر امت کا صحیح و صائب ذہن نہیں بگڑے گا۔ اس لیے جھگڑے کو نپٹانے کا یہ آسان طریق ہے۔ اس طریق فیصلہ میں ان لوگوں کے لیے جو دلائل سے الجھنے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں، یقیناً ایک گونہ تسکین ہے۔

اجماع صرف موید ہے نئی دلیل نہیں

جس طرح اجتہاد کے معنی خود مضمرات دین کی وضاحت تھی، اسی طرح اجماع امت کو جس نوع کی دلیل قرار دیا گیا تھا، وہ وہ نہیں ہے جس سے زیر بحث مسئلے پر قطعی روشنی پڑ سکے۔ بلکہ یہ اس قبیل سے ہے جسے بطور تائید کے پیش کیا جاتا ہے۔ اس لیے اصل میں حجت اب بھی حقیقتہ کتاب اللہ و سنتِ رسول ہی رہ جاتی ہے۔

آئمہ اربعہ کا دور

دوسری صدی کے آخر اور تیسری صدی کے اوائل میں آئمہ اربعہ کے فقہی مدارس فکر کی اشاعت ہوئی۔ ان کے مذاہب مدون ہوئے اور ان کے ارشد تلامذہ کی مساعی سے تمام عالم اسلامی میں پھیل گئے۔ اس وقت کی حکومتیں مجبور ہوئیں کہ اپنے سیاسی مصالح کی تکمیل کے لیے ان کی سرپرستی کریں۔ چنانچہ مختلف ادوار میں مختلف جگہوں پر ان کا تسلط ہوا۔ کہیں حنفیت کی بساط بچھی، کہیں شوافع و حنابلہ نے اپنا اثر و رسوخ بڑھایا اور کہیں فقیہ مدینہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک کو قبول عام حاصل ہوا۔

فقہی ارتقا تاریخی تقاضوں کی وجہ سے تھا

یہ فقہی مسالک قطعاً تاریخی تقاضوں سے معرض ظہور میں آئے یعنی اسلام کی طبعی اشاعت و ارتقاء سے گوناگوں جدید مسائل پیدا ہوئے اور آئمہ اربعہ نے نیک نیتی کے ساتھ ان مسائل کو کتاب و سنت کی روشنی میں حل فرمانے کی کوشش کی۔ ان کی راہیں اگرچہ جدا جدا تھیں مگر مقصود سب کا ایک تھا کہ کسی طرح کتاب و سنت کی صحیح صحیح تعبیر سامنے آئے اور زندگی کا نقشہ اس انداز سے مرتب ہو کہ اس میں ایک نوع کی جامعیت و کلیت کی جھلک پائی جائے۔ یعنی یہ معلوم ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ اسلام اپنے فقہی نظام کے لیے کچھ استوار اور محکم اصول رکھتا ہے، جن پر اس کی تمام شاخیں اور فروع مبنی ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ یہ خالص علمی تقاضا تھا کہ جو اسلام کے ترقی پذیرانہ مزاج کی وجہ سے پیدا ہوا۔ اب یہ ہوا کہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں تقلید کا آغاز ہوا۔ دین کی کلیت نظروں سے اوجھل ہوئی اور شاخوں اور پتوں پر بحثیں شروع ہوئیں۔ ایک حنفی کی ساری کوششیں اس امر پر مرکوز ہوئیں کہ تمام فروع میں فقہ حنفی کی برتری ثابت کرے۔ شافعی پر یہ دھن سوار ہوئی کہ کسی نہ کسی طرح حق وصداقت کا پورا پھیلاؤ فقہ شافعی کی ردائے فضیلت میں سمٹ آئے، موالکہ وحنابلہ نے سچائی کو صرف اپنے فرقے میں منحصر سمجھا۔ اور اس طرح ایک زندہ ومتحرک دین ان فقہی تقیدات سے بالکل جھس ہو کر رہ گیا۔

تقلید کی مضرتیں

اس سے عملی طور پر یہ نقصان ہوا کہ مسلمانوں میں تنگ نظری وتعصب کی ہوائیں چلنے لگیں اور اسلام کی یہ چار فقہی تعبیریں جو زمانے کے صحیح تقاضوں سے پیدا ہوئی تھیں بجائے خود مذہب قرار پائیں۔ عقیدت ونیازمندی کا محور بجائے اس کے کہ نفس اسلام ہو، یہ چار مسلک قرار پائے۔ علم کا معیار صرف یہ رہ گیا کہ انہی فقہی دساتیر کو پڑھ لیا جائے۔ قرآن پر غور وفکر کی بجائے فقہ کے متون وشروح کو ہدف توجہ ٹھہرایا گیا۔ سنت کے مطالعہ سے روگردانی پیدا ہوئی اور ریاض نبوت کی سدابہار فضاؤں سے بہرہ مندی کی جگہ قیاس ورائے سے استفادے کو زیادہ اہم سمجھا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھ نو سو سال بعد تک تقلید وتقید نے ذہنوں کو ایسا کند اور ناکارہ کیے رکھا کہ عمدہ اور صحت مند تدبیر واستدلال کا ظہور میں آنا دشوار ہو گیا۔ یا تو اسلام کی قوت تخلیق کا یہ عالم تھا کہ جو شخص اس کے ساتھ چھو گیا اس کے ذہن کا پورا سانچہ بدل گیا۔ بلا کی روشنی وبصیرت اس میں پیدا ہوئی اور یا پھر ایسا عقم چھایا کہ صدیوں تک عظیم نمونے تاریخ میں دکھائی نہیں دیتے اور کہیں کہیں خال خال جو غیر معمولی ذہن ابھرے بھی یا علم وفضل کی نادر مثالیں سامنے آئیں بھی تو وقت کے تقاضوں سے نہیں بلکہ محض فضل ایزدی سے۔۔۔ صرف اس لیے کہ تمام فتنوں اور گمراہیوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کو چونکہ یہ منظور ہے کہ اس دین کا وسعت پذیر سایہ اپنی حقیقی جلوہ فرمائیوں کے ساتھ ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمانے میں موجود رہے۔ چوں کہ اس کی سنت کا یہ تقاضا ہے کہ ہر دور میں روشنی وضیا کے ٹھیک ٹھیک معیار اس کے بندوں کے سامنے رہیں۔ اس لیے جہاں اسلام کی یہ بوقلموں تعبیریں پیدا ہوئیں وہاں اس کے فیضان ہدایت نے اس کا بھی اہتمام فرمایا کہ طالبان حق کے لیے کتاب وسنت کے دروازے کھلے رہیں اور ہر دور میں کچھ غیر معمولی ذہن اور غیر معمولی نمونے اس دعوت کو تازہ کرتے رہیں۔

تصوف

قریب قریب اسی دور میں ایک اور فتنہ پیدا ہوا جس نے تقلید سے بھی زیادہ اسلامی جسم کو مفلوج کیا۔ یہ تصوف کا فتنہ تھا۔ اس کی ابتدا بھی نہایت نیک نیتی سے ہوئی، یعنی بعض صلحائے امت نے جب یہ دیکھا کہ عوام وخواص میں مادیت کا استیلا ہے اور صحبت نبوت سے فیض پائے ہوئے نمونے نظروں سے اوجھل ہوئے جاتے ہیں، تو انھوں نے تزکیہ نفوس کے لیے دنیا والوں سے الگ، خواہشات کے سیلاب سے بچتے ہوئے، حکومت کے ایوانوں سے دور تربیتی مراکز قائم کیے جو بعد میں خانقاہیں بن کر رہ گئیں۔ یہ صلحا، جب اللہ کو پیارے ہوئے تو ان کے اخلاف نے انھی سجادوں کو جو خدمت دین کے لیے بچھائے گئے تھے، دنیاداروں کے ہاتھوں بیچ ڈالا۔ اب تصوف کے معنی ایک پیشہ قرار پائے اور اس پیشے نے ایسی عجیب وغریب شکل اختیار کی جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔

اہلِ حدیث کا علمی موقف

حضرات! اس مختصر تمہید سے آپ تاریخ کے اس موڑ تک پہنچ گئے جہاں آپ کو اہلِ حدیث کے صحیح صحیح موقف کا آسانی سے پتا چل سکے گا۔ جس طرح تعبیر وارتقا کے تقاضوں سے اسلام کی نئی نئی تعبیریں سامنے آئیں، نئے نئے گروہ اور فرقے بنے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ایک دوسرے قانون حفظ وصیانت دین نے ایسے لوگوں کو پیدا کیا، جنھوں نے اپنے فکر وعمل سے ہر ہر دور میں اسلام کی صحیح روح کو پا لینے میں حیرت انگیز مہم کا ثبوت دیا۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے تمام فرقوں اور گروہوں سے الگ ہو کر اور تمام وقتی تاثرات وخیالات سے بے نیاز ہو کر کلامی وفقہی تعلقات سے قطع نظر کیا اور فقط کتاب اللہ وسنت رسول کو اپنا مطمح نظر ٹھہرایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاک باز گروہ

یہ وہ پاک اور صالح طبقہ تھا جس پر وقت کی چھاپ نے کوئی اثر نہیں چھوڑا بلکہ جنھوں نے اپنی عزیمت سے خود وقت کے دھاروں کو صحیح رخ پر ڈالا۔ یہ وہ حضرات تھے جنھوں نے فقہ و کلام کی اصطلاح میں سوچنا ترک کر دیا، جنھوں نے تصوف کے رموز و اسرار سے مرعوب ہوئے بغیر اسلام کی صاف ستھری اور علمی توضیح فرمائی۔ ان کی وجہ سے تجدید و اصلاح دین کا فریضہ تکمیل تک پہنچا اور اسلام کا نقشہ، آنحضرت ﷺ کی تجویز کردہ نیو پر اٹھایا گیا۔ یہ گروہ تھا جس نے تقلید و جمود پر اجتہاد و بصیرت کا تیشہ چلایا اور کتاب و سنت کے چشمۂ صافی تک براہ راست رسائی کو آسان کر دیا۔ انھیں یہ توفیق حاصل ہوئی کہ ذہنوں کو پھر سے غور و فکر کے صحیح راستوں پر ڈال دیں اور دلوں میں کتاب و سنت کے ساتھ دلچسپی اور بلا واسطہ عقیدت و وابستگی کے جذبات زندہ کریں۔ یہ وہ سعید روحیں تھیں جن کو اسلام کے ذوق سے بہرۂ وافر ارزانی ہوا، جنھوں نے قرآن کے معارف اور سنت کے حکم پر اکتفا کی اور اس وقت کے کھوکھلے علوم پر جو سوائے مزخرفات لفظی کے اپنی تہہ میں کوئی حقیقی عرفان نہیں رکھتے تھے، ایک نظرِ تحقیر ڈالی اور ان کی علمی مساعی اور پاک سیرتوں سے اسلام کا اصلی نقشہ پھر سے قائم ہوا۔

اہل حدیث کا ذہن

بس یہی ذہن یا بصیرت دینی جس سے تجدید دینی و اصلاح امت کے کارہائے نمایاں انجام پائے، اہل حدیث کا ذہن ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اہل حدیث دوسرے دینی گروہوں کی طرح کوئی گروہ نہیں ہے، جس کے اپنے پیدا کردہ تعصبات ہوں۔ کتاب و سنت سے الگ جس کے عقیدے ہوں، جن کی وابستگی اور جذبہ اطاعت دو سے زیادہ مرکزوں میں منقسم ہو۔ یہ ایک علمی تحریک ہے۔ یہ خاص رجحان فکر ہے جو اس نقطے پر مبنی ہے کہ ہر ہر دور میں لوگوں کی فکری و عملی زندگی کو کتاب و سنت کے سانچوں میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے، جس کے سامنے تنہا یہ نصب العین ہے کہ اسلام کے چہرۂ زیبا کو اس کے اصلی نقوش کے ساتھ پیش کیا جائے۔

لہٰذا وہ تمام آئمہ دین، وہ تمام محدثین کرام اور صلحائے امت جنھوں نے اپنے اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دائرے میں اسلام کی خدمت کی، دلوں میں اسلامی برتری کے خیال کو مرتسم کیا، اسلام کے تصور کو اجاگر کیا اور مشکوٰۃ رسالت کے انوار کو پھیلایا، ہمارے نزدیک انتہائی احترام کا استحقاق رکھتے ہیں۔

ہمارا مطالبہ

ہم فقہی طرز فکر کو بالکل تاریخی تقاضا سمجھتے ہیں اور بلا تخصیص فقہ کے مدونات کو بہت بڑی علمی خدمت گردانتے ہیں۔ ہمیں جو اختلاف ہے وہ اسلام کے اس طبعی وقدرتی ارتقا سے نہیں، جمود سے ہے۔ صرف ایک مدرسہ فکر کی تقلید سے ہے، ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ہر زمانے میں شروط معتبرہ کے ساتھ فکر واجتہاد کے دروازوں کو کھلا رکھو کہ یہ نہاں خانۂ عقل واجتہاد اگر تازہ ہوا سے محروم رہا، نئے خیالات اور جدید تقاضوں سے اس کو الگ رکھا گیا تو زندگی وشگفتگی کی تمام صلاحیتیں اس سے سلب ہو جائیں گی۔ قومیں اس وقت تک زندہ رہتی ہیں جب تک ان کے فکر میں زندگی رہتی ہے۔ جہاں انھوں نے دل ودماغ کے کواڑوں کو بند کر لیا، نفس زندگی نے ان کی طرف سے منہ موڑ لیا۔

اہل حدیث فرقہ نہیں، نفسِ اسلام ہے

حضرات! اہل حدیث اسلام کا کوئی فرقہ نہیں، نفسِ اسلام ہے۔ اس کی صحیح صحیح ترجمانی ہے۔ اس کی اصلی اور بنیادی تعبیر ہے۔ ہمیں بحث الفاظ سے نہیں، ان کی روح سے ہے۔ ممکن ہے اہل حدیث کا یہ تصور آپ کو عجیب وغریب معلوم ہو لیکن یہ واقعہ ہے کہ اس سے بہتر اور اس سے جامع تعریف اہل حدیث کی ممکن نہیں کہ یہ کوئی انجمن یا جمعیت نہیں بلکہ ایک ذہن ہے، ایک خاص انداز فکر اور اسلوب حیات ہے۔ اگر ایک شخص اس طرح سوچتا ہے کہ اس کی سوچ بچار پر تقلید اور مخصوص عقائد کی حمایت کی کوئی قدغن عائد نہیں ہوتی۔ اس طرح اپنی زندگی کو ڈھالتا ہے جو سنت کا ٹھیک ٹھیک منشا ہے تو وہ اہل حدیث ہے۔ اگر ایک شخص آمین بلند آواز سے کہتا ہے، رفع الیدین کو بھی مسنون جانتا ہے لیکن اس کا انداز فکر وہی مقلدانہ ہے تو وہ اہل حدیث نہیں۔ اسی طرح عقیدے کے ساتھ اگر اس کے عمل میں یہ رعایت موجود نہیں کہ وہ پوری زندگی کو سنت کے مطابق بسر کرے تو وہ بھی اس نقطہ نظر سے اہل حدیث کہلانے کا استحقاق نہیں رکھتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث ترقی پذیر جماعت ہے

ایک اور چیز اہل حدیث سے متعلق مجھے کہنا ہے اور اس کے بعد وہ حرف مطلب ادا کرنا ہے جس کے سننے اور جس پر غور کرنے کے لیے ہم اور آپ یہاں جمع ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اہل حدیث ایک ترقی پذیر جماعت ہے۔ یہی وہ نقطہ نظر ہے جس سے آپ تقلید و قیود کے بندھنوں سے آزاد ہو کر غور و فکر کی طرح ڈالتے ہیں۔ اور ہمیں اس حقیقت کے اظہار میں بجا طور پر فخر و مباہات کا احساس ہوتا ہے کہ آج آزادی کا یہ جتنا ہنگامہ ہے، روشنی طبع کا جتنا سامان ہے اور لوگ جس درجہ کتاب وسنت کے فہم کے لیے بے تاب ہیں، یہ سب نتیجہ ہے ہماری مساعی کا۔ ہماری دعوت کا جو خالصۃً ایک ایجابی دعوت اور مثبت کی پکار تھی، جس کو غلطی سے ہمارے مخالف "غیر مقلدیت" سے تعبیر کرتے رہے اور خوش ہوتے رہے۔

غیر مقلدیت کی تعریف

اس کے یہ معنی نہیں تھے کہ مذاہب آئمہ اور مسالک شائعہ کا انکار کیا جائے یا آئمہ اربعہ رحمہم اللہ کی مساعی اجتہاد کا مضحکہ اڑایا جائے، ہرگز نہیں۔ اس کا مقصد محض یہ تھا کہ مسائل پر غور کرتے وقت زمانے کے مقتضیات کو سامنے رکھا جائے اور اس استنباط اور استخراج پر سوا ان شرائط صالحہ کے جو زیر بحث مسئلہ کو حل کرنے میں مدد دیں، اور کسی قید اور شرط کو قبول نہ کیا جائے۔ یعنی مقصود یہ تھا کہ اجتہاد و فکر پر جو غیر ضروری پابندیاں عائد کردی گئی ہیں، ان کو ہٹایا جائے اور سوا کتاب اللہ اور سنت رسول کے یا ان اصول و مصالح کے جو ان سے مستنبط ہوں، اور کسی شے کو ملحوظ نہ رکھا جائے۔

وقت کے تقاضے

حضرات! ہر دور کے کچھ مسائل ہوتے ہیں اور ہر زمانے کے کچھ مقتضیات، جو ہوسکتا ہے کہ فی نفسہا اتنے اہم نہ ہوں یا بعد میں آنے والے لوگ ان پر ہنسیں۔ لیکن اس دور کے اہل علم ان سے تغافل نہیں برت سکتے۔ یہ ناگزیر ہوتا ہے کہ علمائے کرام اپنے زمانے کے تصورات و مسائل کو ملحوظ رکھیں اور بحث کرتے وقت یہ نہ بھولیں کہ وقت کے تقاضے ان سے کیا چاہتے ہیں۔ آج اگر ہم جبر و قدر اور ارجاء و اعتزال کی بحثیں قدماء کی کتابوں میں پڑھیں تو یقیناً ہم ہنسی کو نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روک سکیں گے کہ کتنے بڑے بڑے لوگوں کو ان فضول بحثوں نے صدیوں تک الجھائے رکھا۔ مگر ایسا ہونا ضروری تھا۔ اس وقت کا ذہن اسی نوعیت کا تھا اور ان کا اس رنگ کو قبول کرنا قدرتی تھا۔ وقت کا اثر اتنا گہرا اور ہمہ گیر ہوتا ہے کہ قریب قریب ہر شئے اسی رنگ میں رنگی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ جس زمانے میں یونانی علوم کا رواج تھا، ہماری ہر شئے میں یونانیت کی جھلک تھی۔ قرآن کی تفسیر میں، احادیث کی تشریح میں اور فقہ کی توضیحات میں کسی نہ کسی طرح وہ بحثیں گھس آئی تھیں، جو آج ہمیں بالکل غیر متعلق معلوم ہوتی ہیں۔ اور تو اور، ہمارے علوم آلیہ تک اس کی زد میں تھے۔ شرح ملا جامی ہمارے ہاں نحو کی چھوٹی کی کتابوں میں ہے۔ جن لوگوں نے اسے پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ خالص نحوی مسائل کو کیوں کر یونانی مابعد الطبعیاتی انداز میں پیش کیا گیا۔ یعنی صرف اس حقیقت پر اکتفا نہیں کیا گیا کہ فاعل مرفوع ہوتا ہے بلکہ اس پر بھی بحث کی گئی ہے کہ فاعل کیوں مرفوع ہوتا ہے۔ حالاں کہ نحوی اعتبار سے یہ نکتہ آفرینی اور نکتہ سنجی بالکل خارج از بحث ہے۔

غرض یہ کہ چوں کہ زمانے کا ذوق اس انداز کا تھا اس لیے لوگ ہر عالم سے یہ توقع رکھتے تھے کہ وہ یونانیت کی انہی مصطلحات میں سوچے اور جواب دے، اس لیے ان بزرگوں کو یہ سب کچھ کرنا پڑا، اور وہ ایسا کرنے میں حق بجانب تھے۔

زمانے کی نئی کروٹ

آج بھی زمانے کی نئی کروٹوں سے کچھ مسائل پیدا ہوئے ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم کتاب وسنت کی روشنی میں ان مسائل پر غور کریں۔

میں سردست صرف ایک سوال آپ کے غور وفکر کے لیے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اگر اس پر سوچ بچار کا انداز متعین ہو گیا تو نہ صرف یہ کہ ہم وقت کے بڑے اصولی مسئلے کو حل کریں گے اور ایک بہت بڑی تحدی یا چیلنج کا جواب دیں گے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے مسائل کے لیے بھی بڑی حد تک راستے ہموار کر لیں گے۔ اور تمام سوچنے والوں کے سامنے ایک کسوٹی رکھیں گے، جس پر وہ اسی نوعیت کی دوسری چیزوں کو پرکھنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

یہ مسئلہ موجودہ اقتصادیات کی تعیین کا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس مسئلے سے تعرض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے وقت مندرجہ ذیل حقیقتوں کو ضرور سامنے رکھا جائے کہ اس کے بغیر مسئلے کے اطراف و جوانب کا صحیح صحیح اندازہ نہیں ہو سکے گا۔

یعنی میری خواہش صرف یہ ہے کہ استدلال واستنباط کے لیے ایک واضح اور ٹھیک ٹھیک اساس تک ہماری رسائی ہو سکے تاکہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم محض تجرید کی فضا میں سوچتے ہیں اور حقائق متعلقہ پر نظر نہیں رکھتے۔

یہ مقام تفصیل کا نہیں، مختصراً ان اشارات پر کفایت کیجیے۔

پہلا معاشرہ

اولاً ہمیں اسلام کے سامنے جو معاشرہ تھا اس میں اور آج کے معاشرے میں جو فرق ہے اس کو قائم رکھنا ہوگا۔ وہ زمانہ ایسا تھا کہ ہر شخص کی خواہشات محدود اور سادہ تھیں۔ مال و دولت کی یہ فراوانی اور انتشار نہ تھا۔ یہ صورت حال نہیں تھی کہ ایک شخص، یا کئی شخص مل کر دوسروں کو ابتدائی اور بنیادی حقوق سے محروم کر دیں۔ بلکہ زندگی کی دوڑ میں ہر شخص آزاد تھا۔ اس وقت اراضی کی مِلکیت کے معنی یہ نہیں تھے کہ مستقل طور پر یہاں ایک طبقہ زمینداروں کا ہے اور دوسرا اجیروں اور کمیوں کا، بلکہ اس نوع کی طبقاتی ذہنیت سرے سے موجود ہی نہیں تھی۔ سب کے معاشرتی حقوق برابر کے تھے۔ سب کو مواقع میسر تھے کہ وہ اپنی استطاعت اور ذہنی خوبیوں کے مطابق ترقی کے دروازوں پر دستک دے سکیں، بخلاف آج کے کہ خواہشات نے اپنا دامن پھیلا لیا ہے۔ معاشرہ بہت پیچیدہ ہو گیا ہے، مال و دولت کے حصول کے اعتبار سے ایک طبقاتی نزاع بپا ہے، جس کی وجہ سے اجیر اور مزدور ہمیشہ گھاٹے میں رہتا ہے، کیوں کہ زندگی کے تمام کلیدی ذرائع پر سرمایہ دار یا زمیندار قابض ہے۔ اجیر یا مزدور کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ان کا ایک خاص شخص سے ایک آئینی معاملہ ہے اور زندگی کے دوسرے خانوں میں وہ آزاد ہے بلکہ یہ ہے کہ اس کے پورے وقت پر اس کی تمام جسمانی و ذہنی صلاحیتوں پر سرمایہ دار کا قبضہ ہے۔ اس کی اپنی کوئی خواہشات نہیں۔ یہ ہر آسائش سے محروم ہے، نہ تعلیمی آسانیاں اسے حاصل ہیں، نہ بہتر طبی اعانت پر اسے قدرت ہے اور نہ یہ ممکن ہے کہ زمیندار، یا سرمایہ دار نے اس کے لیے جو گھٹیا نظام حیات تجویز کر رکھا ہے، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے حصار سے یہ باہر نکل سکے۔ پہلے معاشرے میں دولت مند یا غریب میں جو امتیاز تھا وہ محض ہنگامی و عارضی تھا۔ اب جو فرق سرمایہ دار اور غریب میں ہے وہ آہنی اور مستقل ہے جس کا ہٹانا اس وقت تک آسان نہیں ہے، جب تک کہ زندگی کے پورے معاشرے کی موجودہ ترتیب کو نہ بدلا جائے۔ موجودہ نظام کی جکڑ بندیاں اس انداز کی ہیں کہ ان کو ختم کیے بغیر آپ جتنا ان سے مخلصی پانے کی کوشش کریں گے، اتنا ہی یہ اور مضبوط ہوں گی۔ لہٰذا ملکیت کا مسئلہ اس وقت جس مزاج کا تھا وہ آج کی ملکیت سے بالکل مختلف ہے۔ وہ ملکیت صرف ایک فرد کی حفاظت اور اس کی انفرادیت کی تکمیل کے لیے حرکت میں آتی تھی اور آج غیر مشروط اور غیر مقید ملکیت ایک طبقے کے مفاد کے لیے استعمال ہوتی ہے اور دوسرے طبقے کو ہر جائز آسانی اور سہولت سے محروم کر دیتی ہے۔

پیداوار کا مسئلہ

ثانیاً ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس وقت پیداوار کا مسئلہ اور غذا اور خوراک کا الجھاؤ ایسا نہیں تھا کہ اس کی حدود اتنی وسیع ہوں۔ اُس زمانے کے حالات ایسے تھے کہ یہ قریب قریب ذاتی اور انفرادی مصالح کی چیز تھی۔ آج یہ مسئلہ انفرادیت کے چوکھٹے سے نکل کر اجتماعیت کے دائرے میں آ گیا ہے۔ یہ حکومت کے سوچنے کی چیز ہے کہ ہمیں موجودہ حالات میں روئی کی زیادہ ضرورت ہے یا گیہوں کی۔ ہماری قومی و ملی ضروریات کے لیے اب یہ ناگریز ہو گیا ہے کہ زمین کی کاشت کا مسئلہ بھی ایک منصوبے کے ماتحت حل کیا جائے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے، جب تک کہ ملکیت کی اصطلاحیت میں قدرے لچک نہ پیدا کی جائے۔

دنیا کی غیر متیقن حالت

ثالثاً دنیا کی حالت اتنی غیر متیقن ہے کہ ہر وقت جنگ کے آتش فشاں پہاڑ کے پھٹ جانے کا خطرہ لاحق ہے۔ اس لیے جہاں تک صنعتوں کا تعلق ہے، ان میں بیشتر کلیدی و اہم صنعتیں ایسی ہیں جو لازماً قومی ہوں گی۔ اس لیے کم از کم اس حد تک قانونِ ملکیت کا متاثر ہونا بہر آئینہ ضروری ہو گا۔ پھر اگر زندگی کے ایک دائرے میں حالات کی مجبوری سے آپ ایک نوع کی لچک کو مانتے ہیں تو دوسرے دوائر میں بھی یہ لچک ماننا پڑے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک غور طلب تنقیح

رابعاً یہ تنقیح بھی لائق غور ہے کہ ملکیت اور منشائے ملکیت میں کہیں حالات کی تبدیلی سے باہم آویزش تو نہیں پیدا ہو گئی ہے، یعنی ایسا تو نہیں ہے کہ اسلام نے ملکیت کے مسئلے کو جس غرض سے مانا تھا، آج وہی غرض مسئلہ ملکیت کی اصطلاحیت سے معرضِ خطر میں ہو۔

ہم جہاں تک غور کر سکتے ہیں، ملکیت کے دو سبب سمجھ میں آتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس سے مراد حقوق کی حفاظت کا اس طرح سے اہتمام کرنا تھا کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے حقوق میں دخل اندازی نہ کر سکے۔ دوسرے یہ کہ انفرادیت کے بڑھنے اور پنپنے کے آزادانہ مواقع پیدا کیے جائیں۔ یعنی اگر ملکیت کے مسئلے کو کلیتہً اڑا دیا جاتا ہے تو پھر انفرادیت قطعی ختم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ ایسی کلیت لے لیتی ہے کہ جس میں فرد محض ایک بے جان کل پرزہ بن کر رہ جاتا ہے۔

مگر آج ملکیت کے مسئلے کو اگر آپ جوں کا توں رکھتے ہیں اور اس میں کہیں لچک پیدا نہیں کرتے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ عام انسانی حقوق کا اتلاف ہو گا۔ لاکھوں بھوکے اور غریب انسان ہمیشہ کے لیے تمام بنیادی راحتوں سے محروم ہو جائیں گے اور ظاہر ہے کہ اسلام کا یہ منشا ہر گز نہیں ہے۔ اسی طرح اس سے وہ دوسری غرض بھی مجروح ہوتی ہے یعنی سوا ایک خاص طبقے کے سب پر ترقی اور خوش حالی کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اب یہ سوال ہمارے سامنے نکھر کر آ جاتا ہے کہ ہم موجودہ الجھاؤ کو کیوں کر دور کرتے ہیں۔ کیا اصطلاحی ملکیت کو قائم رکھیں؟ اور اس طرح گویا سرمایہ داری کی تمام خرابیوں کو بے خوف و خطر لوٹ کھسوٹ کا موقع دیں، یا یہ کہ اس منشأ و مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اس میں مناسب و موزوں تبدیلی کریں۔

ایک شرط

اس ضمن میں ایک بات میں وضاحت سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اس اندازِ فکر کے اختیار کرنے سے پہلے اس بات کا یقین ہونا چاہیے کہ ذہن خالص دینی نقطۂ نگاہ کا حامل ہو، ورنہ شدید خطرہ ہے کہ اس طرح مذہب کو اشتراکیت کے فروغ کے لیے استعمال کیا جائے گا اور ہم یقیناً یہ نہیں چاہتے۔ ہمارے نزدیک اشتراکیت دنیائے انسانیت کی اتنی بڑی برائی ہے کہ ایک منٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے بھی اس کا گوارا کر لینا بہت بڑے خسران کو دعوت دینا ہے۔ ہمیں خالص کتاب و سنت کے داعیات کے ماتحت سوچنا ہے اور لوگوں کے سامنے ایک صاف ستھرا اور قابل عمل حل پیش کرنا ہے جس کے لیے اس وقت کا انسان بے قرار ہے۔ یہ یاد رکھیے کہ وہ موجودہ نظام کے متعلق دوٹوک رائے کا طالب ہے۔ اگر مذہب اس کے مطالبات کو پورا کر سکے تو اسے خوشی ہوگی، ورنہ وہ بہ درجہ مجبوری کفر کے دروازے کو کھٹکھٹائے گا۔

موجودہ صورت حال

حضرات! اس عظیم اجتماع کی اصلی غرض و غایت جیسا کہ میں ابتدا میں عرض کر آیا ہوں جماعت کی تنظیم داحیا ہے۔ اس وقت حالات یہ ہیں کہ چھوٹی چھوٹی اور نوزائیدہ جماعتیں تو سرگرم عمل ہیں اور آپ کی جماعت جس نے سب کی بیداری میں نمایاں حصہ لیا ہے، جس کی ایک تاریخ ہے، جس نے ذہنوں کو صحیح فکر عطا کیا، جس نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی دعوت کو اول اول پیش کیا ہے، آج اس درجہ منتشر، لامرکزیت کی شکار اور قریب قریب بے عمل ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ کچھ افراد اگر کچھ کرنا بھی چاہتے ہیں تو اپنی جماعت کے لیے نہیں، بلکہ دوسروں کے لیے، دوسرے ناموں پر، دوسرے دائروں میں داخل ہو کر اور دوسروں کے پھیلائے ہوئے خیالات سے متاثر ہو کر۔ یہ صحیح ہے کہ سیرت و عمل کی سچائیاں ہر جگہ ہو سکتی ہیں۔ کام اور جدو جہد کی جاذبیتیں انھیں کھینچ کر لامحالہ دوسرے کیمپوں میں لے جاتی ہیں۔ مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان کی صلاحیتِ کار خود اپنی جماعتی تنظیم کے لیے کیوں بے کار اور مفلوج ہو جاتی ہے، جب کہ دوسرے کے کام ان کی قابلیت کی وجہ سے چمک اٹھتے ہیں، تو خود ان کا کارخانہ حیات کیوں حرکت و زندگی سے محروم ہے۔ ا ن حضرات نے کبھی اس حقیقت پر غور کیا ہے کہ ان کا اپنا ایک دینی مزاج ہے۔ اگر یہ دوسروں میں مدغم ہو کر اپنی انفرادیت کھودیں گے، تو پھر اہل حدیث کی حیثیت سے ان کا وجود یقیناً ختم ہو جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس مشن کو نقصان پہنچے گا، جس کے لیے یہ معرض وجود میں آئے ہیں۔

دوسری جماعتوں سے ہمارے تعلقات

ہم اس کے مخالف نہیں ہیں کہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر اہل حدیث تعلیمی یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیاسی، یا معاشرتی کاموں میں حصہ لیں، کیوں کہ ایسا نہ کرنا، نہ صرف یہ کہ ان کے لیے بمنزلہ پیغام موت کے ہے، بلکہ اہل حدیث کے اس تصور کے منافی ہے جس پر ان کی تمام مسائی کی بنیاد رہی ہے، کیوں کہ یہی تو وہ جماعت ہے، جو تمام مسلمانوں میں اخوت و یگانگت کی صحیح فضا پیدا کرنا چاہتی ہے۔ ہم جو چاہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ جب تک آپ اہل حدیث کے تصور سے اتفاق رکھتے ہیں، اس وقت تک اس کو قائم رکھنے کی ہر ممکن سعی کرتے رہیے۔ اپنے امتیاز اور انفرادیت کو قائم رکھیے، اور اپنے مخصوص دینی ذوق کی حفاظت کیجیے۔ وہ سب کام جو آپ تبلیغ واشاعت کے قبیل کا کرنا چاہتے ہیں، یقیناً کیجیے لیکن یہ دیکھ لیجیے کہ اس سے ٹھیک ٹھیک آپ کے نقطۂ نگاہ کی ترجمانی ہو رہی ہے، یا آپ کے دینی تصور کو اس سے نقصان پہنچ رہا ہے؟

افسوس ناک بات

یہ کتنی افسوس ناک بات ہے کہ اتنی بڑی جماعت پورے ملک میں اپنا کوئی مرکزی مدرسہ نہ رکھتی ہو، اس کا کوئی ہائی سکول نہ ہو، کوئی دارالاشاعت نہ ہو اور کوئی ایسی لائبریری نہ ہو، جہاں بیٹھ کر اہل قلم اپنی پیاس بجھا سکیں۔ آج اس بے اعتنائی کا یہ نتیجہ ہے کہ سخت قحط الرجال ہے یعنی اس لمبے عرصے میں کوئی نیا فکر پیدا نہیں ہوا۔ کوئی نئی سیرت اسوہ طراز نہیں ہوئی۔ آج سے تیس چالیس سال پہلے ہم اپنے سٹیجوں پر جن بزرگوں کو دیکھتے تھے اور جو باتیں سنتے تھے، بالکل وہی سماں آج نظروں کے سامنے ہے، گویا زمانے نے کوئی ترقی نہیں کی۔ ماحول میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور کوئی نیا شخص ایسا نہیں ہوا جس کا علم وفضل جماعت کے وقار میں اضافہ کر سکے، جس کی شخصیت سے پھر سے تقویٰ و پاکیزگی کی فضاؤں میں بہار آئے، بلکہ جو بزرگ اپنی مسند علم سے اٹھ گئے ہیں، آج کوئی ایسا بھی تو نہیں ہے جو ان کی جگہ کو پر کر سکے۔ آج کون ہے جو صاحب تحفۃ الاحوذی کی جانشینی کا استحقاق رکھتا ہو؟ جو قاضی محمد سلیمان مرحوم کی سی سنجیدگی، علم اور اخلاص و تقوی کا حامل ہو؟ ہاں وہ کون ہے جو حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کے بے پناہ قلم کو اپنی انگلیوں میں تھام سکے؟

یہ حقیقت ہے کہ جب ہم اپنی اس کمزوری پر نظر ڈالتے ہیں تو گردنیں مارے شرم و ندامت کے جھک جاتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارا فرض

حضرات! تنظیم کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، وہ بحمد اللہ ہم میں موجود ہیں۔ ہمارے سامنے ایک عظیم الشان نصب العین ہے یعنی پوری امت کی اصلاح و تعدیل کا فریضہ ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجبات ہیں۔ پھر جو لوگ ہمیں ملے ہیں وہ بھی نسبتہً تمام دوسری جماعتوں کے زیادہ متدین اور نیک ہیں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم میں کا وہ طبقہ جس کے ہاتھ میں عملاً جماعت کی باگ ڈور ہے، حرکت میں آئے، اپنی صلاحیتوں کا جائزہ لے، اپنے چھوٹے چھوٹے شخصی اختلافات کو ختم کرے اور اپنی زندگی کی دھن یہ قرار دے کہ اسے جماعت کے احیا کے لیے کام کرنا ہے۔ زندگی مختصر ہے، حالات پُر آشوب ہیں۔ اس وقت اگر ہم نے کوئی کام نہ کیا تو پھر نہ صرف یہ کہ مٹ جائیں گے، بلکہ اللہ کے ہاں پکڑے جائیں گے۔ آج حالات نئے سانچوں میں ڈھل رہے ہیں، دہریت والحاد کے مختلف کیمپ اسلام پر حملہ آور ہیں، دین کی بنیادی قدروں کو مٹایا جارہا ہے اور زندگی کے ایسے ایسے نقشوں کی اشاعت ہورہی ہے جن کو اسلام کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں۔ لہذا اس وقت اگر کتاب اللہ کی روشنی اور سنت کی تجلیات سے آپ نے وقت کی تاریکیوں کا مقابلہ نہ کیا تو پھر کل اپنے مٹنے پر تاسف کا اظہار نہ کیجیے گا۔ آیئے امید ورجا کا علم ہاتھ میں لیں، راستے کی ناہمواریوں کو اپنے عزم وتدبیر سے سازگار بنائیں اور اللہ کا نام لے کر تنظیم واحیائے جماعت کی ذمہ داریوں کو مردانہ وار قبول کریں۔

مایوسی کو چھوڑیے، تنقید و تنقیص کی عادت سے باز آیئے کہ اس سے سوا تخریب کے اور کوئی فائدہ نہیں۔ رجا و یقین اور اس کے ساتھ حسن ظن کو اپنا شیوہ ٹھہرایئے۔ ان شاء اللہ آپ کامیاب ہوں گے۔

آخر میں میں پھر آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے محض دینی جذبے سے متاثر ہو کر یہاں آنے کی زحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے عزائم میں برکت عطا کرے اور دنیا و عقبٰی میں سرخرو فرمائے۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ صدارت

(از مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی)

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی پہلی کانفرنس بہ تاریخ ۲۷،۲۸۔مئی ۱۹۴۹ء(۲۸، ۲۹۔رجب ۱۳۶۸ھ) لاہور میں زیر صدارت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی منعقد ہوئی۔مولانا سیالکوٹی نے چھوٹی بڑی ۸۴ کتابیں تصنیف کیں۔ان کا شمار برصغیر کے جلیل القدر اصحاب علم میں ہوتا تھا۔ان کی ولادت اپریل ۱۸۷۴ء میں سیالکوٹ میں ہوئی اور اسی شہر میں انھوں نے ۱۲۔جنوری ۱۹۵۶ کو وفات پائی۔انھوں نے مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی اولیں کانفرنس میں جو خطبہ صدارت ارشاد فرمایا، اس کا عنوان ہے''احتفال الجمھور فی بلدۃ لاہور'' یہ خطبہ ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد اللہ نحمدہ و نستعینہ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ وا شھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبدہ ورسولہ. اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتھا و کل بدعۃ ضلالۃ

برادرانِ ملت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اس عظیم الشان جلسے کی صدارت بلکہ افتتاح کے لیے جو مجلس مشاورت منعقد ہوئی تھی افسوس میں عاجز اس میں موجود نہ تھا۔میری غیر حاضری میں اہل شورہ نے یہ بار گراں میرے ناتواں کندھوں پر رکھنا تجویز کیا حالانکہ اس مجلس میں مجھ سے بہتر اصحاب موجود تھے جو اس منصب جلیل کو پوری خوبی سے بجا لا سکتے تھے،لیکن معلوم نہیں کس فلسفے کے ماتحت یہ بھاری بوجھ ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضعیف العمر، نحیف القویٰ اور کئی سال سے علیل الطبع بوڑھے کے کندھوں پر رکھنا تجویز ہوا۔

جن اصحاب نے باوجود میری سب کمزوریوں کے محض اپنے حسن ظن سے یہ عہدہ جلیلہ میرے لیے مخصوص کیا ان کی عقیدت وخلوص کے مقابلے میں اگر چہ میں، اپنے ضعف و نا قابلیت کا عذر کر سکتا تھا، لیکن شاید اس سے ان کی دل شکنی ہوتی اور یہ مناسب نہ تھا۔ اس لیے میں نے ان کی دلداری کو اپنی معذرت پر ترجیح دی۔ مجھے اس بارگراں کو اٹھا کر آیت وحملها الانسان پر عمل پیرا ہونا پڑا۔ اب خدا مجھ ناتواں کو توفیق کو دے کہ میں اس فرض کو باحسن وجہ بجالا سکوں آمین،

حضرات!

آپ بھی دعا کریں اور میں بھی دعا کرتا ہوں کہ خداوند قدوس اپنے فضل وکرم سے ہمارے دلوں کو نور اور سکینہ سے بھر دے اور ان کو مصفا و مجلا کر دے آمین،

پیارے بھائیو اور دوستو! میں نے اس خطبے کا نام حال و مقام کی مناسبت سے ''احتفال الجمهور فی بلدة لاہور'' رکھا ہے۔ لغت میں جمہور کے معنے ہیں ہمہ مردم و ہمہ مردماں (صراح) سو عام اہل حدیث کی محفل آپ کے سامنے ہے جو شہر لاہور میں منعقد ہو رہی ہے۔ تاریخی طور پر گیارھویں صدی عیسوی کے ربع اول یعنی ۱۰۲۲ء میں غازی اسلام حضرت سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے حملوں کے سلسلے میں اسلامی حکومت سب سے پہلے اسی شہر لاہور میں قائم ہوئی تھی (تاریخ ہند مصنفہ لھبنترج صاحب) نیز تخت دہلی کا سب سے پہلا مسلمان بادشاہ حاتم وقت قطب الدین ایبک مرحوم اسی لاہور میں مدفون ہے۔

اس کے علاوہ ہم (محدثین ؒ کے نام لیوا) گروہ اہل حدیث کے لیے ایک مزید خوشی کا موقع بھی ہے کہ اس ملک ہندوستان میں سب سے پہلے جس بزرگ نے شان محدثین کا تاج پہنا اور پورا علم حدیث حاصل کیا وہ مشارق الانوار کے مصنف شیخ رضی الدین حسن صغانی لاہوری ہیں جن کی ولادت اسی شہر لاہور میں ۵۷۷ھ میں ہوئی۔ (مآثر الکرام مصنفہ مولانا آزاد بلگرامیؒ)

ملک ہند میں جماعت اہل حدیث کی ابتدا

اس عنوان کے تفصیلی بیان کے لیے فرقہ بندیوں کے تاریخی سلسلے کے بیان کی بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہے۔لیکن اس کے لیے بہت لمبا راستہ طے کر کے اپنے مقام پر آنا پڑتا ہے، جو اس تھوڑے سے وقت میں طے نہیں ہوسکتا اس لیے بطور شارٹ کٹ (Short Cut) تفصیلات کو نظر انداز کر کے اختصار سے کام لینا ضروری ہے۔

ایک وجدانی کیفیت کا اظہار

حضرات! مجھے جماعت اہل حدیث کو ایک فرقہ (بمعنی متعارف) شمار کرنے یا قرار دینے میں ایک وجدانی تکلیف ہوتی ہے۔بہتر ہے کہ اس موقع پر اس مجلس عامہ میں اس کی حقیقت بیان کردوں جو حسب ذیل ہے۔

قرآن شریف نے فرقہ بندی کی مذمت کی ہے اور اس سے منع فرمایا ہے۔ملاحظہ ہوں آیاتِ ذیل: واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا (آل عمران:۱۰۳)

یعنی خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو جمع ہو کر اور مت متفرق ہو۔

اس جگہ حبل اللہ سے مراد (بلا اختلاف) قرآن شریف ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ ممنوع فرقہ بندی وہ ہے جس میں خدا کی کتاب کو چھوڑ کر جماعت مسلمین سے جدائی اختیار کی جائے۔

اس سے آگے فرمایا: ولا تكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاء هم البينت. (ال عمران:۱۰۵)

یعنی مت ہو جاؤ مانند ان لوگوں کے جو متفرق ہوئے اور انھوں نے اختلاف کیا پیچھے اس کے کہ آگئے ان کے پاس روشن دلائل۔

توضیح: قرآن شریف کی آیات کے بینات ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں، باقی رہیں رسول خدا ﷺ کی احادیث، سو معلوم ہو کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے جو اوصاف و اسمائے شریفہ قرآن شریف میں مذکور ہیں ایک ان میں سے البینہ بھی ہے (ملاحظہ ہو سورۃ بینہ پارہ عم) پس اس آیت سے روشن ہو گیا کہ حق تعالیٰ نے اس اختلاف سے منع فرمایا ہے جو قرآن و حدیث کے دلائل کے واضح ہو جانے کے بعد پیدا کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا: وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ (انعام:۱۵۳)

یعنی اور یہ کہ یہی ہے میری راہ سیدھی، پس تم پیروی کرو، اس کی اور مت پیروی کرو دیگر (مختلف) راستوں کی، پس وہ راستے تم کو خدا کی راہ سے جدا کردیں گے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ خدا کی مقرر کردہ سیدھی راہ کی پیروی کے سوا دیگر راستوں کی پیروی کرنا خدا کی راہ سے جدا ہونا ہے۔

اس مضمون کی آیات اور ان کے مطابق احادیث صحیحہ اور حسان بکثرت ہیں لیکن طوالت سے بچتے ہوئے انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ان آیات بنیات سے واضح ہو گیا کہ فرقہ بندی کی مذموم صورت یہ ہے کہ کوئی جماعت اپنے مخصوص معتقدات یا عملیات میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے جدا ہو جائے۔

چوں کہ جماعت اہل حدیث خدا کے فضل سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے سرمو بھی جدا نہیں ہوئی بلکہ نصوص بینہ قرآنیہ وحدیثیہ پر نہایت مضبوطی سے عمل پیرا ہے اور اس نے صدر اول کے تعامل کو جب فرقہ بندی کی حدیں قائم نہیں ہوئی تھیں، ہرگز نہیں چھوڑا، اس لیے ان کو اس معنی میں جس میں قرآن شریف اور حدیث میں فرقہ بندی کی مذمت وارد ہے، فرقہ نہیں کہہ سکتے، کیوں کہ انھوں نے صدر اول کی جماعت سے افتراق نہیں کیا۔

ازالۂ وہم

لیکن جب ان اسباب کے تحت جن کی تفصیل بہت طویل ہے اور ان کے بیان کے لیے وقت میں گنجائش نہیں، اس امت مرحومہ میں بھی باوجود اس حکم کے کہ تم اہل کتاب کی طرح فرقہ فرقہ نہ ہو جانا، بدقسمتی سے کئی فرقے پیدا ہو گئے اور ہر ایک فرقے کے امتیازی مسائل جن میں کوئی فرقہ دوسروں سے جدا ہوا یا جدا سمجھا گیا، کتابی صورت میں مدون ہو گئے اور آپس میں مناظرے اور ردوتردید کا سلسلہ بھی قائم ہو گیا تو ان کے مقابلے میں اہل حدیث بھی جو طرازِ اول اور طرز سابق پر قائم تھے، ایک فرقہ شمار ہونے لگے۔

پس اگر میرے کلام میں اہل حدیث کا ذکر بطور فرقہ کے آئے تو عرفی اعتبار سے ہوگا نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باعتبار حقیقت کے۔اہل منطق کہا کرتے ہیں۔ لو لا الا عتبارات لبطلت الحکمۃ

آمدم برسر مطلب

میرے معزز بھائیو اور دوستو! اس ملک ہند میں خالص کتاب وسنت کی اتباع کی تخم ریزی نہایت حکیمانہ روش سے حجۃ الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے بابرکت ہاتھوں سے ہوئی اور اس کی آب یاری ان کے پوتے اسمٰعیل شہید (علیہ رحمۃ اللہ الجلیل) نے سیاہی اور خون ہردو سے کی اور اس کی فصل کی کٹائی اور پھر خرمن اندوزی حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے خاندان کے فیوض علمیہ وعملیہ کے وارث سید محمد نذیر حسین (علیہ رحمۃ اللہ رب الثقلین) نے کی۔

حضرت میاں صاحب مرحوم نے تصنیف کو نہیں بلکہ تدریس کو اپنا شغل بنایا۔اشاعت علم کے یہی دو طریق ہیں اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر ازبس مفید ہے،لیکن تدریس میں صحت علم کا جو فائدہ ہے وہ اسی سے مخصوص ہے۔مدرس نہ ہوں تو کتابیں کون پڑھائے اور صحیح وغلط کی تمیز کون کرائے۔خدا تعالیٰ نے تدریس حدیث میں حضرت میاں صاحب مرحوم کی ایک اکیلی جان کو وہ توفیق بخشی اور آپ کے انفاس طیبہ میں وہ برکت عطا کی کہ دیگر منظم جماعتوں سے یہ کام اس انداز پر نہ ہوسکا۔

شہر بشہر اور قریہ بقریہ آپ کے شاگردوں کی تعداد اس کثرت سے ہوگئی کہ قال قال رسول اللہ ﷺ کا غلغلہ گھر گھر میں ہونے لگا۔

جماعتی زندگی کا دور

حضرت میاں صاحب مرحوم کے شاگردوں کی کثرت جب اس قدر ہوگئی تو یہی کثرت خود جماعتی زندگی کی داعی ہوئی اور بعض دیگر ایسے اسباب بھی پیدا ہوگئے جن کی تفصیل کے لیے وقت میں گنجائش نہیں ہے،جن سے جماعتی زندگی کی ضرورت اور بڑھ گئی۔

ایک خطرناک جھٹکا

۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں اہل حدیث کے جماعتی نظام کو ایک ایسا جھٹکا لگا جس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قومی شیرازہ بندی کو سخت صدمہ پہنچا اور اس کے نظام عصبی میں حروف رخوہ کی کیفیت پیدا ہو گئی یہاں تک کہ میدان عمل بجائے کارزار ہونے کے مرغزار بن کر رہ گیا۔

مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کی مساعی جمیلہ

اسی دور میں صورتِ حالات پر نظر کرتے ہوئے حضرت میاں صاحب مرحوم کے لائق شاگرد حضرت مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے زورِ قلم اور رفتارِ قدم سے جماعتی نظام کو سنبھالا، اور اس میں سرسید مرحوم اور ان کے لائق فرزند جسٹس سید محمود کی مساعی بھی قابل قدر ہیں۔

نکتہ عجیبہ

صاحبان! حق تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو بوجہ آپ کی جامعیت اور خاتمیت کے دو منصب عطا کیے تھے۔ تبلیغ دین اور تنفیذ احکام۔۔۔ سو تنفیذ احکام تو خلافتِ کبریٰ سے متعلق ہے، اور تبلیغ دین واحیائے سنتِ مطہرہ کے لیے خدائے تعالیٰ نے گروہِ محدثین کو پیدا کیا، جنھوں نے آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال کو نہایت محنت وجانفشانی سے حاصل کر کے اپنے سینوں میں حفظ کیا اور پھر ان کو بغیر کمی بیشی کے سفینہ کاغذ پر ضبط کر کے کتابی صورت میں مدوّن کیا، چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا:۔ نضر اللہ امرأ سمع منا شیأ فبلغه کما سمعه الحدیث (مشکوٰۃ صفحہ ۱۷) "یعنی خدا تعالیٰ بارونق اور تروتازہ رکھے اس شخص کا چہرہ جس نے ہم سے کچھ سنا، پھر اسے اسی طرح پہنچا دیا، جس طرح سے کہ سنا تھا"۔

امام سفیانؒ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کی اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہر محدث (حافظ ومدرس حدیث) کے چہرے پر رونق وتازگی رکھتا ہے" (چاہے وہ بوڑھا ہو جائے)"۔

نیز فرمایا: لا یزال اللہ یغرس فی ھذا الدین غرسا یستعملھم فی طاعته (رواہ ابن ماجہ)

یعنی خدا تعالیٰ اس دین میں ہمیشہ ایسے درخت لگاتا رہے گا، یعنی ایسے اشخاص پیدا کرتا رہے گا جن کو اپنی اطاعت میں لگا تا رکھے گا۔ ان خدام سنت کو حضور ﷺ نے اپنا خلیفہ فرمایا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے حق میں رحمت کی دعا کی ہے چنانچہ فرمایا: اللھم ارحم خلفائی الذین یاتون من بعدی الذین یروون احادیثی و سنتی و یعلمونھا الناس (جامع الصغیر لامام السیوطیؒ)

''یعنی خداوندا! میرے ان خلفاء پر رحمت کر جو میرے بعد ہوں گے اور میری احادیث اور میرا طریق عمل روایت کریں گے اور (دیگر) لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے''۔

سو حضرت میاں صاحب مرحوم نے بذاتِ خود اور ان کے لائق شاگردوں نے بھی مجالسِ تدریس قائم کر کے اس منصب کو نہایت خوبی سے انجام دیا۔ لیکن ۱۸۵۷ء کے ہنگامے سے پیدا شدہ نتائج سے دوسرے منصب جلیل کی جھلک میدانی وسعت سے شمال مغربی پہاڑوں کے غاروں میں سمٹ گئی۔

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی اور کوہستانی اخوان

اگرچہ خدا کی راہ میں ترکِ وطن کرنے والی جماعت اپنے بھائیوں سے جدا ہو گئی لیکن ہم میدانی لوگوں کا قلبی تعلق ان جبلی بھائیوں سے ہرگز منقطع نہ ہوا، بلکہ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی کی سرکردگی میں (کہ وہ بھی حضرت میاں صاحب مرحوم کے ارشد تلامذہ میں سے تھے) برابر قائم رہا۔

مولانا ثناءاللہ مرحوم اور اہل حدیث کانفرنس

اس قلبی تعلق کی وجہ سے ہر دو مناصب کو جمع کرنے کے لیے میاں صاحب مرحوم کے بعض دور اندیش اور جامع کمالات شاگردوں نے آرہ شاہ آباد (صوبہ بہار) میں ایک مرکز قائم کیا جس کی طرف تھوڑے ہی عرصے میں دور دور کے شہروں میں کشش پیدا ہو گئی۔ اسی سلسلے میں اس وقت کے حالات کو نظر میں رکھ کر مولانا ثناءاللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے اس خادم نے مشورہ کیا کہ خدا کے فضل سے ابھی بہت سے اکابر جماعت موجود ہیں، کیا اچھا ہو کہ ان کی قیادت میں عام جماعتی نظام قائم کر لیا جائے۔ یہ خیال خدا کی توفیق سے اہل حدیث کانفرنس کی شکل میں ظاہر ہوا، جس کے سالانہ جلسے دور دور کے صوبوں میں ہوتے رہے۔ کانفرنس کے قیام و نظام کے متعلق جو تحریری و تقریری خدمات مولانا ثناءاللہ صاحبؒ نے انجام دیں وہ محتاجِ بیان نہیں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جزاہ اللہ عنا جزاءً حسنا۔

اب صورتِ حال یہ ہے کہ نہ بانس رہا نہ بانسری۔ نہ مولانا ثناء اللہ صاحب رہے نہ کانفرنس۔ نہ امرتسر رہا نہ دہلی، نہ علماء و مدارس اور نہ کتب خانے بلکہ اس انقلاب نے ہر شئے پر ایسی ہوا چلائی کہ اس نے ما تذر من شئي اتت عليه الا جعلته كالرميم (ذاریات:۴۲) کی آیت بطور وظیفہ یاد کرادی۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان

خدا جزائے خیر دے مولانا داؤد صاحب غزنوی کو کہ انھوں نے جماعت کی پریشانی اور وقت کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کا ڈھانچا کھڑا کر دیا ہے۔ اب جماعت کا کام ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں بن جائیں۔ بگڑے ہوئے کام کا سنوارنا نیا بنانے سے مشکل ہوتا ہے اور اس میں کسی بڑے ماہر کاریگر کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن افسوس ہم پر یہ مصیبت ایسی حالت میں وارد ہوئی کہ اکابر جماعت سب فوت ہو چکے ہیں۔

حضراتِ علما سے خطاب

اس موقعے پر اگر میں اپنے علمائے اہل حدیث سے ایک مخلصانہ گزارش کروں تو غالباً بے جا نہ ہوگا۔ وہ یہ کہ یہ بات ان حضرات پر جو علوم مدوّنہ کی تحصیل با قاعدہ کرتے ہیں، مخفی نہیں ہے کہ خدا کے فضل سے جماعت اہل حدیث میں بڑے بڑے جامع العلوم و الفنون جید علماء بکثرت موجود تھے، جن میں سے آج کل اتنے وسیع ملک ہندوستان میں غالباً کیا یقیناً انگلیوں پر گننے کے قابل بھی باقی نہیں ہیں۔ شاید آپ کہہ اٹھیں کہ دنیا فنا کا گھر ہے۔ آخر ان کو یہاں سے ایک دن رخصت ہونا تھا، سو ہو گئے۔ ہاں! یہ درست ہے، لیکن اگر ان کے بعد ان کی قابلیت کے علماء پیدا ہو کر ان کے خلا کو بھر دیتے تو صرف ان کی ذات والا صفات کے فقدان کا غم نہ ہوتا۔ لیکن صدمہ تو یہ ہے کہ ان کے جانشین صحیح معنی میں جانشین ثابت نہ ہوئے، نہ علم میں، نہ عمل میں اور نہ فضل میں، نہ کمال میں، اور روحانیت کا ذکر تو شاید آج کل کے مذاق کے مطابق اور رائج الوقت محاورے کے لحاظ سے بے وقت کی راگنی سمجھی جائے گی۔ پس ان کی وفاتیں کئی ایک صدمات کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجب ہوگئی ہیں۔ان کی ذوات کے فقدان کا صدمہ،ان کے بعد علمی انحطاط کا صدمہ،اور سب سے بڑھ کر روحانیت کے زوال کا صدمہ،اور اس پر مزید یہ کہ علمائے اہل حدیث کی توجہ بھی دوسروں کی دیکھا دیکھی امور دنیا کی طرف ہوگئی ہے الا ما شاء اللہ ۔ہمارے اگلے بزرگ خدا ان پر رحمتیں کرے،دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے،لیکن اب وہ سماں نظر نہیں آتا۔

حضرات! میں نے یہ گستاخی آپ کے سامنے اس لیے کی ہے کہ (خاکم بدہن) مجھے ایسا ہی نظر آرہا ہے،نیز اس لیے کہ جب تک بیماری کا احساس اور اس کے ازالے کی پروانہ کی جائے،اس کے علاج کی فکر نہیں ہوتی،اور حقیقتِ واقعی سے چشم پوشی بہت سے خطرات پیدا کر کے آخر کار ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے۔آپ اپنے بزرگوں کے کارناموں پر کب تک فخر کرتے رہیں گے۔کچھ خود بھی کر دکھایے اور آنے والی نسلوں کے لیے کوئی عمدہ یادگار چھوڑ جایے۔کیا آپ صاحبان ہی لوگوں کو یہ شعر نہیں سنایا کرتے

ے لیس الفتی من یقول کان ابی
ان الفتی من یقول ھا انا ذا

میرے معزز بزرگو اور بھائیو! آپ خوب جانتے ہیں کہ شرک و بدعت کی ترویج کے لیے کسی علمی نصاب کی تدریس یا کسی شعبہ تبلیغ کی ضرورت نہیں،اس کے لیے ایک حاجت ہی سب رستے درست کر دیتی اور پٹری بچھا دیتی ہے۔تبلیغ و تدریس کی حاجت اور مبلغین و مدرسین کی ضرورت قرآن و حدیث کی اشاعت و ترویج کے لیے ہے اور بس۔پس آپ اٹھیے اور کمر ہمت باندھیے اور قرآن و حدیث کی ترویج کے لیے قوم کو ابھاریے اور درس گاہیں بہرنوع قائم کیجیے،اور اپنی آئندہ نسلوں کو آفتوں سے بچایے،ورنہ انقلابِ زمانہ کی آفت سے نہ آپ بچ سکیں گے نہ قوم سلامت رہے گی۔خاکم بدہن اگر ایسا نہ ہوا تو آپ کی اولاد توحید سے خالی اور سنت سے بے بہرہ ہو کر پھر جہالت کی تاریکیوں میں پھنس جائے گی۔

شعبہ تدریس و تبلیغ

حسن اتفاق سے یہاں لاہور میں جہاں پر جلسہ ہو رہا ہے،مولانا داؤد صاحب غزنوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اہتمام سے مدرسہ تقویۃ الاسلام بھی جاری ہے۔اس کے نصاب پر نظر کر کے اس کو تقویت دیں اور اس کے کینڈے پر دیگر مقامات پر بھی جمعیت اہل حدیث کے تحت قرآن و حدیث کی تعلیم اور علوم ِ خادمہ کی تدریس کے لیے درس گاہیں کھولیے۔خزانہ جمعیت کو مین ہیڈ (Main head) بنایے اور مدارسِ ماتحت کی بحسبِ ضرورت اس سے مدد دیجیے۔عام اخراجات وہ مدارس خود برداشت کریں۔

اسی کے ساتھ ذہین طلبا اور محنتی علماء میں سے بحسبِ مذاق انتخاب کر کے مبلغین کی ایک الگ جماعت بنایے جو قوم کے لیے تبلیغی ضرورتوں کو پورا کریں۔

اہل حدیث کا سیاسی موقف اور نصب العین

حضرات! یہ ایک اہم عنوان ہے اور حضراتِ علماء اور اعیانِ جماعت کی نظر و فکر کا محتاج ہے اور مجھ سے پوچھیے تو میرے خطبہ صدارت کی جان یہی ہے۔اگر میں اسے نظر انداز کر دوں یا اس کے بیان میں کوتاہی کروں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کی ضرورتوں کو علیٰ وجہ البصیرت سمجھتے ہوئے اپنے منصب کو، جس سے قوم نے میری سرفرازی کی ہے، نہیں سمجھا اور میں نے اپنے جماعتی اعتماد کو کھودیا ہے۔

سو امید ہے کہ آپ اسے پوری توجہ سے سنیں گے اور اس کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے مجھ سے موافقت کریں گے۔میرے معزز بھائیو! اس تلخ حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ بحیثیت اہل حدیث ہونے کے ہماری جماعتی شیرازہ بندی کوئی نہیں۔تقسیم ہند سے پہلے جماعت اہل حدیث کے افراد منتشر ہو کر کئی سیاسی پارٹیوں میں شامل تھے۔

(۱) بہت سے اہل حدیث علماء اور عوام و امراء کانگرس کا ساتھ دیتے تھے اور تقسیم نہیں چاہتے تھے۔

(۲) ان کے مقابلے میں بعض علماء اور کثیر التعداد عوام و امراء مسلم لیگ کے حامی تھے اور تقسیم چاہتے تھے۔

(۳) بعض اہل حدیث علماء اور بہت سے عوام احراری تھے۔وہ کانگرس کے ساتھی تھے یا نہ، لیکن بہر حال مسلم لیگ کے موافق نہ تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) اسی طرح بعض اہل حدیث خاکسار تھے۔ یہ بھی کانگرس کے موافق ہوں یا نہ ہوں لیکن مسلم لیگ کے مخالف تھے۔

(۵) بہت سے متوسط درجے کے اہل حدیث عوام اور بعض علماء اور انگریزی دان وکلا مودودی تھے، جو اپنا نام اسلامی جماعت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ کانگرس کے خلاف آواز اٹھاتے تھے، لیکن انھوں نے عملی طور پر مسلمانوں کی عام جماعت مسلم لیگ کو بھی ووٹ نہ دیا، جس کا بُرا نتیجہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے ووٹوں میں کمی ہونے سے کانگرس کو فائدہ پہنچ سکے، گویا انھوں نے مسلمانوں کے عام جماعتی فائدے کو اپنی پارٹی کے سمجھوتے پر قربان کر دیا۔ اور لا الی ھؤلآء و لا الیٰ ھؤ لاء کی تصویر بنے رہے۔

(۶) چھٹی ایک اور جماعت کمیونسٹوں کی ہے، خدا نہ کرے کہ کوئی اہل حدیث اس میں شامل ہو، لیکن میرے معزز و محترم بھائیو! اگر ایک مسلمان، مسلمان کہلاتے ہوئے کمیونزم کا شکار ہو سکتا ہے، تو ایک اہل حدیث بھی اہل حدیث کہلاتے ہوئے کمیونزم کے پھندے میں پھنس سکتا ہے۔

(۷) آپ ساتویں قسم کے اہل حدیث ان سب سے الگ بھی تجویز کر سکتے ہیں جو مذکورہ بالا پارٹیوں میں سے کسی میں بھی شامل نہ ہوں۔ ہاں یہ ممکن ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دوں کہ اس کے یہ معنے ہیں کہ سات میں سے صرف ایک اہل حدیث ایسا ہے۔ اب خیال فرمایئے کہ سیاسی موقف میں چھ کے مقابلے میں اس ایک آواز کی کیا وقعت ہوگی؟ پھر یہ کہ ایسے لوگوں کو اپنی جماعت بندی کے لیے کسی (Organization) آرگنائزیشن یعنی نظام و تنظیم کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟ اگر نہیں تو (خاکم بدہن) بس اہل حدیث کا قصہ ختم، کیوں کہ چھ تو متضاد المقاصد یا مختلف العقائد جماعتوں میں ہضم ہو کر ختم ہو گئیں اور ساتویں بے نظام رہ کر مر گئی۔ اس کا نتیجہ بھی وہی ہوگا کہ اہل حدیث کی جماعتی حیثیت نہ رہے گی۔

اور اگر آپ اس ساتویں قسم والوں کے لیے کسی نظام کی ضرورت سمجھتے ہیں تو اس نظام کو ایسا مکمل کیوں نہیں بناتے جس میں دیگر چھ بھی آجائیں اور دوسروں میں جذب نہ ہوں۔

اس کی عملی صورت یہی ہے کہ آج کل جو ہر کہ دمہ کی زبان پر سیاست سیاست کا وظیفہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رٹا جا رہا ہے، اور اس میں موافقتِ قرآن وحدیث کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی، اہل حدیث کا بحیثیت جماعت ایک سیاسی موقف ونصب العین قرار دیا جائے جس پر سب پارٹیوں کے اہل حدیث جمع ہو جائیں اور یہ پارٹی بازی جاتی رہے، گویا جس طرح آپ تعبدی امور میں آیہ ودانی ہدایہ و اعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا پڑھا کرتے ہیں، اسی طرح سب اہل حدیث قرآن وحدیث کے تعلیم کردہ سیاسی نظام پر جمع ہو جائیں، اور دیگر پارٹیوں کو چھوڑ دیں۔

کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ آپ دیگر پارٹیوں میں جن میں ہر قسم کے لوگ معجون مرکب کی طرح شامل ہیں، جذب ہونے کے بجائے اصل قرآن وحدیث کی سٹیج پر جمع ہو جائیں اور سوائے اس کے کسی دیگر سے موافقت نہ کریں، الاّ اس صورت میں کہ وہ قرآن وحدیث کے موافق ہوں۔ یہ وہی نقطۂ نگاہ ہے جس کی وجہ سے آپ نے تقلید شخصی کو ترک کیا اور قرآن وحدیث کے مقابلے میں اقوال الرجال کی پروانہ کی۔

دفع دخل:

اس موقع پر میں بطور دفع دخل مقدر کے اس وہم کو بھی صاف کر دوں کہ کیا جمعیت اہل حدیث کا نصب العین اور سیاسی موقف عام مسلمان جماعتوں کے مقاصد سے مزاحمت کرے گا کہ اس کی الگ ضرورت سمجھی گئی ہے؟ اس کا صاف اور صحیح جواب یہ ہے کہ جمعیت اہل حدیث کی تنظیم اور اس کی مساعی دیگر اسلامی جماعتوں کے سیاسی مقاصد کے خلاف نہیں بلکہ خدا کے فضل سے جمعیت ان کی رہنما اور معاون ثابت ہوگی۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ سیاسی جماعتوں کا ملتہائے نظر (بقول ان کے) اسلام کا عروج ہے، جو ہر مسلمان کا ہونا چاہیے۔ لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ کئی امور ان کے عملیات یا جماعتی مسلمات میں ایسے بھی ہیں جو خلافِ سنت ہیں۔ اگر جمعیت اہل حدیث ان میں شامل ہو جائے تو دو حال سے خالی نہیں، یا یہ کہ اہل حدیث ان خلافِ سنت امروں میں اس پارٹی کو ان امور سے منع کریں، اس صورت میں بحث وتکرار کا دروازہ کھل جائے گا، اور اس پارٹی کے جماعتی نظام میں خلل پڑے گا، اور سارا الزام ان غریبوں پر آئے گا جو ان منکرات سے منع کریں گے، حالاں کہ خدا تعالیٰ نے اس امر کو اس امتِ مرحومہ کا وصف فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اسی بنا پر اس کو خیر الامم کا ممتاز لقب عطا فرمایا ہے، چنانچہ فرمایا۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر (آل عمران:۱۱۰)

یعنی تم اے امتِ محمدیہ ﷺ بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے (بطور نمونہ) وجود میں لائی گئی ہے (کیوں کہ) تم نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو۔

پس ہم بحیثیت متبعِ سنت ہونے کے مخلصانہ طور پر علی الاعلان عرض کرتے ہیں کہ ہم خلافِ شرع نعروں اور خلاف سنت مجالس میں شرکت نہیں کر سکتے۔

لہٰذا ہم کو ایک تیسری صورت اختیار کرنی پڑتی ہے کہ ہم ان سب پارٹیوں سے آزاد رہ کر اصلاحی پہلو اختیار کریں، اور سب کو مساوی طور پر رسول کریم ﷺ کی سنت کی تبلیغ کریں (وما علینا الا البلاغ المبین) پس اس میں ان کی رہنمائی اور خیر خواہی ہے، نہ کہ مخالفت و بدخواہی۔

سیاسی نصب العین کی تیسری ضرورت یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے جہاد کو ذروۃ سنام الاسلام فرمایا ہے۔ (مشکوۃ صفحہ ۶ بروایت امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ) یعنی اسلام کے کوہان کی چوٹی۔ اس کی دو شقیں ہیں، میدان جنگ میں کفار سے سینہ سپر ہونا، اور جنگی کرتبوں اور جنگی آلات کا استعمال سیکھنا۔ بے شک جہاد فرض بالکفایہ ہے، اور فقہاء رحمہم اللہ نے اس کی نظیر تحصیل علم بیان کی ہے۔ یہ عاجز ہیچمیرز اس مجمع عام میں جس میں بہت سے علماء و فضلا بھی تشریف رکھتے ہیں، اس کی تفصیل میں ایک خاص بات عرض کرنا چاہتا ہے۔ حضرات علماء جانتے ہیں کہ علم کے کچھ مدارج ہیں۔ بعض حصہ علم کا بحسب ضرورت عمل کے لیے ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ مثلاً صوم و صلوٰۃ کے مسائل اور بعض وہ مسائل جو عورتوں سے مخصوص ہیں، ان کا علم ہر بالغہ عورت پر فرض ہے، اور کسب معاش کے لیے جو پیشہ کوئی مسلمان اختیار کرے اس کے متعلقہ مسائل کا سیکھنا، تاکہ حلال و حرام و مکروہ و مباح میں تمیز ہو سکے، پس علم فرض الکفایہ درجہ اجتہاد کی صورت میں ہے، مطلقاً نہیں، اور فقہا و محدثین نے اس امر کی تصریح کر دی ہے، (تفسیر معالم زیر آیت و ما کان المؤمنون لینفروا کافة)۔

اسی طرح جہاد اس صورت میں فرض بالکفایہ ہے جب جماعتِ مسلمین کا کوئی گروہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تھوڑا بہت) کفار کے مقابلے کے لیے کافی ہو، لیکن جب صورت ایسی آپڑے کہ عامۂ مسلمین کی شمولیت کی ضرورت ہو اور امیر المومنین نفیر عام کا حکم دے تو ہر ذی استطاعت پر فرض ہو جاتا ہے جیسا کہ غزوۂ تبوک کے وقت ہوا، اور سوائے معذوروں کے دیگر متخلفین پر خدا تعالیٰ نے سخت ناراضگی ظاہر فرمائی۔

صحیحین کی متفق علیہ حدیث واذا استنفرتم فانفروا کا مفاد بھی یہی ہے کہ جب صاحب امر نفیر عام کا حکم دے تو تم اس کے حکم سے جہاد کے لیے نکل کھڑے ہو۔

میرے محترم بزرگو اور معزز بھائیو! یہ صورت عمل بالجہاد کی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ایسے آڑے وقت میں اگر ہم کو حکم ہو کہ جہادِ کفار کے لیے نکلو جس کی صورت نظر آ رہی ہے، تو کیا ہم سوائے ان عذروں کے جو قرآن وحدیث میں صاف صاف الفاظ میں مذکور ہیں، یہ عذر کر سکتے ہیں کہ ہم لڑنا نہیں جانتے یا یہ کہ ہم آلاتِ حرب مشین گن، برین گن وغیرہ کے استعمال سے واقف نہیں ہیں، یا یہ کہ ہمیں دوڑنے، بھاگنے، ڈبل مارچ کرنے، فوجی قواعد سے چپ وراست پھرنے، گھات لگانے، دشمن کی زد سے بچنے کے لیے کمین گاہوں میں چھپنے، بھوکے پیاسے ہوتے ہوئے لڑائی میں ڈٹے رہنے وغیرہ امور کی مشق نہیں ہے، یا یہ کہ ہم لڑاکے ہوائی جہازوں پر سوار ہو کر جنگ کرنے کے عادی نہیں ہیں، یا یہ کہ ہم سمندر میں غوطہ زن کشتیوں کے ذریعے تیرنا نہیں جانتے۔

ایسی صورت میں (خدا نہ کرے) اگر دشمن کی بے پناہ فوج حملہ کر کے ہماری حدود میں داخل ہو جائے اور بمقتضائے آیت ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ (نمل: ۳۴) وہ ہمارے علاقوں میں قتل وغارت کا بازار گرم کر دیں اور ہماری عزت وناموس کو برباد کرنا چاہیں اور ہم کو وہی خونی منظر جو آگے مشرقی پنجاب وغیرہ علاقوں میں واقع ہوا، اس پاکستانی خطے میں جس کو ہم غیروں کی ملاوٹ سے پاک کر چکے ہیں، دوبارہ دیکھنا پڑے تو ایسا واقعہ ہونا کجا؟ اس کا تصور بھی ہماری روح کو کپکپا دینے اور ہماری جان کو تڑپا دینے کے لیے کافی ہوگا۔ نیز حدیث من مات ولم یغز ولم یحدث بہ نفسہ مات علی شعبۃ من النفاق (مشکوۃ ص ۳۲۲) یعنی جو شخص ایسے حال میں مر گیا کہ اس نے (عملی طور پر) جہاد نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا اور جہاد کا موقع نہ ملنے کی صورت میں کم از کم اس کے جی نے جہاد کی نیت بھی نہیں کی (تو سمجھو کہ) وہ نفاق کی ایک شاخ پر مرا۔ اس حدیث میں دونوں حالتوں یعنی عمل بالجہاد اور دل میں اس کی تڑپ کو جمع کر دیا ہے۔ اب دیکھیے کہ عمل بالجہاد کے لیے آپ کی نظر میں فوجی سپاہ تو نظر آ ہی رہی ہے لیکن اگر ان لوگوں کے دل میں جو ابھی فوج میں بھرتی نہیں ہوئے، جہاد کی تڑپ بھی نہیں ہے تو اس حدیث کے رد سے جو بالکل صحیح ہے، اپنی موت کی حالت پر غور کیجیے کہ ایمان پر ہوگی یا (معاذ اللہ) نفاق پر؟ پس منافقانہ طریق زندگی سے بچنے کے لیے لازم ہے کہ آپ فوجی سپرٹ پیدا کر کے عسکری قوت حاصل کریں، اور ظاہر ہے کہ اس کے لیے پہلے سے تنظیم اور ٹریننگ کی ضرورت ہے۔

میرے پیارے اہل حدیث بھائیو! میں آپ کو ایک بھولا ہوا سبق آپ کے دو بزرگوں کی مثال سے یاد کراتا ہوں۔ اس کی بنا محض حسن عقیدت دفرط محبت پر نہیں ہے بلکہ حقیقت واقعی ہے کہ میں اپنے علم میں اس ملک ہند میں علمی قابلیت میں حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب شہید رحمتہ اللہ علیہ کے بعد ان کے رتبے کا دیگر عالم نہیں پاتا، اسی طرح پہلے علماء میں (جہاں تک میرا مطالعہ ہے) جامعیتِ علوم میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کے برابر کسی کو نہیں پاتا۔

اب میں جماعت اہل حدیث کے علماء، امراء اور عوام سے سوال کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ آپ کو ان دونوں بزرگوں سے حسن عقیدت ہے یا نہیں؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ دونوں بزرگ محض مولوی، محض عالم فاضل، محض مصنف، محض مبلغ، محض خوش تقریر مقرر، محض ذاکرینِ خدا، محض عابدین، محض نماز روزہ میں اتباعِ سنت کے شیدائی تھے یا ان اوصاف مذکورہ کے علاوہ کچھ اور بھی تھے؟ ہاں وہ علو دینیہ دخادمہ کی طرح فن سپاہ گری میں بھی ماہر، تلوار چلانے میں مشاق، بے رکاب گھوڑے پر اچھل کر سوار ہونے والے (خصوصاً شاہ شہید رحمتہ اللہ علیہ تو دریائے جمنا میں تیرنے والے، جامع مسجد دہلی کے وسیع صحن میں عین دوپہر کے وقت گرم پتھروں پر ننگے پاؤں سہج سہج سے چلنے والے تھے) لشکر کفار کے مقابلے میں بذات خود ہی نہیں، بلکہ فوجوں کو ترتیب دے کر لڑانے میں بھی ماہر تھے، وہ صرف سپاہی نہ تھے بلکہ قابل جرنیل بھی تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو کیا آپ ان سے عقیدت رکھتے ہوئے صرف اہل حدیث نام پر قناعت کرنے سے ان کے جانشین اور نام لیوا کہلانا چاہتے ہیں؟

اس موقع پر میں اپنی قوم (اہل خطہ) اور اپنے شہر سیالکوٹ، بلکہ اپنے ملک کے فخر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب مرحوم کا ایک قول (جو انھوں نے مجھ سے اس ملاقات میں جو ان کے سفر جرمنی اور لنڈن اور میرے سفرِ حرمین و دیگر بلاد اسلامیہ سے مراجعت کے وقت سیالکوٹ میں ان کے مکان پر ہوئی تھی، فرمایا تھا) ذکر کرنے سے رک نہیں سکتا۔ ملک ہندوستان کے سیاسی حالات پر گفتگو ہو رہی تھی، اس اثنا میں آپ نے فرمایا کہ اگر مولانا اسمٰعیل شہید کے بعد ان کے کینڈے کا (آپ نے لفظ کینڈا ہی استعمال کیا تھا) ایک اور مولوی بھی پیدا ہو جاتا تو آج ہندوستان کے مسلمان اس ذلت کی زندگی میں نہ ہوتے۔

بے شک ڈاکٹر صاحب مرحوم نے سچ فرمایا کہ مولانا شہیدؒ کے بعد ان کی طرز کا کوئی عالم پیدا نہیں ہوا، لیکن خدا کے فضل سے ان کے لگائے ہوئے پودے بے ثمر بھی نہیں رہے، چنانچہ آج اس ملک میں جس قدر بھی اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد جاری ہے، وہ آپ ہی کے نعرۂ حق کے اثر سے ہے۔

برادرانِ اہل حدیث! آپ اسلاف کے نقشِ قدم پر آج کل کی ضرورتوں کے مطابق اپنے آپ میں ہر طرح کی فوجی قابلیت پیدا کریں، اور خوب سمجھ لیجیے کہ اجتماعی حالت میں اس سے جن فوائد کی توقع ہے وہ انفرادی حالت میں متصور نہیں ہیں۔

پس آپ اجتماعی ہیأت اور منظم صورت میں دولتِ خداداد پاکستان کی حفاظت کے لیے جو بلا قیل و قال حفاظتِ اسلام و قوم مسلمین ہے، تیار ہو جائیں، تاکہ تمام پاکستان میں اہل حدیث کی ایک آواز، ایک قرارداد اور ایک ہی کام ہو اور اس بات کی حاجت ہی نہ رہے کہ حکومت کا کوئی افسر آپ کو اکیلے اکیلے بلا کر حفاظتِ اسلام کے گر سمجھائے، بلکہ جب ضرورت پڑے وہ آپ کو پہلے ہی آمادہ و تیار پائے۔

اس امر کی ضرورت آپ فتح مکہ کی فوجی ترتیب سے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ہر قبیلے کا علَم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سردارِ قبیلہ کے ہاتھ میں تھا۔ ان کی وردیوں کے نشانات الگ الگ تھے، جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ، ابوسفیان کو اسلامی شوکت جتانے کے لیے بتاتے جاتے تھے، کہ یہ دستہ فلاں قبیلے کا ہے، اور ان کا علَم فلاں سردار کے ہاتھ میں ہے۔

حضرات! اخیر میں آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کا بہت سا وقت لیا اور دیگر علماء کے مواعظِ حسنہ کے سننے میں دیر لگا دی۔

؎ لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم
چناں کہ حرفِ عصا گفت موسیٰ اندر طور

(بروز جمعہ۔ ۲۷ مئی ۱۹۴۹ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ استقبالیہ

(مولانا محمد اسحاق چیمہ)

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی دوسری سالانہ کانفرنس ۲، ۳، ۴۔ اپریل ۱۹۵۴ء کو بہ صدارت مولانا محمد علی قصوری ایم اے کینٹب ملتان میں منعقد ہوئی۔ اس کے صدر استقبالیہ مولانا محمد اسحاق چیمہ تھے جو اس وقت ملتان کی جماعت اہل حدیث کے ایک مدرسے میں فریضۂ تدریس سرانجام دیتے تھے۔ مولانا محمد اسحاق چیمہ کا شمار جماعت اہل حدیث کے ممتاز ارکان میں ہوتا تھا۔ وہ ۱۵۔ مئی ۱۹۲۱ء (۷۔ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ) کو ضلع لائل پور (فیصل آباد) کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے اور ۲۳۔ مارچ ۱۹۹۳ء (۲۹۔ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ) کو انھوں نے فیصل آباد میں وفات پائی۔۔۔ ذیل میں ان کا خطبہ استقبالیہ پڑھیے، جو انھوں نے ملتان کانفرنس میں پڑھا۔ (مرتب)

الحمدللہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی من انزل علیہ الوحی المبین وعلی مبلغیہ و ناشریہ من الصحابۃ والتابعین وعلیٰ حاملی علومھم من الفقھاء والمحدثین ،صلوٰۃ دائمۃ الیٰ یوم الدین ۔

بزرگان جماعت! خاکسار کو یہ دیکھ کر قلبی مسرت ہوئی کہ آپ حضرات نے دور دراز کے سفر کی تکلیفیں برداشت کیں۔ صرف اس مقصد کی خاطر کہ کلمہ توحید کو سربلند کیا جائے اور کتاب و سنت کے عملی احیاء کے لیے جماعت کے ارباب فکر سے رہنمائی حاصل کر کے سرگرم عمل ہوا جائے۔ آپ نے جس جوش اور ولولے کے ساتھ کانفرنس کو عزت بخشی ہے اسی نسبت سے ہمیں اپنی درماندگیوں اور کمزوریوں کا پورا احساس ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے توقع ہے کہ اگر ہم آپ کی خدمت شایان شان نہیں کر سکے، تو آپ ہمیں معذور فرمائیں گے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں اپنی اور اپنے رفقائے کار کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتا ہوں کہ ہمارا یہ اجتماع بابرکت اور مثمر نتائج کا حامل ہو۔ ہم ایسا لائحہ عمل مرتب کر سکیں جو آخرت میں حق تعالیٰ کی رضا کا باعث ہو، اور اس عالم رنگ و بو میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے مشعل راہ اور جماعت اہل حدیث کے لیے موجب ترقی و سرخ روئی ہو۔ ع

ایں دعا ازمن واز جملہ جہاں آمین باد

وجہ تسمیہ

حضرات! یہ شہر جس میں جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی یہ رفیع الشان کانفرنس منعقد ہو رہی ہے، تاریخی اعتبار سے ''باب الاسلام'' سندھ کا ایک اہم حصہ اور برصغیر پاک و ہند میں بہت بڑی حیثیت کا مالک ہے۔ یہ شہر اب سے دو ہزار برس پہلے ہندوستان میں ایک بڑا مرکزی مقام رہ چکا ہے۔ ہندو راجاؤں کے دور میں چوں کہ یہاں سورج کی پوجا کے لیے پرستش گاہ بنی ہوئی تھی، اس لیے سورج پرستی کی بنا پر اس شہر کا نام ''مول'' معنی سورج اور ''استھان'' یعنی جگہ رکھا گیا تھا ،بعد میں ''مول تھان'' اور ''ملتان'' رہ گیا۔ رام چندر اور سری کرشن کی مورتیوں کے نشانات کے علاوہ ہندوؤں کی تاریخی و مذہبی اہم شخصیتوں کنس اور پرہلاد بھگت کی پیدائش اسی تاریخی شہر میں ہوئی، جس کے سبب یہ شہر اسلامی دور سے پہلے ہندوؤں کی حکومت کے زمانے میں پرہلادنگری کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ آج تک سورج کنڈ، تارا کنڈ، جوگ نایا، بدھلہ سنت اور رام چوترہ کی تاریخی سمادھیں اس ضلع میں ہندومت کی یادگاروں کے وقت سے باقی ہیں، اور ملتان شہر میں پرہلاد بھگت کا مندر اور بت پرستی کے نشانات اسلامی دور سے قبل کی ہندو تہذیب کا پتا دیتے ہیں۔

اسلامی عہد

اسلام کے ہندستان میں آنے کے بعد اس شہر کو اسلامی تاریخ میں ایک نمایاں درجۂ امتیاز حاصل رہا اور اسے اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی ثقافت کا گہوارہ بننے کا شرف نصیب رہا۔ خیر القرون کے مبارک عہد سے ہی مختلف ادوار میں صوبہ سندھ اور صوبہ ملتان پر غازیان اسلام کی مجاہدانہ یلغاریں ہوتی رہیں اور بالآخر راجہ داہر والی صوبہ سندھ و ملتان کے زمانے میں ایک نوجوان تابعی سپہ سالار حضرت غازی محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فتح کر کے یہاں اسلامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت قائم کی اور محمد عربی فداہ ابی وامی ﷺ کی لائی ہوئی خالص توحید کی تعلیم اس خطۂ زمین کے رہنے والے صدیوں کے بت پرستوں کے سامنے پیش کی اور اپنے بلند اعمال واخلاق کے لیے یہاں کے باشندوں سے خراج تحسین حاصل کیا۔

اسلامی تاریخ کا ملتان

یہ حقیقت ہے کہ جب سے غازی محمد بن قاسمؒ نے صوبہ ملتان میں اسلام کا علم نصب کیا، اس وقت سے لے کر سلطنت مغلیہ کے آخری دور تک جب تک کہ ہندوستان کے دوسرے حصوں میں اسلامی حکومتیں قائم ہوتی اور مٹتی رہیں، ملتان میں تقریباً بارہ سو برس تک مسلمان بادشاہوں کی حکومت قائم رہی۔

مسلمان سلاطین نے جہاں ہندوستان کے دوسرے بڑے شہروں، دہلی، آگرہ، لاہور وغیرہ مقامات میں شان دار عمارتیں اپنی یادگار چھوڑیں، وہاں ملتان میں سلطان محمد تغلق، فیروز شاہ تغلق اور دوسرے مسلمان سلاطین کی ممتاز یادگاریں (مقبرہ شاہ رکن عالم، مقبرہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی، سبز مسجد، خانقاہ حضرت یوسف شاہ گردیزی) آج تک مسلمان بادشاہوں کے عروج وزوال کی داستانیں سنا رہی ہیں۔

صوفیائے کرام کی خدمات

جس طرح ہندوستان کے دوسرے حصوں میں صلحائے امت نے توحید باری تعالیٰ اور سنت محمد ﷺ کی تبلیغ واشاعت کے لیے بے مثال کوششیں کیں، اسی طرح اس علاقے میں بھی صوفیائے کرام اور علمائے عظام نے نہایت جانفشانی اور خلوص سے اشاعت توحید وسنت کے فرائض انجام دیے۔ ان صلحائے امت نے ملتان اور سندھ میں خدا کی وحدانیت کا عقیدہ اور اطاعت رسول اللہ ﷺ کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی اور اپنی مساعی اشاعت دین کو اصلاح عقائد اور اطاعت رسول اللہ ﷺ کے نقطے پر مرکوز رکھا۔

لیکن افسوس کہ ان کے اخلاف اور بعض سلاطین نے خود ان صلحائے امت کے عقائد و اعمال کے علی الرغم، ان کی عمر بھر کی ریاضت کے ماحصل یعنی عقیدۂ توحید خداوندی اور شغف سنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمدی ﷺ کے نقوش و آثار کو بگاڑ دیا اور خود ان ہی کے پیش کردہ اصول توحید کے خلاف ان کے مزارات کو عقیدتوں کا مرکز بنالیا، اور قبر پرستی اور پیر پرستی کا وہ زور باندھا کہ ان کے مدفن شکم سیری اور حصول متاع دینوی کا ذریعہ بن گئے، اور وہ مقام جہاں ہندوستان میں سب سے پہلے علم توحید گاڑا گیا ''پیری پور ملتان'' کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اس شہر میں جن بندگان دین اور مبلغین توحید و سنت کے ''مزارات'' پر قبے بنے ہوئے ہیں، ان میں حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی، شیخ ابوالفتح رکن الدین عرف شاہ رکن عالم کے اسمائے گرام قابل ذکر ہیں۔

ملتان میں اہل حدیث کی تاریخی حیثیت

ملتان میں ہزاروں محدثین و بزرگان دین و علمائے امت کی تبلیغ دین و تدریس علوم دینیہ کا فیض جاری رہا۔ چنانچہ جن اسلاف صالحین نے اس علاقے میں توحید و سنت کی صدائے حق بلند کی، ان میں شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی جیسے بزرگ اور حضرت شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ، علامہ شیخ محمد حیات سندھیؒ اور علامہ شوکانی جیسے محدثین کے فیض یافتہ صلحائے امت اور علمائے دین نے توحید و سنت کا علم بلند کیے رکھا اور صوبہ سندھ و ملتان میں آفتاب توحید کی کرنیں بارھویں صدی ہجری تک مختلف گوشوں میں ضیا بار رہیں۔

جب حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے خاندان نے دہلی اور ہندوستان کے مرکزی مقامات پر کتاب و سنت کی تبلیغ کے لیے صدائے حق بلند کی اور اس بزرگ خاندان کے چیدہ و مخلص افراد (حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ، شاہ محمد اسحاق صاحبؒ، میاں سید نذیر حسین صاحبؒ اور مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ) نے ہندستان کے مسلمانوں کو اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کی دعوت دی تو سارے ہندوستان میں ان کی شدید مخالفت کی گئی، ملتان میں بھی کی گئی۔

مولانا سلطان محمود صاحب کی تشریف آوری

حضرت شاہ اسماعیل شہید دہلوی کے تربیت یافتہ مجاہدین جب دریائے سندھ کے آس پاس کے علاقوں سے گزرے اور انھوں نے ان لوگوں کو جو بزرگان اسلام اور اپنے اسلاف کرام کے مزارات کو اپنے لیے ذریعہ آمدنی بنا کر سجادہ نشینی اختیار کیے بیٹھے تھے، دعوت جہاد دی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجاہدین اسلام کی امداد کے لیے کہا تو اس علاقے میں ان مجاہدین کی ہم رکابی کا شرف ڈیرہ اسماعیل خاں کے مشہور عالم شیخ فرید الدین کے فرزند گرامی مولانا سلطان محمود مرحوم کو حاصل ہوا۔ ان مجاہدین کی تبلیغ کا اثر تھا کہ جذبہ اشاعت توحید وسنت سے سرشار ہو کر اس صالح اور فاضل نوجوان نے توحید کی تبلیغ کو اپنا مقصد زندگی بنا لیا۔ راہ حق کی وہ کون سی صعوبت تھی جوان کو اٹھانا نہ پڑی اور جادہ حق کی وہ کون سی مخالفت تھی جس کا مقابلہ انھیں کرنا نہ پڑا۔ ان کی زندگی میں تبلیغ حق کے سلسلے میں جو مصائب پیش آئے وہ اپنی جگہ ایک مستقل داستان ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے انھیں استقامت نصیب کی، اور مخالفت کے طوفان آہستہ آہستہ تھم گئے۔

توحید کی صدا سے اب کان آشنا ہونے لگے اور حق کی آواز اپنا کام کر گئی۔ صحیح اسلام اور خالص توحید کو ماننے والوں کی ایک جمعیت قائم ہوگئی۔ مولانا عبدالعزیز، مولانا عبدالحق صاحب انھیں اللہ تعالیٰ نے دو فرزند عطا فرمائے۔ علوم اسلامیہ کے آفتاب و ماہتاب مولانا عبدالعزیز صاحب" مرحوم اور مولانا عبدالحق صاحب محدث" ملتانی مرحوم دونوں خاندان ولی اللٰہی کے علمی جانشین مولانا سید نذیر حسین دہلوی کے شاگرد تھے۔ اول الذکر تعلیم سے فراغت کے بعد ہی وفات پا گئے اور چند قلمی رسائل اپنی یادچھوڑ گئے۔ مولانا عبدالحق صاحب" محدث ملتانی نے اپنے والد مرحوم کے لگائے ہوئے شجر توحید کی آب یاری میں اپنی عمر صرف کر دی۔ ۱۹۰۲ء سے ۱۹۴۵ء تک تبلیغ واشاعت دین میں منہمک رہے۔ مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے زبان اور قلم کی بہترین توتیں عطا فرمائی تھیں۔ ایک طرف وہ ایسے سحر بیان خطیب، بہترین مقرر، مفسر قرآن اور ماہر تدریس تھے کہ اپنے اور پرائے سب ان کی جادو بیانی کے معترف تھے۔ دوسری طرف ان کے قلم میں وہ زور تھا کہ ان کے تحریر کردہ فتوے ہر مسئلے میں حرف آخر کی حیثیت رکھتے تھے۔ زمانہ طالب علمی میں ان کے تحریر کردہ فتوے فتاویٰ نذیریہ کی دونوں جلدوں میں موجود ہیں۔ معارف قرآنیہ کے بیان اور احادیث نبویہ کی وضاحت میں قدرت کی طرف سے انھیں بے مثال ملکہ تفویض ہوا تھا۔

مولانا عبدالتواب مرحوم

ملتان ہی کے ایک اور بزرگ تھے جو حضرت میاں صاحب" دہلوی کے تلمیذ تھے، میری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراد مولانا عبدالتواب صاحب ملتانی سے ہے۔ان کی تدریسی واشاعتی مساعی جماعت اہل حدیث کی تاریخ کا قابل فخر سرمایہ ہیں۔ بلوغ المرام اور حدیث کی چند دوسری کتابوں کے تراجم وحواشی اور بعض نایاب کتب احادیث کی اشاعت ان کے بہترین کارہائے نمایاں ہیں۔

انجمن اہل حدیث کا قیام

اسی دور میں ملتان میں انجمن اہل حدیث کا قیام عمل میں آیا، اور اس کے زیر اہتمام ۱۹۰۲ء سے ہر سال تبلیغی اجلاس ہوتے رہے۔ یہ فخر جماعت اہل حدیث ہی کو حاصل ہے کہ ملتان میں سب سے پہلے دینی جلسوں اور تبلیغی اجتماعوں کا سلسلہ اسی نے شروع کیا۔ حتیٰ کہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے دو معرکہ آرا اجلاس ۱۹۲۲ء اور اس کے بعد ۱۹۲۹ء میں ملتان شہر میں منعقد کیے گئے، جن میں برصغیر کے دوسرے اکابر علما کے علاوہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی مدظلہ اور مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کے علاوہ مولانا محمد صاحب جونا گڑھی، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے شرکت فرمائی۔

متحدہ ہندوستان میں

ملتان میں تحریک اہل حدیث کی ابتدائی مشکلات کا جو اوپر ذکر ہوا، یہ کسی ایک ہی جگہ کے ساتھ مخصوص نہ تھیں بلکہ جیسا کہ معلوم ہے، یہی کیفیت کم وبیش سب جگہ تھی۔ کیوں کہ اس زمانے میں عام طور پر فقہی جمود اور رسم ورواج ہی کا زور تھا۔

اگر چہ بقول مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی آٹھویں صدی ہجری میں ہی شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی اصلاحی تحریک کی شعاعیں یہاں پہنچ چکی تھیں، اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اس کے بعد کی صدیوں میں خالص اسلام کی جو مشعل یہاں روشن رہی، اس میں بہت سا حصہ حضرت امام ابن تیمیہ کی تعلیمات کا ہے۔

اہل حدیث کا تصور

ہمیشہ کی طرح آج بھی اہل حدیث کے متعلق بعض حلقوں میں غلط فہمیاں پائی جاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ نامناسب نہ ہوگا، اگر یہ بتادیا جائے کہ اہل حدیث کون ہیں۔

اہل حدیث دو انتہاؤں کے درمیان راہِ اعتدال کا نام ہے۔ ایک طرف وہ گروہ ہے، جو قرآن کے تحفظ کی آڑ لے کر حدیث و سنت کو کوئی وقعت نہیں دیتا اور حدیث کی وساطت کے بغیر قرآن حکیم کو (خاک بدہن ایشاں) بازیچہ اطفال بنانے پر تلا ہوا ہے، اور اس کے دوسری سمت وہ لوگ ہیں جو اپنے اپنے مقتداؤں کی عینک سے حدیث پاک کا مطالعہ کرتے اور اپنے عقیدہ وعمل کو اس پر استوار کرنے کے لیے کسی کی درایت اور تقلید کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ لیکن اہل حدیث وہ ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے استدلال کرتے ہیں کہ جمہور صحابہ وتابعین کے اتباع کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ایک مقام پر مذکورہ بالا مضمون ان الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے:۔

هم الآخذون في العقيدة والعمل جميعاً بما ظهر من الكتاب و السنة وجرى عليه جمهور الصحابة والتابعين (حجۃ اللہ البالغہ)

بہتان طرازیاں

مناسب ہوگا اگر آپ کی اجازت سے اہل حدیث پر جو بہتان طرازیاں کی جاتی ہیں، ان میں سے بعض کا مختصر طور پر ذکر کردیا جائے۔ مثلاً

(۱) اہل حدیث رسول اللہ ﷺ کا درجہ بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہیں۔

(۲) اہل حدیث ائمہ دین اور اولیائے کرام کے منکر ہیں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دونوں باتیں کذب صریح اور بہتان عظیم ہیں۔ مجھے بکثرت اہل حدیث کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا ہے، لیکن میں نے کسی ایک شخص کو بھی نہیں پایا جو نبی ﷺ کو سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، امام الانبیاء، شافع روز جزا، صاحب مقام محمود، صاحب حوض کوثر نہ جانتا ہو۔ اہل حدیث کا اعتقاد یہ ہے کہ سیدنا آدمؑ سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک جو نبی، ولی، شہید بھی وجود میں آئے وہ نشان محمدی ﷺ کے نیچے کھڑا ہونے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے اور حضور ﷺ ہی سب کے سید ہوں گے۔ فخر الاولین والآخرین حضور ﷺ ہی ہیں اور حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے "سراج منیر" فرمایا ہے۔ جس طرح عالم فلکیات میں سورج ہی مدار ثواقب وسیارگان ہے، اسی طرح عالم دینیات اور روحانیات میں حضور ﷺ ہی وجود طیب و طاہر، مرجع انبیاء و اولیا، مامن انبیاء ہیں۔ ملائکہ حضور ﷺ کی درود خوانی کے مکلف ہیں، اور قدسی حضور ﷺ ہی کی کلمہ گوئی پر منشرح الصدور ہیں۔ جب سے حضور ﷺ نے مہر نبوت کو شرف قیام بخشا اسی وقت سے رحمت اور بخشش اور مغفرت و جود و نوال ربانی کے اور سب دروازے بند کر دیے گئے ہیں، صرف حضور ﷺ کا دروازہ کھلا ہے۔ اب جو کوئی جود و نوال ربانی کا خواہاں ہے، اب جو کوئی بخشش و مغفرت کا جویا ہے، اب جو کوئی رحمت و برکت، فیوض و انوار کا متلاشی ہے، اس پر لازم ہے کہ حضور ﷺ ہی کے دروازے سے آستانہ الٰہی تک پہنچنے کی راہ کو اپنا مقصود بنائے۔ اگر اس دروازے کو کسی نے چھوڑ دیا تو اسے سیدنا موسیٰ اور تورات کی متابعت یا سیدنا داؤد اور زبور کی متابعت یا سیدنا مسیح اور انجیل کی متابعت ہرگز ہرگز فائز المرام نہیں کر سکتی۔ غرض اہل حدیث اس پر قطعی طور سے عامل ہیں۔

لایکون احدکم مومناً حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ رسول اکرم ﷺ کی محبت اس کے دل میں سب سے زیادہ نہ ہو۔ حتی کہ ماں باپ اور اولاد سے بھی زیادہ۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نعمتِ عظمیٰ، موہبتِ کبریٰ کا حصہ ہر ایک با ایمان کو ارسال فرمائے اور بہتان لگانے والے کو اس کی غلطی سے آگاہ کرے۔

محبت اولیا اور بزرگان دین

اب محبت اولیا و بزرگان دین کا مسئلہ رہ جاتا ہے۔ سنیئے! یہ آیت کلام ربانی جس پر اہل حدیث ایمان رکھتے ہیں: والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان (مہاجرین و انصار میں سے سبقت و اولیت والے اور جن بزرگوں نے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی پیروی عمدگی کے ساتھ کی اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے خوش نود ہیں۔)

والذین اتبعوھم باحسان کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ جس بزرگ دار نے ان سابقین اولین کی پیروی کو اپنا مسلک بنایا وہ ضرور رضوان الٰہی کا شایاں ہے۔ ان کو بزرگ سمجھنا، ان کا احترام و ادب رکھنا، ان کو دعائے خیر سے یاد رکھنا، ضروری ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ آئمہ دین ضرور اس بشارت میں آجاتے ہیں، جنھوں نے دین حقہ کو پھیلایا۔ بھولے بھٹکے ہوؤں کو راہ مستقیم دکھلائی۔ دنیا و مافیھا سے منہ موڑ کر اپنی تمام عمر خدمت اور اشاعت اسلام میں لگا دی۔ ان کا ادب و احترام نہ کرنا تعلیم اسلام سے جہالت ہے۔ حدیث پاک پڑھو۔ عن تمیم الداری ان النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم قال الدین النصیحۃ قلنا لمن قال للہ ولرسولہ و لائمۃ المسلمین وعامتھم (رواہ مسلم) ''صحیح مسلم میں تمیم داری سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ دین تو خیر اندیشی کا نام ہے، ہم نے پوچھا کس کی خیر اندیشی؟ فرمایا۔ اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اور مسلمانوں کے اماموں کی اور سب اہل اسلام کی۔''

اس حدیث کے بعد کوئی اہل حدیث ایسا نہیں جو ائمۃ المسلمین کے ساتھ صداقت اور خیر اندیشی کے روابط کو مربوط نہ رکھے۔

(۳) بعض حلقے جو اپنے آپ کو سنجیدہ خیال کرتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ اہل حدیث کی پرواز فکر ''چند مسائل'' تک محدود ہے۔ میں عرض کروں گا یہ بات ان حضرات کی ناواقفیت پر مبنی ہے۔ درحقیقت اہل حدیث کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ایک مسلمان کی پوری زندگی کتاب و سنت کے مطابق ہونی ضروری ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے کسی زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں۔ اہل حدیث کی پوری تاریخ اس پر شاہد عدل ہے۔ اہل حدیث کے قدیمی مجموعوں اور تصانیف میں زندگی کے سارے شعبوں پر عنوان (ترجمۃ الباب) دیکھیے گا حتیٰ کہ موجودہ دور کے اہل حدیث کی مساعی تبلیغ و تصنیف بھی۔ صرف چند مسائل تک محدود نہیں ہیں، بلکہ اقتصادیات، سیاسیات، معاشیات تک کے مسائل پر حاوی ہیں۔ ہاں ''چند مسائل'' ہماری امتیازی علامت بن گئے یا سمجھ لیے گئے ہیں۔ سو ہمیں نہایت فخر کے ساتھ کہنا چاہیے کہ الحمدللہ ہمارے خصائص سنت نبوی سے ترتیب پاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ اس سلسلے میں بعض اہل حدیث بھی احساسِ کمتری کا شکار ہو گئے ہیں اور ان کے نزدیک بھی سنت نبوی کی کوئی عملی اہمیت نہیں رہی۔ یہ ایک وبا ہے جسے روکنے کی اگر کوشش نہ کی گئی تو اس کے نتائج خطرناک ہوں گے۔

برصغیر میں اہل حدیث کی خدمات

بے شبہ امام شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اپنی دوسری خدمات کے ساتھ اہل حدیث کے نقطہ نظر کی تبلیغ و اشاعت کی ایک طرح ڈالی اور علمی طور پر مسلک اہل حدیث کو مدلل فرما دیا۔ ان کے پوتے مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ نے اس پودے کو پروان چڑھایا اور اس مقصد کے لیے جان تک فدا کر دی کہ یہاں ایسا نظام رائج کیا جائے جس کا آئین ''کتاب و سنت'' پر مبنی ہو۔ شاہ صاحبؒ کو اپنے نصب العین میں اگرچہ پوری کامیابی نہیں ہوئی لیکن یہ امر بالکل واضح ہے کہ موجودہ بیداری انھی کی مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے۔

نواب محمد صدیق حسن خاںؒ۔ میاں سید نذیر حسین صاحبؒ

مولانا شہیدؒ کی ظاہری ناکامی کے بعد جماعت تین حصوں میں منقسم ہو گئی۔ ایک حصہ بہ دستور سرحد پر مصروف جہاد رہا۔ اس کی قیادت حضرت مولانا ولایت علیؒ اور دیگر حضرات کے ہاتھ میں رہی۔

دوسرا حصہ کتاب وسنت کی تدریسی اور تبلیغی خدمات میں سرگرم عمل ہو گیا۔ اس مقدس گروہ کی مرکزی شخصیت شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسینؒ محدث دہلوی کی تھی۔ حضرت میاں صاحب نے جس خلوص اور تندہی سے کتاب وسنت کی تعلیمی خدمات سرانجام دیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ ہر طرف قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

تیسری شاخ نواب صدیق حسن خاںؒ کا جامع وجود گرامی تھا، جنھوں نے زندگی کے ہر شعبے میں کتاب وسنت پر مبنی تالیفات کا ایک وسیع ذخیرہ تیار کر دیا، جس میں عربی، فارسی، اردو ہر طرح کی تصنیفات شامل ہیں، اور انھیں ہند اور بیرون ہند کے گوشے گوشے میں پہنچانے کی پوری کوشش کی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان بزرگوں کی مخلصانہ مساعی میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ برکت عطا کی کہ ہندوستان میں پیدا ہونے والے خارجی اور داخلی فتنوں کی سرکوبی کے لیے جماعت اہل حدیث نے بے حد کوشش کی۔ خارجی فتنوں میں انگریزوں کی چیرہ دستیاں اور آریوں کی فتنہ پردازیاں قابل ذکر ہیں، اور داخلی فتنوں سے مراد، مرزائی نیچری، مبتدعین اور فقہی جمود کے علم بردار ہیں۔

ان سب محاذوں پر وہی اصحاب کام کر رہے تھے، جو مذکورہ بالا تینوں قسم کے بزرگوں کے فیض یافتہ تھے۔ ان میں سے مولانا محمد حسینؒ بٹالوی۔ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا ثناء اللہؒ امرت سری سرفہرست ہیں۔ اس کے علاوہ مسلک اہل حدیث کی تبلیغ اور مسلمانوں کی اصلاح کے لیے جو بزرگ مصروف سعی وعمل تھے، ان میں خاندان لکھوی، خاندان غزنوی، مولانا حافظ عبدالمنانؒ وزیرآبادی، مولانا عبداللہؒ غازی پوری، حافظ حمید اللہؒ دہلوی، شیخ عطاالرحمانؒ دہلوی کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قبل از تقسیم جماعتی پوزیشن

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جہاں تک خالص مسلک اہل حدیث کا تعلق ہے، جماعت اہل حدیث اس کے لیے ایک خاص نہج پر کام کر رہی تھی۔ سارے ہندستان میں دینی مدارس کا وسیع نظام تھا جو اگرچہ غیر مرتب تھا تاہم بہت حد تک نتیجہ خیز تھا، آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا ایک تنظیمی ڈھانچا بھی موجود تھا۔ بہرکیف کسی نہ کسی شکل میں جماعتی سرگرمیاں جاری تھیں۔

انقلاب ۱۹۴۷ء

لیکن افسوس کہ ۱۹۴۷ء کے انقلاب نے یہ بساط الٹ دی۔ سیکڑوں مدارس کی تباہی، بہت سے علماء کی شہادت اور لاکھوں روپے کے نایاب کتب خانوں کا ضیاع ایک ناقابل تلافی قومی نقصان ہے۔ بدقسمتی سے اس انقلاب میں سب سے زیادہ نقصان جماعت اہل حدیث کا ہوا۔ کیوں کہ اتفاق سے جماعت کے دینی مدارس وغیرہ زیادہ تر مشرقی پنجاب میں تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۹۴۷ء میں نہ صرف ہمارے تعلیمی مدارس ختم ہو گئے، ہمارا جماعتی نظام بھی درہم برہم ہو گیا۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں جماعت کے مقتدر علما نے حالات کا بہ نظر غائر جائزہ لیا اور از سر نو تنظیم کو ضروری سمجھا۔ چنانچہ اسی سال جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی تشکیل کی گئی اور کام پوری باقاعدگی کے ساتھ شروع کر دیا گیا۔ الحمدللہ کہ جماعت نے حسب توقع پوری دلچسپی لی اور ۱۹۵۲ء کی ابتدائی ممبر سازی کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ارکانِ جماعت نے جس گرم جوشی کا ثبوت دیا، یقیناً وہ ہمارے تعمیری مستقبل کے لیے نیک فال ہے۔

گرامی قدر بزرگو! میں چاہتا ہوں کہ آپ حضرات کی خدمت میں جماعتی ضروریات کے سلسلے میں کچھ گزارشات پیش کروں جن کے متعلق ہم نے یہاں سے کوئی ٹھوس عملی پروگرام طے کر کے جانا ہے۔

ہر مقام پر جمعیت کی شاخوں کا قیام

رکن سازی کی مہم میں جماعت اہل حدیث نے اپنی مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے ساتھ جس گرم جوشی سے تعاون کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کو اس کا احساس ہو گیا ہے کہ تنظیم کے بغیر ہماری زندگی معرض خطر میں ہے۔ لیکن مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ اس قدر ہی کافی نہیں ہے، اب ہمیں تہیہ کر لینا چاہیے کہ اس ڈھانچے میں روح ڈالنا ہے۔ اس نظام کو مضبوط بنانا ہے اور کوئی ایسا پروگرام مرتب کرنا ہے، جس سے یہ نظام وسیع ہو، کیوں کہ ملک کے بہت سارے حصے میں ابھی تنظیمی کام باقی ہے۔

ہمارے جماعتی پروگرام میں سب سے پہلے یہ ہونا چاہیے کہ ہم اپنے ملک کے تمام حصوں کو منظم کریں۔ اس لیے میرے نزدیک دو مہینے کے دورے کا پروگرام مجلس مرکز یہ اس طریق پر بنائے کہ دورہ کرنے والی جماعت یہ تہیہ کر لے کہ ان دو مہینوں میں ہمیں ہر جگہ جمعیت کی شاخ قائم کرنی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر ہم میں تنظیم جماعت کا سچا جذبہ موجود ہے تو دو مہینوں کے اندر اندر پورے ملک میں جمعیت کی شاخیں قائم کر سکتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ چیز بڑی اہم اور ضروری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیت المال

دنیا میں جماعتی نظام کے قیام و بقا کا انحصار اس پر ہے کہ افراد ملت سے جماعتی ضروریات کے لیے آسان طریق پر سرمایہ جمع کیا جائے اور نہایت احتیاط اور کفایت و دیانت کے ساتھ اسے قوم کی بہبود میں صرف کیا جائے۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ وہ صرف عقائد اور نظریات کا مجموعہ نہیں ہے۔ قرآن کریم دنیا میں اس لیے نازل نہیں ہوا تھا کہ علمی اور ادبی لائبریریوں میں ایک فصیح و بلیغ اور دل کش کتاب کا اضافہ ہو جائے۔ اسلام ایک تنظیم ہے، ایک نظام عمل ہے۔ اسلام کی عظمتیں اور فتح مندیاں حاصل کرنے کے لیے اسلامی نظام، شرعی تنظیم اور جمعیت کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلام کے مقاصد اس قدر وسیع ہیں جس قدر کہ انسانی زندگی۔ اسلام کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں ایک ایسا وسیع اور عالم گیر نظامِ تمدن بہم پہنچائے، جس میں انسان انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے بسہولت اپنے تمام فطری کمال کو حاصل کر سکے۔ اسلام اگر عقائد کا ایک گل دستہ ہوتا اور اس کی کتاب دعاؤں اور گیتوں کی کتاب ہوتی تو وہ بیت المال کے بغیر بھی اپنے اثر و رسوخ اور اقتدار کو قائم رکھ سکتا تھا۔ لیکن حالت یہ نہیں ہے، بلکہ صورتِ حال یہ ہے کہ عہدِ حاضر کی بہتر سے بہتر گورنمنٹ کو بھی زندہ رہنے کے لیے جس قدر سرمایہ اور نظام کی ضرورت ہے، اسلامی نظام کو بھی جو انسانی زندگی کی تمام ضروریات پر حاوی ہے، اپنے واجبات و فرائض کی ادائیگی کے لیے اسی قدر سرو سامان اور بیت المال کی ضرورت ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس جمعیت اور تنظیم کو کیوں بقا حاصل نہ ہوئی جو قرنِ اول میں رسول اکرم ﷺ کے دستِ مبارک سے مکمل ہو چکی ہے۔

حضرات! میرے نزدیک ہمارے دینی نظام کی ناکامی کے زیادہ تر اسباب اقتصادی ہیں۔ افسوس کہ خلفائے راشدین کے بعد سے لے کر اس وقت تک مسلمانوں نے اس حقیقت کا احساس نہیں کیا کہ مذہبی نظام کی ناکامی اس کے اقتصادی نظام کی بربادی کی وجہ سے عمل میں آ رہی ہے۔ اس لیے میرے نزدیک مذہبی نظام کی شکست کے زیادہ تر اسباب اقتصادی ہیں۔ میں اس نکتے پر زیادہ زور دینا چاہتا ہوں اور بڑے اصرار سے کہتا ہوں کہ جب تک اسلام کے اقتصادی نظام کو زندہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ کیا جائے اور جب تک حقیقی حیثیت سے نظام زکوٰۃ کا احیا نہ ہو، دنیا میں ان برکات وفضائل کا ظہور نہ ہوگا، جن سے عہد خلفائے راشدین کی ایک ایک ساعت مزین اور مرصع رہی ہے۔

میرے نزدیک اگر کلمہ شہادت کو دماغ سے، نماز کو دل سے، روزے کو جگر سے، حج بیت اللہ کو پھیپھڑے سے تشبیہ دی جائے، تو زکوٰۃ اور بیت المال کو لازماً معدے کا درجہ دیا جائے گا، جس سے تمام جسم انسانی کو ایڑی سے چوٹی تک قوت اور زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اگر معدہ خالی ہے تو کوئی حصۂ جسم اپنی جگہ پر کھڑا نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح اگر بیت المال خالی ہے تو جماعتی نظام اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکتا۔ جو لوگ بیت المال کے بغیر گلشنِ اسلام کی شادابی کے خواہاں ہیں، وہ معدے کی معاونت کے بغیر انسان کی قوت وصحت برقرار رکھنا چاہتے ہیں، اور یہ غلط ہے۔

اس لیے ہمارے جماعتی پروگرام کا دوسرا حصہ جو حقیقت میں سب سے اقدم اور اولیٰ ہے، وہ یہ ہے کہ ہم اپنے تبلیغی، تعلیمی، اصلاحی اور تنظیمی نظام کو قائم رکھنے کے لیے ایک بیت المال قائم کریں جس میں کہ تمام منسلک جماعتیں اپنے اپنے ہاں زکوٰۃ وصدقات جمع کریں، جسے صدرِ جمعیت اور مجلس مرکزیہ کے مشورے کے ساتھ تمام جماعتی ضروریات میں خرچ کیا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ ارکان اسلام میں زکوٰۃ اور بیت المال کا مرحلہ سب سے زیادہ کٹھن ہے۔ اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ میں بہت سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے نماز روزہ اور جمعہ وجماعت سے غفلت واعراض تو کیا، مگر مزاحمت نہیں کی۔ لیکن زکوٰۃ اور بیت المال کی تخریب کا فتنہ وفاتِ نبوی ﷺ کے بعد ہی شروع ہوگیا۔ صدیق امت خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس فتنے کے مضرت رساں اور تباہ کن اثرات اور نتائج کو اچھی طرح محسوس کیا اور اس کے خلاف زبردست جہاد کا اعلان کیا: واللہ من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ لا قتلنہ۔ (جس نے نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت میں کچھ بھی فرق کیا، بخدا میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔)

حضرت ابوبکرؓ کی قوتِ ایمانی کی بنا پر یہ فتنہ مٹ گیا اور خلفائے راشدین کا پورا دور اس فتنے سے محفوظ رہا، لیکن افسوس کہ خلفائے راشدین کے عہد مسعود کے بعد نظام زکوٰۃ آہستہ آہستہ کمزور ہوتے ہوتے ایک ہی صدی کے اندر تمام اسلامی ممالک سے ختم ہوگیا۔ میرا خیال ہے کہ اس گئے گزرے زمانے میں بھی پاکستان کے مسلمان زکوٰۃ، صدقات، خیرات کی مد میں لاکھوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ تمام روپیہ چوں کہ کسی مرکزی بیت المال کے نظام کے بغیر خرچ ہوتا ہے، اس لیے سوائے اس کے کہ ہزاروں مسلمانوں کو گداگری کے میدان میں لا کر کھڑا کر دے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ میرے خیال میں ایک معمولی مسلمان گھر بھی زکوٰۃ، صدقات، عید، رمضان اور محرم وغیرہ کے دنوں میں کم از کم دس روپے سالانہ خیرات میں خرچ کر دیتا ہے۔ اگر ہم اپنی جماعت میں تمام صوبے میں دس ہزار افراد ایسے تیار کر دیں کہ وہ ذاتی حیثیت سے سال بھر میں جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کرنا چاہیں، ایک بیت المال میں جمع کر دیں، تو صرف دس ہزار افراد کے اتحاد پر ایک لاکھ روپیہ سالانہ کے اخراجات کا ایک تبلیغی اور تنظیمی مشن چلایا جا سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس طرف کسی کی توجہ نہیں کی اور اسے کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ (۱)

مرکزی دار العلوم

حضرات! آپ کو معلوم ہے کہ جماعت اہل حدیث کی زندگی کا سب سے درخشاں پہلو یہ تھا کہ انھوں نے اس سرزمین میں اس وقت قال اللہ اور قال الرسول کی آوازیں بلند کیں جب کہ مسجدوں کے حجرے اور خانقاہوں کے آستانے اور عربی درس گاہوں کی دیواریں قال اللہ اور قال الرسول کی آواز کے لیے تشنہ اور پیاسی تھیں۔ جماعت اہل حدیث کے مقتدر علمائے سلف کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس سرزمین پر جہاں قال ابوحنیفہ، قال ابو یوسف، قال محمد بن حسن شیبانی کی صدائیں بلند تھیں اور جہاں یہ سمجھا جاتا تھا کہ علوم قرآن و حدیث کے دروازے ائمہ مجتہدین کے بعد بند ہو چکے ہیں، وہاں انھوں نے قرآن مجید کے مدارس ہر جگہ کھولے اور احادیث کے وہ مقدس ذخیرے جو مخصوص علما کی لائبریریوں کے لیے وجہ زینت بن چکے تھے، ان خزانوں کو الٹ کر سب کے سامنے پیش کر دیا۔ علومِ احادیث نبوی ﷺ کے وہ سربمہر کنوئیں جو بند پڑے تھے، انھیں تشنگانِ امت کے سامنے لایا گیا اور ہر طرف قال اللہ و قال الرسول ﷺ کی پُر کیف صداؤں کو بلند کر کے عہد اول کی یاد تازہ کر دی۔ افسوس کہ جس جماعت کی دیکھا دیکھی دوسروں

---

(۱)...... یہ آج سے ۴۵ سال پہلے کا خطبہ ہے۔ اس وقت لاکھ روپے بہت بڑی رقم تھی۔ دس روپے کو بھی بڑی اہمیت حاصل تھی۔ اس دور کو آج کے دور پر قیاس نہ کیا جائے۔ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے یہ سلسلہ شروع کیا، وہ صرف جماعتی تنظیم کی بنا پر ترقی کر گئے اور ہم جماعتی تنظیم کے فقدان کی وجہ سے اس چیز کو کھو بیٹھے جو ہمارے لیے وجہ افتخار تھی۔ آج متعدد ایسے مدارس جماعت اہل حدیث کے موجود ہیں جن میں قرآن و احادیث کے ساتھ ساتھ تمام علوم عربیہ کی تعلیم دی جاتی ہے، لیکن افسوس کہ مرکزی نظام میں منسلک نہ ہونے کی وجہ سے آج ہم اپنے مقاصد کی تکمیل میں ان کو ناکام پاتے ہیں۔ اس لیے میری تجویز ہے کہ بہت جلد ہمیں اپنے تعلیمی نظام کو مکمل کرنے کے لیے ایک اعلیٰ پیمانے کی درس گاہ یا دارالعلوم قائم کرنا چاہیے۔ بلکہ ایک جامعہ عربیہ دینیہ (یعنی اسلامک عربی یونیورسٹی) قائم کی جائے اور اس کا تجویز کردہ نصاب تمام مدارس میں پڑھایا جائے۔ اسی جامعہ سے منسلک ایک دارالمبلغین ہونا چاہیے، جس میں ہم ایسے قابل مبلغ تیار کریں، جو زمانہ حال کی ضروریات اور مقتضیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلام کی ناقابل تردید صداقتوں کو غیر مسلم اقوام کے سامنے پیش کریں اور یہ اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب کہ ہمارے علما اور اکابر ایثار و قربانی کو کام میں لائیں۔

ادارہ اشاعت السنتہ

جماعت اہل حدیث اگر چاہتی ہے کہ اپنے اسلاف کے علمی اندوختوں کو محفوظ رکھے، تو اس کا فرض ہے کہ ادارہ اشاعتہ السنہ کی سرپرستی کرے، اور اس کا پہلا فرض یہ ہو کہ قرآن مجید اور کتب احادیث کو عمدہ کتابت و طباعت اور پوری تصحیح کے ساتھ شائع کرے۔ قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم شائع کرے۔ احادیث کی تمام درسی کتابوں کے عمدہ حواشی لکھوائے جائیں۔ احادیث کی وہ کتابیں جو ابھی تک غیر مطبوع اور صرف چند لائبریریوں میں ان کے نسخے محفوظ ہیں، ان کو زیورِ طباعت سے مزین کر کے شائع کرے۔ کتب احادیث یا دیگر دینی کتب جن کے تراجم کی ضرورت محسوس ہو، ان کے ترجمے شائع کرے۔ مختلف مضامین پر موجودہ تبلیغی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے جدید تالیف کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ پھر مصنفین کی تصنیفی ضروریات و مطالعہ کے لیے ایک کتب خانہ یا اہل حدیث لائبریری قائم کی جائے۔ دارالمصنفین کے قیام سے ایک ایسا عام علمی ماحول پیدا ہو جائے گا کہ جس سے افادہ و استفادہ کے زریں مواقع پیدا ہوں گے۔ علاوہ ازیں ایک پریس کی بھی ضرورت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''الاعتصام''

یہ اخبار گزشتہ پانچ سال سے جماعت کی خدمت کر رہا ہے۔ اس نے علمی، مذہبی، مسلکی اور سیاسی اعتبار سے جو راہ اختیار کی ہے اور جماعت کو جس حیثیت سے عوام سے متعارف کرایا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اس کا انداز نہایت سلجھا ہوا ہے۔ مسائل پر بحث کرتے وقت وہ اپنی روایتی متانت کی حدود سے باہر نہیں نکلتا۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت کے علاوہ ہر طبقہ و خیال کے فہمیدہ حضرات اس سے متاثر ہیں، اور اس کی آواز کو معقول وزن دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ''الاعتصام'' کا رویہ جماعت کے وقار کے عین مطابق ہے۔ اس نے اس ضرورت کو پورا اور اس خلا کو پر کیا ہے، جو ایک عرصے سے محسوس کیا جا رہا تھا، لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ الاعتصام کو ابھی تک ہفت روزہ کی حیثیت حاصل ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مجلس استقبالیہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ جماعتی اور ملکی حالات اس قسم کے ہیں کہ انھیں پیش نظر رکھتے ہوئے اس اخبار کو سہ روزہ کر دیا جائے تاکہ یہ جماعت کی مزید خدمت کر سکے اور اپنے قارئین کو زیادہ مواد مہیا کر سکے اور اس کی آواز لوگوں کے کانوں تک جلدی پہنچے۔

خاتمۂ سخن

حضرات! باوجود اختصار کی کوشش کے گزارشات شاید کچھ طویل ہوگئی ہوں، آخر میں مجھے عرض کرنا ہے کہ ہم آپ حضرات کا پرتپاک خیر مقدم کرتے ہیں۔ جہاں تک انتظام کا تعلق ہے، اس میں خامیاں ہوں گی۔ خصوصاً اس صورت میں کہ جماعت اہل حدیث ملتان کے مخلص اور سرگرم کارکن جناب حاجی عبدالرحمان صاحب ''سوداگر'' کے انتقال کا ناگہانی حادثہ پیش آگیا۔ حاجی صاحب'' کے انتقال سے جماعت اہل حدیث کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ دعا فرمایئے حق تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کو توفیق دے کہ جماعت کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ آپ حضرات کے کریمانہ اخلاق سے توقع ہے کہ آپ ہماری کمزوریوں سے درگزر فرمائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ صدارت

(از مولانا محمد علی قصوری ایم اے کینٹب)

مولانا محمد علی قصوری برصغیر کے بہت بڑے علمی خاندان کے بہت بڑے رکن تھے۔ مولانا عبدالقادر قصوری کے فرزند ارجمند۔ انھوں نے مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے دوسری سالانہ کانفرنس کی صدارت فرمائی جو ۲،۳،۴۔ اپریل ۱۹۵۴ء کو ملتان میں منعقد ہوئی۔ انھوں نے ملتان کانفرنس میں جو تحریری خطبہ صدارت پڑھا، وہ مکمل نہیں تھا۔ آخر کا کچھ حصہ رہ گیا تھا۔ جو انھوں نے پڑھا، وہ ''الاعتصام'' کے دو شماروں (۱۶۔ اپریل اور ۲۳۔ اپریل ۱۹۵۴ء) میں چھپا۔ آخری حصہ جو پڑھا نہیں گیا تھا، وہ مکمل کرنا چاہتے تھے، لیکن افسوس ہے مکمل نہ کر سکے۔ مولانا ممدوح اگست ۱۸۹۲ء کو قصور میں پیدا ہوئے اور ۱۲۔ جنوری ۱۹۵۶ء (۲۶۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۵ھ) کو لاہور میں ان کا انتقال ہوا۔ وہ نہایت ذہین اور قوی حافظ تھے۔ ان کی علمی، سیاسی اور سماجی سرگرمیوں کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ ان کے مفصل حالات کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب ''قصوری خاندان''۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، الحمد للہ نحمدہ و نستعینه و نستغفرہ و نؤمن به ونتوکل علیه و نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل له ومن یضلله فلا ھادی له ونشھد ان لا اله الا اللہ وحدہ لا شریک له و نشھد ان محمدًا عبدہ ورسوله ﷺ واله وصحبه وسلم ارسله بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کله وکفی باللہ شھیدا

یادِ رفتگان

حضرات! پیشتر اس کے کہ میں اپنے خطبے کو شروع کروں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوستوں اور رفقائے کار کے متعلق جنھیں موت نے ہم سے جدا کر دیا ہے، اور انھیں اتنی مہلت نہ دی کہ وہ اجتماع میں موجود ہوں، اپنے دلی تاسف کا اظہار کروں۔

ع قفا نبک من ذکر حبیب و منزل

آج ہماری آنکھیں مولانا نیک محمد صاحب مرحوم کو ڈھونڈتی ہیں۔ ان کی مخلصانہ خدمات اور کتاب وسنت کے لیے بے مثال قربانیاں دعوت عمل دے رہی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ گو وہ آج ہم میں موجود نہیں ہیں، لیکن ان کی یاد اور مثال ہم میں ہے، جو ہماری تمام کوششوں میں ہماری رہنمائی کرتی رہے گی، اور صوفی نذیر حسین صاحب امرتسری مرحوم جیسے مخلص کارکن کی خدمات سے ہم محروم ہو گئے ہیں۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان سب بزرگوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان کے کام کو تکمیل تک پہنچائیں۔ آمین ثم آمین۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپ سب مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اس کانفرنس کی طرف سے ان کے اعزا و اقرباء کی خدمت میں تعزیتی پیغام بھیجا جائے۔

تشکر و امتنان

امابعد! میرے محترم بزرگو اور بھائیو! آج ہم جس نازک دور سے گزر رہے ہیں، اس کے پیش نظر میرا موجودہ کانفرنس کی صدارت قبول کرنا جسارت سے کم نہیں مگر دوستوں کے اصرار کی وجہ سے اس عزت کے قبول کرنے سے انکار ناممکن ہو گیا۔ اب میرے لیے کوئی مفر نہ رہا کہ باوجود اپنی کوتاہیوں اور علمی بے بضاعتی کے اسے قبول کروں۔ میں اس عزت افزائی کے لیے آپ بزرگوں اور بھائیوں کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ مجھے اس کا اعتراف ہے کہ یہ عزت ان محترم حضرات کے حصے میں آنی چاہیے تھی جو جمعیت اہل حدیث کے ستون ہیں لیکن آپ نے اس عزت کے لیے مجھے منتخب کر کے میرے کندھوں پر بھاری بوجھ رکھ دیا ہے۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری ناچیز کوششوں کو اسلام اور مسلمانوں کے لیے حقیقی معنوں میں مفید بنائے اور ہم غور و خوض کے بعد ایک ایسا لائحہ عمل تیار کریں جس پر چل کر ہم دین و دنیا کی حسنات حاصل کر سکیں اور اسلام اور مسلمانوں کی حقیقی خدمت انجام دے کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے مستوجب ہوں۔ آمین ثم آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے اجتماع کی اصلی غرض

حضرات! ان اجتماعوں کی اصل غرض وغایت یہ ہوتی ہے کہ ہم اپنے پچھلے کاموں کا جائزہ لیں، جو کوتاہیاں ہم سے ہوئی ہیں ان پر غور کریں، اپنی خامیوں کی اصلاح کی کوشش کریں اور آئندہ سال کے لیے نئے عزم اور نئے حوصلے سے کام کے لیے تیار ہوں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم گردوپیش کے حالات کا بغور مطالعہ کریں اور اپنی صلاحیتوں کا احتساب کریں۔ اس کے بغیر کوئی منصوبہ بندی اور پروگرام تیار نہیں ہو سکتا۔

پاکستان کے قیام کا اصلی محرک

اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ پاکستان کے قیام کا سب سے بڑا محرک مسلمانوں کا یہ عزم تھا کہ انھیں اپنے ملک میں ایک اسلامی حکومت کے قیام کا موقع دیا جائے۔ خوش قسمتی سے قرارداد مقاصد نے اس بات کی توثیق کر دی ہے کہ پاکستان کا آئندہ نظام کتاب وسنت پر مبنی ہوگا۔ میرے خیال میں قرارداد مقاصد نے یہ بات ظاہر کر دی ہے کہ پاکستان کا مستقبل اس جماعت کے ہاتھ ہوگا جو کتاب وسنت کی علم بردار ہوگی۔ اس لیے اگر میں یہ کہوں کہ پاکستان کا مستقبل جماعت اہل حدیث کے ہاتھ میں ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ لیکن ہم افسوس کے ساتھ اس امر کو محسوس کرتے ہیں کہ ہماری جماعت روز بروز کمزور ہو رہی ہے۔ اور اگر ہم سب متحدہ کوششوں سے اس تنزل کی رو کو نہ روک سکے تو کچھ عجب نہیں کہ جماعت کا وقار کم ہو کر متفرجین کو موقع دے کہ وہ اسلامی نظام کے وجود ہی سے انکار کر دیں۔ اس میں کلام نہیں کہ وہ ولولہ اور جوش جس کی وجہ سے جماعت اہل حدیث ممتاز تھی، بڑی حد تک سرد پڑ چکا ہے۔ اور ہماری جماعت افسوس ناک انتشار اور عدم انضباط کا نمونہ پیش کر رہی ہے۔ مگر الحمد للہ کہ اب جمعیت اہل حدیث کے اراکین کو پس ماندگی کا احساس ہو چکا ہے، اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ یہ احساس ہی قوموں اور جماعتوں کی بیداری کا پہلا قدم ہے۔ یہ کانفرنس جمعیت کے اقدام کی پہلی کوشش ہے، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس پہلی کوشش کو آئندہ بڑی کوششوں کا پیش خیمہ بنائے اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل کر دنیا کو پھر ایک دفعہ خلافت راشدہ کا نمونہ دکھلا سکیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے ہر تاریک دور میں مصلحین کی مساعیٔ احیاو تجدید

حضرات! میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ پاکستان کا مستقبل جمعیت اہل حدیث کے ساتھ وابستہ ہے۔ یہ محض خوش خیالی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کی تاریخ میں جب کبھی بھی مسلمانوں پر ادبار چھا گیا اور قرائن نے یہ ظاہر کیا کہ مستقبل تاریک ہے تو ایک جماعت تجدید واحیا کا اہم فریضہ ادا کرنے کے لیے شمشیر بکف میدان میں نکل کھڑی ہوئی اور تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ وہ جماعت ہمیشہ کتاب وسنت کے خدام کی تھی، جس نے سرور عالم ﷺ کے ارشاد کے مطابق کہ ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، کتاب اللہ وسنتی۔ جب تک تم ان دونوں سے تمسک کرتے رہو گے، راہ راست سے نہیں بھٹکو گے'' بلا خوف لومتہ لائم اقامت دین کا فریضہ ادا کیا اور مسلمانوں کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو سنبھالا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ برگزید جماعت جنھیں ابتدائے اسلام سے اصحاب الحدیث کہا جاتا تھا، اسلام کی تاریخ میں ایسی نمایاں ہے، جیسے خاکستر میں چنگاری۔ یہ کہنا تحصیل حاصل ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت عبداللہ بن مبارک، حضرت مالک بن انس اور حضرت احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے زرین کارنامے تمام وکمال اتباع کتاب وسنت کا ثمرہ تھے اور یہ سب بزرگانِ دین اسی پاک درخت کی ایک شاخ تھے، جسے اتباع کتاب وسنت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس سنہری زنجیر کی کڑیاں اسلام کے ہر دور میں موجود رہی ہیں۔ چنانچہ زوالِ بغداد کے بعد حضرت امام ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگردوں کی مساعی جمیلہ زندہ جاوید ہیں۔ خود ہمارے ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے کتاب وسنت کا جو چراغ روشن کیا تھا اور جس نے سید احمد صاحب بریلوی شہید اور حضرت اسماعیلؒ شہید وغیرہ ہم کے جہاد فی سبیل اللہ اور نصب امامت کی صورت اختیار کی۔ یہ تمام واقعات آج تاریخ کو ازبر ہیں اور یہ انھی حضرات کی کوشش کا ثمرہ تھا کہ آج ہم سب سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان کے وارث بنے ہوئے ہیں۔ اسی طرح عرب میں حضرت محمد بن عبدالوہاب نجدی کی سرگرمیاں اور افریقہ میں امیر عبدالقادرؒ الجزائری، شیخ سنوسیؒ، امیر عبدالکریمؒ مجاہد رایت۔ مصر میں مفتی عبدہؒ اور علامہ رشید رضاؒ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترکی میں سید جمال الدین افغانیؒ سب اسی شجرۂ طوبیٰ کی شاخیں تھیں اور بقول مسٹر بلنٹ مسلمانوں کی تاریخ میں جب کبھی تجدید و احیاء کی لہروں نے مسلمانوں کے جمود کو توڑا ہے اور آئندہ توڑیں گی، وہ ہمیشہ کتاب وسنت کے دریائے بے پایاں ہی سے اٹھیں اور آئندہ بھی اٹھیں گی۔ اور اس بات سے اب کون انکار کر سکتا ہے کہ اسلام نے اپنے چودہ سو سالہ دور میں بہت سے ہولناک مصائب کا مقابلہ کیا ہے اور آڑے وقت میں تمسک بالکتاب والسنۃ کے ساتھ اس کی دست گیری کی ہے۔ اقبال نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

ہفت کشور جس سے ہو تسخیر بے تیغ و تفنگ
تو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ ساماں بھی ہے

خدا کا قانون افراد و امم کے لیے یکساں ہے

دراصل قوموں اور مذاہب کی مثال بھی ایک فرد کی مثال ہے۔ جس طرح انسان پر پہلے بچپن، پھر شباب اور پھر اس کے بعد بڑھاپا طاری ہوتا ہے، اسی طرح جماعتوں کا بھی پہلے بچپن ہوتا ہے، جب کہ ان کا ہر کام جوش و خروش سے معمور ہوتا ہے۔ ان کی اٹھان اور نشو و نما دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈالتی ہے۔ پھر ایک زمانہ آتا ہے کہ ان کی مساعی عین شباب پر ہوتی ہیں، ان کی امنگیں اور حوصلے زوروں پر ہوتے ہیں، وہ ہر روز اپنے لیے ایک نئی راہِ عمل نکالتے ہیں، اور نئے میدان کارزار گرم کرتے ہیں اور ایک میدان سر کرنے کے بعد دوسرے میدان کا رخ کرتے ہیں۔ اس وقت ان کا مذہب ایک زندہ حقیقت ہوتا ہے، اس کے افراد اس کے ہر رکن کی زندہ تصویریں ہوتے ہیں، لیکن رفتہ رفتہ مذہب کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے، اور مذہبی احکام کی تعمیل محض رسمی رہ جاتی ہے۔ ظاہری اعمال پر بے جا فخر و غرور پیدا ہو جاتا ہے اور قوائے عملیہ میں اضمحلال شروع ہو جاتا ہے، یہ قوموں اور جماعتوں کے بڑھاپے کا زمانہ ہے۔ اگر وہ وقت پر نہ سنبھلے تو خدا کا قانون ولکل امة اجل فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون (اعراف) ''اور دیکھو ہر امت کے لیے ایک ٹھہرایا ہوا وقت ہے، جب کسی امت کا ٹھہرایا ہوا وقت آ گیا تو پھر نہ تو ایک گھڑی پیچھے رہ سکتی ہے اور نہ ایک گھڑی آگے'' (جو کچھ اس کے لیے ہونا ہے ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گزرتا ہے۔ عمل میں آتا ہے اور وہ اپنے اعمال کی پاداش میں فنا کر دی جاتی ہے۔)

کتاب وسنت اس قانون اعدام سے بچا سکتے ہیں

لیکن کتاب وسنت کے اتباع میں خدا نے وہ برکت رکھی ہے کہ یہ بوڑھی قوموں اور مری ہوئی تحریکوں میں نئی زندگی کی لہر دوڑا دیتی ہے، اور یہ ایک حیرت انگیز تاریخی حقیقت ہے، کہ دنیا کے کسی مذہب کی تاریخ میں اس قدر تحریکیں نہیں اٹھیں جتنی اسلام میں اٹھیں اور ان سب کا منبع اور ماخذ کتاب وسنت ہی تھے۔ اسی لیے اقبالؒ نے کہا ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

گیارھویں اور بارھویں صدی کے مجددین عظام

حضرات! میں اس موضوع پر آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ لیکن آپ کی اپنی جماعت کی بھولی ہوئی تاریخ کو آپ کے سامنے ضرور پیش کروں گا۔

آپ کو معلوم ہے اکبر علیہ ما علیہ نے اسلام کو تباہ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا، اور ہماری بدقسمتی سے اس کو ابوالفضل اور فیضی جیسے ارباب کمال مل گئے، جنھوں نے اس کی جاہلانہ سرگرمیوں کو علم کا جامہ پہنایا، اور قریب تھا کہ ان کی مساعی مشئومہ کامیاب ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو مامور فرمایا کہ تیرہ و تاریک دور میں کتاب وسنت کا چراغ روشن کریں۔ حضرت مجدد الف ثانی نے کی سرگرمیاں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی راہ میں سرفروشانہ قربانیاں ہمارے لیے باعث صد افتخار ہیں، اور جہاں گیر، شاہ جہاں اور عالم گیر کی حکومتوں کا پیش خیمہ ہیں۔ عالم گیر کی وفات کے بعد پھر ایک دفعہ جمود نے سر اٹھایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی اور ان کے خاندان کو مامور فرمایا کہ ہندوستان میں نئے سرے سے کتاب وسنت کا چراغ روشن کریں۔ مسلمانوں کو توحید کا بھولا ہوا سبق یاد دلائیں، اور بدعات کی تاریکیوں کو کتاب وسنت کی روشنی سے دور کر دیں اور ان کے دل و دماغ کو تعلیم حقہ سے منور کریں۔ حضرت شاہ صاحب ہندوستان میں پہلے شخص ہیں جنھوں نے قرآن حکیم کا ترجمہ فارسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبان میں اور ان کے دو صاحب زادوں شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ نے اردو زبان میں قرآن شریف کے ترجمے کیے۔ یہ ایک نہایت افسوس ناک حقیقت ہے کہ ملک کے رجعت پسند علماء کے لیے یہ جسارت ناقابل عفو تھی، اور حضرت شاہ صاحبؒ کے خلاف کفر و الحاد کے فتوے دیے گئے۔ علمائے سوء نے کتاب و سنت کی تعلیم کے خلاف ہمیشہ جاہل مسلمانوں کو اکسایا، لیکن شاہ صاحب نے ان علماً کی مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنا کام جاری رکھا۔

شاہ صاحبؒ کا کام مسلمانوں کی قلبی اور ذہنی اصلاح سے آگے نہ بڑھ سکا۔ انھوں نے کلمہ طیبہ کا جو بیج بویا بالآخر وہ بڑھ کر ایک تناور درخت بن گیا، جس کو حضرت سید احمد صاحبؒ بریلوی اور شاہ صاحب کے پوتے مولانا سید اسماعیل شہیدؒ کی شخصیتوں نے اپنے خون سے سینچا، اور اعلائے کلمۃ اللہ کے فریضے کو نہ صرف زبان سے بلکہ تلوار سے ادا کیا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ ان بزرگوں نے قرون اولی کے مسلمانوں کی یاد تازہ کر دی اور ایثار و للّٰہیت کی وہ مثالیں پیش کیں جن کی نظیر خاک دان ہند کے آخری دور میں ملنی مشکل ہے۔

انگریزی حکومت کا جھوٹا پروپیگنڈا

ہماری جماعت کے خلاف انگریزی حکومت اور سکھوں نے مسلمانوں کی غداری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس تحریک کو کچلنے کی کوشش کی اور اس کے خلاف وہابیت کا مؤثر حربہ استعمال کیا۔ دروغ بافی اور بہتان تراشی میں انگریز دنیا کی تاریخ میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ انھوں نے ان دونوں حربوں کو اس مخلص جماعت کے خلاف نہایت ہوشیاری سے استعمال کیا۔ ہمیں افسوس ہے کہ عامہ مسلمین بھی انگریزوں کے اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو گئے، اور یہ تحریک باوجود نہایت درخشاں کارنامے دکھانے کے دب گئی۔ مجھے حضرت سید احمد صاحبؒ کے ان خطوط کے دیکھنے کا موقع ملا ہے جو انھوں نے اپنے زمانے کے امراء و سلاطین کے نام لکھے تھے۔ ان خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزوں کا یہ پروپیگنڈا کہ سید صاحب کا مقصد صرف سکھوں کی سرکوبی تھا، کس قدر غلط اور بے بنیاد ہے۔ سید صاحب نے صاف طور پر ان خطوط میں لکھا ہے کہ مسلمانان عالم کی اخلاقی پستی، انتشار اور تعلیمات حقہ کے اعراض کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے فریضہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقامت دین کی انجام دہی کے لیے مامور فرمایا ہے، اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں برعظیم ہند کو انگریزوں اور دوسرے کفار کے استیلا سے نجات دلاؤں، اور ہندستان میں خلافت راشدہ کے نظام کو دوبارہ زندہ کروں۔ لیکن بعض نامساعد حالات کے پیدا ہونے سے جس میں خود مسلمانوں کی بے وفائی کو بہت بڑا دخل ہے، ان کا یہ مقصد پورا نہ ہو سکا۔ تاہم بالاکوٹ کے درودیوار اور پہاڑیاں اس بات کی شہادت دے رہی ہیں کہ سید صاحب اور ان کی جماعت نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

؎ بنا کردند خوش رسمے بخاک و خوں غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

سید صاحب اور ان کی جماعت حقہ

گو سید صاحب اور ان کے کئی ہزار جاں نثار بالاکوٹ میں سکھوں کی شمشیر جور و جفا کا شکار ہوئے، لیکن انھوں نے اپنے خون سے اسلام کی کھیتی کی آب یاری کی۔ جی تو چاہتا ہے کہ اس دورِ تظلم کا مختصر سا حال آپ کے سامنے پیش کروں۔ خود بھی روؤں اور آپ کو بھی رلاؤں، لیکن مجھے اور بہت سی باتیں آپ سے عرض کرنی ہیں۔ قصہ مختصر قید و بند، جلا وطنی اور پھانسی، ضبطی جائداد و املاک کے تمام حربے ان مجاہدین کی سرفروشانہ سرگرمیوں کو کند نہ کر سکے

؎ تعزیر جرم عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوقِ گناہ یاں سزا کے بعد

ادھر انگریزوں کے مظالم بڑھ رہے تھے اور ادھر ان کا جذبہ حق پرستی تیز تر ہو رہا تھا۔ موجودہ جماعت اہل حدیث اسی شان دار جماعت کا بقیہ ہے۔ اور اس میں کچھ کلام نہیں کہ جب ہم اپنے اسلاف کے زندۂ جاوید کارناموں کا مقابلہ اپنی زبوں حالی اور تشتت و انحطاط سے کرتے ہیں تو ہم عرق شرم میں غرق ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ موقع مایوس ہونے کا نہیں۔ کیونکہ اگرچہ ہم میں اپنے اسلاف کا عمل مفقود ہے، لیکن پھر بھی مجھے یقین ہے کہ ہماری جماعت کو اگر صحیح طور پر منظم کیا جائے تو خدا تعالیٰ کی تائید سے دنیا پر ثابت کر سکتے ہیں کہ ہم اپنے اسلاف کے ناخلف جانشین نہیں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجودہ دورِ علوم وحکمت اور ہماری جماعت

حضرات! میں اب ماضی کو چھوڑ کر حال کی طرف آتا ہوں، کیوں کہ پچھلے پچاس سال کی سائنٹیفک ترقی نے مختلف ممالک کے ڈانڈے باہم ملا دیے ہیں، اور ہم کسی طرح بھی اپنے آپ کو دنیا کے دوسرے ممالک سے جدا نہیں کر سکتے۔ اس امر سے کسی صاحبِ بصیرت کو انکار نہیں کہ ہم سب ایک عظیم الشان انقلابی دور سے گزر رہے ہیں، اور حالات اس سرعت سے بدل رہے ہیں کہ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ نہ صرف پاکستان بلکہ تمام اسلامی ممالک کی قسمتوں کا بھی فیصلہ کئی صدیوں کے لیے ہونے والا ہے۔ قلمِ قدرت نہایت سرعت سے کل یوم ھو فی شان کی تفسیر لکھ رہا ہے۔ تمام دنیا مذہبی، سیاسی اور معاشرتی انقلاب کے چکر میں مبتلا ہے۔ عصر حاضر کی ایجادات نے اس انقلاب کو اور بھی تیز کر دیا ہے۔ قدیم مذاہب اور قدیم فلسفیانہ نظریوں کو ایسی سرعت اور سختی سے مسترد کیا جا رہا ہے، جیسا کہ ایک صبا رفتار میل ٹرین ایک بیل گاڑی کو پیچھے چھوڑ رہی ہو۔ اقتصادی کش مکش نے اب ایک نئے مذہب کی صورت اختیار کر لی ہے۔ موجودہ روشن خیال یا مغرب زدہ نوجوان طبقے کے دل میں یہ عقیدہ راسخ ہو رہا ہے کہ موجودہ اقتصادی بدحالی اور معاشی عدم مساوات کو دور کرنے کے لیے مذہبی عقائد اور اخلاقی اقدار کو نظر انداز کرنا ضروری ہے، اور گویہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکا ہے کہ موجودہ انقلاب کے داعیوں کے بلند بانگ دعاوی کے باوجود ہم سرعت سے تباہی کی طرف جا رہے ہیں، لیکن نوجوانوں کے گوش ہوش ٹس سے مس نہیں ہوتے، اور وہ اندھا دھند اس انقلاب کے داعیوں کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ خود مغربی مفکرین اس سیلاب کے تخریبی عمل کی روک تھام سے عاجز آ چکے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب وحوادث کا یہ بے پایاں سیلاب نہ صرف بدنصیب اسلامی ممالک کو تباہی کی طرف دھکیل رہا ہے بلکہ خود مغربی دنیا کو بھی نہایت تیزی سے تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔

میرے بزرگو اور بھائیو! پہلے بنی نوع انسان شخصی حکومتوں اور ملوکانہ جبر و استبداد اور حاکمانہ خود غرضیوں اور شہوت رانیوں کا شکار رہے ہیں، لیکن اب اس کی جگہ آمریت اور قومی مفاخرت اور اقتصادی مسابقت نے لے لی ہے، اور لطف یہ ہے کہ یہ تمام انسانیت سوز حرکتیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانی فلاح و بہبود کے نام سے کی جارہی ہیں۔

موجودہ عہد کے دوخدائی فوجدار

ایک عجیب بات یہ ہے کہ آج دنیا کے تسلط کے دو بڑے دعوے دار یعنی امریکہ اور اس کے حلیف ایک طرف اور روس اور اس کے حلیف دوسری جانب۔ دونوں جمہوریت کے نام پر بنی نوع انسان کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

قدرت کی عجیب ستم ظریفی ہے کہ جمہوریت کے قیام و بقا کے لیے سرمایہ دار ممالک اور اشتراکی ممالک دونوں نہایت جمہوریت سوز حرکتیں کر رہے ہیں اور دونوں کی طرف سے یہ اعلان کیا جارہا ہے کہ انسانی آزادی اور جمہوری طرز فکر کے وہ واحد علم بردار ہیں اور ہر فریق کوشش کر رہا ہے کہ اسلامی ممالک کو بھی اپنا حلیف بنائے۔

(مولانا محمد علی قصوری ایم اے کینٹب نے یہاں تک خطبہ لکھا اور کانفرنس میں پڑھا تھا۔ وہ آگے لکھ کر اخبار کو چھپنے کے لیے دینا چاہتے تھے، لیکن افسوس کہ لکھ نہیں سکے، آخری سطور سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے آگے ان کا مقصد امریکہ اور روس کے سیاسی اور معاشی معاملات پر بحث کرنا اور اس کے مقابلے میں اسلام کا نقطۂ نظر پیش کرنا تھا۔ اگر یہ خطبہ مکمل ہو جاتا تو بڑا معلومات افزا ہوتا۔ مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ استقبالیہ

(از مولانا محمد صدیق لائل پوری)

لائل پور (فیصل آباد) میں مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی تیسری کانفرنس ۳،۴۔اپریل ۱۹۵۵ء کو بہ صدارت مولانا اسماعیل غزنوی منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کے صدر استقبالیہ مولانا محمد صدیق لائل پوری تھے جو اپنے دور کے مشہور خطیب تھے۔ وہ ۴۔فروری ۱۹۳۱ء کو موضع کرپالا (ضلع فیصل آباد) میں پیدا ہوئے۔ مختلف جلیل القدر اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور اپنی جماعتی اور دینی مساعی کی بنا پر بڑی شہرت پائی۔ ۱۲۔ستمبر ۱۹۸۹ء کو فیصل آباد میں فوت ہوئے۔ ذیل میں ان کے خطبۂ استقبالیہ کا مطالعہ فرمایئے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

حضرات علمائے کرام واراکین عظام! آپ حضرات کا استقبال میرے لیے کس قدر خوش گوار فرض ہے مگر جب اپنی نارسائیوں اور صلاحیتوں پر غور کرتا ہوں تو مجھے ندامت سی محسوس ہوتی ہے۔ آپ حضرات کے ارشاد کی تعمیل کے بغیر میں اپنے آپ میں یقیناً اس فریضے کی ادائگی کی صلاحیت نہیں پاتا۔

تعمیل ارشاد کے طور پر میں حاضر ہوں اور آپ حضرات کی اس نوازش کے لیے فی الحقیقت شکرگزار ہوں جو احباب نے مجھ پر فرمائی۔

آپ حضرات نے ہماری آواز کو قبول کرتے ہوئے ان ایام میں جب کہ فصل کا کام شروع ہو رہا ہے، مجھ پر اور میرے رفقاء پر جو احسان فرمایا ہے، میں اور میرے رفقاء بصمیم قلب آپ کے شکر گزار ہیں۔ شکر اللہ مساعیکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اور میرے رفقاء امید رکھتے ہیں کہ انتظامی خامیوں اور فرو گزاشتوں کو آپ مسامحت کی نگاہ سے دیکھیں گے اور نظر انداز فرمائیں گے۔

لائل پور

لائل پور شہر کی عمر تاریخی طور پر بہت چھوٹی ہے۔ اسے آباد ہوئے تقریباً پون صدی کا عرصہ ہوا ہے۔ ۱۸۹۶ء میں مسٹر لائل ڈپٹی کمشنر نے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ علاقہ زمین کی قسم کے لحاظ سے بے حد زرخیز تھا۔ اسے دریائے چناب سے سیراب کرنے کا انتظام کیا گیا۔ آج سے چند سال پیشتر یہ علاقہ جنگلی درختوں سے بھرپور اور وحشی جانوروں کا مسکن تھا۔ آب پاشی کی وجہ سے اب یہ سرزمین سونا اُگلتی ہے۔ متحدہ ہندوستان کے دور سے آج تک یہ شہر ترقی کرتا رہا ہے۔ تقسیم کے بعد اب اس کی آبادی تقریباً تین لاکھ ہے۔ یہاں ایک بہترین زرعی کالج ہے۔ حکومت کے انتظامی دفاتر کے لحاظ سے اسے خاص اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان ایسے مستطیل ملک میں باڈر سے دور ہونے کی وجہ سے اور بھی دقیع تصور کیا جا رہا ہے۔

تجارت

تقسیم سے پہلے زرعی علاقہ ہونے کی وجہ سے یہ غلے کی بہترین منڈی تھی۔ اب صنعتی طور پر اسے پاکستان کا مانچسٹر کہنا چاہیے۔ کپڑے کی ملوں نے اسے الہ آباد اور بمبئی کے ہم سر کر دیا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ چند شہروں میں صنعتی ترقی نے پاکستان کی بین الاقوامی دنیا میں آبرو رکھ لی ہے۔ ان میں لائل پور کو خاص فوقیت حاصل ہے۔

اہل حدیث

تحریک اہل حدیث اور تحریک حریت کے لحاظ سے حضرت حکیم نور الدین صاحب کا ذکر ہمارے لیے فخر و مباہات کا موجب ہے۔ حکیم صاحب نے ان دونوں معاملات میں اس اولوالعزمی کا ثبوت دیا کہ آج کے نوجوانوں میں اس صبر و استقلال کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ حضرت حکیم صاحب نے منشی محلہ میں اشاعت توحید اور تحریک تمسک بالسنۃ کا کام شروع کیا اور چند دنوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں پروانوں کی ایک جماعت اپنے اردگرد جمع کر لی۔ منشی محلے کی مسجد کو تحریک سنت کی آب یاری میں تقدم کا مقام حاصل ہے۔ لیکن یہ مسجد محل وقوع کی ناموزونت اور تنگی کی وجہ سے مستقبل کی ضرورتوں کے لیے ناکافی تھی، اس لیے جماعت کے ارباب حل وعقد نے ایک دوسری جامع مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا جو وسیع ہونے کے علاوہ ایک موزوں مقام پر واقع ہو۔

موجودہ جامع مسجد

موجودہ جامع مسجد کی تعمیر کے تذکرے میں حضرت مولانا ثناء اللہ صاحبؒ کی یاد ہم پورے سوز سے کر رہے ہیں۔ حضرت مرحوم نے پوری ہمدردی سے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا اور اپنے احباب کو لکھا۔ حضرت مولانا کی مساعی کے علاوہ ملک التجار شیخ عبدالوہاب دہلوی نے حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب کی معرفت پانچ ہزار روپے کی رقم ارسال فرمائی اور شیخ کریم بخش چنیوٹی کی بیوہ نے بدست حافظ بدرالدین صاحب دس ہزار روپے کی رقم ارسال فرما کر اس کار خیر کی بنیاد رکھی۔ بارک اللہ فی اموالھم ورزقھم التقوی۔ آج یہ جامع مسجد آپ کے سامنے بحمداللہ موجود ہے، جس پر قریباً ساٹھ ستر ہزار روپیہ صرف ہو چکا ہے۔ اس کوشش میں حضرت حکیم نورالدین صاحب کے علاوہ برادر محترم مولوی عبدالواحد صاحب اور صوفی احسان الحق صاحب کی کوششیں خاص کر قابل تحسین ہیں جو آج تک اس کار خیر میں مصروف ہیں۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

علمی کام

اس وقت ضلع لائل پور میں علمی لحاظ سے اہل حدیث کے دو مدارس قائم ہیں۔ مدرسہ خادم القرآن والحدیث جھوک دادو جس کا نظم ونسق ہمارے مخلص بزرگ میاں محمد باقر اور ان کے رفقاء کے ذمے ہے اور مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈاں والا ہے جس کی کفالت صوفی عبداللہ صاحب اور ان کے رفقائے کرام کر رہے ہیں۔ یہ دونوں درس گاہیں اپنی بساط کے مطابق کتاب وسنت اور تحریک اسلاف کی بہترین خدمت سرانجام دے رہی ہیں اور ان درس گاہوں کے محترم اساتذہ اور طلبا نے جس خلوص سے مرکزی جمعیۃ سے تعاون کیا ہے، اس کی جزاء ان کو اللہ تعالیٰ ہی دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا۔ اللہ ان جوانوں کو مزید اخلاص فی العمل کی توفیق بخشے اور مستقبل کی ذمہ داریوں کا ان کو اہل ثابت کرے۔ اس کے علاوہ جامع اہل حدیث لائل پور میں ایک مدرسہ ہے جو حال ہی میں قائم ہوا ہے۔ یہ مدرسہ بھی اپنی بساط کے مطابق کام کر رہا ہے۔ (۱)

اہل حدیث اور سیاست

جماعت اہل حدیث نے سیاست میں اس انداز سے حصہ تو واقعی نہیں لیا جس انداز سے آج کی پیشہ ور جماعتیں سیاسی کام کر رہی ہیں اور نہ یہ ہنگامہ آرائیاں ایک دینی جماعت کے لیے موزوں ہی ہیں۔ لیکن ایک دینی جماعت کتاب وسنت کی رہنمائی میں جہاں تک کام کر سکتی ہے، بحمد اللہ جماعت اہل حدیث اس سلسلے میں شرم سار نہیں۔ تحریک استخلاص وطن میں مجلس خلافت سے کہیں پہلے جماعت اہل حدیث نے اس میدان میں قدم رکھا۔ عبور دریائے شور اور پھانسیوں سے لے کر قید و بند کی صعوبتوں تک کسی مرحلے میں اہل حدیث نے پیٹھ نہیں دکھائی۔ جس قدر تحریکیں استخلاص وطن کے لیے اٹھیں، جماعت اہل حدیث نے اپنی بساط کے مطابق سر توڑ کوشش سے ان کے ساتھ پورا تعاون کیا، تا آنکہ وطن بظاہر دشمنوں سے پاک ہو گیا ہے۔

آزادی کے بعد

وطنی آزادی کے بعد آئین و دستور کا مسئلہ سامنے آتا ہے، تاکہ ملک صحیح معنوں میں آزاد ہو، اس کے لیے ہم الحمد للہ پوری طرح مستعد ہیں۔ لادینی قوتیں جس طرح کام کر رہی ہیں، ہماری نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ ہم ان شریر طاقتوں سے نمٹنے کے لیے پوری طرح تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ملک کے ارباب اقتدار کو توفیق بخشے کہ وہ ملک میں کوئی نیا فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش نہ کریں۔

---

(۱) اس مدرسے سے حضرت مولانا محمد عبداللہ ویرووالوی مرحوم کا مدرسہ دار القرآن والحدیث مراد ہے جو انھوں نے قیام پاکستان کے کچھ عرصے بعد جامع مسجد اہل حدیث (امین پور بازار) میں جاری کیا تھا۔ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمعیت اہل حدیث لائل پور

اس وقت لائل پور میں ایک ایسی مضبوط جمعیت اہل حدیث موجود ہے جو مرکزی جمعیت کی رہنمائی میں شہر اور ضلع میں کتاب و سنت کی اشاعت کا کام کر رہی ہے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں ہمیں مخلص رفقاء کا تعاون حاصل ہے، جن میں میاں محمد باقر صاحب، حکیم نور الدین صاحب، صوفی عبداللہ صاحب، مولانا عبداللہ صاحب ویر ووالوی، مولانا محمد صادق صاحب اوڈاں والا، مولانا عبداللہ صاحب ثانی، محترم مولانا اللہ بخش صاحب کمیر پوری، مولانا علی محمد صاحب صمصام، مولانا عبیداللہ صاحب احرار، مولانا محمد یعقوب صاحب، ندیم کوموی، مولانا محمد اسحاق صاحب چیمہ، مولانا محمد ابراہیم صاحب خادم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کی دعوت عمل اور اس راہ کا امتحان پیش نہ آتا تو جمعیت اہل حدیث لائل پور کا حلقہ اثر آج سے کہیں زیادہ وسیع تر ہوتا۔ ہمیں فخر ہے کہ جمعیت نے اس خالص دینی تحریک میں اپنا حق ادا کیا۔ وعند اللہ فی ذالک الجزاء

مرکزی جمعیت سے تعاون

آغاز کار ہی سے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ ہمارا تعاون رہا۔ اس وقت ضلع میں جمعیتوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ گزشتہ سال ملتان کانفرنس میں ضلع لائل پور کی طرف سے پانچ ہزار روپیہ پیش کیا گیا۔ ہمارے شہر کے مخلص محترم حاجی مولا بخش صاحب چینوٹی ایسے مخیر حضرات کی موجودگی میں قوی امید ہے کہ ہم اس سال کم از کم پندرہ بیس ہزار روپیہ مرکزی جمعیت کے خزانے میں جمع کرا سکیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم حاجی صاحب اور دیگر اصحاب خیر کو مزید اعمال خیر میں اعانت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

بیت المال

جہاں مجھے جماعت کی رفتار ترقی پر اطمینان ہے، وہاں مجھے اپنی اور اپنے دوستوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کمزوریوں کا بھی اعتراف کرنا چاہیے۔ مرکز کی طرف سے عرصہ ہوا، بیت المال کے قیام کی تجویز پیش کی گئی۔ اخبار ''الاعتصام'' نے اس پر بار بار لکھ کر توجہ دلائی مگر یہ تجویز ہنوز تشنہ تکمیل ہے۔ احباب نے اس پر پوری توجہ نہیں دی۔ میں توقع رکھتا ہوں، آئندہ سال بیت المال کے مسئلے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ اسی صورت میں جماعت اطمینان سے کام کرسکتی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے صدقات کو نظم سے ادا کریں۔ جہاں عام اعمال خیر میں اسے صرف کرتے ہیں، وہاں اپنی جماعت کے استحقاق کو سب سے مقدم سمجھیں۔ تصنیف و تالیف، اشاعت، تبلیغ، تدریس و تعلیم کے شعبے اسی صورت میں مطمئن ہو کر کام کر سکتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو، زکوٰۃ کو اجتماعی صورت میں ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔

دار العلوم یا اہل حدیث یونیورسٹی لائل پور

جیسا کہ آپ حضرات نے اخبار ''الاعتصام'' میں پڑھا ہوگا، جمعیت ایک ایسے دار العلوم کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے جو جدید علوم و فنون پر مشتمل ہو، اور اس کے لیے ایسے قابل اساتذہ مہیا کیے جائیں جو کہ بڑی قابلیت کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی شہرت بھی رکھتے ہوں اور یونیورسٹی ایک ایسی حقیقت ہو کہ اس کے وقار کو تسلیم کرنے سے حکومت وقت کو بھی انکار نہ ہو، اور اس کا قیام بھی پاکستان کے کسی ایسے شہر میں ہو جو کہ محل وقوع کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہو، اور اس علاقے میں جماعت اہل حدیث کی بھی اکثریت ہو۔ بحث و تمحیص، اور غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ مرکزی دار العلوم لائل پور شہر میں بنایا جائے۔

اس خبر کے شائع ہونے پر ضلع کی تمام جمعیتوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور عوام نے مرکز کے اس فیصلے کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔

یہاں یہ ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ آج سے چند سال قبل ایک مرد مجاہد نے سوا دو ایکڑ اراضی انجمن اہل حدیث لائل پور کو اس شرط پر ہبہ کی تھی کہ اس زمین میں مدرسہ بنایا جائے، جہاں سے قال اللہ اور قال الرسول کی آواز بلند ہو۔ اس زمین کا انتقال ابھی تک تشنۂ تکمیل تھا کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص اللہ کو پیارا ہو گیا۔ چوں کہ مسجد ابھی تک مکمل نہیں ہوئی تھی اس لیے انجمن نے چنداں توجہ نہ دی۔ مرکز کے اس فیصلے کے بعد انجمن نے اس کے ورثا سے اپنے بزرگ کے وعدے کو ایفا کرنے کا مطالبہ کیا۔ انھوں نے خوشی سے انھی شرائط پر زمین کا انتقال کرا دینے کا وعدہ کیا، اور امید ہے کہ یہاں مرکزی دار العلوم جاری کر کے ان شاء اللہ ہم جماعت کی بہت بڑی علمی اور دینی خدمت کرسکیں گے۔

آپ کا ادنیٰ خادم

محمد صدیق لائل پوری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ صدارت

(از مولانا سید اسماعیل غزنوی)

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تیسری سالانہ کانفرنس لائل پور (فیصل آباد) میں مولانا سید اسماعیل غزنوی کے زیر صدارت ۳،۴۔ اپریل ۱۹۵۵ء کو منعقد ہوئی۔ اسی کانفرنس کے موقع پر فیصل آباد میں جامعہ سلفیہ کا قیام عمل میں آیا۔ مولانا سید اسماعیل غزنوی، حضرت سید عبداللہ غزنوی کے پوتے، مولانا سید عبدالواحد غزنوی کے فرزند اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے چچازاد بھائی تھے۔ امرتسر میں پیدا ہوئے اور ۱۳۔ جون ۱۹۶۰ء کو لاہور میں ان کا انتقال ہوا۔ ذیل میں ان کا خطبۂ صدارت پڑھیے۔ (مرتب)

الحمدلله نحمده ونستعينه و نستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا محمداً عبده ورسوله ﷺ تسليما كثيراً كثيرا۔

تشکر و امتنان

حضرات! مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی یہ تیسری سالانہ کانفرنس ہے جو لائل پور میں تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔ اس سے قبل جو دو سالانہ کانفرنسیں ہوئی ہیں، ان کی صدارت کے فرائض جن بزرگوں نے انجام دیے، وہ علمی فوقیت اور جماعتی خدمات کے لحاظ سے مجھ سے بہتر اور برتر تھے۔ ان کے مقابلے میں مجھے اپنی کمزوریوں کا اعتراف ہے۔ علاوہ ازیں میری جسمانی صحت کئی سال کی مسلسل بیماری سے اتنی کمزور ہو گئی ہے کہ میں ایسی باوقار جماعت کے اجتماع کی صدارت کے بارگراں کا متحمل نہیں تھا، لیکن جماعت کے معزز رفقا نے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امور کو نظر انداز کر کے سالانہ کانفرنس کی صدارت کے لیے میرا نام تجویز کر دیا۔ بہر حال اس اعزاز کے لیے جو جماعت نے مجھے صدارت کی صورت میں بخشا ہے، میں آپ کا ممنون ہوں اور آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اس باب میں میرے ساتھ تعاون کریں اور میری گزارشات کو دل کے کانوں سے سننے کی کوشش فرمائیں۔

اجتماع کا اصلی مقصد

حضرات! اس کانفرنس کے انعقاد کا اصلی مقصد اور ہمارے یہاں جمع ہونے کی غرض و غایت جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، یہ ہے کہ ہم اپنے پچھلے کام کا جائزہ لیں۔ ہمارا جماعتی قافلہ اب تک جن جن منازل سے گزرا ہے اور جو جو تاثرات ہم نے اس سے لیے ہیں اور جن جن مشکلات سے ہمیں دو چار ہونا پڑا ہے، اس کی مفصل روداد سے آپ کو مطلع کریں۔ پھر اس کی روشنی میں آئندہ کے لیے کوئی واضح پروگرام مرتب کریں۔

حضرات! موجودہ دور بڑا پُر آشوب دور ہے۔ اس نے ہزاروں مشکل اور قابل غور مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ جماعتی مسائل، علمی مسائل، اقتصادی مسائل، معاشی مسائل، سیاسی مسائل اور یہ ایسے اہم مسائل ہیں کہ جب تک ہم اپنی منتشر طاقتوں کو مجتمع نہیں کریں گے، اپنی عملی قوتوں کو منظم نہیں کریں گے، ذہن و فکر کے تمام گوشوں کو بیدار نہیں کریں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مستقبل قریب کے لیے کوئی واضح موقف متعین نہیں کریں گے، ان مسائل کے پیچیدہ عقدوں کو حل نہیں کر سکیں گے۔ اگر ذہنی و فکری اتحاد کی دولت سے ہمارا دامن بھرپور ہوگا تو کتاب و سنت کی مشعلِ ہدایت لے کر ہم ان اہم اور ضروری مسائل کی گرہ کشائی کر سکیں گے اور پھر پوری آزادی کے ساتھ خود بھی ان راہوں پر اپنا سفر شروع کر سکیں گے، اور دوسروں کو بھی بلا جھجک ان پر قدم فرسائی کی دعوت دے سکیں گے۔

حضرات! یہ دور سست روی کا دور نہیں ہے، زمانہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ جو جماعت اپنے ذہن و فکر کے خفتہ گوشوں کو بیدار نہیں کرے گی اور کسی متعین نصب العین کی طرف قدم زن نہیں ہوگی، زمانہ اس کو ساتھ ملانے کے لیے اپنی رفتار کو روکے گا نہیں اور اس انتظار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نہیں رہے گا کہ وہ جماعت اپنا رختِ سفر باندھے تو اسے اپنا رفیق راہ بنا کر چلے۔اس کے ساتھ ہی ساتھ اس حقیقت کو بھی ہر وقت ذہن میں رکھیے کہ یہ دور انفرادیت کا دور نہیں ہے، یہ اجتماعیت کا دور ہے اور اجتماعی عمل و کردار کا متقاضی ہے۔جن لوگوں کا دامن اجتماعیت کی نعمت سے خالی ہوگا، وہ اس دور کے تیز رو قافلوں کے ساتھ ہرگز نہیں چل سکیں گے اور نتیجہ اس کا یہ نکلے گا کہ وہ زندگی کی آخری رمق سے بھی آہستہ آہستہ محروم ہو جائیں گے۔جب جماعتی روح اجساد افراد سے پرواز کر جائے تو خالی ڈھانچے کی طرف کوئی نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔اس لیے اس حقیت نفس الامری کو خوب سمجھ لیجیے کہ جہاں نظم و ضبط اور اجتماعی زندگی کا وجود ضروری ہے، وہاں متعین نصب العین اور واضح موقف کا اختیار کرنا بھی لازمی ہے۔کیوں کہ ان دونوں کے بغیر زندگی ممکن نہیں۔

خوش گوار حالات

میری اس گزارش سے کہیں یہ نہ سمجھ لیجیے گا کہ میں جماعت کے انتشار پر آنسو بہا رہا ہوں۔جماعتی تنظیم کے لحاظ سے تو بحمد اللہ حالات نہایت خوش گوار ہیں۔کراچی سے لے کر لاہور تک اور لاہور سے لے کر پشاور تک جماعت کے افراد ایک ہی سلک میں منسلک ہیں۔انتشار و پراگندگی کی جگہ نظم و یک جہتی نے لے لی ہے اور اختلاف و افتراق ضبط و استحکام میں بدل گئے ہیں۔میں یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ نظم و ضبط اور وحدت و تنظیم کی جو کیفیت اس وقت جماعت میں پائی جاتی ہے، اس سے پہلے نہیں تھی۔یہ جماعت اس سے قبل بلا شبہ سیاسی اعتبار سے بلند رہی، علمی لحاظ سے ممتاز رہی، مذہبی و دینی طور سے اس کو رفعت حاصل رہی۔لیکن قصبات و بلاد میں اس کو اس وقت جو تنظیمی حیثیت حاصل ہے، وہ اس سے پیشتر غالباً حاصل نہیں تھی۔اب جماعت کے تمام افراد کی ایک زبان ہے، ایک نعرہ ہے، ایک آواز ہے، اتحاد و یگانگت کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ کراچی کی جماعت کے کسی فرد کو کانٹا چبھے تو اقصائے پشاور تک اس کی کسک محسوس کی جاتی ہے۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اختلاف کے بادل چھٹ گئے ہیں، افتراق کی آندھیاں تھم گئی ہیں، انتشار کے طوفان رک گئے ہیں، بدگمانیوں کی فضا ختم ہوگئی ہے اور بدظنیوں کے چھینٹے جو ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کی طرف اڑائے جاتے تھے، وہ اب فضائے بسیط میں تحلیل ہو کر رہ گئے ہیں۔ اب ایک مضبوط مرکز ہے جس کی طرف پوری جماعت کی نگاہیں مرکوز ہیں۔ ہر قسم کی ہدایات لینے کے لیے جماعت کے افراد مرکز کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کوئی قدم اٹھانے سے پہلے مرکز کے احکام اور اس کی ہدایات کے بے تابی سے منتظر رہتے ہیں۔ میں اس موقع پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ان اکابر جماعت کی خدمت میں جنھوں نے جماعت میں یہ کیفیت پیدا کی اور شب و روز کی پیہم مساعی سے جماعت کے منتشر افراد کو صرف چند سال میں اتفاق واتحاد کی لازوال دولت سے مالا مال کر دیا اور انھیں وحدت و یک جہتی کی صراط مستقیم پر گامزن کر دیا۔ اکابر کا جماعت پر یہ اتنا بڑا احسان ہے جس کا کوئی صلہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ ترقی ہو، اور جماعت مزید تیز روی سے اپنی منزل کی طرف بڑھتی رہے۔

اہل حدیث کی خدمات

حضرات! میں اپنے فرض کی انجام دہی سے کوتاہی کروں گا اگر جماعت کے ان گزشتہ علمی و سیاسی کارناموں کا اجمالی تذکرہ نہ کروں، جن کا اثر متحدہ ہندوستان کی حدود کو پھاند کر دوسرے اسلامی ممالک میں بھی پہنچا۔ برصغیر پاک وہند میں علمائے اہل حدیث کی اصلاحی، تجدیدی، مذہبی اور سیاسی سرگرمیاں زریں دستاویز کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کے نقوش اتنے اجاگر ہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قرطاسِ دہر پر روشن رہیں گے۔۔۔ ایک وقت تھا کہ متحدہ ہند کی اقلیم علم وفضل پر ان کا علم لہرا رہا تھا اور یہ اس میدان کے شہسوار تھے، ان کے قلم کی یلغار نے بڑے بڑے مدعیان علم وطریقت کے قلعے مسخر کیے۔ یہ علم کے بحر نا پیدا کنار تھے، قلم کے شہسوار تھے۔ اگر آپ برصغیر کی تاریخ پر ایک چھلکتی ہوئی نگاہ ڈالیں تو آپ کو معلوم ہو کہ حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہؒ سے لے کر آج تک اہل حدیث نے کن کن مشکل مراحل کو طے کیا اور کن کن خطرناک منازل کو عبور کیا ہے۔ ان پر مشکل سے مشکل وقت آیا مگر ان کی پیشانی شکن آلود نہیں ہوئی۔ خطرناک سے خطرناک مہمات سے ان کو واسطہ پڑا مگر ان کے چہرے پر اضطراب کے نشان ظاہر نہیں ہوئے۔ خوفناک سے خوفناک حالات سے یہ دوچار ہوئے مگر ان کی آنکھوں میں کبھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاس ونومیدی کی جھلک نہیں پائی گئی۔ وقت آیا تو انھوں نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ میدانِ جنگ میں بے خطر کود پڑے۔ دشمن کے دنیوی جاہ وجلال کو پرِ کاہ کی حیثیت بھی نہ دی۔ اس کی مادی عظمت وشوکت کو بار ہا للکارا۔۔۔ آج برصغیر پاک وہند کی سرزمین میں جو اسلام کے نقش ونگار آپ کو دکھائی دے رہے ہیں، ان میں اہل حدیث کا حصہ بہت نمایاں ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس موضوع پر جس نے بھی قلم اٹھایا، ہماری تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی۔

خاندان ولی اللّٰهی

کون نہیں جانتا کہ ہندوستان میں قرآن مجید کا تفسیر وترجمہ ممنوع قرار دیا جا چکا تھا۔ بادشاہوں کے علمائے مقربین نے ان کے دلوں میں یہ چیز پیوست کر دی تھی کہ قرآن خدائی کلام ہے، عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ کرنا بے شمار غلطیوں کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔ اس لیے اپنی اقلیم سیاست میں یہ فرمان جاری کر دیا جائے کہ کوئی شخص اس کا ترجمہ اور اس کی تفسیر نہ کرے۔ کیوں کہ قرآن حکیم کے ترجمے سے خود ان علماء کا مستقبل خطرے میں پڑتا تھا۔ انھوں نے اپنی بے پناہ آمدنیوں کے جو دروازے کھول رکھے تھے، ان کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ تھا۔ اس لیے ان کی مادی منفعت اور ذاتی اغراض کا یہی تقاضا تھا کہ قرآن حکیم کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں نہ ہو، لیکن علمائے حق اس غلط اقدام کو کب برداشت کر سکتے تھے۔۔۔ شاہ ولی اللہؒ صاحب جب حجاز سے واپس تشریف لائے تو بدل چکے تھے۔ اس لیے کہ جن اساتذہ کرام کا ان کو شرف تلمذ حاصل ہوا وہ امام ابن تیمیہؒ کی تحریک تجدید کی ضیا پاشیوں سے مستنیر تھے۔ وہی رنگ شاہ صاحبؒ لے کر آئے اور اس ملک کے نامساعد حالات کے باوجود اس رنگ کو نہایت ہی اعلیٰ قابلیت کے ساتھ پیش کیا اور علمائے ہند اور حکومت وقت کے احکام وفرامین کے علی الرغم فارسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کر ڈالا۔ میں اس حقیقت کے اظہار میں بے حد مسرت محسوس کرتا ہوں کہ شاہ ولی اللہ صاحب پہلے شخص ہیں جنھوں نے ہندوستان میں قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور امت مسلمہ کی اصلاح وہدایت کے لیے میدان عمل میں اترے۔ متعدد علمی کتابیں تصنیف کیں۔ بہت بڑے پیمانے پر مسند وعظ وارشاد آراستہ کی۔ شاہ ولی اللہؒ رشد وہدایت کا جو پودا اپنے مقدس ہاتھوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس ملک میں لگا گئے تھے، ان کے بعد ان کے فرزندان نیک خصال۔۔۔شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ عبدالغنی رحمھم اللہ۔۔۔نے اپنے ذوق کے مطابق اتنی محنت و مستعدی سے اس پودے کی آب یاری کی کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک عظیم الشان گلستان کی صورت اختیار کر گیا اور غیر منقسم ہندوستان کا چپہ چپہ اس کی عطر بیزیوں سے مہک اٹھا۔

واقعہ یہ ہے کہ خاندان ولی اللّٰہی نے اسلام کی جو خدمت کی ہے، اس کی ہمسری کا دعویٰ کسی دوسرے کے لیے کرنا بہت مشکل ہے۔ اس خاندان کے ہونہار فرزندوں اور اس کے تربیت یافتہ لوگوں نے قلم اور تلوار دونوں سے بیک وقت کام لیا۔۔۔شاہ عبدالعزیز اگر مسند وعظ و ارشاد اور منصب تدریس پر جلوہ افروز ہیں تو ان کے فیض یافتہ سیّد احمد شہید بریلوی اور ان کے ہونہار تلمیذ اور بھتیجے مولانا اسماعیل شہید میدان جنگ میں تلوار کے جوہر دکھا رہے ہیں۔

ع یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

تقسیم کار

یوں سمجھیے کہ خاندان ولی اللّٰہی اور اس کے فیض یافتہ لوگ دو حصوں میں منقسم تھے۔ ایک وہ بزرگ تھے جو مسجدوں میں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کی مسند پر فائز تھے۔ اس طریق سے انھوں نے پورے ملک میں ایک اصلاحی تحریک شروع کر رکھی تھی۔ دوسرے وہ حضرات تھے جو تلواریں سونت کر میدان جہاد میں اتر آئے تھے۔ ایک طرف وہ ہندوستان کے نو وارد حکمران (انگریز) اور دوسری جانب پنجاب میں سکھوں کے خلاف نبرد آزما تھے۔ پہلے گروہ میں جن نفوسِ قدسیہ کے اسمائے گرامی سے تاریخ کے اوراق مزین ہیں، ان میں شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر کے علاوہ شاہ محمد اسحاق ایسے اساطین دین سر فہرست ہیں۔ دوسرے گروہ کے سرخیل سید احمد شہید رائے بریلوی اور مولانا اسماعیل شہید ہیں۔ سید احمد شہید اگرچہ خاندان ولی اللّٰہی کے فرد نہیں تھے مگر روحانی لحاظ سے اسی خاندان کے فیض یافتہ تھے اور شاہ عبدالعزیز کے مرید خاص۔

اب آپ یوں سمجھیے کہ خاندان ولی اللّٰہی اپنے فیض یافتہ رفقاء سمیت تین محاذوں پر برسر پیکار تھا اور تین زبردست طاقتیں ان کے مدمقابل تھیں۔ علمائے سوء کی طاقت۔ وقت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکمرانوں کی طاقت۔ پنجاب کے سکھوں کی طاقت ۔۔۔ یہ تین طاقتیں تھیں جن کے مقابلے کے لیے یہ حضرات میدان میں نکل آئے تھے۔ میں یہاں کوئی تاریخ لکھنے نہیں بیٹھا ہوں کہ واقعات کی تفصیل خاص ترتیب کے ساتھ آپ کے سامنے بیان کروں۔ یہ کام مورخ کا ہے۔ جو شخص برصغیر کے اہل حدیث کی تاریخ مرتب کرنے کا فریضہ انجام دے گا وہ ان تمام امور پر تفصیلی بحث کرے گا۔ میں اس منزل سے تیزی کے ساتھ آگے نکل جانا چاہتا ہوں۔ میرا کام یہاں صرف یہ ہے کہ چلتے چلتے یہ اشارہ کر جاؤں کہ سوا صدی قبل کے ہندوستان کی سرزمین پر رشد و ہدایت کا جو شامیانہ تنا ہوا تھا، اس میں اہل حدیث کا نمایاں حصہ تھا اور انھوں نے اس کو برقرار رکھنے میں وہ فرائض سر انجام دیے اور وہ قربانیاں دیں کہ ان کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے۔ مسند تدریس پر ان کا قبضہ، قرآن حکیم کے تراجم میں ان کی سبقت، تصنیف و تالیف کے میدان میں ان کا سکہ رواں، میدان جہاد میں یہ قطار اندر قطار، متحدہ ہند کا وہ کون سا مقام ہے جہاں یہ نہیں، وہ کون سا معرکہ ہے جس میں یہ شریک نہیں۔

مسندِ تدریس

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فرزندار جمند شاہ عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد ان کے نواسے شاہ محمد اسحاقؒ مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے۔ شاہ محمد اسحاق کے تلامذہ کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ شاہ محمد اسحاقؒ کے بعد ان کے شاگرد رشید حضرت سید میاں نذیر حسینؒ نے اس مقدس مسند کو رونق بخشی۔ ان کی خدمت میں شائقینِ علم دنیا کے مختلف گوشوں سے آئے اور تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ اقصائے عالم میں پھیل گئے اور جہاں گئے، سلسلہ تدریس شروع کر دیا۔ حضرت میاں صاحب نے سو برس کی عمر پائی اور تقریباً ۸۰ برس ان کے درس و تدریس کا چشمہ فیض جاری رہا اور بے پناہ خداداد قابلیت سے اللہ کے دین کی تبلیغ فرمائی۔

اللہ اللہ! وہ بھی کیا زمانہ تھا کہ ہندوستان کی قریب قریب پوری تصنیفی و تدریسی فضا میں اہل حدیث کا طوطی بولتا تھا اور لوگ فہم اسلام کے لیے ان کی طرف رجوع کرتے تھے ۔۔۔ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوریؒ، حضرت الامام عبدالجبار غزنویؒ، مولانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شمس الحق صاحبِ عون المعبود، مولانا حافظ محمد لکھوی، مولانا محمد حسین بٹالوی، ڈپٹی نذیر احمد، مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری شارح ترمذی، شاہ عین الحق پھلواروی، مولانا حافظ عبدالمنان وزیرآبادی، مولانا غلام رسول قلعہ والے، مولانا نواب وحید الزمان، مولانا عبدالواحد غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد جوناگڑھی دہلوی، مولانا حافظ عبداللہ روپڑی اور مولانا عبدالرحیم غزنوی ایسے اہل علم واصحاب تقویٰ لوگ اس مقدس گروہ میں شامل ہیں۔

یہ وہ لوگ تھے جن کی مساعی سے ملک کے مختلف گوشوں میں علم کی سلسبیل جاری ہوئی اور اس سے ملک کا بیشتر حصہ سیراب ہوا۔ ان کی مساعی سے ملک میں مذہبی و دینی مدارس کا جال بچھ گیا اور ہزاروں علما فارغ التحصیل ہوکر نکلے۔ یہ اپنے زمانے کے اتنے بڑے اصحابِ علم وتقویٰ لوگ تھے کہ ان میں ایک ایک کو مستقل ادارے کی حیثیت حاصل تھی اور انھوں نے وہ وہ کام کر دکھائے، جن کی مثال ملنی مشکل ہے۔

سیاسی خدمات کی طرف ایک اشارہ

علاوہ ازیں اہل حدیث علما وزعما نے مختلف مواقع پر جو سیاسی قربانیاں پیش کیں اور متحدہ ہندوستان سے غیر ملکی حکومت کے خاتمے اور اسلامی طرزِ حکومت کی طرح ڈالنے کے لیے جو طویل جدوجہد کی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سید احمد شہیدؒ اور مولانا اسماعیل شہید کی تحریک جہاد کے ابتدائی دور سے لے کر مشہد بالاکوٹ تک۔ مشہد بالاکوٹ (۱۸۳۱ء) سے لے کر تحریک حریت ہند (۱۸۵۷ء) تک۔ اس کے بعد (۶۴۔۱۸۶۵ء) میں پٹنہ، دانا پور، انبالہ، میرٹھ، مالدہ کے مقدماتِ بغاوت اور کالے پانی کے واقعات جو ۱۸۵۷ء کے بعد اس کے ردِعمل کے طور پر ظہور میں آئے، غیر ملکی حکمرانوں نے ان میں اہل حدیث پر بے پناہ متشددانہ برتاؤ کیا۔ ان کے اکابر کو ملک کی مختلف جیلوں میں بند رکھا، خصوصاً انبالہ جیل میں ان کے ساتھ بہت برا سلوک روا رکھا گیا، ان کو پھانسیوں کے تختے پر لٹکایا گیا اور وہ سب کچھ ہوا جو کہ ضبطیٔ مال و دولت سے لے کر موت کے دروازے تک ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد انگریز سے استخلاصِ ہند کی مختلف تحریکوں میں تقسیم ملک تک انھوں نے جو کچھ کیا، اس کو زمانے کی ہزاروں گردشیں بھی تاریخ کے اوراق سے محو نہیں کرسکیں گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعت اپنے کام میں تیز گام تھی اور ملک کے طول وعرض میں اس کے اہل علم اپنی ضیأ پاشیوں سے ایک عالم کو روشن کر رہے تھے لیکن افسوس کہ اس محفل کی رونق آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی۔ اس قافلے کی رفتار سست پڑ گئی اور کام کی اجتماعی نوعیت میں تبدیلی پیدا ہوگئی، مگر کام رکا نہیں۔ صرف اتنا فرق البتہ ہوا کہ جو کام اجتماعی طور سے ہونا چاہیے تھا، وہ انفرادیت کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ یہاں اس امر کی وضاحت کی گنجائش نہیں ورنہ میں آپ کو بتاتا کہ کن کن حضرات نے تنہا وہ کام کر دکھایا جو پوری جماعت کے لیے کرنا بھی بعض دفعہ مشکل ہو جاتا ہے۔

۱۹۴۷ء کا انقلاب

مختلف سمتوں میں کام کا یہی انداز تھا کہ ۱۹۴۷ء کے انقلاب نے بالکل غیر متوقع اور نئی صورت حال پیدا کر دی۔ اس انقلاب میں جہاں خیر کے متعدد پہلو تھے، وہاں اس میں تکلیف دہ چیز یہ تھی کہ علمی سرمایہ ختم ہو گیا۔ متعدد جید علماً جام شہادت نوش کر گئے۔ بیش بہا کتب خانے آگ کی نذر ہو گئے۔ مسجدیں ویران ہو گئیں۔ مذہبی و دینی مدارس کا نظام تباہ ہو گیا۔ جب یہ لٹے پٹے قافلے خون کے دریا میں سے تیرتے ہوئے پاکستان کی سرحد میں داخل ہوئے تو ان کا دماغی و ذہنی توازن قریب معطل ہو چکا تھا اور غور و فکر کے پیمانے یوں سمجھیے کہ ٹوٹ چکے تھے۔ ایسی حالت میں جماعتی نظم و نسق کا جو حال ہو سکتا ہے، اس کو آپ خوب جانتے ہیں۔

نئی کروٹ

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس ضربِ شدید کے بعد بھی جماعت اپنے فرائض سے غافل نہیں رہی اور جو راہ اس نے پہلے دن سے اپنے لیے متعین کر لی تھی اس سے ادھر ادھر نہیں ہٹی۔ جماعت کے اکابر نے نئے جوش اور نئے ولولوں کے ساتھ نئی کروٹ لی۔ ۲۴ر جولائی ۱۹۴۸ء کو مغربی پاکستان کے اکابر لاہور میں جمع ہوئے۔۔ ''مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان''۔۔ کے نام سے جماعتی تنظیم کی طرح ڈالی۔۔۔ ہمیں اعتراف ہے کہ شروع شروع میں تقسیم ملک کی وجہ سے جو عام ویرانی، بربادی اور اس کے باعث پریشانی و اضطراب تھا، اس کے سبب خاطر خواہ کام نہیں ہو سکا۔ مہاجر خاندانوں کے مختلف حصوں میں بٹ جانے اور بحالیاتی منصوبوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پایۂ تکمیل کو جلد نہ پہنچنے کی وجہ سے ان کی توجہ تنظیم کی طرف نہ ہو سکی۔ مگر جوں جوں وقت گزرتا گیا، جماعت میں عام بیداری پیدا ہوتی گئی اور نظم و نسق کا احساس زور پکڑتا گیا۔ جہاں تک کہ اگست ۱۹۵۲ء میں ہم نے رکن سازی کی مہم شروع کی۔ رکن سازی کی مہم کا جو اثر جماعت کے خواص و عوام پر مرتب ہوا، میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن اتنا عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس سے بعض بڑی بڑی منظم جماعتوں کے دل دہل گئے اور انھوں نے اس تنظیم کو اپنے مستقبل کے لیے ایک ''خطرہ'' محسوس کیا۔ مگر ہمارا مقصد چوں کہ کسی کے پروگرام میں دخل انداز ہونا یا کسی کی بنائی ہوئی عمارت کو منہدم کرنا نہیں، بلکہ اپنی تنظیم اور اپنے نظم و نسق کی عمارت کو مضبوط کرنا ہے، اس لیے ہم کسی کے راستے میں حائل نہیں ہوئے اور ہم نے اپنے قول و فعل سے کسی کے لیے شکایت کا موقع پیدا نہیں ہونے دیا۔ ہمارے خواص و عوام جذبۂ اخلاص سے بھرپور آگے بڑھنے کے لیے مضطرب تھے، اس لیے آگے بڑھتے رہے۔ اور نہایت تیز روی سے کٹھن مراحل کو بہت کم وقت میں طے کر گئے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بحمد اللہ ہماری جماعتی تنظیم مضبوط ہے، ہمارا نظم پائدار ہے، ہماری آواز مؤثر ہے اور ہمارے عمل میں وزن ہے۔

ہمیں اس بات کا اندازہ ہے کہ ہماری جماعت کے عوام کی وہی آواز ہے جو مرکزی دفتر سے اٹھتی ہے۔ ان میں کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جس کو اپنے فرائض کا احساس نہ ہو اور جس کا قلب و ذہن جماعتی ہمدردیوں سے لیس اور اجتماعی مفاد کے جذبے سے سرشار نہ ہو۔ اتفاق و اتحاد کی متاع اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جو جماعت اس نعمت سے محروم ہے، اس کی کامیابی مشکوک ہے اور اس کے آگے بڑھنے کے مواقع ناپید ہیں۔

ادارہ اشاعۃ السنۃ

حضرات! یہ دور مذہبی اعتبار سے ناخوش گوار دور ہے۔ خود مسلمانوں میں بعض ایسے گروہ پیدا ہو گئے جو اسلامی تعلیمات کی بالکل مخالفت کرنے لگے ہیں۔ ان میں سے ''منکرین حدیث'' کا وہ گروہ ہے جو براہ راست سنت رسول (ﷺ) اور اتباع شریعت محمدی علیہ الف الف تحیۃ و سلام پر حملہ آور ہوا ہے۔ یہ گروہ اہل اسلام کے لیے سب سے زیادہ خطرناک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس کا لائحہ عمل سب سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ انکار حدیث کے موضوع پر انھوں نے اپنے کام کی رفتار کو پہلے سے زیادہ تیز کر دیا ہے۔ یہ اپنی مجلسوں میں، تقریروں میں، تحریروں میں، بلا جھجک ذخیرہ احادیث کو ناقابل عمل گردانتے ہیں اور محدثین و فقہا کی اس سلسلے کی ساری محنت و کاوش ان کے نزدیک عبث اور بے فائدہ ہے۔ اس گروہ کا مقابلہ کرنا اور تحفظ حدیث رسول ﷺ پر کتابیں شائع کرنا اس وقت دین کی بہت بڑی اور ضروری خدمت ہے اور یہ فرض جس قدر اہل حدیث پر عائد ہوتا ہے، شاید اس قدر کسی دوسری جماعت پر عائد نہ ہوتا ہو۔

اس کے علاوہ قرآن مجید کو تحشیہ و تراجم کے ساتھ شائع کرنا۔ کتب احادیث کو ضروری ترجمہ و تشریح سے شائع کرنا۔ درسی کتابوں کو شائع کرنا ہمارے فرائض کا ضروری حصہ ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس کے لیے ابتدائی قدم اٹھایا جا چکا ہے اور مرکزی تصنیفی ادارہ ''اشاعۃ السنۃ'' کے قیام کا مقصد یہی ہے۔ اس ادارے کی طرف سے اب تک متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں، اور ان شاء اللہ اس سال کے اختتام تک مزید ضروری کتابیں آپ کے سامنے آ جائیں گی۔ اس باب میں آپ کے مخلصانہ تعاون اور ہمدردیوں کی ضرورت ہے۔

مرکزی دار العلوم

حضرات! اب میں آپ کی توجہ ''مرکزی دار العلوم'' کے قیام کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ مرکزی جمعیت کے پیش نظر اس وقت ایک اہم مسئلہ تو یہ ہے کہ جماعت کے عربی مدارس کو متحد و منظم کیا جائے۔ ان کے نظم و نسق میں نمایاں تبدیلیاں کی جائیں۔ طلبا کی ایک دوسرے مدرسے میں بھاگ دوڑ بند کی جائے۔ علاوہ ازیں جو اس سے بھی زیادہ اہم مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ تمام مدارس کا نصاب ایک کیا جائے۔ جب تک وحدت نصاب نہیں ہوگی اور تمام مدارس کے طریق تعلیم میں ہم آہنگی نہیں ہوگی، عربی مدارس کی تعلیم و تربیت کا نظام ناقص رہے گا۔ مرکزی جمعیت یہ عزم کیے ہوئے ہے کہ جماعت کے عربی دینی مدارس میں وحدت نصاب پیدا کی جائے اور ان سے فارغ التحصیل طلبا کی آخری تعلیمی سند کے حصول کے لیے ایک ''مرکزی دار العلوم'' قائم کیا جائے۔ مرکزی دار العلوم کا معیارِ تعلیم اتنا بلند ہو اور اس کا تعلیمی نظم و نسق اتنا باقاعدہ اور مقبول ہو کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے فارغ شدہ طلبا کی سند ملک میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھی جائے اور ملک و بیرون ملک کے تعلیمی اداروں میں اسے شرف قبولیت حاصل ہو۔ بے شک عربی زبان وعربی ادب کی تعلیم کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی داخل نصاب ہے، لیکن ہمارے اوران کے زاویہ نگاہ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ سرکاری کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عربی کی جو تعلیم دی جاتی ہے، اس میں اسلامی روح اور مذہبی ذوق کا افسوس ناک حد تک فقدان ہے اور اس تعلیم کا مقصد بھی یہی ہے کہ طلبا کا دینی ذوق اور مذہبی احساس آہستہ آہستہ ختم ہو جائے۔ اس بنا پر ضروری ہے کہ جماعت کا ایک مرکزی دارالعلوم ہو اور اس میں ایک تربیتی شعبہ قائم کیا جائے تاکہ اس میں اچھے عالم، بہتر مفتی اور لائق مدرس تیار ہو کر نکلیں اور جماعت میں لائق علماء کی جو کمی محسوس کی جارہی ہے، وہ ختم ہو۔

مرکزی بیت المال

قوموں اور جماعتوں کے استحکام کے لیے مضبوط بیت المال کا قیام نہایت ضروری ہے۔ مرکزی جمعیت کی تمام شاخوں کو اپنے لیے یہ لازمی قرار دے لینا چاہیے کہ وہ اپنے اپنے ہاں ایک بیت المال قائم کریں اور اس کا تعلق مرکزی بیت المال کے ساتھ وابستہ کریں۔ جماعت کا ہر فرد اپنی زکوٰۃ، صدقات اور تبرعات بیت المال میں جمع کرائے اور بیت المال کے منتظم حضرات اس کو مناسب حصص کے ساتھ مستحقین میں تقسیم کریں۔ اس سے ابتدائی بیت المال بھی مضبوط ہو گا، ضلعی بیت المال بھی پائیدار ہو گا اور مرکزی بیت المال بھی مستحکم ہو گا۔

ہماری جماعت کو ایک عرصے سے انفرادی ادائیگی زکوٰۃ وصدقات کی جو عادت پڑ گئی ہے، وہ کسی صورت بھی مستحسن نہیں۔ بعض علماً کی تحقیق تو یہ ہے کہ زکوٰۃ وصدقات کی انفرادی ادائیگی شرعاً جائز ہی نہیں۔ ان کے نزدیک بیت المال کا قیام مسائل شرعیہ کا ایک ضروری جزو ہے۔ اگر علماً کے اس رجحان کو آپ کسی قدر سختی پر بھی محمول کریں جب بھی جماعت کا وقار اور اس کی زندگی اسی میں ہے کہ ایک مضبوط بیت المال ہو اور جماعت کے افراد اپنے ہر قسم صدقات اسی میں جمع کرائیں۔

نظم وضبط اور سمع وطاعت

میں نے ابھی آپ کے سامنے مرکزی تصنیفی ادارہ اشاعۃ السنۃ، مرکزی دارالعلوم اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرکزی بیت المال کی مضبوطی کا ذکر کیا ہے۔

حضرات! یہ سب چیزیں اپنی جگہ نہایت اہم اور بے حد ضروری ہیں، لیکن ان سب کا تعلق نظم وضبط اور جذبۂ سمع و طاعت سے ہے۔ مجھے معاف فرمایا جائے اگر میں یہ عرض کروں کہ جماعت میں ان دونوں چیزوں کی ابھی کچھ کمی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ جماعت کے ہر فرد کی نگاہیں مرکز کی طرف لگی ہوں اور مرکزی ہدایات پر عمل پیرا ہونا ان کے لیے ضروری ہو، لیکن ہم میں ابھی تک یہ چیز پیدا نہیں ہوئی، بلکہ بعض لوگ تو خود اپنے آپ کو ایک مرکز اور مرجع سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تقسیم ہند کا اصل باعث

حضرات! اب میں آپ کی خدمت میں اپنے ملک کے حالات وکوائف کے متعلق کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

آپ میں سے ہر شخص اس حقیقت کو جانتا ہے کہ پاکستان کی بنیادی اینٹ اسلام کے نام پر رکھی گئی ہے۔ متحدہ ہندوستان میں جب پاکستان کے قیام کی تحریک شروع کی گئی تھی تو جس چیز کا سب سے زیادہ نام لیا جاتا تھا، وہ اسلام تھا۔ ہر مسلم لیگی کی زبان سے اسلام، اسلام کا نعرہ بلند ہو رہا تھا۔ بانئ پاکستان مسٹر محمد علی جناح اور ان کے علاوہ لیاقت علی خان اور دیگر اکابر مسلم لیگ کی وہ تقریریں جن میں انھوں نے تحریک پاکستان کے بنیادی اور مرکزی نقطے کی وضاحت کی ہے، اگر آج جمع کی جائیں تو ایک دفتر تیار ہو جائے۔ ان تقریروں میں انھوں نے صاف صاف کہا ہے کہ ہندو سے مسلمان کی ہر شے الگ ہے، ان کا الگ مذہب ہے، الگ تہذیب ہے، الگ تمدن ہے، الگ ثقافت ہے، الگ نظریہ حیات ہے، یعنی مذہب سے لے کر سیاسیات کے ادنیٰ خانوں تک کہیں اشتراک نہیں۔ ہر جگہ مغائرت، تباین اور بُعد ہے۔ اس لیے مسلمانوں کے لیے ایسے قطعہ ارض کی ضرورت ہے جس میں یہ آزادی کے ساتھ اپنے مذہب کے متعین اصول وقواعد پر عمل پیرا ہو سکیں اور اپنی تہذیب وتمدن اور ثقافت کے پنپنے کے مواقع پر آزادانہ غور کر سکیں اور ایسے ذرائع بروئے کار لا سکیں جو قومی لحاظ سے مسلمانوں کے ارتقاء وتقدم پر دال ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے بالآخر وہ وقت دکھایا جب کہ ہندوستان سے پاکستان کی سرحدیں الگ ہو گئیں اور مسلمانوں نے اس سرزمین میں اپنی خودمختار مملکت کا جھنڈا گاڑ دیا۔

مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے دو خطے مسلمانوں کی خودمختار مملکت قرار پائے اور ان دو عظیم قطعہ ہائے ارض میں مسلمانوں کا پرچم اقبال لہرانے لگا۔

قرارداد مقاصد اور دستوری سفارشات

قیام پاکستان کے کچھ عرصے کے بعد مسلمانوں کی اجتماعی کوشش سے دستور ساز اسمبلی میں قرارداد مقاصد منظور ہوئی اور ملک نے ایک نئے دور میں قدم رکھا۔ قرارداد مقاصد میں یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ "حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس ملک میں کتاب و سنت کے مطابق حکومت قائم کی جائے گی"۔ لیکن اس کے بعد جو دستوری سفارشات لیاقت علی مرحوم کے زمانے میں منظور کی گئیں، وہ بہت حد تک قرارداد مقاصد کے الفاظ کے منافی تھیں۔ چنانچہ ملک کے ہر مکتب فکر پر مشتمل علماء کے کنونشن نے ان کو مسترد کر دیا۔ اس کے کچھ عرصے بعد خواجہ ناظم الدین کے زمانے میں جو دستوری سفارشات دستور ساز اسمبلی میں منظور ہو کر ملک میں مشتہر ہوئیں، وہ قرارداد مقاصد کے اتنی قریب تھیں کہ علماء نے ان میں صرف ترامیم پیش کرنے پر اکتفا کیا اور اس کے ساتھ ہی اسلامی مملکت کے بنیادی اصول بھی متفقہ طور پر مرتب کر دیے۔ اس میں علماء نے جس اتحاد و یک جہتی، یک سانی اور باہمی تعاون کا ثبوت دیا، اس کی مثال ماضی قریب کی تاریخ اسلام میں ملنا مشکل ہے۔ علماء نے کامل یک جہتی اور عدیم النظیر اتحاد کا وہ ثبوت پیش کیا کہ جو لوگ اسلامی دستور کے التوا و تعویق پر علما کی تفریق کو ایک بہانہ بنا رہے تھے، ان کی زبان بند ہو گئی اور علماء کے کامل اتحاد پر وہ حیران و ششدر رہ گئے۔

محمد علی بوگرہ کا دور

حالات ابھی اسی نہج پر جا رہے تھے کہ ملک میں تحفظ ختم نبوت کی تحریک شروع ہو گئی اور گورنر جنرل غلام محمد نے خواجہ ناظم الدین کی وزارت کو توڑ کر محمد علی بوگرہ کو امریکہ سے امپورٹ کر کے وزارت عظمیٰ کی مسند پر بٹھا دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد علی بوگرہ نے اپنی پبلک تقریروں اور ماہانہ نشری تقریروں میں ہر قسم کی باتیں کیں اور ملک کے بعض مشکل مسائل کو ہدفِ بحث وتنقید بنایا، لیکن قرار داد مقاصد، دستوری سفارشات میں علماً کی ترمیمات اور اس کے مطابق ملک کے آئینی مسئلے پر عوام کی دلی تمناؤں کے مطابق نہ کوئی واضح بات کی اور نہ عملاً اس طرف کوئی قدم اٹھایا بلکہ انھوں نے اس باب میں واضح اور قطعی موقف اختیار کرنے کے بجائے ٹال مٹول کی پالیسی سے کام لیا اور ملک کے عوام کی ان توقعات کو جو ان کو اس ملک کی تعمیر سے وابستہ تھیں، اپنے قول وفعل سے ٹھیس پہنچائی۔ علاوہ ازیں بانیان پاکستان نے جو مواعید لوگوں سے کیے تھے، ان کو پورا کرنے سے انحراف کا راستہ اختیار کیا۔ اس طرح دستور ساز اسمبلی نے سات سال کے طویل عرصے میں کوئی اطمینان بخش کام نہ کیا۔

واضح لفظوں میں یوں سمجھیے کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں کسی نہ کسی حد تک اقتدار واختیار کی کنجی تھی، انھوں نے اپنے دور میں کوئی ایسا قابل ذکر کام نہیں کیا جس سے عوام کی تسلی ہوتی ہو اور ان کے مصائب ومشکلات میں کمی واقعہ ہونے کے امکانات ہوں۔

صرف اسلامی دستور

یہ تو اسلامی قانون کی ترتیب اور تنفیذ کے متعلق ایک گزارش تھی، ورنہ واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کے بہت سے مسائل ابھی حل طلب ہیں، لیکن ارباب اقتدار ان کی طرف کما حقہ توجہ نہیں فرما رہے ہیں۔ ابتدا میں تو یہ مانا جا سکتا تھا کہ ملک ابھی بالکل نیا ہے اور کاموں کا بے پناہ ہجوم یکا یک سر پر آن پڑا ہے، اور یہ عذر تھا بھی مناسب اور معقول۔

مگر اب تو سات سال کا طویل عرصہ قیام پاکستان پر گزر چکا ہے اور اس کے ساتھ تین مرکزی وزارتیں بھی یکے بعد دیگرے بدل چکی ہیں۔ اب بھی مسائل اگر حل نہ ہوں تو یہ چیز تعجب خیز بھی ہے اور افسوس ناک بھی۔

ہر حکومت کا یہ پہلا فرض ہوتا ہے کہ اپنے ملک کے عوام کی ضروریات اور ان کے رجحانات کا حتمی طور پر خیال رکھے اور ایسا موقع حتی الامکان پیدا نہ ہونے دے کہ حکومت اور رعایا میں دوئی کی سی کیفیت پیدا ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ پاکستان کے گزشتہ سات سالہ دور حکومت پر نظر ڈالیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ پاکستان کے برسر اقتدار طبقے نے اپنے عوام کی ضروریات اور ان کے رجحانات کا بہت کم خیال رکھا ہے۔ یہی اسلامی دستور کا مسئلہ کتنا اہم اور بنیادی مسئلہ ہے۔ اور درحقیقت یہی ایک ایسا مسئلہ ہے جو تقسیم ہند کا باعث ہوا ہے۔ اگر تحریک پاکستان کے بانی اپنی تقریروں اور تحریروں میں اسلام کا نام نہ لیتے اور اس ملک میں اسلامی نظام حیات کے وعدے نہ کرتے تو یقیناً مسلمانوں کی اتنی بڑی اکثریت ان کا ساتھ نہ دیتی۔ اسلام اور اس کی ترویج مسلمان کے نزدیک سب سے اہم مسئلہ ہے اور اس کے تحفظ و بقا کے لیے وہ ہر قربانی دینے کو ہمہ وقت تیار ہے۔ تحریک پاکستان کے دوران میں اور اس کے بعد اس نے جو قربانیاں پیش کیں، وہ اس کا بیّن ثبوت ہے۔

میں اس پلیٹ فارم سے حکومت کے ارباب اختیار کی خدمت میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مسلمان سب سے پہلے مسلمان ہے اور اسلام پر وہ ہر شے ہر وقت قربان کر دینے پر تیار رہتا ہے۔ آج پاکستان کے مسلمان کا سب سے بڑا مطالبہ یہ ہے کہ

اس ملک میں اسلامی نظام حکومت قائم کیا جائے اور قرارداد مقاصد کی بنیادوں پر اس ملک کی آئینی گاڑی کو چلایا جائے اور ان بنیادی و اساسی ترجیحات کو پیش نگاہ رکھا جائے جو آج سے چار سال پیشتر ہر طبقۂ خیال کے علمائے نے تیار کی تھیں۔

پاکستان کے مسلمان ان مواعید کو ہرگز فراموش نہیں کر سکتے جو قائد اعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خاں مرحوم یا دوسرے اکابر قوم نے پاکستان کی بنیادی اینٹ رکھتے وقت ان سے کیے تھے۔

ہم اپنے ملک کے ارباب اختیار کی خدمت میں یہ عرض کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ جن لوگوں کی مسند اقتدار پر سرفراز ہیں، ان کے ساتھ کیے گئے وعدوں کو طاق نسیان کی زینت نہ بنائیں۔ اقتدار کسی ایک شخص کے پاس ہمیشہ رہنے والی شئی نہیں ہے، بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر اگر میں یہ کہوں تو بالکل صحیح ہوگا کہ دنیا میں اقتدار ہی وہ شئی ہے جو سب سے زیادہ ناپائدار اور قطعی غیر تسلی بخش ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقتدار کو پائدار بنانے کی یہی ایک صورت ہے کہ آپ اپنے فرائض کو پہنچانیں اور قوم نے جو ذمہ داریاں آپ کے سپرد کی ہیں، ان کو صحیح طریق سے سرانجام دینے کی کوشش کریں۔

مسائل کا انبار

کتنے شرم آمیز تعجب کی بات ہے کہ ہندوستان اور پاکستان دونوں کو ایک ہی وقت میں آزادی کی نعمت میسر ہوئی اور ایک ہی وقت میں انگریز کا منحوس سایہ اس خطے کے مکینوں پر سے اٹھا۔ مگر ہندوستان کا آج یہ حال ہے کہ کئی سال ہوئے، اس کا آئین تیار ہو چکا ہے اور وہ اپنے نئے آئین کو منظور کر کے اس کے تحت پانچ سال ہونے کو آئے کہ پورے ملک میں عام انتخابات بھی کرا چکا ہے، مگر ہم جہاں سے چلے تھے، ابھی تک وہیں ہیں۔

ابھی ہم اتنا بھی نہیں کر پائے کہ آئین ہی تیار کر لیتے اور آئندہ کے لیے کوئی واضح اور متعین لائحہ عمل اختیار کر لیتے۔ ہم نہیں کہہ سکتے، ابھی کتنا عرصہ یہی کیفیت رہے گی اور یہ ملک کب تک سرزمین بے آئین کی پھبتی کا مصداق بنا رہے گا۔

حضرات! آج مسائل کا ایک انبار ہے جو ہمارے اردگرد بکھرا پڑا ہے، اوران میں سے اکثر کے سلجھاؤ کی صورت صرف یہ ہے کہ اس ملک میں اسلامی نظام حکومت قائم کیا جائے۔ مشرقی اور مغربی پاکستان کے دونوں بازوؤں کے اختلافات جو ہمارے سیاست دانوں کی عاقبت نااندیشی نے پیدا کر دیے ہیں اور ان میں حقوق کا جو سوال کھڑا کر دیا ہے، اس کے علاوہ اردو، بنگالی زبان کا جو جھگڑا دونوں قطعہ ارض میں چل نکلا ہے، اس کے سلجھاؤ کا زیادہ تر تعلق اس امر سے ہے کہ آپ یہاں اسلامی نظام حکومت قائم کر دیں۔ اگر ملک کے دونوں بازوؤں کے درمیان مصالحت کا تعلق صرف اسلام سے ہو تو معاملہ بہت جلد سلجھ سکتا ہے، لیکن افسوس ہے کہ یہاں اسلام کو ثانوی حیثیت بھی نہیں دی جا رہی ہے۔

دین پسند عناصر کو دعوت اتحاد

اس بنا پر ضروری ہے کہ ملک کی اسلام کی خواہش مند جماعتیں میدان عمل میں اتریں اور آپس میں بجائے رقابت کے محبت کریں۔ ایک دوسرے کو حریفانہ نگاہوں سے نہ دیکھیں بلکہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

باہمی اعتماد اور تعاون سے کام کریں۔ یہ کس قدر افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ لادینی رجحانات کی حامل جماعتیں اور افراد، دینی اور مذہبی لوگوں کے خلاف متحدہ محاذ بنائے ہوئے ہیں۔ ان کے اندرونی اختلاف اس قدر گھناؤنے ہیں کہ ان کے ذکر کرنے سے بھی انسانیت شرماتی ہے، لیکن بایں ہمہ انھوں نے علماء کے خلاف اور دینی محاذ کے مقابلے میں پوری قوت کے ساتھ ایک مضبوط اور منظم محاذ قائم کر رکھا ہے۔

اگر اس نازک وقت میں دینی جماعتوں نے اپنے اختلافات ختم کر کے متحدہ محاذ نہ بنایا اور ان کے اس اختلاف اور تشتت سے لادینی محاذ کو تقویت پہنچی تو اس کی تمام تر ذمہ داری، مذہبی اور دینی جماعتوں پر ہوگی اور تاریخ ان کے اس جرم کو کبھی معاف نہیں کرے گی اور یہ لوگ عنداللہ اور عندالناس مجرم ہوں گے۔

میں مرکزی جمعیت کے مقتدر رہنماؤں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ دوسری مذہبی اور دینی جماعتوں کے تعاون سے مؤثر پروگرام مرتب کریں اور قوم کے سامنے صحیح لائحہ عمل پیش کریں اور پھر کوشش کریں کہ اس پروگرام کو قبولیت عامہ حاصل ہو اور اس طرح اس فرض سے سبک دوش ہونے کی سعی کریں جو اللہ احکم الحاکمین کی طرف سے اور اس کے بعد ملک کے کروڑوں بندگان خدا کی طرف سے ان پر عائد ہوتا ہے۔

جمعیت کا سیاسی موقف

حضرات! ایک اور ضروری بات جو مجھے آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرنی ہے، یہ ہے کہ ہماری جماعت کے ارکان علم کے لحاظ سے، فہم و فراست کے لحاظ سے، فکر و دانش، عقل و خرد اور سیاسی معاملات کو سلجھانے کے لحاظ سے کسی سے کم نہیں ہیں۔ ان میں بے شمار ایسے اصحاب ہیں جن کی زندگیوں کا بیشتر حصہ سیاست کی پُر خار وادیوں میں گزرا ہے اور ان کے ناخنِ تدبیر نے بڑے بڑے پیچیدہ مسائل حل کیے ہیں مگر یہ سب کچھ انھوں نے دوسری جماعتوں کے اشتراک میں کیا ہے اور جماعت کی بھاری اکثریت نے ہمیشہ اس باب میں ان کا ساتھ دیا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اب جماعت کو سیاسیات کے باب میں خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے اور جس طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کا واضح دینی و مذہبی مسلک ہے اور ایک متعین فقہی راہِ عمل ہے، اسی طرح ان کا سیاسی مسلک بھی متعین ہونا چاہیے اور پوری جماعت کو انہی ہدایات پر عمل پیرا ہونا چاہیے جو مرکز نافذ کرے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے نزدیک سیاست مذہب سے علیحدہ نہیں ہے۔ اس لیے یہ بات کچھ سمجھ میں آنے والی نہیں کہ جماعت کی دینی و مذہبی رہنمائی تو ہم کریں اور سیاسیات کے لیے اس کو دوسروں کے حوالے کر دیا جائے۔ یہ دوعملی کسی صورت بھی مناسب نہیں رہے گی۔

آج ہمارا ملک جن حالات سے دوچار ہے اور جو مشکلات اس کو درپیش ہیں، ان کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے لیے ایک سیاسی موقف متعین کریں اور انفرادی سیاست کو ترک کردیں۔ انفرادی سیاست پسندی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ جماعت کا کوئی خوش گوار سیاسی ذہن نہیں بن سکتا اور مختلف سیاسی رجحانات قبول کر لینے کی وجہ سے جو جماعت چاہتی ہے ان کو استعمال کر لیتی ہے۔ اس طرح جماعت کے افراد اپنی تمام ہمدردیوں کا محور، مرکز کو قرار نہیں دے سکتے، جس کا لازمی یہ نتیجہ ہوتا ہے، مرکز کمزور رہتا ہے اور افراد کی ہمدردیاں دو حصوں میں منقسم ہو جاتی ہیں۔ سیاسی ہمدردیاں کسی دوسری جماعت کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہیں اور دینی و مذہبی ہمدردیوں کا تعلق کسی اور کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس زور سے اس کو کام کرنا چاہیے، اس زور سے نہیں کر سکتی۔

آج ملک میں دستور کا مسئلہ ہے، انتخاب کا مسئلہ ہے، حق رائے دہندگی کا مسئلہ ہے، مشرقی بنگال میں جمہوری حکومت کے قیام کا مسئلہ ہے، ایک یونٹ کا مسئلہ ہے، مہاجرین کا مسئلہ ہے۔ یہ تمام مسائل ہیں جو قابل حل اور لائق توجہ ہیں۔ ہماری جماعت کتاب وسنت پر عامل ہونے کی مدعی ہے۔ لہٰذا اس کا فرض ہے کہ ان مسائل کو اسی میزان میں تولے اور اسی نہج پر اس کو جانچے۔ ملک کے اندرونی مسائل کے علاوہ اسلامی ممالک میں بھی بے شمار مسائل پیدا ہوتے ہیں اور ان میں سے بیشتر کا تعلق بعض وجوہ کی بنا پر تمام عالم اسلام سے ہوتا ہے اور پاکستان کی دیواریں اسلام کی بنیادوں پر ہی کھڑی کی گئی ہیں۔ اس لیے پاکستان کی مذہبی و دینی جماعتوں کے لیے لازم ہے کہ وہ ان کو غور و فکر کی میزان میں رکھیں۔ ہماری جماعت چوں کہ کتاب وسنت کی سب سے زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدعی ہے، بنابریں اس پر سب سے زیادہ یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان مسائل کو کتاب وسنت کی روشنی میں پرکھے۔

حکومتِ پاکستان اور سفرِ حج

حضرات! مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے اس نمائندہ اجتماع میں مسئلہ حج کو بھی بحث کا موضوع بنالیا جائے تاکہ ان رکاوٹوں کو جو اس اہم فریضے کی راہ میں حائل ہیں، دور کرانے کی کوئی نتیجہ خیز کوشش ہوسکے۔

آپ جانتے ہیں کہ حکومت پاکستان نے تبادلہ سکہ کے مصالح کے پیش نظر سفر حج پر بعض ایسی افسوس ناک پابندیاں عائد کر رکھی ہیں جن کی وجہ سے ہزاروں پاکستانی حج کی سعادت سے ہر سال محروم رہ جاتے ہیں۔ بے شمار ایسے عازمین حج موجود ہیں جنھوں نے تین تین، چار چار سال مسلسل درخواستیں دیں، لیکن وہ حج سے محروم ہی رہے۔

اس ضمن میں جو طرز عمل حکومت نے اختیار کر رکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پاکستانی حاجیوں کی تعداد جو سرکاری طور پر مقرر ہو چکی ہو، اس کے علاوہ کسی کو بغرض حج پاکستانی حدود سے آگے بڑھنے کی اجازت نہ دی جائے بلکہ حکماً روک دیا جائے۔ یہ عجیب وغریب فیصلہ ان ارباب اختیار نے نافذ کیا ہے جو چشم بددور ''مسلمان'' کہلاتے ہیں۔ وہ اس حقیقت سے یقیناً آگاہ ہیں کہ جن ارکان خمسہ پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے، حج ان میں شامل ہے۔ اس فریضے کی خصوصی نوعیت اور اس کی غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ جن راستوں سے حاجیوں نے گزرنا ہو انھیں ہر قسم کی مشکلات وخدشات اور رکاوٹوں سے پاک رکھا جائے تاکہ اللہ کے راستے کے ان مقدس مسافروں کو ہر نوع کی سہولتِ سفر میسر رہے۔ اللہ احکم الحاکمین کا یہ فرمان قرآن حکیم میں نمایاں نظر آرہا ہے کہ مسجد الحرام کے مسافروں کی راہ میں رکاوٹ حائل کرنا شیوۂ کفر ہے۔

وما لهم الا يعذبهم الله وهم يصدون عن المسجد الحرام و ما كانوا اولياءه ان اولياءه الا المتقون ولكن اكثر هم لا يعلمون۔ (الانفال:۳۴)

ترجمہ: ''کیوں اللہ ان لوگوں کو عذاب نہ دے۔ یہ تو مسجد حرام کی طرف جانے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روکتے ہیں۔ یہ تو مسجد حرام کے دوست نہیں۔ اس کے دوست تو اللہ سے ڈرنے والے ہیں، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

ان الـذين كفروا ويصدون عن سبيل الله والمسجد الحرام الذى جعلنه للناس سواء ن العكف فيه والباد ومن يرد فيه بالحاد بظلم نذقه من عذاب اليم۔(الحج:۲۵)

ترجمہ:۔''جولوگ منکر ہوئے وہ اللہ کے راستے اور مسجد الحرام کی طرف جانے سے روکتے ہیں جس کو ہم نے لوگوں کے لیے بنایا ہے جو وہاں رہنے والوں اور باہر سے آنے والوں (دونوں) کے لیے برابر ہے، جو اس میں ٹیڑھی راہ اور شرارت کرے گا، اسے ہم دردناک عذاب چکھائیں گے۔''

حکومت پاکستان کے ارکان اختیار ان آیات کریمہ کی تلاوت کا شرف یقیناً حاصل کر چکے ہوں گے یا ان کا انگریزی یا اردو ترجمہ ایک سے زائد مرتبہ ان کے گوش گزار ہو چکا ہوگا مگر اس کے باوجود وہ اپنے غیر مستحسن طرز عمل سے دست بردار ہو جانے کی موزونیت پر غور نہیں کر سکے۔ ملک وملت کے لیے یہ بڑی افسوس ناک بات ہے۔

قرآن حکیم نے یہ عبرت آموز انتباہ غیر مبہم الفاظ میں کر دیا ہے کہ جو لوگ عازمین بیت الحرام کا راستہ روکیں، یا اس راہ میں رکاوٹیں حائل کریں، ان کے لیے اللہ شدید العقاب کا عذاب مقدر ہو چکا ہے، اور یہ بات کسی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کے لوگوں کے متعلق جو بیت الحرام میں جانے سے لوگوں کو روکیں، اللہ عزوجل نے شدید ترین ناراضی کا اظہار فرمایا ہے اور یہاں تک کہہ دیا ہے کہ کیا وجہ ہے جو انھیں مبتلائے عذاب نہ کیا جائے۔

ہمیں اس حقیقت کا پورا پورا احساس ہے کہ ہمارا ملک تا حال انگریزی ساخت کے پرانے آئین حکومت ہند کا پابند ہے مگر محض اس بنا پر ہم یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ جب تک اس ملک میں اسلامی دستور نافذ نہ ہو، حکومت جمہور کی اس جائز خواہش کے احترام کی مکلف نہیں ہو سکتی۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ اس غیر اسلامی آئین کے ماتحت بھی جو انگریزی حکومت کے زمانے میں برعظیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان پر مسلط رہا، حکومت انگلشیہ کو زمانہ امن میں اس قسم کی پابندیاں عائد کرنے کی جرأت قطعاً نہ ہو سکی۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں اگر کوئی پابندی لگائی گئی تو اس کی وجہ محض یہ تھی کہ بحری راستے مخدوش تھے اور دخانی جہازوں کی بہم رسانی مشکل تھی اور سلامتی اور اطمینان کے ساتھ ان کی نقل و حرکت کے سلسلے بالالتزام قائم نہ رہ سکتے تھے، مگر اب تو وہ حالات باقی نہیں رہے۔ جہاز حسب منشأ مہیا ہو سکتے ہیں۔ راستے بفضلہ تعالیٰ بالکل صاف ہیں اور امن و اطمینان کی کیفیت کراچی سے جدہ تک بہمہ وجوہ نمایاں نظر آ رہی ہے۔ اندریں حالات زمانہ جنگ کی پابندیوں کو جاری رکھنا تعجب خیز ہے اور حکومت پاکستان کا مفاد بھی اسی میں ہے کہ سفرحج کی کم از کم وہ تمام سہولتیں جو ۱۹۳۹ء تک عازمین حج کو میسر رہی ہیں، فی الفور بحال کر دی جائیں۔

امتیازی سلوک

ہم اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ ایکسچینج اور کرنسی کا توازن قائم رکھنا ہر اچھی حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ اسی پاکستان میں بالعموم اور اس کے مشرقی حصے میں بالخصوص چور بازاری کے ماہرین اور جعل سازی کے اکسپرٹوں کی سرگرمیوں سے تبادلے کے مفاد کو بے حد نقصان پہنچا اور پہنچ رہا ہے تو ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ انسدادی کمالات یا احتیاطی استعداد کی توجہ سفرحج کے بجائے ان تخریبی امور کی طرف منعطف کیوں نہیں ہوتی؟ بلکہ ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ جہاں گردی، سیر و سیاحت، حصول تعلیم، کاروباری اغراض اور علاج معالجہ کے لیے بحری یا فضائی سفر کرنے والے تو تبادلے کی سہولت عندالطلب حاصل کر لیتے ہیں لیکن حجاج کو سہولتیں دینے سے صاف انکار ہے۔

امتیازی سلوک کی یہی کیفیت پاسپورٹ عطا کرنے والے محکموں میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ یعنی اگر کوئی بندۂ خدا مناظر قدرت سے محظوظ ہونے کے لیے سوئیٹزر لینڈ، دولیٹر کے روایتی شیطان کی زیارت کے لیے فرانس، ملکہ انگلستان کی تاجپوشی کا جشن دیکھنے کے لیے انگلستان، جوا کھیلنے کے لیے مونٹی کارلو یا کاسینو یا ''اعمال من دون ذالک'' کی تکمیل کے لیے روس، امریکہ یا کسی دوسرے ملک کا نام اپنے پاسپورٹ میں لکھوانا چاہے تو اس کی اس خواہش کا احترام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلا تامل کر دیا جاتا ہے۔لیکن اگر وہ ان ولایات کی فہرست میں جزیرۃ العرب سعودی عرب کے اضافے کا خواہش مند ہو تو احساس فرض شناسی کی رگ اسی وقت پھڑک اٹھتی ہے اور درخواست کنندہ سے اس مضمون کا حلفیہ بیان لیا جاتا ہے کہ وہ حج بیت اللہ سے بالارادہ باز رہے گا۔

اس باقاعدہ سروس سے فائدہ اٹھایئے

پاکستانی عوام کو معلوم ہے کہ مشہور عالم مصری جہاز ران کمپنی خدیول میل نے دو شان دار جہاز چلا کر کراچی اور یورپین بندرگاہوں کے درمیان باقاعدہ سروس جاری کر رکھی ہے۔ یہ دونوں جہاز جدہ میں ٹھہرتے ہیں اور جس عازمِ حج کے پاس بین الاقوامی قسم کا پاسپورٹ موجود ہو، وہ ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔کمپنی اخباروں میں اشتہار دے کر جہازوں کے پروگرام کا اعلان کر دیتی ہے۔

اس کے علاوہ ولندیزی فضائی کمپنی کے ایل،ایم کے طیارے بھی حاجیوں کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔

کراچی سے یورپ جانے والے تمام بحری جہاز حاجیوں کو عدن یا پورٹ سوڈان پہنچا سکتے ہیں اور وہاں سے جدہ پہنچنا آسان ہے۔

اس کے علاوہ کراچی سے بحرین کے راستے سے ریاض یا مکہ معظمہ پہنچ جانا بھی ممکن ہے۔مگر حصول پاسپورٹ کے ساتھ حج سے باز رہنے کی جو شرط عائد ہے،اس کی وجہ سے یہ تمام سہولتیں بے کار ہو کر رہ گئی ہیں اور وہ تمام لوگ جو حج کی سعادت سے محروم رہ جاتے ہیں ، مایوسی کے عالم میں یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ پاکستان کی حکومت کو اپنے ملک کے عازمین حج کی حوصلہ افزائی بہر کیف ناپسند ہے۔

انگریز جس چیز کی جرأت نہ کرسکا

تاریخی شواہد کی روشنی میں یہ حقیقت بالکل بے نقاب ہو جاتی ہے کہ فرنگی مستعمرین حرمین الشریفین کے وقار کو نقصان پہنچانے اور حج کے عدیم النظیر اجتماع کی رونق کم کرنے کی دھن میں انواع واقسام کے ناپاک منصوبے آئے دن تیار کرتے رہے۔شیاطین فرنگ بھیس بدل بدل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ارض مقدس میں گھستے اور اپنی دسیسہ کاریوں کے سلسلے جاری رکھتے رہے، یہاں تک کہ انھوں نے حضور سرور عالم ﷺ کے روضہ مبارک میں نقب بھی لگائی مگر ان کے یہ تمام اقدام اصحاب فیل کے حملے کی طرح ناکام ہو کر رہ گئے۔ انیسویں صدی عیسوی میں جو مصری فوج ارض مقدس پر حملہ آور ہوئی، اس میں انگریز کمانڈر بھی شامل تھے مگر جب کفر کے تمام حربے ناکام اور بے نتیجہ ثابت ہوئے تو اقصائے عالم کے مسلمانوں کو حج سے محروم رکھنے کی ناپاک کوشش ایک اور طریق سے شروع کر دی گئی۔ ۱۹۲۸ء میں رسالہ ''ایشیا'' میں ''مکہ میں ماسکو'' کے عنوان سے ایک لا طائل مضمون شائع ہوا جس کے راقم نے برطانیہ، فرانس، اطالیہ اور ہالینڈ کی حکومتوں کو اس وہم میں مبتلا کرنا چاہا کہ حج کے اجتماع میں اسلامی دنیا کو دعوت اشتراکیت وسیع پیمانے پر مل رہی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان ممالک کی نو آبادیوں سے حاجیوں کی روانگی میں رکاوٹیں حائل ہوتی رہیں۔ برعظیم ہندوستان کی انگریزی حکومت اس سال کے بعد حاجیوں کے متعلق جو پالیسی اختیار کرتی رہی، وہ اس القائے شیطانی کا نتیجہ تھا۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے انگریز ارکان اور عہدے داروں کی ذہنیت رسالہ ایشیا کے مضمون نگار کی ذہنیت سے کم نہ تھی۔ مگر اس کے باوجود انھیں حج کا کوٹا مقرر کرنے یا جس شخص نے ایک دفعہ حج کر لیا ہو، اسے دوسری مرتبہ کی اجازت نہ دینے کی جرأت ہرگز نہ ہو سکی۔

لیکن یہ کتنی افسوس ناک بات ہے کہ جس چیز کا ارتکاب دشمن اسلام انگریز سے نہ ہو سکا، اسے آج مسلمان پایۂ تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔

رمضان سے پہلے جہازوں کی روانگی کا سلسلہ بند

شعبان کے مہینے میں حاجیوں کے جہازوں کی روانگی کی رسم انگریز کے زمانے میں برابر جاری رہی اور عازمین حج کو رمضان کا مبارک مہینا ارض مقدس میں گزارنے کا موقع ملتا رہا۔ برعظیم ہندوستان کے ہزاروں خوش نصیب افراد ایک روزے کے بدلے لاکھ لاکھ روزوں اور ایک ایک نماز کے بدلے لاکھ لاکھ نماز کا ثواب حاصل کر کے اپنی عاقبت سنوارتے رہے۔ مگر پاکستانی اکابر کی مصلحت کوشی نے ہمیں اس سہولت سے بھی محروم کر دیا۔ چنانچہ رمضان المبارک سے پہلے جہازوں کی روانگی کا سلسلہ اب بالکل بند کر دیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں ملکوں کی دوستی حاجیوں کے لیے بھی نفع بخش ہونی چاہئیے

حضرات! یہ امر فی الحقیقت موجب مسرت ہے کہ پاکستانی اور سعودی عربیہ کی حکومتوں کے مابین رشتہ مودت واخوت یوماً فیوماً زیادہ استوار ہو رہا ہے۔

جلالۃ الملک المعظم سلطان سعود بن عبدالعزیز ایدہ اللہ بنصرہ کا جو شاندار استقبال ہمارے وطن کے مختلف گوشوں میں ہوا، اور پاکستانی اکابر کی جو عزت افزائی ارضِ مقدس میں ہوتی رہی، وہ ''رحماء بینھم'' کی صحیح تفسیر ہے۔

ہماری تمنا اور دعا ہے کہ یہی رشتہ مودت واخوت اشداء علی الکفار کی شان کا بھی مظہر ہو۔

تاہم ہمیں تعجب ہے کہ جہاں پاکستانی اور سعودی رہنما آپس میں اس درجہ شیر وشکر ہو رہے ہیں، وہاں سکہ کرنسی تبادلہ اور ایکسچینج وغیرہ کے متعلق ان کے درمیان کوئی ایسی مفاہمت کیوں نہیں ہوتی جو حاجیوں کے لیے گونا گوں سہولتوں کا باعث ہو سکے؟

پاکستانی سکہ حجاز میں چلایا جائے

انگریز کے زمانے میں گورنمنٹ آف انڈیا کے کرنسی نوٹ روپے بلکہ چھوٹے چھوٹے سکے بھی نہ صرف حجاز مقدس کے بڑے بڑے شہروں میں بلکہ دور افتادہ صحرائی گوشوں میں بھی آسانی سے چلا کرتے تھے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر پاکستانی اکابر کوئی سلسلہ جنبانی کریں تو پرانی صورت حال بار دگر بحال ہو سکتی ہے اور رب کعبہ کے پاکستانی پرستاروں کو فریضہ حج کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ حرمین الشریفین میں خیرات وصدقات کا موقع بھی مل سکتا ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ حکومت پاکستان نے اس ضمن اب تک کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ اس تساہل وتغافل کی وجہ سے عوام میں یہ خیال زور پکڑ رہا ہے کہ حکومت پاکستان حرمین الشریفین کے خادم یعنی فرماں روائے حجاز کو دوست بنائے رکھنا تو ضروری سمجھتی ہے، مگر اسے حج سے کوئی دلچسپی نہیں۔

جمہور پاکستان کی زبردست خواہش ہے کہ حکومت کی اس غیر مستحسن روش میں کوئی خوش گوار ترمیم فی الفور ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرزمین ہند سے فتووں کی بوچھاڑ میں پہلا قافلہ جو حجاز کو روانہ ہوا

آپ کی دلچسپی کے لیے یہ ذکر کردینا بھی ضروری ہے کہ برعظیم ہندوستان کے مسلمانوں کو فریضہ حج سے محروم رکھنے کا شرم ناک اقدام آج سے ایک سو چالیس سال پہلے بھی ہو چکا ہے۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب ایسٹ انڈیا کمپنی ان چھوٹے بڑے راجاؤں اور نوابوں کو جن کی خود مختاری ابھی برقرار تھی، بے دخل کرنے کی مہم میں مصروف تھی۔ مسلمانوں کی دینی حمیت کا چراغ بجھ رہا تھا۔ استعداد عمل بالکل کمزور ہو چکی تھی۔ مدرسوں اور خانقاہوں میں کتاب و سنت کی اتباع مفقود ہو چکی تھی۔ قسم قسم کی حیلہ سازیوں سے جذبات عزیمت کچلے جارہے تھے۔ ابن الوقت مولویوں کی بارگاہ سے اسقاط حج کا فتویٰ اس بنا پر صادر ہو چکا تھا کہ بادبانی جہازوں میں سفر کرنا سلامتی کی ضمانت نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اندیشہ ہلاکت کے پیش نظر عزم حج سے دست بردار ہو جانا (نعوذ باللہ) عمل صالح ہے۔

اس وقت اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے ''احیائے دین'' کی تحریک اس الحاد کا مقابلہ کرنے کے لیے جاری ہوئی اور کفن بردوش مومنین و مخلصین کی ایک مختصری جماعت حضرت سید احمد شہیدؒ کے جھنڈے تلے جمع ہوئی اور عزمِ صمیم کے ساتھ میدانِ عمل میں نکل آئی۔

شمع توحید کے ان پروانوں کی دعوت کا اصل مقصد جہاد فی سبیل اللہ کے لیے عوام کو منظم کرنا اور سارے ہندوستان کو پاکستان بنانا تھا۔ ان کی فراست مومنانہ نے آغاز کار ہی میں یہ محسوس کر لیا کہ جب تک عوام کے ذہن اسقاط حج کے شیطانی وہم سے آزاد نہ ہو جائیں، اللہ عزوجل کی برکت کسی تحریک کے شامل حال نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ اہل اسلام کے دو اکابر (حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید اور حضرت مولانا عبدالحیؒ) نے علمائے مصلحت بین کے غلط فتوے کے جواب میں ایک مدلل فتویٰ تیار کیا۔ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور علمائے حق کی ایک جماعت نے اس کی تائید فرمائی۔

حضرت سید احمد شہیدؒ نے اوہام باطلہ کا قطعی تیاپانچہ کرنے کی غرض سے عوام کو دعوت حج دی۔ کوئی آٹھ سو خوش نصیب افراد نے اس دعوت پر لبیک کہنے کی سعادت حاصل کی۔ دس بادبانی جہاز جنہیں عہد حاضر کی اصطلاح میں ''بغلہ'' کہا جاتا ہے، کرایہ پر لیے گئے۔ ۲۹۔ شوال ۱۲۳۶ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطابق ۳۰۔ جولائی ۱۸۲۱ء کو اہل اللہ کا یہ قافلہ "بسم الله مجريها ومرسها" کا نعرہ لگاتا ہوا حجاز مقدس کی طرف جادہ پیما ہو گیا اور دو سال گیارہ ماہ کے بعد بخیر و عافیت واپس آ گیا۔

ان کے اس مجاہدانہ اقدام نے اسلامیانِ ہند کے قلوب کو از سر نو گرما دیا۔ حج پر جانے کی مبارک رسم جو مستعمرین اور منافقین کی ملی بھگت سے معطل ہو چکی تھی، بار دگر جاری ہو گئی۔ اہل ایمان کے قلوب حب الدنیا و کراهية الموت کے شیطانی جذبے سے خالی ہو گئے اور اس سرزمین سے قافلوں کی روانگی کا سلسلہ پھر سے شروع ہو گیا۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

یہی وہ بزرگ ہیں جنھیں عازمین حج کے راستے سے رکاوٹیں دور کرنے کے نیک کام کا شرف اولیت حاصل ہوا۔

تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے

میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تاریخ اپنا عمل دہرا رہی ہے یعنی:

جس طرح مفاد حج کو تقویت پہنچانے اور عوام کے دلوں سے اندیشہ ہلاکت دور کرنے کی سعادت پچھلی صدی کے اہل حدیث بزرگوں کو حاصل ہوئی تھی، اسی طرح عہد حاضر میں نقصانِ تبادلہ کے شیطانی دسوسے کو دور کرنے کا شرف بھی ان شاء اللہ العزیز جماعت اہل حدیث ہی کو حاصل ہو گا۔

اس کے لیے طریقہ کار یہ ہے کہ اصلاح و تنظیم کا جو پروگرام ہماری جماعت تیار کرے، اس میں سب سے پہلی جگہ مسئلہ حج کو دی جائے اور اس سے دلچسپی رکھنے والے تمام مسلمانوں کو اپنا ہم نوا بنا کر پوری قوت کے ساتھ آواز بلند کی جائے اور اس طرح ایک زبردست اور منظم جدوجہد کی طرح ڈال دی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ اربابِ اقتدار جمہور کی اس جائز خواہش کو نظر انداز کرنے کی جرأت نہ کر سکیں گے۔

حکومت پاکستان سے ضروری مطالبہ

ضروری ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے تمام راستے عازمین حج اور عمرہ کے لیے ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت کھلے رہیں اور ہمیں منزل مقصود تک پہنچنے میں کوئی روکاوٹ خواہ کسی نوعیت کی کیوں نہ ہو، ہرگز حائل نہ ہو سکے۔ کرنسی تبادلہ یا کسی اور مصلحت کی بنا پر کسی ایسے مسلمان کو جو بلادِ مقدسہ کا عازم ہو، خواہ اس کے پاس حج پاسپورٹ یا بین الاقوامی جواز سفر، کسی عذر کی بنا پر نہ روکا جائے۔

یہ امر موجب افسوس ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ یورپ ہو آئے تو اس پر اس قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ دوسری مرتبہ عزم سیاحت فرنگ نہ کر سکے۔ مگر عازمین حج پر اس قسم کی لایعنی پابندی عائد ہے اور ایک مرتبہ مشرف بہ حج ہو جانے کے بعد دوسری دفعہ جانے والے کو حکماً روک دیا جاتا ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ جن لوگوں کی درخواستیں ایک یا ایک سے زائد مرتبہ مسترد ہو چکی ہوں، انھیں اس سال فی الفور اجازت دی جائے۔ نیز تبادلے کی غیر ضروری رکاوٹیں ختم کر دی جائیں اور ہندوستان کی حکومت نے اس ضمن میں جو مراعات حاجیوں کو دے رکھی ہیں، اگر اس سے زیادہ نہ ہوں تو اسی نوعیت کی سہولت پاکستانی حجاج کو بھی ملنی چاہیے۔

خاتمۂ سخن

حضرات! اب میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں اور اپنی تمام کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہوئے آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

میں نہیں جانتا کہ جو فرض آپ نے مجھ پر عائد کیا تھا اور جن توقعات کے پیش نظر آپ نے صدارت ایسی عظیم ذمہ داری میرے سپرد کی تھی اس کا کوئی حصہ ادا کر سکا ہوں یا نہیں۔

مگر میں اس پر آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے میری گزارشات کو توجہ سے سنا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں میں اخلاص، ارادوں میں تقویت اور کوششوں میں برکت پیدا کرے اور ہمارے دامنِ امید کو اپنی رحمتوں سے بھر دے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی نبی الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ استقبالیہ

(از مولانا محمد اسماعیل سلفی)

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی چوتھی سالانہ کانفرنس ۱۲، ۱۳، ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو علامہ خلیل عرب کے زیر صدارت گوجرانوالا میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کے صدر استقبالیہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی تھے جو اس وقت مرکزی جمعیت کے منصب نظامت علیا پر فائز تھے۔ مولانا ممدوح علم و عمل اور جماعتی خدمات کے اعتبار سے ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ ۱۸۹۷ء میں ضلع گوجرانوالا کی تحصیل وزیر آباد کے ایک گاؤں ''ڈھونیکے'' میں ان کی ولادت ہوئی اور ۲۰۔ فروری ۱۹۶۸ء کو گوجرانوالا میں ان کا انتقال ہوا۔ ذیل میں ان کا خطبہ استقبالیہ پڑھیے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی سید الاصفیاء و الہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ السادۃ الاتقیاء۔

اخوان کرام! بارش، سیلاب، راستوں کی صبر آزما تکالیف اور فصل خریف کی تیاری کے جن ایام میں آپ نے سفر کی صعوبت برداشت فرمائی ہے، آپ کے خلوص اور جماعت کے ساتھ وابستگی کی یہ کھلی دلیل ہے۔ اس پرخلوص عمل کے لیے سیاہ کار قلم اگر رسمی شکریہ کی جرأت کرے تو یہ صرف ایک جسارت ہوگی۔ مناسب یہی ہے کہ میں ''ایاز قدر خود بشناس'' کہہ کر اس رسم پردری سے سبک دوش ہونے کی کوشش کروں۔ خدائے قدوس سے دعا ہے کہ وہ اس اخلاص سے بھرپور عمل کو قبول فرمائے اور آپ کو اس کی پوری جزا مرحمت فرمائے۔ مزید اخلاص اور جماعت کے ساتھ وابستگی اور تعاون کی توفیق ارزانی کرے۔

وقولی لکم اھلا و سھلا و مرحبا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گوجراں والا

حضرات! جس شہر میں آپ تشریف فرما ہیں، یہ کوئی پرانا تاریخی شہر نہیں۔ آخری مغل سلطان بہادر شاہ کے وقت یہ ایک گاؤں تھا۔ آج سے قریباً چار سو سال قبل خان نامی ایک زمیندار نے جو سانسی قوم سے تعلق رکھتا تھا، اس کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد ایک زمیندار قوم گجر نامی اس میں آباد ہوئی۔ اسی سبب سے اس کا نام "گجراں والا" مشہور ہوا جسے زبان کے تغیرات نے "گوجراں والا" بنا دیا۔ آج ایام کی گردش نے بانی اول اور گجر قوم دونوں کو اپنی عادت کے مطابق طاق نسیاں پر رکھ دیا ہے اور غالباً ان کی نسل سے ایک فرد بھی شہر میں موجود نہیں۔

تلک الایام نداولها بین الناس

سکھ اور گوجراں والا

چڑھت سنگھ راجا رنجیت سنگھ کا دادا اپنے گاؤں راجا سانسی سے آ کر یہاں آباد ہوا اور بتدریج اس گاؤں نے قصبے کی صورت اختیار کی۔ راجہ رنجیت سنگھ یہیں پیدا ہوا۔ سکھ ایسی مشہور لیکن عاقبت نا اندیش قوم کی تاریخ اس شہر سے وابستہ ہو گئی۔ انگریزی عمل داری میں یہاں ریلوے اسٹیشن بنا اور اسے ضلع کا صدر مقام قرار دیا گیا اور یہ قصبہ شہر بن گیا جس کی آبادی ۱۹۴۷ء سے پہلے تقریباً ۹۰ ہزار تھی۔ اب غالباً ۲ لاکھ سے متجاوز ہے۔ کپڑا، برتن اور بعض دوسرے کاروبار کے لیے یہ بہترین منڈی ہے اور تجارت کے لحاظ سے ایک اہم مرکز۔

سکھوں کے اہل حدیث پر مظالم

حاضرین کرام! سکھوں کے ساتھ آپ کا بھی کچھ تاریخی تعلق ہے۔ سکھ قوم مسلمان بادشاہوں کی دشمن نوازیوں کا زندہ ثبوت ہے۔ سکھ شاید بھول چکے ہوں لیکن تاریخ شاہد ہے، وہ مغل بادشاہوں کی غلط نوازی بلکہ ایک غلط خواب کی، ایک غلط تعبیر ہیں۔ ان دشمن نواز بادشاہوں کی بدولت سکھوں کو حکومت ملی۔ قزاقی اور راہزنی کی راہ سے جو لوگ حکومت کی بلندیوں تک پہنچے ہیں، وہ نہ رعیت پروری جانتے ہیں، نہ آئین جہان داری، اس لیے سکھ اور ظلم قریباً دو ہم معنی لفظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھے گئے۔

سکھوں کے مظالم تاریخ کی مسلمہ حقیقت ہیں اور ہندوستان میں تحریک اہل حدیث کا وجود ان مظالم کی صدائے بازگشت ہے۔ آپ کی دینی اور سیاسی زندگی کے دو عظیم المرتبت اور مقدس رہنما حضرت سید احمد شہید اور مولانا شاہ اسماعیل شہید سکھ استبداد کی وجہ سے میدان کارزار میں اترے اور چند برسوں میں سکھوں کے جبر واستبداد کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ اگر انگریزی سیاست کی عیاری اور بعض آبرو باختہ جماعتوں کی غداری سے انگریز کے ساتھ تعاون نہ ہوتا تو ہندستان کا جغرافیہ بالکل مختلف ہوتا۔ پاکستان کی سرحد اٹک کے بجائے کلکتہ سے کہیں پرے ہوتی۔

ما کل ما یشتهیه المرء یدرکه ؎

تجری الریاح بما لا تشتهی السفن

عساکرِ توحید کا پارینہ جھنڈا

یہ پارینہ جھنڈا جو آپ کے قریب لہرارہا ہے کبھی ستاروں کا ہمراز تھا اور ملائکہ سے ہم کلام۔ یہ سید احمد شہید اور مولانا اسماعیل شہید کے ان عساکر کا جھنڈا ہے جو اسلام کی سربلندی کے لیے سکھ استبداد اور برطانوی عیاریوں سے برسوں برسر پیکار رہے۔ یہ جھنڈا کالا باغ علاقہ ہزارہ کے اہل حدیث حضرات کے پاس محفوظ تھا، جن کے آباواجداد برسوں ان مقدس عساکر میں دادِ شجاعت دیتے رہے۔ یہ حضرات کرارل قوم سے تعلق رکھتے ہیں جو ہزاروں کی تعداد میں نتھیا گلی کے قریب اپنے مسلک اور روایات کی حفاظت کرتے ہوئے ان دورافتادہ پہاڑوں میں زندگی بسر کررہے ہیں۔ موجودہ آزاد کشمیر پر حکومتِ پاکستان کا قبضہ ان حضرات کی مساعی جہاد کا مرہون منت ہے اور شاید ان سرحدوں کی حفاظت میں، یہ سادہ دل حضرات کونے کا پتھر ثابت ہوں۔

شکر اللہ مساعیهم

آہ! آج یہ جھنڈا رزم کے میدانوں سے بہت دور آپ کی اس بزم کی زینت ہورہا ہے اور اپنے پرشکوہ ماضی کی خاموش حکایت بلکہ کفر وفسق، شرک وبدعت کے مظالم کی ایک دردناک شکایت ہے اور بس۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احباب عظام! آنسوؤں کو رد کیے، تھوڑی دیر ٹھہریے اور اپنے دماغ میں اپنی گزشتہ رفعتوں کا تصور لایے اور سوچیے کہ آپ کہاں تھے اور اب کہاں ہیں! غور کیجیے۔ یہ مسافر کہاں سے بھٹکا، کہاں پہنچا اور اب اسے کہاں جانا ہے۔ جو قدم اٹھانا ہے، سوچ کر اٹھایے، عزم وضبط سے اٹھایے۔ واللہ معکم ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم.

مسلک اہل حدیث عروج وزوال کے مراحل میں

حضار کرام! تحریک اہل حدیث کا آغاز قرون خیر سے ہوا اور ان صدیوں میں عروج و زوال کے کئی مراحل سے یہ تحریک گزری۔ یہ تاریخ کا مسئلہ ہے جسے آپ مجھ سے کہیں زیادہ جانتے ہیں۔ اس پر کیسے کیسے انقلابات گزرے اور یہ سخت جان تحریک ان مصائب سے بچ نکلنے میں کس طرح کامیاب ہوئی۔ یہ سب حوادث تاریخ کی امانت ہیں، اس کی تفصیل وہیں ملے گی۔ خروج و رفض، تجہم واعتزال سے یہ تحریک کیسے نبٹی۔ مستبد اور ظالم ارباب اقتدار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان بے نوا فقیروں نے کیا کچھ کیا۔

تحریک اہل حدیث پاک وہند میں

لیکن ان ممالک میں اس کی نشأۃ کیسے ہوئی؟ یہ مقدس تحریک کن مراحل سے گزری؟ اسے اختصار سے سن لیجیے۔ شاید اس کی روشنی میں مستقبل کے لیے آپ کو کچھ سوچنا پڑے۔ ہندوستان میں بدعات کے شیوع اور علوم سنت کے فقدان اور فقہی جمود کے استیلا کا احساس آج سے برسوں پہلے حضرت شاہ ولی اللہؒ کے خاندان کو ہوا۔ مغل حکومت کے سیاسی انحطاط نے وقت کی سیاسیات کو بھی اسی اصلاحی پروگرام کا جزو لاینفک بنا دیا۔ اس پروگرام کی تکمیل کے لیے اہم کوشش حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور ان کے معزز رفقاء نے فرمائی۔ یہ پروگرام عروج و زوال کے مراحل سے گزرتا ہوا تدریجی طور پر موجودہ پاکستان کی صورت میں ظاہر ہوا۔ معلوم ہے کہ ان حضرات کے ذہن میں پورے ہندوستان میں ایک دینی نظام کے نفاذ کا تصور تھا۔ وہ اس مملکت کو اس سے بہت زیادہ اہم دیکھنے کے خواہش مند تھے۔ تاہم جو کچھ ہوا، یہ ان کا بہت حد تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرہون منت ہے۔اس پروگرام کے سیاسی حصے کو جن سنگین حالات سے سابقہ پڑا اور اس کے قائدین کو جن خاردار اور سنگلاخ راستوں سے گزرنا پڑا، وہ جماعت کے لیے سرمایہ صد افتخار ہے۔ اور معلوم ہے کہ اہل حدیث اس راہ میں اکیلے نہیں، ہندوستان کے دوسرے نیک دل اصحابِ فکر اس سفر کی ہر منزل میں ان کے ساتھ شریک رہے۔دیر پا ٹھنڈے اور گرم محاربات کے بعد یہ جزوی کامیابی حاصل ہوئی، جس کی دینی حیثیت ہنوز قابل اطمینان نہیں۔تاہم اس تصور نے ایک دل پسند وجود اختیار کر لیا جسے آج ہم پاکستان کہہ رہے ہیں۔ہم آرزومند ہیں کہ یہ ٹھیک اسلامی مملکت بنے اور دنیا میں ایک نمونے کا ملک ہو۔

اسلامی دستور کی تشکیل، بدعات کی روک تھام اور علوم توحید وسنت کی اشاعت اور طریق سلف کی ترویج میں جو مصائب آئے، ان کے تحمل میں جماعت کسی کو اپنا رقیب وسہیم نہیں سمجھتی۔اس راہ کے مصائب کو بہت حد تک ہمارے اسلاف نے برداشت فرمایا اور کافی حد تک کامیاب ہوئے۔والحمدللہ علی ذالک۔

۱۸۵۷ء کے بعد

آزادی کی مقدس تحریک کی بظاہر ناکامی سے انگریزی مظالم کا دھارا بہہ نکلا۔ان سے تنگ آ کر سیاسی پروگرام انڈر گراؤنڈ اور مخفی ہو گیا۔علوم کتاب وسنت کی ترویج واشاعت کا نظام نمایاں ہو کر سامنے آ گیا۔شخصی آراء وافکار سے آزاد ہو کر فقہائے محدثین کے نہج پر علوم سنت کی اشاعت کا سہرا حضرت شیخ الکل مولانا السید نذیر حسین صاحبؒ اور ان کے مقتدر تلامذہ حضرت مولانا شریف حسین، مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری، مولانا شمس الحق صاحب محدث صاحبِ عون المعبود، مولانا عبدالرحمان صاحب مبارک پوری، حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی، استاد ہند حضرت مولانا حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی، خاندان لکھویہ وغیرہم کے سر پر رہا۔ان حضرات نے یہ خدمت اس خوبی سے انجام دی کہ اس کی ضیا باریاں عجم سے عرب تک پہنچیں اور آپ جہاں جائیں، آپ کو ایسے اساتذہ علم ملیں گے جن کی تشنگی کے لیے میرابی کا سامان مدرسہ دہلی نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اولائک آبائی فجئنی بمثلھم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

تصنیف وتالیف

علوم کتاب وسنت کی تصنیف وتالیف، طباعت اور اشاعت میں بقیۃ السلف حضرت الامام نواب صدیق حسن خانؒ نے خزانوں کے منہ کھول دیے، جدید تصانیف کے علاوہ سلف کے قدیم تہذیبی ذخائر علم کو مرحوم نے اس فراخ دلی سے بازار علم میں لاکر ڈال دیا جس کی قرون وسطیٰ میں بھی نظیر نہیں ملتی۔ اللھم اغفر له وارحمه وادخله الجنة۔

تصوف اور سنت

مغل دور میں تصوف کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل تھی اور مگر اس کی قیادت خانقاہی نظام کے ہاتھ میں تھی جو پورے کا پورا بدعات کی گرفت میں تھا اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جس قدر راہ حق سے قریب ہونا چاہیے تھا، وہ اسی قدر صداقت کی راہوں سے دور تھا۔ اس کے بعض رہنماؤں پر فسق وفجور کی حوصلہ افزائی کا شبہ ہوتا تھا۔ تصوف کا وہ مذاق یکسر ناپید تھا جس کی رہنمائی صحابہ اور ائمہ سنت رحمہم اللہ نے فرمائی تھی۔ رسمی اور ورزشی درود ووظائف اور مشقیں تو خانقاہوں میں موجود تھیں، لیکن ان میں سنت کی روح ناپید تھی۔ سنت اور اخلاص کی حلاوت سے یہ پورا نظام محروم تھا۔ اس کمی کو ملک الاتقیاء حضرت عبداللہ غزنوی نے پورا فرمایا۔ افغانستان کی جادسر زمین سے نکل کر حضرت عبداللہ غزنوی نے ہندوستان میں قدم رکھے۔ علوم وسنت کے ساتھ ساذج تصوف کو حیات نو بخشی۔ یہ وہی تصوف تھا جس کی سرمستیوں سے صحابہ وتابعین اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ سرشار تھے، جس کی حلاوت سے حافظ اور رومی بہت حد تک ناآشنا تھے،

گوجراں والا میں تحریک اہل حدیث

اس شہر میں تحریک اہل حدیث کا احیاء حضرت پیر میر حیدر صاحب خان پوری اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب قلعہ میہاں سنگھ کے توسط سے ہوا اور مزید مدد حضرت الشیخ حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی اور حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب مغفور کے دروس و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مواعظ سے ملی۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مولانا محمد بکنوی ؒ کی مساعی بھی شامل تھیں۔ ۱۲۹۰ھ (۱۸۷۳ء) میں حضرت مولانا علاؤالدین صاحب ؒ نے مستقل طور پر یہاں ڈیرا ڈال دیا۔ آپ کے رفقاء میں سے محلہ حاجی پورہ کے اہل توحید اور شیخ جھنڈو، حاجی پیر محمد، شیخ مبارک دین اور شیخ اللہ دتہ صاحب کی کوشش سے ایک مختصر سی مسجد تعمیر ہوئی جس میں اہل توحید کو سر چھپانے کی جگہ ملی اور موجودہ عظیم الشان مسجد مرحوم مستری حاجی محمد عبداللہ صاحب اور محترم الحاج اللہ دتہ، حاجی محمد علی مرحوم اور ماسٹر غلام محمد صاحب ڈار اور ان کے رفقا کی کوشش سے تعمیر ہوئی۔ یہ سابقہ مسجد کی توسیع شدہ صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی تکمیل کر سکیں۔

جمعیت اہل حدیث گوجراں والا

جمعیت اہل حدیث گوجراں والا کی تاسیس ۱۹۱۵ء میں شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب نے فرمائی۔ وہ جب تک زندہ رہے، جمعیت پر نظر عنایت فرماتے رہے۔ اللہ اغفر لہ وارحمہ واجعل جنۃ الفردوس ماواہ۔ اب یہ جمعیت مرکزی جمعیت کے ساتھ ملحق ہے اور جمعیت ضلع کی شاخیں دیہات تک پھیلی ہوئی ہیں اور شکر ہے کہ شہری اور ضلعی دونوں جمعیتیں سرگرم عمل ہیں۔ اللھم زد فزد۔

جامعہ سلفیہ

حضور اکرم! گزشتہ سال آپ نے جامعہ سلفیہ کی تاسیس کا فیصلہ کیا تھا اور مزید دو مربع زمین خرید کر اس میں جامعہ کی تعمیر کا خیال فرمایا تھا لیکن آپ کے خدام کی انتہائی اور مخلصانہ کوشش کے باوجود لائل پور میں کسی وسیع قطعہ کا انتظام نہ ہو سکا۔ اس منصوبے کی تکمیل میں بہر حال وقت صرف ہوگا۔ اس لیے فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس سال حالات کچھ بھی ہوں، جامعہ میں تعلیم کا کام شروع کر دیا جائے اور جو وقف شدہ اراضی موجود ہے، اسے سر دست استعمال میں لایا جائے اور بڑے منصوبے کے لیے کوششیں جاری رکھی جائیں۔ اس کے ابتدائی انتظامات قریباً مکمل ہو چکے ہیں۔ ضرورت ہے کہ آپ حضرات جمعیت اور جامعہ کو مالی لحاظ سے مستغنی فرمائیں۔ وما ذالک علیکم بعزیز۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیت المال

گزشتہ سال بیت المال کے متعلق مختصر سی تجاویز آپ نے پاس فرمائی تھیں اور ایک مجمل ساخاکہ بھی آپ کے سامنے تھا، لیکن سیلاب کی تباہی اور سیلاب زدہ علاقوں میں مہینوں مسلسل کام کرنے کی وجہ سے دفتر اس طرف پوری توجہ نہ دے سکا اور نہ آپ حضرات ''بیت المال'' کے استحکام کے لیے کوئی مستقل کام ہی کر سکے۔ اب ضرورت ہے کہ اسے اپنی توجہ کا مرکز بنایا جائے۔

بیت المال کے استحکام کی چند صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱۔ زکوٰۃ اور صدقات پورے یا ان کا کچھ حصہ جماعت کو دیا جائے۔

۲۔ ''الاعتصام'' کی اشاعت دس گنا بڑھانے کی کوشش کی جائے اور یہ آپ کا کام ہے۔

۳۔ جماعت کی مطبوعات کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔

۴۔ وقتی عطیوں سے جماعت کا خزانہ بھرپور رہے۔ کام کی بنیاد دراصل ''بیت المال'' ہے۔ اس کی طرف پوری توجہ دی جائے اور اس کے استحکام کے لیے مزید تجاویز لائی جائیں۔

گزشتہ سال بھی یہ تذکرہ آیا تھا۔ اس سال پھر سمع خراشی کی جا رہی ہے۔ جامعہ کی تاسیس کے بعد بیت المال کا استحکام اور بھی ضروری ہے۔ (۱) طلبا کی ضرورت (۲) تعلیم کے لیے کتابیں (۳) دارالمطالعہ اور (۴) جامعہ کی تعمیر۔ یہ مستقل ضرورتیں ہیں، ان کے لیے مصارف کا انتظام بھی مستقل طور پر ہونا چاہیے اور یہ بیت المال ہی کے ذریعے ہو سکتا ہے۔

واللہ یوفقکم لما یحب و یرضیٰ۔

اسلامی دستور

حضرات! مسٹر محمد علی اور ان کے رفقائے دستور یہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ وہ اس سال دستور کی تسوید سے فارغ ہو گئے۔ دستور بعض جوہری نقائص کے باوجود قبول کر لیا گیا۔ اگر آپ اسمبلیوں میں عقل مند اور متدین آدمی بھیج سکیں تو اس دستور سے اسلام کو کچھ نہ کچھ فائدہ ہو سکتا ہے اور نقائص کو دور کیا جا سکتا ہے۔

لیکن جس چیز کی طرف آپ کی توجہ بے حد ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ اس ملک میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی وسعت قائم رہے۔ دستور کی اسلامیت شخصی آراء اور قیاسات کی بھنیٹ نہ چڑھادی جائے۔ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی فقہیات اور ائمہ حدیث کے اجتہادات بوقت ضرورت مجموعی طور پر قانون کی بنیاد قرار پائیں۔ کتاب وسنت کے فہم میں زمام اقتدار جمود اور شخصی افکار کے سپرد نہ کردی جائے بلکہ فقہائے محدثین کے طریق فکر کو زیادہ سے زیادہ اساس کار بنایا جائے۔

ضروری ہے کہ کتاب وسنت اپنی وسعتوں کے ساتھ اور اسلام اپنی ہمہ گیر تعلیمات کے ساتھ قوانین اور آئین کی بنیاد قرار پائے۔ اس مقصد کی تحصیل میں ممکن ہے بعض دین پسند جماعتوں کے قدم لڑکھڑا جائیں، وہ اپنی عوامی پوزیشن کو قائم رکھنے کے لیے اپنے آپ کو حق کی حمایت سے معذور تصور کریں اور ان کے عوامی مصالح ان کے لیے سدراہ ثابت ہوں۔ اہل حدیث کا فرض ہے کہ وہ نظریہ اجتہاد کی وسعت اور فقہ الحدیث کے احترام کو اس ملک میں قائم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی اعانت اور توفیق آپ کے شامل حال ہو۔

معذرت بلکہ معافی

میں جانتا ہوں کہ میرے ساتھی انتہائی کوشش کے باوجود آپ کو مناسب آرام نہیں پہنچا سکے۔ آپ کو لازماً تکلیف ہوئی۔ اس لیے میں کسی رسمی معذرت کے بغیر آپ سے معافی چاہتا ہوں اور آپ کی وسعتِ ظرف سے امید ہے کہ آپ معاف فرمائیں گے اور امیدوار ہوں کہ آپ اپنی صالح دعاؤں میں ہم گناہ گاروں کو یاد رکھیں گے۔

میری یہ گزارشات ناتمام ہوں گی اگر میں رفقاء کی جراءت مندانہ کوششوں کا شکریہ ادا نہ کروں جن کی وجہ سے یہ انتظامات انسانی حد تک پایۂ تکمیل تک پہنچے۔ خصوصاً مقامی جمعیت کے صدر محترم حاجی اللہ دتہ صاحب۔ انھوں نے پیرانہ سالی اور علالت کے باوجود اس قدر کام کیا کہ شاید کوئی جوان نہ کر سکے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کے اثر ورسوخ ہی کی وجہ سے ہم ان خطیر مصارف کو برداشت کر سکے۔ مسٹر عبدالرحمان ایم ایس سی، الحاج عبدالکریم، محترم چودھری خیرات اللہ صاحب ناظم اعلیٰ مجلس استقبالیہ، حکیم عبدالرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ جمعیت ضلع بھی شکریے کے مستحق ہیں جن کی مساعی اور مفید مشوروں سے ہم ہر قدم پر مستفید ہوتے رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلوص مجسم محترم ماسٹر غلام محمد صاحب ڈار، منشی محمد یوسف صاحب آڑھتی، بابو نصیر الدین صاحب اس شکریے کے سب سے زیادہ مستحق ہیں جنھوں نے عرفی ذمہ داریوں سے بالا رہ کر انتہائی محنت سے اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے پوری کوشش کی۔

انصار برادری کے روح رواں الحاج محمد ابراہیم صاحب صدر بلدیہ، حاجی عبدالعزیز، محمد اسماعیل کا بھی میں ممنون ہوں جن کی مالی اعانت اور بعض دوسرے ذرائع سے یہ کانفرنس پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو خلوص اور اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنے فرض سے قاصر رہوں گا اگر میں ان اصحاب خیر کا شکریہ ادا نہ کروں جن کے دست جود نے اس مہتم بالشان کانفرنس کے لیے ضروریات بہم پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت فرمائے اور انھیں اخلاص سے نوازے۔

اخوکم فی الدین

اسماعیل بن ابراہیم السلفی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ صدارت

(از علامہ خلیل عرب)

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی چوتھی کانفرنس ۱۲، ۱۳، ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو گوجرانوالا میں بہ صدارت علامہ خلیل ابن محمد انصاری عرب منعقد ہوئی۔ علامہ ممدوح کا شمار عربی زبان کے مشہور ادبا و ماہرین میں ہوتا ہے۔ وہ شیخ حسن بن محسن انصاری کے پوتے تھے۔ جلیل القدر معلم اور متعدد کتابوں کے مصنف۔ ۱۳۰۴ھ (۱۸۸۷ء) کو بھوپال (ہندوستان) میں پیدا ہوئے اور ۲۶۔ اگست ۱۹۶۶ء کو کراچی میں ان کی وفات ہوئی۔ ذیل میں ان کا خطبہ صدارت ملاحظہ فرمایے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ امابعد

اخوان کرام! میرا اولین فرض ہے کہ وہ علمائے کرام اہل حدیث جو چند ماہ ہوئے رب العالمین کے جوار رحمت میں پہنچ چکے ہیں، ان کے لیے دعائے مغفرت کروں۔

برادران محترم! اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے صدارت کا بھاری بوجھ میرے کمزور شانے برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن محترم مولانا داؤد غزنوی کے ارشاد اور بعض احباب و اعزائے کراچی کے اصرار نے اس بارِگراں کو برداشت کرنے اور اسے قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ میں شکریے کے بعد باری تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ میری اور آپ کی کوششوں کو کامیاب فرمائے اور اسلام اور مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح کی خدمت ہم سے لے اور اسے قبول فرمائے۔ آمین

اس قحط الرجال کے زمانے میں مولانا محمد علی قصوریؒ ایسے مخلص انسان جو فنون سائنس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ماہر اور تبلیغ دین کے شیدائی اور اس سے عملی دلچسپی رکھنے والے تھے، اسی سال جوارِ رحمت باری تعالیٰ میں منتقل ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ واسکنہ الفردوس۔ آمین۔

اسی سال مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ نے جوارِ رحمت میں جگہ پائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریقِ رحمت فرمائے اور ان ہر دو بزرگوں کے اقارب کو صبر جمیل واجر جزیل مرحمت فرمائے۔ آمین

اسی سال کا ایک اور سانحہ قاضی عبدالعزیز منصور پوری کا ارتحال ہے۔ وہ ہماری جماعت کے مشہور بزرگ قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کے صاحب زادے تھے۔ مرحوم عادات وخصائل میں اپنے والد مرحوم کے صحیح جانشین تھے۔ حق تعالیٰ مغفرت فرمائے اور ان کی اولاد کو صبر جمیل اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور ہمارے مدارس کے طلبا کو توفیق دے کہ وہ ان بزرگوں کے سچے جانشین بن سکیں۔ آمین۔

حاضرین کرام! اس اعتراف کے ساتھ کہ عزت مآب چودھری محمد علی سابق وزیر اعظم پاکستان کی سیاست فہمی اور جذبۂ قبول حق نے دستور اسلامی کو جس سے کہ مسلمانان پاکستان مایوسی کے قریب پہنچ چکے تھے، اپنی حق شناس فطرتِ سلیمہ سے پاکستان کا دستور قرار دے دیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ دستور اسلامی ابھی اپنے ابتدائی مراحل میں ہے اور اس میں علمائے امت کے مشوروں سے بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ خداوند تعالیٰ حکومت کو توفیق عطا فرمائے کہ دستورِ اسلامی میں جو کمی باقی رہ گئی ہے، اسے پورا کر کے جلد سے جلد نافذ کرے اور مسلمانوں کی زندگی کتاب وسنت کے سانچوں میں ڈھالنے کی کوشش کرے۔

اخوان کرام! اب میں علم حدیث اور اہل حدیث کے بارے میں اپنے خیالات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:۔

ایک جماعت تقریباً چالیس پچاس برس سے وجود میں آئی ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتی ہے۔ میرا مقصد یہ نہیں کہ میں اس کے بارے میں مناظرے کے طور پر کچھ لکھوں، لیکن یہ بتانا میرا فرض ہے کہ اہل سنت والجماعت حدیث نبوی ﷺ کو مانتے اور حضور اقدس ﷺ کے ارشاد کو حکم قرآنی سے کم نہیں سمجھتے۔ یہ جو مانتے ہیں صرف عقیدتاً نہیں بلکہ قرآن کریم کی لسان فیض تر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماان سے ہر اہل سنت والجماعت عمل بالحدیث کو اہمیت تامہ دیتا ہے۔یعنی قرآن کے ساتھ حدیث کو ماننا ضروری ٹھہرا۔

سنتِ سنیہ کا مقام قرآن کریم کی روشنی میں

دنیا کی معمولی سے معمولی حکومت ہی کیوں نہ ہو،اس میں بھی عدل وانصاف اور امن وسلام کے لیے قوانین بنائے جاتے ہیں اور اس کے لیے جو لوگ اہل ہوا کرتے ہیں ان کے سپرد قانون سازی کا کام کیا جاتا ہے،لیکن ان قوانین کو آسمانی وحی کا مقام نہیں دیا جا سکتا۔صرف ایک مقدس انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات ہے جس کو رب الارباب نے عالم انسانی کا آخری نبی قرار دے کر قیامت تک کے لیے ایک فضیلتِ عظمیٰ سے یوں نوازا کہ قرآن کریم کو اور خود آپ ﷺ کے ارشادات کو عالم انسانی کے لیے عموماً اور عالم اسلامی کے لیے خصوصاً ضابطہ عمل قرار دیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وانز لنا الیک الذکر لتبین للناس ما نز ل الیھم لعلھم یتفکر ون .

(النحل:۴۴)

”اور آپ پر ہم نے یہ قرآن اتارا ہے تاکہ آپ اسے جو ان کے لیے نازل کیا گیا ہے کھول کھول کر بیان کر دیں تاکہ وہ اس میں غور وفکر کریں۔“

لغت عربی میں بیان کے معنی خود کسی بات کو سمجھنا ہیں البیان منک لنفسک اور تبیان کے معنی دوسرے کو بہ وضاحت وتفصیل سمجھانے کے ہیں۔ التبیا ن منک لغیر ک۔

لہٰذا سوال یہ ہے کہ قرآن کریم تو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے جو بہ وضاحت وتفصیل سمجھایا،وہ کیا ہے اور کہاں ہے؟

ظاہر ہے کہ جو آپ ﷺ نے بہ وضاحت سمجھایا،اسی کو حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

امام سیوطیؒ ”اتقان“ میں امام ابن تیمیہؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس طرح الفاظ قرآن کی تعلیم پر مامور تھے،اسی طرح قرآن کے معانی کی تعلیم پر بھی مامور تھے۔جیسا اللہ تبارک تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ لتبین للناس ما نزل الیھم۔ لتبین للنا س

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسے الفاظ کے بیان کرنے کا حکم ہے ویسے ہی معنی کے بیان کرنے کا حکم ہے۔اور یہ مقام بیان بھی صرف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذمے فریضہ نبوت تھا۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوعبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا ہم سے ان بزرگوں نے بیان کیا جو قرآن پڑھنے والے تھے، جیسے حضرت عثمان ذی النورین، حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کے سوا اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ سے دس آئتیں پڑھ لیا کرتے تھے تو آگے اس وقت تک نہیں پڑھتے تھے جب تک ان دس آئتوں میں جو علم و عمل تھا، اسے حاصل نہ کر لیتے۔اسی لیے وہ بزرگان دین مدت دراز میں صرف ایک سورت حفظ فرمایا کرتے تھے جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے بہ روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرمایا ہے کہ انھوں نے آٹھ برس میں ایک سورۂ البقرہ حفظ کی۔اس سے معلوم ہوا کہ معانی وہی معتبر ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیے ہیں اور جو معانی اوروں نے اپنی رائے سے کیے ہیں، وہ رد ہیں۔ (اتقان)

مثال اول

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شریعت میں حکم، قرآن کے حکم کی طرح واجب الاتباع ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبينا.

(الاحزاب:۳۶) ”کسی ایمان دار مرد اور کسی ایمان دار عورت کو گنجائش نہیں ہے جب کہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے دیں کہ (پھر) ان کو ان (مومنین) کے اس کام میں کوئی اختیار باقی ہے اور جو شخص اللہ کا اور اس کے رسول کا کہا نہیں مانے گا، وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہوا۔“

اس آیت کریمہ کی شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ چاہا کہ ان کا نکاح حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیں۔حضرت زید عرب تھے، لیکن انھیں لوگ پکڑ کر لے گئے اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مکہ مکرمہ میں فروخت کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں خرید فرمالیا۔ جب وہ دس برس کی عمر کو پہنچے تو ان کے باپ اور بھائی اس واقعہ سے باخبر ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنے لڑکے کو واپس لینے کے لیے حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ تو رضا مند ہو گئے لیکن حضرت زید آنحضرت ﷺ کی محبت کی وجہ سے بھائی اور باپ کے ساتھ واپس گھر جانے پر رضا مند نہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے انھیں بیٹا بنالیا، یعنی متبنیٰ کر لیا۔

حضرت زینب اور ان کے بھائی اس نکاح پر اس لیے رضا مند نہیں ہوئے تھے کہ حضرت زید ان کے ہم کفو یعنی برابری کے نہ تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نزول آیت کے بعد ہی حضرت زینب نے رضامندی کا اظہار کیا چنانچہ حضرت زید کے ساتھ ان کا نکاح ہو گیا۔

اس آیت کریمہ میں اذا قضی اللہ ورسولہ کے جملے میں اللہ ورسول معطوف علیہ اور معطوف واقع ہوئے ہیں، عطف کا یہ خاصا ہے کہ وہ معطوف علیہ اور معطوف میں مغائرت پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے "جاء زید وعمرو" زید وعمرو آئے۔ دیکھیے آنے کے حکم میں زید وعمرو دونوں برابر کے شریک ہیں لیکن شخصیت کے اعتبار سے زید وعمرو دونوں انفرادا علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں۔ لہٰذا جس طرح حکمِ خداوندی واجب الاتباع ہے، اسی طرح حکمِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام انفرادا واجب الاتباع ہے اور یہ اس لیے کہ شریعت میں نبی ﷺ کا جو بھی ارشاد ہوتا ہے وہ آپ کی ذاتی رائے نہیں ہوتی، بلکہ وہ ارشاد موید بالوحی ہوا کرتا ہے۔

ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم:۳،۴)

"آپ اپنی خواہش نفسانی سے کچھ نہیں فرماتے۔ آپ کا ارشاد تو وہ وحی ہے جو آپ پر بھیجی جاتی ہے۔"

اور اسی لیے کہ آپ کا ارشاد موید بالوحی ہے، آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی اتباع ہر مسلمان کے لیے واجب الاتباع فرمائی گئی۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا (الاحزاب:۲۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور روزِ آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا ہو، رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔''

نیز فرمایا: انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ (النساء:۱۰۵)

''بے شک ہم نے آپ پر قرآن حق کے ساتھ نازل کیا تاکہ آپ ان لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتادیا ہے۔''

امام رازی علیہ الرحمہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ قال المحققون ان هذه الاية تدل على انه عليه الصلوٰة والسلام ما كان يحكم الا بالوحي

''محققین کا قول ہے کہ یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول ﷺ جو کچھ بھی فرمایا کرتے تھے وہ موید بالوحی ہوا کرتا تھا۔''

مثال دوم

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليما (النساء:۶۵)

''آپ کے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے اختلافات میں آپ کو حکم نہ بنالیں۔''

مثال اول کی آیت میں اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کی تاکید تھی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس کی تاکید کو اپنی ذات پاک کی قسم کھا کر اور قوت دے دی ہے۔ اس آیت کی شان نزول کی بابت صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری اور حضرت زبیر بن عبداللہ کا کھیت متصل تھا اور ایک ہی ذریعہ آب پاشی سے دونوں کھیتوں کو پانی پہنچتا تھا۔ اس پانی کی بابت حضرت عبداللہ بن زبیر اور اس انصاری میں جھگڑا ہوا۔ آنحضرت علیہ السلام کی جناب میں وہ جھگڑا فیصلے کے لیے پیش ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے فرمایا کہ تم اپنے کھیت کو پانی دے کر انصاری کے لیے پانی چھوڑ دیا کرو۔ انصاری نے کہا، چونکہ عبداللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کے قرابت دار ہیں، اس لیے آپ نے ان کی رعایت سے یہ فیصلہ کیا ہے۔ لہٰذا انصاری کے خلاف شان نبی علیہ السلام میں گفتگو کرنے پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو جو دل سے قبول نہ کرے، وہ مسلمان نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے قول کو دل سے ماننے کی توفیق دے۔ آمین

ایک سوال

خلافت راشدہ کا زمانہ عمل کے لحاظ سے جتنا نمونہ صریح اور آپ کے ارشادات کا دل سے متبع تھا، اس کے قائل صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ مستشرقین یورپ جو مسلمان نہیں ہیں، وہ بھی قائل ہیں، تو اس سوال کا ہمیں حق ہے کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں جو ارشادات نبویہ پر عمل ہوا، وہ صحیح تھا یا نہیں؟ اگر صحیح تھا تو غور کرنے کا مقام ہے کہ ہائی کورٹ کے ججوں کے فیصلے فہم قانون کی دلیل کے طور پر نظیر سمجھے جائیں اور ان کو محفوظ رکھا جائے اور فریقین اس سے استفادہ کریں اور اسے بڑی وقعت دیں۔ اب وہ کون سا ذریعہ ہے جس سے ہم اس زمانے کے فیصلوں کو معلوم کر سکیں؟ اگر آپ یہ کہیں کہ ہمیں معلوم کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہم اپنے زمانے کے مطابق جو فیصلے کریں، وہی بہتر اور مناسب ہیں، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو حضور ﷺ کے دیکھنے والے تھے، حضور ﷺ کی زبان مبارک سے جنھوں نے قرآن یاد کیا اور اس کے مطالب سمجھے، ان کے قول و عمل کیا ہائی کورٹ کے ججوں کے فیصلوں کے برابر بھی نہیں سمجھے جا سکتے؟ اگر معاذ اللہ نہیں سمجھے جا سکتے تو اس کی مخالفت مسلمان ہی نہیں بلکہ صاحب عقل غیر مسلم بھی کرے گا اور اگر سمجھے جا سکتے ہیں تو بتلایے سوائے روایات کے اور کون سا ذریعہ ہم تک پہنچنے کا ہو سکتا ہے؟ اور یہ بھی اسلام کا خاص امتیاز ہے کہ وہ اپنے رسول ﷺ کے ارشادات کو روایتاً ثابت کرتے ہیں اور اس طرح کہ غیر مسلم مستشرقین تک یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ”مسلمان فن حدیث کو روایتاً نقل کرنے پر جتنا فخر کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔“

رہا یہ امر کہ جس حدیث کو ہم چاہیں خواہ وہ صحیح کیوں نہ ہو، موضوع کہہ دیں تو اگر یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دلیل اصول ہے تو بسر و چشم اس کو ماننے میں کسی مسلمان کو اختلاف نہیں اور اگر بلا اصول ہے تو اس کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ موضوع کہنے والا موضوع و صحیح کی حقیقت سے شاید ناواقف ہے۔

اہل حدیث کا مذہب

حاضرین کرام! اہل سنت والجماعت کا ہر فرقہ یعنی حنابلہ، شوافع، موالک، احناف یہ چاروں فرقے بلا اختلاف یک زبان اس بات کے قائل ہیں کہ حسب ارشاد رسول اللہ ﷺ، آپ کا زمانہ اور آپ کے زمانے کے بعد خلفائے راشدین کا زمانہ وہ تھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں اس عہد مبارک میں جو عمل ہوا، وہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے اعلیٰ نمونہ ہے۔ اور کیوں نہ ہو، اس لیے کہ جو بزرگ اس زمانے میں برسر اقتدار تھے، ان کو تمام اہل سنت اپنے عقیدے کے مطابق آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت صدیق اکبر، آپ کے بعد فاروق اعظم اور آپ کے بعد عثمان ذی النورین اور آپ کے بعد اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب ؓ کو علی الترتیب افضل مانتے ہیں۔ پھر اگر وہ زمانہ مسلمانوں کے لیے اعلیٰ نمونہ قرار نہ پائے تو وہ کون سا زمانہ ہو سکتا ہے جسے اس قابل قرار دیا جا سکے۔ اس مبارک زمانے میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ یہی دو چیزیں مسلمانوں کے لیے لائحہ عمل تھیں اور ان ہی پر اس زمانے کے مسلمان استقامت کے ساتھ عمل پیرا تھے۔

کیا اس زمانے کے عمل بالقرآن والسنۃ سے کسی سنی کو اختلاف ہو سکتا ہے یا ہوا؟ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس اہل حدیث کا مذہب اسی زمانے کے بزرگوں کا مذہب ہے۔

استاذ الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث ؒ دہلوی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں مسلک اہل حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے اسی حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے جس کا ذکر میں ابھی کر چکا ہوں۔

حضرت شاہ صاحب کے ارشادات کی روشنی میں مسلک اہل حدیث کی وضاحت ان لفظوں میں کی جا سکتی ہے۔

التمسک بالکتاب والسنة علی قواعد المحدثین واصولهم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المستخرجة من صنيع الا وائل من الصحا بة والتا بعين والاخذ فی العقيدة والعمل جميعا بما ظهر من الكتا ب والسنة و جر ی عليه جمهور الصحا ية والتابين .

''یعنی کتاب وسنت سے تمسک کرنا محدثین کے قواعد اور اصول کے مطابق، جو صحابہ کرام اور حضرات تابعین کے طریق کار سے مستنبط ہیں اور عقیدہ وعمل میں ظاہر کتاب وسنت پر جمہور صحابہ وتابعین کے مسلک کا پابند رہنا۔''

صحابہ کرام کا طریق کار

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت شاہ صاحبؒ نے خلفاے راشدین اور اجلہ صحابہ کرام کے طریق کار کی وضاحت میں یہ روایات پیش کی ہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا طریق کار پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اذا ورد عليه الخصم نظر فی كتا ب الله فا ن وجد فيه ما يقضی بينهم قضیٰ به وان لم يكن فی الكتا ب و علم من رسول الله صلی الله عليه وسلم فی ذالک الا مر سنة قضی بها فا ن اعيا ه خر ج فسأل المسلمين و قا ل" انا فی كذا و كذا فهل علمتم ان رسول الله صلی الله عليه و سلم قضی فی ذالک بقضا ء ؟ فر بما اجتمع اليه النفر كلهم يذ كر من رسول الله صلی الله عليه وسلم فيه قضاء فيقول ابو بكر "الحمدلله الذی جعل فينا من يحفظ علی نبينا" فا ن اعيا ه ان يجد فيه سنة من رسول الله صلی الله عليه و سلم جمع رؤس الناس وخيا ر هم فا ستشا رهم فاذا اجتمع رايهم علی امر قضی به''

''یعنی جب کوئی قضیہ آپ کے سامنے آتا تو آپ سب سے پہلے کتاب اللہ کو دیکھتے، اگر اس میں کوئی حکم مل جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ اگر کتاب اللہ میں اس کے بارے میں کوئی حکم نہ پاتے تو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ صادر فرماتے۔ اگر سنت نبوی میں بھی کوئی راہنمائی نہ پاتے تو سرکردہ مسلمانوں سے دریافت فرماتے کہ میرے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کیا اس بارے میں سنت رسول اللہ کا تمھیں کچھ علم ہے؟ اس کے جواب میں بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ایک جماعت صحابہ کی اس بارے میں کوئی نہ کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ کی پیش کر دیتی۔ ایسے موقع پر حضرت ابوبکر فرماتے، الحمدللہ ہم میں خدا کے فضل وکرم سے ایسے لوگ موجود ہیں جو حضور ﷺ کے ارشادات کو محفوظ رکھتے ہیں اور اگر اس کوشش کے باوجود وہ کوئی فیصلہ نبوی نہ معلوم کر سکتے تو بزرگ اور سرکردہ اصحاب کرام کو جمع کرتے اور ان کے مشورے سے فیصلہ کرتے۔"

فاروق اعظمؓ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے طریق کار کی وضاحت کرتے ہوئے شاہ صاحب آپ کے اس مشہور مکتوب گرامی کا اقتباس پیش کرتے ہیں جو انھوں نے اپنے وقت کے قاضی القضاۃ کے نام لکھا

ان جاءک شیء فی کتاب اللہ فاقض بہ ولا یلفتک عنہ الرجال فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ فانظر سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقض بھا فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانظر ما اجتمع علیہ الناس فخذبہ فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یتکلم فیہ احد قبلک فاختر ای الامرین شئت 'ان شئت ان تجتھد برایک ثم ان شئت ان تتقدم فتقدم وان شئت ان تتأخر فتاخر ولاری التاخر الاخیرالک

"یعنی جب تمھیں کتاب اللہ میں سے کسی معاملے کے متعلق حکم مل جائے تو اسی کے مطابق فیصلہ کرو اور کوئی ہستی تمھیں اس حکم سے منحرف ہونے پر مائل نہ کر سکے۔ اگر کوئی ایسا معاملہ ہے جس کے بارے میں کتاب اللہ میں حکم نہیں ہے تو اس کے لیے سنت رسول اللہ میں دلیل تلاش کرو اور اگر کوئی ایسا معاملہ ہے کہ اس کے بارے میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ دونوں میں تم کوئی دلیل نہیں پاتے تو جس پر لوگوں کا اجماع ہو، اس کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر معاملہ ایسا ہے کہ اس بارے میں کوئی حکم نہ کتاب وسنت میں ہے اور نہ تم سے پہلے کسی نے اس کے متعلق کوئی حکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے تو اس صورت میں تمھارے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ اگر تم چاہو تو بذریعہ اجتہاد اس کا حکم معلوم کر کے فیصلہ کر دو۔ اگر مناسب سمجھو تو اس سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ لیکن میں تمھارے حق میں یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ ایسی صورت میں کنارہ کش ہو جاؤ۔

عبداللہ بن مسعود

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس بارے میں کیا طریق کار تھا؟ اس کے متعلق جو کچھ حضرت شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

''جس کے سامنے کوئی مقدمہ بغرض فیصلہ آئے اسے چاہیے کہ سب سے پہلے کتاب اللہ میں اس کا حکم دیکھے اور اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اگر کتاب اللہ میں اس بارے میں حکم نہیں ملتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو فیصلہ منقول ہو، اس کے مطابق فیصلہ صادر کرے، لیکن اگر کتاب وسنت میں اس بارے میں کوئی فیصلہ تمھیں نہ مل سکے تو جس طرح تم سے پہلے سلف صالح نے فیصلہ کیا ہو، اس کے مطابق مقدمے میں فیصلہ سنا دو۔''

عبداللہ بن عباسؓ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا طریق کار شاہ صاحب یوں بیان فرماتے ہیں:۔

''جب کبھی ان سے کسی معاملے میں شرعی حکم دریافت کیا جاتا تو جواب میں سب سے پہلے کتاب اللہ کو دیکھتے۔ اگر اس بارے میں کوئی صریح حکم قرآن کریم میں ہوتا تو وہی بتا دیتے، بصورت دیگر اگر کوئی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس ہوتی تو وہ بتا دیتے اور اگر کتاب وسنت دونوں میں حکم نہ پاتے تو شیخین یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر بن خطابؓ سے کوئی فیصلہ ان کے علم میں ہوتا تو وہ بیان فرماتے۔ اگر یہ سب ذرائع ناکام ثابت ہوتے تو اجتہاد سے کام لیتے ہوئے اپنا فیصلہ بتا دیتے۔''

حضرات تابعین

حضرات تابعین میں سے قتادہ، ابن سیرین، خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز، اعمش، شعبی، وکیع، عطاء، مجاہد رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے اقوال نقل کیے گئے ہیں، جیسا کہ صحابہ کرام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ارشادات اوپر بیان کر چکا ہوں۔ ان میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا قول نقل کرتا ہوں:۔

کتب عمر بن عبدالعزیز "انه لا رای لا حد فی کتاب الله وانما رای الائمة فیما لم ینزل فیه کتاب ولم تمض فیه سنة من رسول الله صلی الله علیه وسلم اولا رای لا حد فی سنت سنها رسول الله صلی علیه وسلم ."

یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حکام کے نام یہ ہدایت نامہ جاری کیا کہ کتاب اللہ کے مقابلے میں کسی کی رائے کو ذرہ برابر بھی وقعت حاصل نہیں۔ ائمہ کی رائے صرف اس صورت میں قابل پذیرائی ہے جب کہ کوئی حکم نہ تو کتاب اللہ میں مذکور ہو اور نہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو۔ یاد رکھو جو حکم رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو اس کے مقابلے میں دوسرے کی رائے کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔

ترک تقلید

مسلک اہل حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت شاہ فرماتے ہیں:

فلم یکن عند هم من الرائے ان یجمع علی تقلید رجل ممن مضی مع ما یرون من الاحادیث والآثار المنا قضةفی کل مذهب من تلک المذاهب فاخذوا یتتبعون احادیث النبی صلی الله علیه وسلم وآثار الصحابةوالتابعین والمجتهدین علی قواعد احکموها فی نفوسهم وکانت هذاالاصول مستخرجة من صنیع الاوائل وتصریحاتهم۔

یعنی محدثین اس بات کے قائل نہ تھے کہ سلف میں سے کسی ایک کی تقلید اختیار کریں کیوں کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ جتنے اقوال و مذاہب سلف سے منقول ہیں، ان میں سے کئی حدیث نبوی اور آثار صحابہ کے خلاف ہیں۔ چنانچہ انھوں نے جملہ احادیث نبوی ﷺ، آثار صحابہ و تابعین اور مجتہدین کے اقوال کی چھان بین شروع کی اور تخریج احکام کے لیے انھوں نے کچھ اصول مقرر کیے ہیں اور یہ اصول سلف اول کے طرز عمل اور تصریحات کی بنا پر انھوں نے مرتب کیے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلف اول کا طرز عمل اور ان کی تصریحات جن کی طرف حضرت شاہ صاحب نے اشارہ فرمایا ہے، وہ وہی ہیں جن کا ذکر میں ابھی آپ کے سامنے کر چکا ہوں۔ان کا خلاصہ حضرت شاہ صاحب ؒ یوں بیان فرماتے ہیں۔

کان عندهم انه اذا وجد فی المسئلة قرآن ناطق فلا يجوز التحول منه الی غيره واذا كان القرآن محتملا لوجوه فالسنة قاضية عليه فاذا لم يجدوا فی كتاب الله اخذوا سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم سواء كان مستفيضا دائر بين الفقهاء او يكون مختصا باهل بلد اواهل بيت او بطريق خاصة وسواء عمل به الصحابة والفقهاء اولم يعملوا به ومتى كان فی المسئلة حديث فلا يتبع فيها خلاف اثر من الآثار ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا فرغوا جهدهم فی تتبع الاحاديث ولم يجدوا فی المسئلة حديثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم دون قوم ولا بلد دون بلد كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق جمهور الخلفاء والفقهاء على شیء فهو المقتنع وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علما واورعهم ورعا واكثرهم ضبطا وما اشتهر عنهم فان وجدوا شيأ يستوی فيه قولان فهی مسئلة ذات قولين فان عجزوا عن ذالک ايضا تأملوا فی عمومات الكتاب والسنة وايمائهما واقتضائهما وحملوا نظير المسئلة عليها فی الجواب اذا كانتا متقاربتين بادی الرأی. (حجۃ اللہ البالغہ جلد اول ص ۱۴۹)

یعنی اہل حدیث کے اصول، استنباط مسائل کے سلسلے میں یہ تھے کہ کسی مسئلے کے متعلق قرآن کریم کا حکم ناطق موجود ہو تو اس سے سرمو انحراف نہ کیا جائے۔اگر کسی آیت کی متعدد توجیہات ہو سکتی ہوں تو اس کے لیے فیصلہ کن چیز سنت نبوی ﷺ ہوگی اور اگر قرآن کریم میں کسی مسئلے کے متعلق حکم بظاہر نہ پاتے تو سنت رسول ﷺ پر عمل کرتے، قطع نظر اس کے کہ وہ حدیث مشہور اور فقہاء کے حلقے میں متداول ہے یا نہیں اور اس کا بھی خیال نہ کرتے کہ وہ کسی خاص شہر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے یا کسی معین خاندان کے افراد نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور اس کو بھی نظر انداز کرتے کہ صحابہ اور فقہاً نے اس حدیث پر عمل کیا ہے یا نہیں! غرض حدیث صحیح مرفوع کے مقابلے میں صحابہ اور تابعین کے آثار اور مجتہدین کے اجتہاد کو کچھ بھی وقعت نہ دیتے۔ پھر اگر پوری کوشش کے باوجود کسی مسئلے کے متعلق حدیث صحیح دریافت نہ کر سکتے تو اس قول کو ترجیح دیتے جو صحابہ اور تابعین کی جماعت سے منقول ہوتا اور اس بارے میں بھی کسی خاص قوم یا کسی خاص شہر کی تخصیص نہ کرتے جیسا کہ اس سے پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔ اگر خوش قسمتی سے جمہور خلفاً اور فقہاً کا کسی مسئلے میں اتفاق ثابت ہو گیا تو یہ از بس کافی سمجھتے، لیکن اگر ان کے اقوال میں اختلاف ہوتا تو اہل حدیث اسی قول کو معتبر سمجھتے اور اس پر عمل کرتے جو ایسے حضرات سے منقول ہوتا جو علم، ورع و تقویٰ اور حفظ وضبط میں سب سے فائق ہوتے یا جو قول صدر اول میں زیادہ مشہور اور مقبول ہوتا۔ اگر کسی پہلو کو بھی ترجیح حاصل نہ ہوتی تو کہہ دیتے کہ اس مسئلے کے دونوں پہلو مساوی ہیں۔ کسی پہلو پر عمل کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ اگر ان مذکورہ بالا دلائل میں سے کوئی دلیل بھی حاضر الوقت مسئلے میں موجود نہ پاتے تو اس صورت میں کتاب وسنت کے عمومات، ایماءات اور اقتضاءات پر غور کرتے اور اس مسئلے کی نظیر دیکھتے اور اس پر قیاس کر لیتے جب کہ بادی النظر میں دونوں مسئلے ایک دوسرے کے قریب قریب ہوتے۔

ظاہریت کا طعن

یہ ہے جماعت اہل حدیث کا مسلک جس کی بنا پر ہمیں ظاہریت کا طعن دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اہل حدیث کو تفقہ فی الدین حاصل نہیں۔ یہ لوگ سرسری نظر رکھتے ہیں اور فکر و اجتہاد کی صلاحیتوں سے محروم ہیں۔ اگر سلف صالح، صحابہ کرام اور حضرات تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مسلک کے اتباع کی پاداش میں ہمارے لیے یہ طعن اور ملامت ہے تو ملامت کرنے والے بے شک ملامت کریں، ہم اس میں بھی اپنے لیے لذت محسوس کرتے ہیں۔

اجد الملامة فی ھواک لذیذة

حبا لذکرک فلیلمنی اللوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل الرائے

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اہل حدیث کے مقابلے میں دوسرا مکتب فکر اہل الرائے والقیاس کا ذکر کیا ہے۔اس کا بھی مختصراً ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ دونوں مکتب فکر یعنی محدثین اور فقہاء کے مسلک کا فرق معلوم ہو سکے اور یہ حقیقت منکشف ہو جائے کہ اہل الرائے بھی اپنے ابتدائی دور یعنی دو صدیوں تک کسی ایک امام کی تقلید پر مجتمع نہ تھے، البتہ ان میں تخریج کا طریق مروج تھا۔شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

اعلم ان الناس کانوا قبل المائة الرابعة غیر مجمعین علی التقلید الخالص لمذھب واحد بعینه

یعنی چوتھی صدی سے پہلے مسلمان کسی ایک مذہب کی تقلید پر جمع نہ تھے۔

اس کے بعد ابو طالب مکی کا قول قوت القلوب سے نقل فرماتے ہیں:

''یہ کتابیں اور (خاص خاص مذہبوں کے) مجموعے مُحْدَث (بعد کی اختراع) ہیں اور الرجال یعنی لوگوں کے اقوال کے ساتھ قائل ہونا اور کسی ایک معین مذہب پر فتویٰ دینا اور اسی کے قول کو اختیار کرنا اور اسی کو ہر موقع پر پیش کرنا اور اسی کے مذہب کے موافق نفقہ حاصل کرنا، پہلی دو صدیوں میں لوگ اس مسلک پر نہ تھے۔''

یعنی صحابہ اور تابعین کے عہد میں یہ صورت حال نہ تھی۔ اس کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

''ان دو طبقوں کے بعد لوگوں میں کچھ تخریج (اساتذہ کے اقوال سے استنباط) کا طریقہ رائج ہو گیا، لیکن چوتھی صدی تک مسلمان ایک معین مذہب کی تقلید خالص اور اسی کے حاصل کرنے اور اسی کے نقل کرنے پر جمع نہ تھے۔تاریخی حالات کی جستجو سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں عوام اور علماً سب ہی قسم کے لوگ موجود تھے۔عوام کا طریق کار یہ تھا کہ اجماعی مسائل میں جن کے اندر مسلمانوں میں کسی قسم کا اختلاف نہیں تھا یا جمہور مجتہدین کے درمیان متفق علیہ ہوتے، ایسے مسائل میں وہ صرف صاحب شریعت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرتے۔ مثلاً وضو، غسل،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز، زکوۃ وغیرہ کے طریقے اپنے والدین یا اپنے شہر کے اساتذہ سے سیکھ لیتے تھے اور جب کوئی نیا واقعہ پیش آتا تو وہ بلاتعین کسی مذہب کے عالم سے جو اس وقت مل گیا، فتویٰ پوچھ لیتے۔ اور خواص کا دستور یہ تھا کہ اہل حدیث تو حدیث نبوی ﷺ کا شغل رکھتے تھے۔ (اس کے بعد شاہ صاحبؒ نے اہل حدیث کے اسی طرز عمل کا ذکر کیا جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں تو اہل حدیث اسی اصول کے مطابق استدلال اور استنباط کرتے) اور اہل الرائے جس مسئلے کو صریح نص سے نہیں پاتے تھے اس کے لیے وہ اپنے اساتذہ کے اقوال سے تخریج (استنباط) کرتے اور ان کے مذہب میں اجتہاد کرتے۔ اس لیے یہ لوگ اپنے اساتذہ کی طرف منسوب کیے جاتے تھے۔ چنانچہ کہا جاتا تھا کہ فلاں شافعی ہے اور فلاں حنفی ہے بلکہ بعض اوقات اہل حدیث کو بھی اکثر مسائل میں کسی امام سے توافق کی وجہ سے اس کی طرف منسوب کر دیتے۔ چار صدیوں تک یہی حال رہا۔ اس کے بعد لوگ سیدھی راہ چھوڑ کر دائیں بائیں نکل گئے اور ان میں چند نئی باتیں پیدا ہو گئیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ تھی کہ لوگ تقلید پر مطمئن ہو گئے اور تقلید ان کے دلوں میں چیونٹی کی سی ہلکی چال سے گھسی اور ایسے آہستہ آہستہ گھسی کہ خود ان کو بھی معلوم نہ ہوا۔"

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی تحقیق کے مطابق نہ صرف اہل حدیث بلکہ دوسرے مکتبِ فکر کے لوگ بھی جنھیں اہل الرائے والقیاس کہا جاتا ہے، تقلید کے قائل نہ تھے اور نہ کسی ایک معین امام کی تقلید کے پابند تھے اور نہ صرف خواص بلکہ عوام کا بھی یہی طرز عمل تھا۔

اہل الرائے کا قاعدۂ تخریج

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے اہل الرائے کے ذکر میں جس قاعدۂ تخریج کا ذکر کیا ہے، اس کی تشریح حضرت شاہ صاحبؒ کے بیان کے مطابق عرض کر دی جائے۔ فرماتے ہیں:۔

"اہل الرائے کے پاس احادیث رسول ﷺ اور آثار صحابہ اس قدر نہ تھے جن سے استنباط مسائل اسی طرح کر سکتے جس طرح اہل حدیث کرتے تھے۔ ان کے دلوں نے اس بات کو بھی پسند نہ کیا کہ اپنے شہر کے علماً کے سوا دوسرے شہروں کے علماً کے اقوال کو بھی دیکھیں اور ان کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمع کریں اور ان میں بحث کریں، بلکہ انھوں نے از راہِ انکسار اپنے آپ کو اس لائق ہی نہ سمجھا۔ وہ اپنے ائمہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ تحقیق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں، اس لیے ان کے دلوں کا رجحان اپنے اساتذہ ہی کی طرف رہا۔ یہ لوگ فطانت، ذہانت اور سرعتِ انتقالِ ذہن میں ایسا مقام رکھتے تھے کہ وہ مسائل کے جواب اپنے اساتذہ کے اقوال پر تخریج کر کے بتانے میں قادر تھے۔ ان لوگوں نے مسائل فقہ کو تخریج کے قاعدے پر مرتب کیا۔ قاعدے پر تخریج یہ ہے کہ ہر شخص اس عالم کے مجموعہ فتاویٰ کو یاد کر لے جو اپنے اساتذہ کے اقوال سے خوب واقف ہے۔ پھر جب کبھی اسے کسی مسئلے کی تحقیق کی ضرورت محسوس ہوتی تو اس نے اساتذہ کے صریح اقوال کو جو اسے یاد تھے دیکھا۔ اگر ان میں جواب مل گیا تو بہتر، ورنہ ان کے کلام کے عمومات کو دیکھا، یا کلام کے اشارہ اور اقتضاء پر غور کیا اور اس سے استنباط کر لیا۔ کہیں اساتذہ کے بتائے ہوئے مسئلے میں علت پیدا کر کے اس علت پر مدار حکم رکھ کر غیر مصرح مسائل میں وہ حکم جاری کر دیا۔ کہیں وہ چیز جس کی جامع مانع تعریف اساتذہ کے کلام میں نہ تھی، تکلف کر کے اس کی جامع مانع تعریف کر دی۔ پھر اس تعریف کے مطابق اس کے تمام افراد پر، وہ احکام جاری کر دیتے۔ کہیں اساتذہ کا کلام کئی احتمال رکھتا تھا، اس کے ایک معنی متعین کر دیتے۔" (مختصراً)

غرض فقہاً کا عمل درآمد زیادہ تر اسی تخریج پر رہا اور اسی کے ذریعے بیشتر فقہا کا دائرہ وسیع ہوا۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں، ایسے فقہاً کو مجتہد فی المذہب کہتے ہیں اور مجتہد فی المذہب کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ وہ اپنے امام کے اقوال میں خوب ماہر ہو۔ اس کے لیے حدیث جاننا ضروری نہیں۔ وہ ایک حدیث بھی نہ جانتا ہو تب بھی مجتہد فی المذہب ہو سکتا ہے۔

تخریج پر اہل حدیث کی تنقید

ائمہ اہل حدیث یعنی محدثین کرام کا معمول کتاب و سنت اور آثار صحابہ سے استدلال یا استنباط کرنا تھا۔ جیسا کہ آپ معلوم کر چکے ہیں، انھوں نے فقہا کے طریق کار سے جس کی تفصیل ابھی آپ حضرت شاہ صاحبؒ کی تصریحات کے مطابق سن چکے ہیں، ہمیشہ اختلاف کیا۔ چوں کہ فقہاً کا زیادہ تر مدارِ کار اپنے ائمہ اور مشائخ کے اقوال و فتاویٰ سے استدلال یا ان سے تخریجات اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہی پر تفریحات رہا، اس لیے محدثین نے اسے زیادہ محل خطا سمجھ کر اجتناب کیا، بلکہ ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا، کیوں کہ تخریج کے لحاظ سے فقہی مسائل کی چار اقسام ہوتی ہیں:۔

۱۔ اصحاب مذہب کے اقوال (جن پر تخریج کی بنا رکھی جاتی ہے) یا نص صریح سے ثابت ہوں

۲۔ یا اجتہاد و استنباط کے ذریعے معلوم کیے گئے ہوں۔

۳۔ تخریج قسم اول کے اقوال سے کی گئی ہو۔

۴۔ تخریج قسم ثانی کے اقوال سے کی گئی ہو۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے ارشادات کے مطابق تخریج بھی ایک قسم کا اجتہاد ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اجتہاد مطلق میں بلا واسطہ نصوص شرعیہ سے استنباط کیا جاتا ہے اور تخریج میں ائمہ یا علما کے اقوال سے استنباط کیا جاتا ہے۔ جس طرح اجتہاد میں خطا و صواب دونوں کا احتمال ہے، اسی طرح تخریج میں بھی صحت اور غلطی کا احتمال ہے۔ کیوں کہ مجتہد کی طرح تخریج کرنے والا بھی غیر مصرح مسئلے میں اپنے اندازہ و تخمین سے اس عالم کا منشأ اس کے اقوال و فتاوی سے معین کرتا ہے۔ پس یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر جگہ اس کے اصلی عندیہ کو معلوم کر سکے۔ ہوسکتا ہے کہ ہم کسی کے قول کی کچھ علت معین کریں اور حقیقت میں اس عالم کے نزدیک وہ علت نہ ہو، یا وہی ہو، لیکن اس کے نزدیک کچھ شرائط یا موانع بھی ہوں جن تک ہمارا خیال نہیں پہنچ سکا اور ہم ان شرائط اور موانع کا لحاظ کیے بغیر اس کی رائے ایک امر کے متعلق اپنی دانست میں طے کر لیتے ہیں لیکن جب وہی امر اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو وہ اس رائے سے متفق نہیں ہوتا۔

اس کی سب سے واضح مثال حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ہے، اور یہ خود ان کا اپنا بیان ہے کہ میں دس برس تک اپنے استاد امام حماد کے حلقہ درس میں حاضر ہوتا رہا۔ پھر خیال ہوا کہ اب خود درس و تدریس کا سلسلہ قائم کروں، لیکن استاد کا ادب مانع رہا۔ اتفاق سے انہی دنوں حضرت حماد کو ایک ضرورت سے بصرے جانا پڑا۔ چوں کہ مجھے وہ اپنا جانشین مقرر کر گئے تھے، اس لیے تلامذہ اور اربابِ حاجت نے میری طرف رجوع کیا۔ بہت سے ایسے مسئلے پیش آئے جن میں استاد سے میں نے کوئی روایت نہیں سنی تھی، اس لیے میں نے اپنے اجتہاد سے جواب دیے اور اجتہاد کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک یادداشت لکھتا گیا۔ دو مہینے کے بعد حضرت حماد جب بصرہ سے واپس آئے تو میں نے وہ یادداشت پیش کی۔ کل ساٹھ مسئلے تھے۔ ان میں سے بیس میں غلطیاں نکالیں، باقی کی نسبت فرمایا کہ تمھارے جواب صحیح ہیں۔ (سیرت النعمان شبلی ص ۳۲)

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ امام ابوحنیفہؒ جیسے مقتدر بزرگ اپنے استاد حماد کے اقوال و فتاوٰی کی تخریج کرتے ہوئے ساٹھ میں سے بیس مسائل میں اپنے استاد کے منشأ کو نہ پا سکے اور انھوں نے حضرت حماد کی مرضی کے خلاف تخریج کی جس کو انھوں نے غلط قرار دیا۔ پس کس طرح یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضرت امام صاحب علیہ الرحمتہ کے اقوال پر تخریج کرنے والے امام صاحب کی اصل منشأ کو ہر جگہ ضرور پہنچے ہوں گے۔

الحاصل: جب اجتہاد اور تخریج دونوں میں خطا و صواب کا احتمال ہے تو فقہی مسائل کی چار قسمیں جو ابھی بیان کی گئی ہیں، ان میں سے

۱۔ قسم اول تو احتمالِ خطا سے بالکل محفوظ ہے کیوں کہ وہ نص صریح سے ثابت ہیں۔

۲۔ قسم دوم میں ایک مرتبہ احتمال خطا کا ہے جو اجتہادی ہونے کی وجہ سے اجتہاد کے وقت ہوا

۳۔ قسم سوم میں تخریجی ہونے کی وجہ سے تخریج کے وقت احتمال خطا کا ہو سکتا ہے، اگرچہ اصل قول میں جس سے تخریج کی گئی ہے، نص ہونے کی وجہ سے احتمالِ خطا نہ ہو مگر تخریجی قول محتمل خطا ہے۔

۴۔ قسم چہارم میں دو مرتبہ احتمالِ خطا ہے۔ اول احتمال اصل کے اجتہادی ہونے کی وجہ سے، دوسرا احتمال تخریج کے ساتھ آیا۔ خطا کا احتمال جو اصل میں پیدا ہوا تھا، وہ فرع کی طرف منتقل ہو گا۔ ظاہر ہے کہ اگر اصل صحیح نہیں ہے تو فرع جس کا مدار ہی اصل پر ہے، وہ کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟ یہ ممکن ہے کہ تفریع یا تخریج بذات خود صحیح ہو اور اصل کو اگر صحیح مانا جائے تو فرع کا صحیح ہونا لازم نہیں ہے، اس لیے کہ احتمالِ خطا تفریع کے وقت پیدا ہوا۔ پس اصل میں جو احتمالِ خطا ہے، وہ فرع کی طرف منتقل یا متعدی تو ہو جائے گا لیکن اصل کا احتمالِ صواب فرع کی طرف منتقل ہونا ضروری نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس جو مسئلہ اجتہادی مسئلے پر تخریج کیا جائے گا، اس میں منجملہ چار صورتوں کے ایک صورت صواب کی اور تین صورتیں خطا کی نکلیں گی۔

۱۔ صواب کی ایک صورت یہ کہ نہ اصل مسئلے میں اجتہاد کے وقت خطا ہوئی اور نہ مسئلہ مخرج میں تفریع کے وقت۔ تین صورتیں خطا کی یہ ہیں:۔

۱۔ اصل اجتہادی مسئلے میں خطا نہ ہوئی تھی لیکن تفریع یا تخریج میں ہوگئی۔

۲۔ اصل مسئلے میں خطا ہوگئی تھی لیکن تفریع میں نہ ہوئی تھی، مگر یہاں اصل کی خطا فرع کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

۳۔ اصل مسئلے میں خطا ہوگئی تھی اور تفریع میں بھی ہوگئی۔

پھر اس تخریجی مسئلے پر اگر مزید تخریج کی گئی تو احتمال خطا اور ترقی کر جائے گا اور جس قدر سلسلۂ تخریج آگے چلے گا، احتمالاتِ خطا زیادہ ہوتے جائیں گے۔ اس بنا پر اہل حدیث کی یہ مستحکم رائے ہے کہ حدیث فی ذاتہ کلام رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے محتمل خطا نہیں ہے اور فقہاء کے اقوال اپنی ذات میں محتمل خطا ہیں۔

اس لیے کتاب وسنت سے تمسک اور آثار صحابہ وتابعین سے استدلال احتمال خطا سے محفوظ اور زیادہ محتاط طریق کار ہے، اور یہی اتباع سنت ہے، جس پر اہل حدیث کاربند ہیں۔

رزقنا اللہ اتباعھم و ثبتنا علیٰ طریقتھم و یحشرنا معھم

مسلک اہل حدیث کی مختصر تاریخ

صحابہ کرام کے بعد تابعین نے مسلک اہل حدیث کے مطابق دین کی بیش بہا خدمت سرانجام دی۔ مدینہ منورہ کے تابعین فقہا سبعہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ حضرات ان تمام علوم کے خزینہ دار تھے جو حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ان کے سوا اور بہت سے اسی عہد میں امام و مجتہد تھے۔ ان کے بعد تبع تابعین اور ائمہ اربعہ کے ہم عصر اور ان کے بعد کے زمانے میں جس قدر ائمہ دین اور مقتدر علمائے دین طبقۃ بعد طبقۃ گزرے ہیں، ان کا شمار تو اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے مگر جس نے تاریخ الاسلام ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ذہبی، کامل ابن اثیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جزری، تاریخ ابن خلکان، فوات الوفیات، طبقات ابن رجب، درر کامنہ وغیرہ کتابیں دیکھی ہیں، اسے علم ہے کہ ہر زمانے میں محدثین کے مسلک کے مطابق درس و افتا کی مسند پر بیٹھنے والے اور بندگانِ خدا کو رشد و ہدایت کی راہ دکھانے والے اور نہایت صبر و استقامت کے ساتھ اتباع سنت کی راہ پر گامزن رہنے والے ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے۔ حافظ ذہبی نے طبقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور آخر میں لکھتے ہیں:۔

''اس وقت اور اس کے قریب قریب زمانے میں ائمہ حدیث کی خلق کثیر موجود تھی جن کا ہم دسواں حصہ بھی ذکر نہ کر سکے۔ ہاں اس سے زیادہ میری تاریخ کبیر میں مذکور ہیں۔ اسی طرح اس وقت اہل الرائے و فروع (فقہا) کی بھی ایک جماعت تھی، اور اصحاب کلام، معتزلہ اور شیعہ بھی تھے (جن کے متعلق لکھتے ہیں)۔

الذین مشوا آراء المعقول و اعرضوا عما علیه السلف من التمسک بالآثار النبویة صلی الله علیه وسلم وظهر فی الفقهاء التقلید وتناقص الاجتهاد فسبحان من له الحق والامر

یعنی یہ لوگ آرائے معقولین پر چلے اور سلف کا جو طریقہ احادیث کے ساتھ تمسک کا تھا، اس کو چھوڑ دیا اور اس وقت سے فقہاء میں تقلید ظاہر ہوئی اور طریقہ اجتہاد گھٹنے لگا۔ فسبحان من له الخلق والامر۔''

اس کے بعد حافظ ذہبی نے اکیسویں طبقے تک علماء کا ذکر کیا اور ہر طبقے میں ایسے علماء کی ایک جماعت کا ذکر کیا جو بغیر کسی امام کی تقلید کے تمسک بالحدیث کرتے تھے۔ حافظ ذہبیؒ کا انتقال ۷۴۸ھ میں ہوا۔ حافظ ذہبیؒ صاحب کی تصریحات کے مطابق آٹھویں صدی کے وسط تک سلسلہ وار جماعت اہل حدیث کا موجود ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب عقد الجید میں فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے اصحاب مذاہب کے زمانے سے لے کر اپنے وقت تک کی ایک عظیم جماعتِ علماء کا ذکر کیا ہے جو بلا التزام مذہب معین کے فتویٰ دیتے اور عمل کرتے تھے۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی دسویں صدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہجری کے بزرگ ہیں۔ علامہ شوکانی بدر طالع میں اپنے زمانے کے قریب زمانوں میں ممالک یمن میں بکثرت علمائے اہل حدیث کا تذکرہ کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ بلاد یمن میں کتاب وسنت پر بغیر کسی کی تقلید کے عمل کرنے والے علماء بکثرت موجود رہے ہیں۔ انھی میں علامہ محمد بن ابراہیم الوزیر کا ذکر کیا ہے جو ۷۷۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ علامہ شوکانی ۱۲۵۰ھ میں فوت ہوئے۔ اس سے واضح ہوا کہ مسلک اہل حدیث کے مطابق عمل کرنے والے علما اور بزرگان دین صدر اول سے تیرھویں صدی تک برابر ہر دور میں بڑی تعداد میں موجود رہے ہیں۔ ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کی اولاد و احفاد کی بدولت اتباع کتاب وسنت کا چرچا ہوا، لیکن اس سلسلے میں حضرت شیخ محمد حیات سندھیؒ (متوفی ۱۱۶۳ھ) اور ان کے شاگرد رشید حضرت محمد فاخر زائر الہ آبادیؒ (متوفی ۱۲۳۶ھ) کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت شیخ محمد حیات سندھیؒ اگرچہ سندھ میں پیدا ہوئے لیکن علم حدیث کی تحصیل کے لیے حرمین شریفین چلے گئے اور وہاں اکابر اہل علم سے علوم کتاب وسنت حاصل کیے اور مدینہ منورہ میں توطن اختیار کر لیا اور عظمائے محدثین میں ان کا شمار ہونے لگا۔ بغیر تقلید کسی امام کے تمسک بالحدیث آپ کا مسلک تھا۔ رد تقلید میں انھوں نے ایک رسالہ "تحفۃ الانام فی العمل بحدیث خیر الانام" لکھا۔ انھی کے درس سے فیض یاب ہو کر شیخ محمد فاخر زائر الہ آبادی نے اپنے وطن مالوف میں واپس آ کر اتباع سنت کی طرف دعوت شروع کر دی۔ آپ کی تصانیف میں سے ایک رسالہ "قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین" اور ایک رسالہ نجاتیہ، عقیدہ اہل حدیث کے متعلق ان کے مسلک کے لیے شاہد ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ (متوفی ۱۱۷۶ھ) اور ان کے خاندان کی خدمات اتباع سنت کے بارے میں اظہر من الشمس ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے مکتوبات میں سے ایک مکتوب بنام خواجہ محمد امین میں یہ تصریح لکھا ہے:۔

سوال سوم۔ آنکہ عمل تو در مسائل فقہیہ بر کدام مذہب است۔ گفتم بقدر امکان جمع می کنم در مذاہب مشہورہ مثلاً صلوٰۃ و وضو و غسل و حج بوضع واقع می شود کہ مذاہب صحیح دانند و عند تعذر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجمع باقوال مذاہب ازروئے دلیل وموافقت صریح حدیث عمل می نمائم۔

حضرت شاہؒ کے بعد ان کے پوتے حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے اسی تعلیم کو جو حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے درس کے حلقوں اور تصنیفات کے اوراق میں پیش کی تھی، دہلی کی جامع مسجد کے محراب ومنبر سے اس بلند آہنگی سے بلند کیا کہ سارا برصغیر پاک وہند ان کی صدائے حق سے گونج اٹھا۔

ان کے بعد حضرت مولانا سید نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس سے ہزار ہا علما فارغ ہوکر سارے ملک میں جب پھیل گئے تو قریہ قریہ میں اتباع سنت کے چرچے ہونے لگے۔ آپ حضرات ان کے کارناموں سے بخوبی واقف ہیں۔ اسی طرح نواب صدیق حسن خاں صاحب رحمہ اللہ نے تحریر وتصنیف کے ذریعے جو گراں قدر خدمات اس سلسلے میں انجام دی ہیں، وہ بھی آپ کو معلوم ہیں۔ ان کے بعض واقعات عبرت اور تاسی کے لیے عرض کرتا ہوں:۔

اسلاف کرام کا ذکر

حضرات! ہم اہل حدیث آج عملی نقطہ نظر سے جتنے پس ماندہ ہیں، اس کا مقابلہ پچاس سال قبل کے بزرگوں سے اگر کیا جائے تو عبرت کے لیے زیادہ مفید ہوسکتا ہے، اس لیے کہ یہ لوگ ہمارے زمانے کے قریب تر زمانے میں تھے۔ اگر ان حضرات کے اعمال مخلصانہ کے نمونے ہم دیکھ سکیں تو قرب زمانہ کی وجہ سے ہمارے لیے درس عمل ہوسکتے ہیں۔ میں بھوپال میں پیدا ہوا اور مبادیات کی تعلیم اپنے بزرگوں اور خواص علما سے حاصل کی اور انتہائی تعلیم بھی ان ہی بزرگوں کی منت کش ہے یعنی والد مرحوم اور جد امجد رحمہم اللہ تعالیٰ۔ لہٰذا بھوپال میں جو علمائے عاملین تھے، میں ان کے حالات مختصراً عبرت کے لیے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

ناصر وناشر سنت سنیۂ نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ تعالیٰ یہ وہ ہستی ہے جو اپنے علم سے اتنی بلند پایہ ہے کہ نہ صرف پاکستان وہند کے اہل حدیث ہی بلکہ عالم اسلامی کا ہر طالب علم اس ہستی کو علمی حیثیت سے جانتا اور مانتا ہے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد دس بیس نہیں، بلکہ صدہا ہے۔ آپ کی مشہور تصانیف میں تفسیر فتح البیان اور فتح العلام شرح بلوغ المرام ہے، عون الباری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی قابل تذکرہ ہے۔ آپ ہی کی بلند پایہ ہستی تھی، جس نے فتح الباری، ابن کثیر، نیل الاوطار کو لاکھوں روپے صرف کر کے چھپوایا اور بکثرت ہدیۃً طلبا اور علما میں تقسیم فرمایا۔ میں نے اپنے بچپن میں یہ دیکھا کہ فتح الباری اور ابن کثیر مع فتح البیان کی قیمت پانچ پانچ روپے تھی جو اہل استطاعت سے وصول کی جاتی تھی۔ غیر مستطیع علما وطلبا مولانا بشیر احمد سہسوانی اور جد امجد رحمہما اللہ کی تصدیقی سفارش پیش کرنے پر یہ کتابیں ہدیۃً حاصل کر لیتے تھے۔ چنانچہ یہ نواب صاحب ہی کا فیض تھا، جس سے آج دنیا میں بخاری کی مقبول ترین شرح فتح الباری اور مقبول ترین تفسیر ابن کثیر سے لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ نواب صاحب کے حسنات میں سے ایک خاص مدرسہ تعلیم علم حدیث کا تھا جو مدرسہ وقفیہ کے نام سے موسوم ومشہور تھا۔ اس مدرسے کے تلامذہ میں مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوری شارح ترمذی اور مولانا احمد اللہ شیخ الحدیث تھے۔ اس مدرسے میں صرف دو مدرس تھے۔ مدرس اعلیٰ حضرت جد امجد شیخ حسین الیمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور مدرس دوم والد ماجد شیخ محمد تھے۔ خوب یاد رہے کہ صبح سے دس بجے تک اور نماز ظہر کے بعد سے عصر تک حضرت والد ماجد برابر روزانہ صحاح ستہ کا درس دیا کرتے تھے اور عصر کی نماز کے بعد چوک بھوپال میں ضروریات زندگی خریدنے جاتے تھے تو دہنی جانب حضرت مولانا سید عبد الحی صاحب بریلویؒ ناظم دارالعلوم ندوہ اور بائیں جانب حکیم سید نور الحسن رحمہ اللہ مشہور طبیب بھوپال، راستے میں چلتے ہوئے مقامات حریری پڑھتے جاتے تھے اور اسی طرح راستے بھر پڑھتے ہوئے واپس آتے تھے۔ نماز مغرب کے بعد والد ماجد کھانے سے فارغ ہو کر نسخ کتب قلمیہ میں تقریباً بارہ بجے شب تک مصروف رہا کرتے تھے اور آپ کی قلمی یادگاروں میں "اَلْمَنْهَلُ الرَّوِي" اصول حدیث میں سید محمد ابن اسماعیل الامیر یا امام شوکانی کی تالیف تھی۔ مصیبت کے وقت یہ کتاب والد ماجد نے کتب خانہ رام پور میں فروخت فرمائی۔ اور یہ بھی یاد ہے کہ جب اسے بیچ رہے تھے تو آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ مرحوم کی دوسری قلمی یادگار ہے

"قلائد الفرائد من غرر القصائد للیمنیین"

اس وقت بھی الحمد للہ میرے پاس یہ کتاب موجود ہے جو مجموعہ ایسے شعرائے یمن کے اشعار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ہے جو اپنے زمانے میں متنبی اور بحتری سے کم نہ تھے۔ مثلاً امام شوکانی، سید احمد ابن عبدالقادر کوکبانی وغیرہ۔ یہ مجموعہ تقریباً ایک لاکھ اشعار پر مشتمل ہے۔ النور الساطع من بدر الطالع فی احوال رجال القرن التاسع ہے جو امام سید محمد ابن اسماعیل امیرؒ کی تالیف البدر الطالع کی تلخیص ہے۔

قلمی ''البدر الطالع'' میں نے لکھنؤ میں نواب صاحب مرحوم کے صاحب زادے نواب نور الحسن خاں صاحب مرحوم کے ہاں دیکھی تھی جو دبیز کاغذ اور یمنی خط میں سبل السلام شرح بلوغ المرام طبع دہلی کے سائز پر لکھی ہوئی تھی۔ میں نے والد کی تلخیص کا مقابلہ البدر الطالع سے کیا۔ اس سے مرحوم کے سلیقہ تلخیص کی داد دینی پڑتی ہے۔ حضرت جد امجدؒ کے حالات و واقعات حضرات علماء کے لیے قابل عبرت ہیں اور غالباً ان حالات کا شاہد میرے اور مولانا داؤد غزنوی کے سوا کوئی اور میری نظر میں نہیں ہے۔ مرحوم صبح کی اذان کے بعد سے جب تک زندہ رہے، آٹھ بجے تک صحیح بخاری کا درس دیا کرتے تھے۔ اور اس کے بعد برابر دن بھر علاوہ نماز ظہر و عصر یہ سلسلہ پیہم جاری رہا کرتا تھا، حتیٰ کے چائے اور ناشتہ بھی صحیح بخاری کے درس ہی میں کیا کرتے تھے۔ ۱۱ بجے کے بعد کھانا کھاتے اور پھر ظہر تک مطالعہ کتب فرمایا کرتے تھے یا استفتار کے جوابات لکھا کرتے۔ ان کے فتاویٰ کا ایک حصہ میں نے غالباً ۲۰۔۱۹۱۸ء میں چھپوا کر تقسیم بھی کیا تھا اور اب بھی ان کے ہاتھ کا قلمی فتویٰ میرے خاندان میں موجود ہے۔

اکثر آپ کو ملیریا بخار کی شکایت ہو جایا کرتی تھی۔ آپ کی تیمار داری کے لیے میں رات کو مرحوم ہی کے کمرۂ درس (وہی خواب گاہ بھی تھا) میں سویا کرتا تھا۔ آپ عشاء کی نماز کبھی لیٹ کر اور کبھی بیٹھ کر ادا فرمایا کرتے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر میں سو جاتا تھا۔ مجھے سوئے ہوئے ایک گھنٹہ بھی نہ گزرتا کہ مجھے بیدار فرما کر فتح الباری، عینی یا نیل الاوطار کی جلدیں طلب فرمایا کرتے تھے۔

حاضرین کرام! مجھے خود بھی تنگ دامانئ وقت کا احساس ہے اور میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا لیکن ضمناً ایک اہم واقعہ اور بیان کرنا چاہتا ہوں جو بہر کیف سبق آموز ہوگا۔

والد محترم نے مجھے یہ واقعہ سنایا تھا کہ جب قاضی محمد صاحب مچھلی شہری قاضی ریاست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھوپال تھے، ان کو نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم نے طلب کیا اور جو مقدمہ قاضی صاحب کی پیشی میں تھا اس میں ایک فریق کی طرف داری میں دلائل بیان کرنا شروع کر دیے۔ قاضی صاحب خاموشی سے روئداد اور طرف داری سنتے رہے، اور انھیں کوئی جواب نہ دیا بلکہ واپس آ کر اپنا رختِ سفر باندھنے لگے۔ فرطِ گریہ وزاری سے خاموش تو تھے لیکن آنکھوں سے بے تحاشا آنسو رواں تھے۔ والد مرحوم اور مولانا سلامت اللہ جیراج پوری میں بڑی دوستی تھی۔ یہ دونوں اس دن بھی حسب معمول نماز ظہر کے لیے مسجد میں تشریف لائے۔ قاضی صاحب مذکور کا کمرہ مسجد سے ملحقہ تھا۔ مولانا سلامت اللہ نے دور ہی سے قاضی صاحب کا سامان منتشر دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ والد کے ساتھ تشریف لائے اور قاضی صاحب سے صورت حال معلوم کرنی چاہی لیکن قاضی صاحب نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ دونوں واپس آ گئے اور مولانا سلامت اللہ صاحب نے والد سے فرمایا کہ حضرت شیخ صاحب (جد امجدؒ) ہی ان سے پوچھ سکتے ہیں، ہماری تو مجال نہیں۔ لہٰذا آپ ابھی جا کر ان کو بھیجیے۔ چنانچہ جد امجد نے تشریف لا کر پوچھا کہ قاضی محمد! یہ کیا ہو رہا ہے؟

جواب میں قاضی صاحب بے اختیار رو دیے اور فرمایا، شیخ صاحب! قضاء قبول کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے، یہ اس کا خمیازہ ہے۔ میری پیشی میں جو مقدمہ ہے، اس پر ایک فریق کے حق میں نواب صاحب نے دلائل خود پیش کیے۔ گویا ان کا مطلب یہ ہے کہ نواب صاحب کے دلائل کے پیش نظر فیصلہ ہونا چاہیے، خواہ کتاب وسنت کی مخالفت ہوتی ہو۔ مجھ سے یہ نہیں ہوگا، میں آج ہی وطن جا رہا ہوں۔

جد امجد نے غضب ناک ہو کر ٹوٹی پھوٹی اردو میں فرمایا کہ تم بزدل ہو۔ اول تم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی روشنی میں جرأت کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اس کے بعد جاؤ۔

قاضی صاحب نے اسی وقت بستر کھول دیا اور جد امجد کے ہمراہ مقدمہ فیصل کرنے کے لیے جانے پر رضامند ہو گئے۔ جد امجد سرکار شاہ جہان بیگم کے پاس گئے۔ شاہ جہان بیگم کا جد امجد کے لیے یہ خاص حکم تھا کہ وہ جب بھی تشریف لائیں، انھیں مطلع کیا جائے۔ چنانچہ اطلاع دی گئی اور سرکار خود باہر تشریف لائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جدامجد نے ملی جلی عربی اردو میں نواب صاحب کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ سرکار نے اسی وقت نواب صاحب کو طلب فرمایا۔ نواب صاحب آئے تو جدامجد ؒ ان پر بے اختیار برس پڑے۔ نواب صاحب احتراماً خاموش اور سرکار خندہ زن تھیں۔ جدامجد نے سارا واقعہ سنایا اور فرمایا کہ:

تم قرآن وسنت کے مقابلے میں اپنی رائے اور اپنے دلائل سے فیصلہ چاہتے ہو، لہٰذا یہ زمین اب حق کی آماج گاہ نہیں رہی۔ کان کھول کر سن لو کہ نہ صرف قاضی محمد بلکہ میں، میرا لڑکا محمد، سلامت اللہ جیراج پوری اور بشیر احمد سہسوانی ہم سب پابرکاب ہیں۔

نواب صاحب نے اسی وقت فرمایا کہ حضرت خدا شاہد ہے، میرا مقصد فیصلہ نہیں بلکہ محض مذاکرۂ علمی تھا۔

فرمایا، قاضی محمد جن کی پیشی میں یہ مقدمہ ہے، ان سے بحث وتمحیص کا کیا مطلب ہے؟

سرکار نے فرمایا کہ حضرت آپ اور تمام علمائے کرام، حدیث رسول ﷺ کی عظمت اور آپ لوگوں کی برکت کے خیال سے ہمارا شہر قابل فخر ہے۔ حاشا وکلا ہم لوگ حق سے روگردانی ہرگز نہیں کر سکتے۔ ہماری مالی خدمات ہرگز آپ لوگوں کا معاوضہ نہیں ہوسکتیں۔ آپ لوگ بلاخوف حق پر مبنی فیصلہ فرمائیں۔

جدامجد قاضی صاحب کے پاس آئے اور سارا واقعہ سنایا۔ قاضی صاحب نے اس مقدمے کے فیصلے کے بعد استعفاد ے دیا لیکن ازراہ علم نوازی شاہ جہان بیگم ان کو بلا کسی کام کے تاحیات مشاہرہ پہنچاتی رہیں۔

حضرات! اب ایسے علم دین کے قدردان کہاں مل سکتے ہیں۔ اور حق پرست و بے غرض علمائے دین کی مثالیں بہت کم ملیں گی۔

اب میں مرکزی علماء کی توجہ ان کے فرائض کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا حامی وناصر ہو۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے متعلق چند گزارشات

ا۔ جامعہ سلفیہ کی تعمیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اس کے طلباء کے لیے بورڈنگ

۳۔ مقامی طلباء اسکول و کالجز کے طلباء کے لیے تربیتی بورڈنگ

۴۔ دارالمصنفین کی عمارت

۵۔ پریس اور اس کے لیے عمارت۔

فی الواقع جن شعبوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، وہ ضروری ہیں۔ ان میں اگر صرف تعمیر ہی کے مصارف کا اندازہ کیا جائے تو ہزاروں نہیں لاکھوں کی ضرورت ہے، اور اگر چوتھائی کا ہی اس وقت مطالبہ کیا جائے تو اپنی محدود معلومات کے باوجود چوتھائی کا انتظام ہونا بھی میرے خیال میں دشوارتر ہے۔ لہٰذا اصول یہ ہونا چاہیے کہ کچھ بوجھ سرمایہ داروں پر بقدر مناسب ڈالا جائے اور کچھ مرکز اپنی انتظامی صلاحیتوں سے ایسے کاموں میں لگائے جو نفع بخش یقینی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ابتدا میں پریس کا مطالبہ کریں جس کے لیے کم و بیش دس بارہ ہزار کی رقم کافی ہو سکتی ہے۔ اس پر اسی مقدار کے قریب قریب اور اضافہ کریں۔ یہ اس لیے کہ ابتداءً ہم دو کتابوں عون المعبود اور تحفۃ الاحوذی کا ترجمہ کرائیں۔ یہ رقم اجرت ترجمہ اور مصارف طباعت میں صرف ہو اور ہر کتاب کے ربع اول کا ربع شائع کریں، جسے اہل حدیث تو اس لیے لیں گے کہ ان کے خیالات کے مطابق ہے اور غیر اہل حدیث اس لیے لیں گے کہ وہ ان مضامین کو دیکھیں جس سے ان کے مسلک پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ لہٰذا یہ کتابیں طباعت کے بعد رک نہیں سکتیں۔ اطمینانِ نکاسی کے لیے اول اعلان کیا جائے۔ مجھے یقین ہے اگر یہ ہزاروں کی تعداد میں بھی شائع کی جائیں تب بھی ان کے خریدار زیادہ سے زیادہ ہو سکتے ہیں۔ ان کی آمدنی سے آہستہ آہستہ بتدریج اپنی ضرورتیں پوری کریں۔

لیکن ایک شعبہ جامعہ کے لیے روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ مستعد و ذکی طلبا کے لیے خواہ مستطیع ہوں یا غیر مستطیع۔ ان کے لیے وظائف۔ غیر مستطیع طلبا کے لیے تو وظائف ان کی عدم استطاعت کی وجہ سے ضروری ہیں۔ لیکن مستطعین کے وظائف ان کی ہمت افزائی کے لیے زیادہ تر ضروری ہیں۔ ان کے لیے ایک متوسط رقم فراہم کرنے میں مجھے امید ہے کہ ارباب ...

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں پُر اخلاص سرگرمی سے حصہ لیں گے۔

جامعہ میں فی الحال دو درجے کھولے جائیں۔اول ابتدائی۔دوم درجہ تکمیل۔دونوں زیر نگرانی حضرت مولانا داؤد غزنوی اور حضرت مولانا محمد اسماعیل ہوں۔(چوں کہ میں علماے کرام پنجاب سے ناواقف ہوں، اس لیے اگر کسی اور صاحب فضل کا نام نہ پیش کر سکا تو میں معذور اور قابل معافی ہوں) اس جلسے میں اطراف واکناف پاکستان کے علماء ہوں گے۔لہٰذا جن کا مشغلۂ دیرینہ تدریس ہو، ان میں سے بعض حضرات کو اختتام جلسہ کے بعد دو چار دن کے لیے اور ٹھہرانے کی کوشش کی جائے تاکہ نصاب کا اہم ترین فریضہ بہ آسانی قابل اعتماد طریقے سے انجام پذیر ہو سکے۔

مالی حیثیت سے معاونین کو یہ حق ہے کہ وہ جس وقت بھی چاہیں، مالی حسابات و تعلیم کی جانچ کر سکیں اور حسابات کے لیے جماعت کے ہر شخص کو یہ حق ہے کہ وہ جب چاہے، اطمینان کر لے۔

حسابات کی جانچ کے متعلق میں نے اس لیے زور دیا ہے کہ حضرات معاونین نہایت اطمینان اور سیر چشمی کے ساتھ اعانت کا فرض ادا کریں۔

مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ فخر سلف صالحین حضرت مولانا داؤد غزنوی جو نہ صرف پاکستان و ہند میں اپنے فضائل سے شہرت عامہ رکھتے ہیں بلکہ ممالک عربیہ بھی آپ سے واقف ہیں اور آپ کا احترام کرتے ہیں اور آپ پر اراکین و اہل معاملہ کامل اعتماد رکھتے ہیں۔حتی الوسع تنظیم کا کام جس قابلیت اور اخلاص سے آپ نے انجام دیا ہے، یہ آپ کا ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کا ہر اہل حدیث کو معترف اور شکر گزار ہونا چاہیے۔

کتب قابل طباعت

اوپر میں تراجم کا تذکرہ کر چکا ہوں۔لہٰذا چند کتابیں جو مطبوعہ ہیں، اول ان کے بارے میں مشورہ دینا میں ضروری خیال کرتا ہوں۔بعض مفید کتب، تفسیر و حدیث اور تاریخ اہل حدیث شائع ہو چکی ہیں۔اس وقت میں چند اہم کتب کا تذکرہ کروں گا۔

اول۔ ”طریق النجات“۔یہ مشکوٰۃ میں صحیحین کی روایات کا ترجمہ ہے۔اس کے مترجم مخلص حضرت مولانا ابراہیم آروی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔مشاہیر انشا پرداز کو میں نے یہ کہتے سنا ہے کہ اگر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس ترجمے کی زبان ہمیں اپنی انشاپردازی کے عوض مل جائے تو ہم اسے سستا سودا سمجھیں گے۔

دوم۔ ''مشکوٰۃ'' بہ ترجمہ و حواشی۔ از محترم مولانا عبدالاول و عبدالغفور الغزنویان رحمہما اللہ۔ اس کی زبانِ ترجمہ و حاشیہ پرانے انداز پر ہے۔ لہٰذا کسی تجربہ کار عالم مترجم کے سپرد کرنا چاہیے تاکہ جو موجودہ زبان رائج ہے، اس میں اس کتاب کے ترجمے اور حاشیے کو منتقل کرے۔

حضرت مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو'' تاریخ اہل حدیث'' تصنیف فرمائی، وہ اہل حدیث پر ان کا ایسا احسان ہے جو ہمیشہ یادر ہے گا لیکن وہ بھی اپنے فن تاریخ میں تشنۂ اضافہ ہے۔ یہ کام بھی کسی ایسے فاضل کے سپرد ہونا چاہیے جو اس کا اہل ہو۔

درسی کتب حدیث میں'' ابوداؤد'' اور'' ترمذی'' جو اہمیت رکھتی ہیں، وہ پوشیدہ نہیں۔ ان کی شروح عون المعبود اور تحفۃ الاحوذی کا یہ عالم ہے کہ'' عون المعبود'' تو اب سو روپے میں بھی ملنا دشوار ہے۔'' تحفۃ الاحوذی'' کی دو ابتدائی جلدیں معدوم ہیں اور دو آخری جلدیں بہت ہی کم مقدار میں باقی ہیں۔

لہٰذا اردو مطبع کے ساتھ ساتھ اگر عربی ٹائپ کا مطبع بھی قائم کر لیا جائے اور اس میں حدیث، لغت حدیث، ادب عربی کی مخصوص کتب بھی شائع کرنے کا انتظام کیا جائے تو زیادہ سے زیادہ نفع کی توقع ہے۔

علمائے اہل حدیث میں خصوصاً حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ تعالیٰ خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور ان دونوں بزرگوں نے جو کتب تالیف کی ہیں، ان کی تعداد سوا سو اور دو دو سو سے کم نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ زیادہ تر کتب اپنی قیمت میں آنوں سے متجاوز نہیں۔ لہٰذا ان بزرگوں کی اولاد جو ان کتابوں کو شائع نہیں کر سکتی، ان سے حقِ طباعت لے کر انھیں شائع کیا جائے۔ لیکن شائع کرنے میں ہمیں کتب فروشوں کا طریقہ اختیار نہ کرنا چاہیے بلکہ حقِ طباعت لینے کے بعد کم سے کم روپے میں دو آنہ ہی سہی، نفع میں بھی ان کا حصہ رکھا جائے اور جہاں تک امکان ہے، اس کی کوشش کی جائے کہ علماً کی اولاد تعلیم سے محروم نہ رہے، اس لیے کہ جس ماحول میں وہ پلے ہیں، اس کا تقاضا یہ ہونا چاہیے کہ بمقابلہ اوروں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ان کے معلومات اور تربیت کے اثر سے ان میں حصولِ علم کی استعداد زیادہ سے زیادہ ہو۔

مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر علماً کی اولاد جو ذہین اور زکی تر ہے، نگران نہ ہونے کے سبب سے ضائع ہو رہی ہے۔

یادش بخیر

میرے محبوب و مخلص ہم درس مولانا نہیں، بلکہ امام اللغت، راویت الاشعار، حافظ الحدیث محمد سورتی صاحب رحمہ اللہ نے میرے ہی اصرار پر لکھنؤ میں میرے ہی مکان پر شرح دیوان حسان رضی اللہ عنہ لکھنی شروع کی اور تقریباً نصف تک پہنچنے کے بعد آپ کو اس کے پورا کرنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ شرح میری دیکھی ہوئی ہے اور پرانے ائمہ کے انداز پر ہے۔ اگر اسے شائع کرنے کا انتظام ہو سکے تو ادب عربی پر احسان کے علاوہ اس سے مالی نفع ہونے کی توی امید ہے۔

''احسن التفاسیر'' مولانا احمد حسن دہلوی کی تالیف چار جلدوں میں ہے۔ اس کی زبان اتنی عام فہم ہے کہ معمولی تعلیم کی عورتیں بھی بہ آسانی پڑھ اور سمجھ سکتی ہیں۔ اس تفسیر کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ مستند تفاسیر و احادیث کے سوا کسی اور کمزور کتاب سے مواد نہیں فراہم کیا گیا۔ ابتدائی زمانے میں چار جلدوں کی قیمت دس روپے تھی۔ آج سو روپیوں میں بھی نایاب ہے۔

بیت المال

دنیا خوش فہمیوں اور خیالات کے باغ و بہار کا نام نہیں ہے، بلکہ وہ دارالعمل ہے اور اخلاص کے ساتھ جو عمل بھی کیا جائے گا، اس کی کامیابی کا خدا ان الفاظ میں یقین دلاتا ہے:

انی لا اضیع عمل عاملٍ منکم . (آل عمران: ۱۹۵)

''خدا کسی عامل کے عمل کو اکارت نہیں کرتا۔''

ظاہر ہے کہ جماعت اہل حدیث اپنی اندرونی اور بیرونی پریشانیوں میں جیسی مبتلا ہے، بہت کم جماعتیں ہوں گی جن کو ایسی پریشانیاں لاحق ہوں۔ ادھر جماعت کا انتشار۔ یہ ایک جمعیت نہیں بلکہ فرد بھی آزاد۔ ایسی حالت میں اگر کوئی کام کیا جائے تو اس کے لیے سرمائے کی ضرورت ہے اور انتشار و پریشانی میں اگر سرمایہ کافی ہو، تو اول جمعیت اپنے داخلی انتشار کی اصلاح کرے یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیرونی تبلیغ میں حصہ لے۔ ہر ایک اپنی جگہ پر مبارک ہے اور جامعہ کی تاسیس جس جگہ قرار پائی ہے، وہاں طلباء کے رہنے کے لیے بورڈنگ، مدرسین کے لیے مکانات، جامعہ حدیث کے لیے مستقل عمارت، ان میں سے ہر کام اپنی جگہ پر اہم تر اور لاکھوں روپے کا محتاج ہے۔ الحمدللہ ہماری جماعت میں اب بھی ایسے حضرات سرمایہ دار اور ایسی خواتین ہمت والی ہیں جو ان شعبوں میں اپنی ہمت سے زیادہ سے زیادہ سرمایہ دے سکتے ہیں اور صدقہ جاریہ کے لیے اپنا قدم ہمت کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں۔

حاضرین کرام! لیکن یہ اپنی جگہ ایک اہم حقیقت ہے کہ مرکز اس وقت تک مرکز نہیں کہلا سکتا جب تک کہ پوری جماعت اس کے ساتھ تعاون نہ کرے۔ تعاون کا مطلب یہی نہیں ہوا کرتا کہ جتنے سرمایہ دار ہیں، وہ اپنی دولت سے مرکز کو مالا مال کر دیں۔ سب سے بڑی چیز اخلاص ہے۔ اخلاص ہو تو ہر حیثیت سے انسان کام کر سکتا ہے اور اخلاص کی بدولت اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرماتا ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ وہ کون سی صورت ہے جس سے ہم مرکز کو مالی پریشانی سے نجات دلا سکیں اور صورت بھی ایسی ہو کہ دینے والے پر بار نہ ہو، ساتھ ہی مرکز بھی بے نیاز ہو سکے۔

ایک صورت تو اس کی وہ ہے جس کا مشاہدہ میری آنکھیں کر چکی ہیں اور میں اس کا ہمدرد بھی رہ چکا ہوں۔ یادش بخیر۔ میں لکھنؤ یونیورسٹی میں سنیئر لیکچرار تھا۔ اس زمانے میں مفتی خلیل احمد صاحب ایک مخلص بزرگ نے مجھ سے ایک بار فرمایا کہ اہل سنت والجماعت کی مساجد کی خستہ حالی، آپ پر عیاں ہے۔ بعض میں موذن ہے نہ امام۔ بعض میں پابندی سے پنج وقتہ نمازیں بھی نہیں ہوتیں اور اگر کہیں کچھ ہے بھی تو امام صاحب پابندی وقت کے محتاج نہیں۔ بڑی مساجد جن میں بہ کثرت لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں، شکستہ اور ریختہ ہیں۔ لہٰذا میرا ارادہ ہے کہ مساجد کی فہرست مرتب کر کے ہر ایک مسجد کے لیے ائمہ اور موذنین اہل محلہ کی امداد سے رکھے جائیں۔ بے حد غور و فکر کے بعد میرے ذہن میں ایک اسکیم آئی ہے جس سے دینے والے پر بار بھی نہ ہوگا اور ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ میرا ارادہ ہے کہ میں ایک آنہ فنڈ کا اجرا کروں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ تھا کہ گھر کے جتنے افراد ہیں، ان کی طرف سے ماہانہ چندہ (فی کس ایک آنہ) فنڈ ادا کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ کسی گھر میں چار آدمی، کسی میں دس، کسی میں بیس۔ جب اس اسکیم پر عمل کیا گیا تو نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ دس آدمیوں والے گھر نے اپنی خوشی سے ایک روپیہ اور دو روپیہ بھی ماہانہ دیا اور جو گھر غیر مستطیع تھے، انھوں نے ایک آنہ فی کس ہی بلا جبر دیا۔ میرا مشاہدہ ہے کہ فی کس لوگوں سے ایک ایک روپیہ اور پانچ پانچ روپے بھی وصول ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ جب پبلک کو ان پر پورا اعتماد ہو گیا اور حساب کتاب کی جانچ پڑتال میں وہ تسلی بخش پائے گئے تو اللہ کے بندوں نے اس ایک آنہ فنڈ پر اپنی جائدادیں تک وقف کر دیں جو اب تک ہیں۔ اس ایک آنہ فنڈ سے اس قدر آمدنی ہوئی کہ مساجد کی اصلاح، مؤذنین وائمہ کا تقرر، ایک لڑکوں کا سکول، ایک لڑکیوں کا، یہاں تک کہ بی۔اے کالج بھی اسی آمدنی سے قائم ہوا جو اب تک موجود ہے اور ہزاروں روپیہ ماہانہ اسکول اور مدرسے اور مساجد پر ایک آنہ فنڈ سے صرف کیا جا رہا ہے۔ ہر گھنٹے سے کچھ منٹ کم کر کے اسلامی تعلیم کا ایک گھنٹا مقرر کیا گیا ہے جس میں عقائد وعبادات کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے جو اب تک بحمد اللہ جاری ہے۔ قرآن کریم اور اردو کی تعلیم کے لیے بھی تقریباً ہر مسجد میں مکاتب ہیں۔

میں ہی نہیں بلکہ ہر فرد اہل حدیث حضرت مولانا داؤد غزنوی کا شکر گزار ہو گا کہ انھوں نے انتہائی اخلاص اور جانفشانی سے تنظیم اہل حدیث کا کام انجام دیا اور اب ان کی مخلصانہ کوششوں سے ایک لاکھ اہل حدیث کی تنظیم ہو چکی ہے۔

اگر اسی اخلاص اور کوشش سے ''ایک آنہ فنڈ'' کی اسکیم کو جاری کیا جائے تو مجھے امید ہے کہ کسی پر گراں بھی نہ گزرے گا اور ہمارا کام اور ہماری ضرورتیں بھی نہایت وسعت وفراخی کے ساتھ پوری ہوں گی۔

لیکن فوری ضرورتیں ایسی ہیں جن کے لیے فوری سرمائے کی ضرورت ہے۔ ابتدائی کام بغیر فوری عطایا کے انجام نہیں دیے جا سکتے۔ لہٰذا اس جلسے میں کم از کم ہمیں جو سب سے بڑی ضرورت ہے وہ طلبا کے لیے بورڈنگ کی تعمیر ہے، کم سے کم فی کمرہ جس میں دو طالب علم رہ سکیں، کسی طرح ایک ہزار روپے سے کم میں تیار نہیں ہو سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیں امید ہے کہ جماعت کے فراخ دل حضرات اس میں اپنی حسب استطاعت کمرے بنوانے کا اعلان فرما کر اس کا روپیہ مرکز کو فوری ادا فرمائیں گے۔

دوسری اہم ضرورت جامعہ کی تعمیر ہے، میرے خیال میں جامعہ کی عمارت فی الحال ایک منزل رکھی جائے۔ چوں کہ فوراً تعمیر کا بننا دشوار ہوگا اس لیے کسی بڑی مسجد سے کام کی ابتداء کی جائے اور اس کے لیے بھی ہماری جماعت کے بلند ہمت حضرات سے امید ہے کہ وہ حسب استطاعت اس میں حصہ لے کر اپنے لیے صدقہ جاریہ کا انتظام فرمائیں گے۔ اسی طرح اہم تر فوری ضرورت مدرسین کی تنخواہ اور مستطیع اور غیر مستطیع طلبا کے لیے وظائف ضروری ہیں۔

اس جلسے میں جوار باب خیر تشریف فرما ہیں، مجھے ان سے یہ عرض کرتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ وہ قیام بیت المال کے لیے جتنا بھی سرمایہ کم از کم مناسب سمجھیں، اس کا تخمینہ صدر مرکز کے مشورے سے اختتام کانفرنس سے قبل فرما کر اسے جذبۂ اخلاص کے ساتھ مہیا فرمائیں گے۔ مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ بھی اگر صرف کریں گے تو خدا کا وعدہ سچا ہے اور اس نے فی سبیل اللہ دینے والوں کے لیے فرما دیا ہے:۔

وما تنفقوا من خير يوف اليكم

"تم خدا کی راہ میں جو خرچ کرو گے وہ تمھیں پورا پورا دے دیا جائے گا۔"

مجھے یہ بھی یقین ہے کہ کراچی کے ارباب ثروت کی خدمت میں اگر مرکز کی طرف سے کوئی وفد آئے تو کراچی کے سیر چشم انفاق فی سبیل اللہ کے دلدادہ حضرات ان کی امیدوں کے بر لانے میں کوتاہی نہ فرمائیں گے، ان شاء اللہ العزیز۔

حاضرین کرام! معمولی سے معمولی گھر ہو، اگر اس کے بڑے کو چھوٹے وقعت و وقار کی نظر سے نہ دیکھیں تو اس گھر کا وقار اور اس کی عزت باقی نہیں رہ سکتی اور اس بے وقعتی کے سبب سے وہ گھر کبھی عزت کی نظروں سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ لہٰذا مرکز کا دارومدار تمام وابستگانِ مرکز سے ہے۔ اگر وہ اس کو باوقار بنانا چاہیں تو اس کے ہر جائز مشورے کو ماننا ان کا فرض ہے کہ اس سے مرکز ہی کی عظمت نہیں، بلکہ تمام وابستگانِ مرکز کی بھی عزت و عظمت ہے۔ لہٰذا اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں زندہ قوموں کی طرح معزز و باوقار سمجھے جائیں تو یقیناً مرکز کے ہر نیک مشورے پر عمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ہم اپنے آپ کو تیار رکھیں۔

ادھر مرکز کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ جب تمام وابستگان کا مقتدا ہے، بفحوائے سید القوم خادمھم (قوم کا سردار قوم کا مخلص خادم ہوا کرتا ہے) کو نہ بھولیں۔

''الاعتصام''

یہ ظاہر ہے کہ آج کل معمولی جماعتیں بھی اپنا ایک مرکز اور اس مرکز کے اخلاقی واصلاحی نظام کو پھیلانے اور عام کرنے کے لیے اور ہر ہر فرد تک اپنی آواز پہنچانے کے لیے ماہانہ، ہفتہ وار، یا روزانہ اخبار جاری کرتی ہیں۔ اہل حدیث کا مقصد اپنی جماعت میں خصوصاً اور عالم اسلامی میں عموماً کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی اشاعت اور اس کے احیا کی کوشش ہے۔ اہل حدیث پاکستان کے ہر خطے میں ہیں۔ ان کے دو چار پرچے نہیں، صرف ایک ''الاعتصام'' ہے جو پاکستانی پرچوں میں باوقار اور سودمند پرچہ ہے، جس کی افادیت کا ہر اہل حدیث کو اعتراف ہے۔ اس کا چندہ بھی کچھ زیادہ نہیں یعنی صرف چھ روپے سالانہ ہے۔ کم از کم ہر اہل حدیث جو اردو پڑھ سکتا ہے، اس کا یہ فرض ہے کہ وہ اسے خود پڑھے اور بہت ضروری ہے کہ ہر قصبے اور ہر محلے میں ایک مختصر سی لائبریری ہو جس میں کتب نافعہ کا ذخیرہ ہو۔ اس میں یہ پرچہ منگایا جائے۔ اور جو حضرات اس کی خریداری کی استطاعت نہ رکھتے ہوں، اہل استطاعت ان کے نام اس کو جاری کرائیں کہ اگر یہ تبلیغ کا ایک اہم طریقہ ہے تو احساسات پیدا کرنے کے لیے یہ ایک نفع بخش ذریعہ ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ قوموں کی بقاوفلاح کا دارومدار احساسات پر ہی ہے۔

آخر میں میں اپنے ان معروضات کو پیش کرنے کے بعد حاضرین کرام کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے میرے معروضات کو سکون اور خاموشی کے ساتھ سنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اعمال صالح کی توفیق دے اور انھیں قبول فرمائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و تب علینا انک انت التواب الرحیم ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ۔

آمین آمین آمین ....(خلیل بن محمد بن حسین الانصاری الیمنی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ صدارت۔ خواتین کانفرنس

(از محترمہ عطیہ خلیل عرب)

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی چوتھی کانفرنس جو ۱۲، ۱۳، ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو گوجراں والا میں علامہ خلیل عرب کے زیرِ صدارت منعقد ہوئی، اس میں خواتین کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام بھی کیا گیا تھا، جس کی صدارت علامہ ممدوح کی صاحب زادی محترمہ عطیہ خلیل عرب نے کی تھی۔ محترمہ عالمہ و فاضلہ خاتون ہیں۔ وہ کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ عربی کی چیئر پرسن ہیں۔ انھوں نے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ ہفت روزہ "الاعتصام" کے (بڑے سائز کے) تین شماروں (۱۹، ۲۶۔ اکتوبر اور ۲ نومبر ۱۹۵۶ء) میں شائع ہوا۔ ملاحظہ فرمایئے۔ (مرتب)

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيآت اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلاهادى له و نشهد ان لا اله الا الله ونشهد ان محمداً عبده ورسوله. اما بعد

محترم خواتینِ اسلام! السلام عليكم و رحمة الله... ولتكن منكم امة يدعون الى الخير و يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون۔ (آل عمران: ۱۰۴)

ہمیں بڑی مسرت کے ساتھ مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اس نے اپنی سالانہ کانفرنس میں ایک اجلاس خواتین کے لیے مخصوص کیا اور اس طرح یہ ثابت ہو گیا کہ اہل حدیث خواتین کو عضوِ معطل نہیں سمجھا جاتا!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتراف

حقیقت یہ ہے کہ اس اجلاس کی صدارت کا اعزاز ہمشیرہ محترمہ رقیہ خلیل عرب ہی کو سزاوار تھا لیکن افسوس کہ آج کل وہ پاکستان میں نہیں ہیں، لہٰذا جمعیت کے صدر محترم کی دعوت کو اہمیت دیتے ہوئے یہ بار میرے کمزور شانوں پر ڈالا گیا۔ خدا مجھے آپ کی اس خدمت سے سرخروئی کے ساتھ سبک دوش کرے اور ہماری حقیر کوشش بارآور اور مقبولِ بارگاہِ خداوندی ہو۔ آمین

میں ذاتی طور پر بھی صدر محترم جمعیت اہل حدیث کی اس عزت افزائی کے لیے سراپا سپاس ہوں کہ انھوں نے مجھے یہ شرف بخشا، حالاں کہ میں اس کی اہل نہیں اور مجھے اپنی بے بضاعتی اور علمی کم مائیگی کا پورا پورا اعتراف ہے۔ لیکن اسے میری خوش قسمتی کہیے کہ اس طرح مجھے آپ لوگوں سے ملنے اور آپ کے سامنے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع مل گیا!

ابتدا میں جس آیت کی تلاوت کی گئی ہے، اس میں تاکیدی حکم یہی ہے کہ مسلمانوں میں ہمیشہ ایک جماعت ایسی ضرور ہونا چاہیے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض انجام دیتی رہے۔ خاص طور پر اس پُر آشوب دور میں جب کہ مسلمانوں کے عقائد کی کشتی کو اشتراکیت، فسطائیت اور استعماریت ولادینیت کا گمراہ کن سیلاب بہا لے جانا چاہتا ہے۔ جب کہ مسلمانوں میں نوجوان طبقہ بالخصوص اپنی مذہبی عظمت سے بے گانگی اور دین سے غفلت کی بنا پر ہر چمک دار شئے کو سونا سمجھتے ہوئے آئے دن خودساختہ اور لادینی نظریات کا شکار ہو رہا ہے اور اعلیٰ اسلامی قدروں کو، مغرب کی تباہ کن تہذیب، نام نہاد ترقی اور نظر فریب تمدن کے مقابلے میں فرسودہ اور پس ماندہ قرار دے کر بے دردی سے پامال کیا جا رہا ہے۔ اعلائے کلمۃ الحق اور احیائے دین کے لیے جو لوگ بھی کوئی اقدام کریں، ہمیں تعاونوا علی البر والتقویٰ کی تعمیل میں حتی المقدوران کا ساتھ دینا چاہیے اور ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کا تعمیری حکم یہی ہے کہ ہم تمام مفسدِ اخلاق اور تخریبی سرگرمیاں کرنے والی سوسائٹیز کا بائیکاٹ کر دیں۔ خدا ہمیں اخلاصِ نیت کے ساتھ نیک اعمال کی توفیق دے۔ آمین۔

معزز بہنو! واقعہ یہ ہے کہ آج جمعیت اہل حدیث نے ہمیں یہ موقع دے کر اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسیع النظری اور فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے ہماری حوصلہ افزائی کی ہے۔ لہٰذا اب ہمیں بھی اس عام غلط فہمی میں مبتلا نہ رہنا چاہیے کہ دینی مسائل و شرعی امور اور علم وادب کی تعمیری خدمات صرف مردوں کا کام ہے۔ بلکہ عملاً ہمیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اگر ہمارے لیے علم دین کی راہیں مسدود نہ ہوں تو ہم بھی قرون اولیٰ کی مقتدر خواتین کی طرح اعلیٰ علمی کارنامے انجام دے کر اپنی عظمتِ رفتہ کی حق دار ہوسکتی ہیں۔

اگر چہ ہماری بدقسمتی سے ابھی تک کوئی ایسا ادارہ قائم نہیں ہوا ہے جہاں خواتین اسلامی وقار کے ساتھ دینی معلومات اور علمی بصیرت کی نعمت سے بہرہ اندوز ہوسکیں، لیکن ہم اپنے زیرک سرپرست علماً کی خدمت میں والد محترم (علامہ خلیل عرب) کی مثال پیش کرتے ہوئے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ بھی اپنی بچیوں کے لیے علمی راہیں کھول دیں گے۔ ہمشیرہ محترمہ (رقیہ خلیل عرب) نے والد محترم ہی کے سایۂ عاطفت میں ساری تعلیم حاصل کی اور علم دین کی وہ خدمات انجام دیں جن کا اعتراف آج علمائے کرام کو بھی ہے۔

رب او زعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی و علیٰ والدی و ان اعمل صالحا ترضاہ۔ (الاحقاف:۱۵)

میں نے شروع میں قرون اولیٰ کی محترم خواتین کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کی مناسبت سے یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ وہ خواتین کون تھیں اور انھوں نے کیا کارہائے نمایاں انجام دیے؟ ہمیں حیرت ہے کہ اب تک اردو داں طبقہ ان خواتین سے پوری طرح واقف نہیں جن کے حالات پر مشتمل عربی زبان میں کتب کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

یہ ضرور ہے کہ خیر القرون کی امہات المؤمنین وصحابیات علیھن الصلوات والتسلیمات کی دینی بصیرت اور بہادری و جرأت کی داستانیں زباں زد عام ہیں لیکن ہنوز ان خواتین پر غالبا کسی نے قلم نہیں اٹھایا جن کے گلشن علمی سے خوشہ چینی کا شرف مشہور ترین محدثین اور مورخین اسلام جزاہم اللہ عنا وعن الاسلام یعنی ابن خلکان، امام ابن حجر العسقلانی، ابن عساکر اور ابن بطوطہ، ابن فہد، خطیب البغدادی، علامہ سیوطی رحمہم اللہ کو حاصل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجۃ الاسلام امام ابن حجر العسقلانی نے اپنی کتاب ''الدرر الکامنہ فی احوال رجال المائۃ الثامنۃ'' میں اس حقیقت کا انکشاف بڑے فخر سے کیا ہے اور علامہ ابن فہد نے البدیع میں، امام سخاوی نے الضوء اللامع فی احوال رجال القرن التاسع میں اپنی استاد محدثات کا تذکرہ کیا ہے۔ان نادر کتب کے قلمی نسخے بھارت کے بعض کتب خانوں میں اب بھی موجود ہیں۔

نیز السیر الحثیث فی تاریخ تدوین الحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی خواتین کثیر تعداد میں گزری ہیں جن کے علم وفضل کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ممتاز مؤرخین و محدثین اور سیرت نگاری کے استادان کے حلقہ درس میں شامل ہیں۔

حدیث ہی کو لے لیجیے کہ اس علم نے فنی حیثیت سے مسلمان کو دیگر اقوام میں ممتاز کر دیا ہے اور کوئی قوم اپنے نبی کے حالات تو کجا اپنے دینی احکامات اصلی صورت میں نہیں پیش کر سکتی۔ مسلمان کی یہ کتنی بڑی خوش قسمتی ہے کہ اس کی تاریخ کا ایک ایک ورق، اس کے دین کا معمولی سے معمولی مسئلہ، اس کے رسول ﷺ کا ہر ارشاد اور اشارہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔زمانے کی گردشیں اور انقلاباتِ عالم اس کا ایک شوشہ بھی نہ مٹا سکے۔دشمنوں کی مخالفانہ ... میں اس کا ایک واقعہ بھی صفحہ تاریخ سے محو نہ کر سکیں۔سچ ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون پس اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی پوری پوری حفاظت اور حکمت یا وحی غیر متلو یعنی حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی صیانت و اشاعت کے لیے ائمہ امت کو توفیق دی۔آج ہم اپنے اس بیش بہا سرمایہ پر بجا طور سے فخر کر سکتے ہیں بلکہ ایک متعصب یہودی بھی اس فن کی عظمت پر بے اختیار پکار اٹھا کہ:

یفتخر المسلمون بعلم حدیثھم ماافتخروا

یعنی مسلمان اپنے علم حدیث پر جس قدر بھی ناز کریں، ان کو حق ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ:

الفضل ما شھدت بہ الاعداء

چنانچہ اس علم کی کون سی کتاب ایسی ہے جس کے ثقہ راویوں کی فہرست میں خواتین کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسماے گرامی نہ ہوں؟ تاریخ اسلام کا کون سا باب ایسا ہے جو معزز خواتین کے جرأت مندانہ اقدامات اور قابل ذکر خدمات سے خالی ہو؟ لیکن ہماری عظمت کو ہماری آنکھوں سے اوجھل کر کے ہمیں علم دین سے محروم رکھنا ایک ایسا جرم ہے، جسے تاریخ کبھی معاف نہیں کر سکتی!

عہد سعید نبوی میں

عہد سعید نبوی میں واذکرن ما یتلی فی بیو تکن من آیا ت الله و الحکمه کی تعمیل میں حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت اسماء اور دیگر صحابیات علیھن الصلوٰۃ والتسلیمات نے قرآن کریم اور ارشادات نبویہؐ کو ازبر کیا۔ چنانچہ صحاح ستہ کی مستند روایات میں ان کے نام ہیں اور بیسویں صدی کے عظیم مورخ اور سیرت نگار علامہ سید سلیمان ندویؒ نے سیرۃ عائشہ صدیقہؓ میں حضرت عائشہ کو روایت کے ساتھ ساتھ فن درایت میں بھی خصوصیت کا مالک تسلیم کیا ہے۔! عمر ثانی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت سفیان بن عیینہ اور امام ابن شہاب زہریؒ کو عمرہؒ (جو حضرت عائشہؓ کی راویہ تھیں) سے احادیث کا اثاثہ حاصل کرنے پر مامور فرمایا۔ ان کے بعد تابعات و تبع تابعات کا درجہ ہے۔ دیگر خواتین کا تذکرہ ہمیں طبقات بن سعد کی آٹھویں جلد میں ملتا ہے۔

یہ تو تھی روایت و درایت میں خواتین کے مقام پر ایک اجمالی نظر۔ اب ہم مستند تاریخی کتب کے حوالے سے درس و تدریس حدیث میں خواتین کے حصے پر روشنی ڈالتے ہیں۔

آمدم برسر مطلب

تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں جو کتب حدیث مرتب ہوئیں، ان کے درس و تدریس میں خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ بغداد میں جمعہ بنتِ احمد اور فاطمہ بنتِ عبدالرحمٰن اور دیگر خواتین کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔

پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں کریمہ بنتِ احمد کو حدیث کا رکن رکین مانا جاتا ہے۔ ابن اثیر جلد ۱۰ ص ۲۸ پر تحریر ہے کہ ان کے حلقہ درس میں مشہور مورخین ابوالمحاسن المصری، خطیب البغدادی اور محدث گرامی محمد بن نصر المعروف بالحمید الازدی شامل تھے۔ یہ حضرات کریمہ کے گلشن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم سے خوشہ چینی پر فخر و اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے تشنگانِ علوم حدیث کو وصیت فرماتے ہیں کہ بخاری کا علم کریمہ ہی سے حاصل کرنا۔!

نہ صرف بخاری بلکہ دیگر مسانید اور تاریخی کتب پر بھی ان خواتین کو عبور حاصل تھا۔ چنانچہ ۶۸۸ھ کی زینب الحرانیہ کے حلقہ درس میں طلباء کی خطیر تعداد تھی۔ وہ مسند امام احمد پر فصیح و بلیغ خطبے دیا کرتی تھیں۔ زینب بنت احمد نے مدینہ منورہ سے مصر تک کے سفر کیے۔ وہ سنن الدارمی اور مسند عبد بن حمید پڑھاتی تھیں۔

چھٹی صدی ہجری میں آتش حرب صلیبی نے خرمن امن عالم کو جلا کر خاک کر دیا تھا۔ مغرب میں عیسائی لشکر مسلمانوں کے خون سے اپنی تلواروں کی تشنگی بجھا رہے تھے اور مشرق میں ہلاکو اور چنگیز خاں کی بربریت انسانیت کو خاک وخون میں تڑپا رہی تھی۔ ان کی خون ریزی اور سفاکی نے ظھر الفساد فی البر و البحر کا منظر پیش کر رکھا تھا۔ الغرض اسلامی مملکتوں کی بنیادیں ہلا دی گئی تھیں، لیکن اس کے باوجود ساتویں صدی کی زینب احمد الکمال نے مختلف علوم کی سو (۱۰۰) ڈگریاں حاصل کیں۔ مختلف علماء سے مسند امام ابی حنیفہ، شمائل ترمذی، شرح معانی الآثار للطحاوی پڑھیں۔ معانی الآثار کی سند آپ نے عجیبہ بنت ابوبکر سے لی۔ یہ عجیبہ وہ خاتون تھیں جن کا شرف تلمذ مشہور سیاح و مؤرخ ابن بطوطہ کو دمشق کے دوران قیام میں حاصل ہوا۔ فن سیرت نگاری کے امام ابن عساکر نے ۸۰ محدثات سے علم حدیث حاصل کیا اور ان میں زینب بنتِ عبدالرحمٰن سے موطا امام ملک کی سند لی۔

علامہ سیوطی نے رسالہ شافعی (جو اصول فقہ کی نادر کتاب ہے) کی سند ہاجرہ بنت محمد سے لی۔

ساتویں صدی ہجری میں ایک بار پھر اسلامی حکومتوں کو تاراج کر دیا گیا اور اسلامی تمدن کے عظیم الشان محل کو اس بے رحمی سے ڈھایا گیا کہ فلک کج رفتار بھی خون کے آنسو رویا ہوگا لیکن آپ کو حیرت ہوگی کہ فتنہ وفساد کے اس ہلاکت خیز طوفان میں بھی ان خواتین نے صیانتِ دین متین کی خاطر جہاد کیا اور جنگ کے میدانوں میں بھی علوم دینیہ کی حفاظت کر کے دنیا کو بتا دیا کہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے عزائم وقوت ارادی کو جنگ کے شعلے اپنی لپیٹ میں نہ لے سکے اور نہ تباہ کن خونین انقلاب ہی ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا کر سکا۔ اس پُر ہول ماحول میں جب اپنا وطن آماج گاہ نہ رہا تو ان محترم خواتین نے دور دراز ممالک کے سفر اختیار کیے۔ اس دور کی زینب بنت شعری کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی جن کے علم و فضل کے لیے یہی کہہ دینا کافی ہوگا کہ وہ فخر عالم مؤرخ ابن خلکان کی استاد تھیں۔

آٹھویں صدی ہجری میں ام ہانی بنت فخر الدین نے حفظ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ تاریخ، سیرت، فقہ اور اصول حدیث کی بھی تکمیل کی اور اس کے بعد مسندِ تدریس پر جلوہ گر ہوئیں۔ ان کے حلقہ درس میں علامہ ابن فہد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

محترم بہنو! قلیل فرصت کسی داستانِ دراز کی متحمل نہیں ہو سکتی، ورنہ ہم اس عنوان پر تفصیل سے بیان کرتے۔ تنگیٔ وقت کے پیش نظر بیشتر خواتین کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔ اس میں شک نہیں کہ ان پر ایک بسیط مقالہ سپردِ قلم کیا جا سکتا ہے، لیکن ان چند خواتین ہی کی مثالیں اپنے سرپرست علمائے کرام کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد ہم اس مطالبے میں حق بجانب ہوں گی کہ وہ ہمارے لیے علمی راہیں کھول دیں اور صلاحیتوں کو ابھرنے کا موقع ضرور دیں۔

تلکَ آثارنا تدل علینا　　فانظروا بعدنا الی الاثار

تلخ حقیقت

مجھے اس تلخ حقیقت کے اظہار پر دلی افسوس ہے کہ قرون اولیٰ کی محترم خواتین کے آئینے میں جب ہم اپنی صورت دیکھتے ہیں تو ہماری گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں کہ وہ بلند مرتبہ ہستیاں کیا تھیں اور ہم کیا ہیں۔! یہ واضح رہے کہ اگر ایک طرف ہم علمائے کرام سے اپنے لیے علمی راہیں کھلوانے کا مطالبہ کر سکتے ہیں، تو دوسری جانب ہمیں اپنا بھی عملی جائزہ لینا ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہماری پسماندگی اور لاعلمی میں خود ہماری غفلت و بے اعتنائی کا بڑا حصہ ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کے لیے تنگیٔ وقت یا عدیم الفرصتی کا شکوہ بجز عذر لنگ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ دراصل ہم نے اپنی مصروفیات کو اس درجہ پھیلا لیا ہے کہ حیاتِ مستعار کے شب و روز انہی میں الجھ کر بلکہ گھٹ کر رہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ چنانچہ طویل مہلت محدود معلوم ہوتی ہے۔

یہ حقیقت کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ ملک و قوم کا مستقبل آپ ہی کی گودوں میں پلتا ہے۔ کل کی قیادت، حکومت، سیاست اور علم دین کی ترقی و اشاعت کی ذمہ داری سے ان ہی معصوموں کے کاندھے گراں بار ہوں گے جنھیں آپ ابھی صرف طفل شیر خوار ہی سمجھتی ہیں۔ نوجوانوں میں تعمیری اور ارتقائی قدریں پیدا کرنا آپ ہی کا کام ہے۔ زمانہ پھر عمر فاروقؓ، خالد بن ولیدؓ، طارق بن زیادؒ کا بے چینی سے منتظر ہے۔ بقول شاعر مشرق علامہ اقبالؒ

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری!

معزز بہنو! ملک و قوم کو خوشی آپ ہی کے تربیت یافتہ فرزندوں سے مل سکتی ہے۔ ملک و قوم کی بقا اور ارتقا کا خواب آپ ہی شرمندہ تعبیر کر سکتی ہیں۔ مختصر یہ کہ ملک و قوم کی تعمیر یا تخریب، ارتقا یا انحطاط، علم یا جہالت ان سب کا انحصار آپ ہی کی صالح یا غیر صالح تربیت پر ہے۔ آپ سے ملک و قوم کی التجا یہی ہے کہ

بہ شام ما بروں آور سحر را
بہ قرآں باز خواں اہل نظر را
تو می دانی کہ سوز قرأتِ تو
دگر گوں کرد تقدیر عمرؓ را

عہد حاضر میں خواتین کی دو قسمیں

مشاہدہ بتاتا ہے کہ اس وقت خواتین میں دو متضاد انتہا پسندانہ رجحانات پائے جاتے ہیں اور اس تضاد نے ان کو دو قسموں میں تقسیم کر دیا ہے۔

ایک تو وہ جو محض اپنی لاعلمی اور جہالت کے باعث اپنے جائز حقوق سے بھی نا آشنا ہیں اور آئے دن مردوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنی رہتی ہیں۔ احساسِ کمتری نے انھیں اس قابل بھی نہ رکھا کہ اس تشدد و زیادتی کے خلاف احتجاج تو کجا، کوئی آواز بھی اٹھا سکیں۔ ان کو الرجال قوامون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی النساء کا مطلب صرف یہ سمجھا گیا ہے کہ روکھی سوکھی پر گزر کرنا، ہماری سختیاں جھیلنا، بچوں کی بہر صورت پرورش کرنا اور ہمارا گھر بار سنبھالنا، یہی تمھارا مقصدِ تخلیق ہے۔ گویا مرد بھی صحیح شرعی امور اور دینی مسائل سے ناواقف ہیں۔ وہ یہ جانتے ہی نہیں کہ عورت کو بحیثیت ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے اسلام نے کیا کیا حقوق دیے ہیں اور ایک محدود دائرہ عمل میں رہ کر آزاد فضا میں عورت بھی سانس لے سکتی ہے!

غالباً وہ مرد یہ جاننا بھی نہیں چاہتے ہوں گے۔ اس لیے کہ

اذا کنت لا تدری فتلک مصیبة

وان کنت تدری فالمصیبة اعظم

پھر وہ اپنی بے جا برتری کن بنیادوں پر قائم رکھ سکیں گے۔ ایک تو وہ حق برتری، فوقیت اور حاکمیت ہے جو مرد کو خدا نے دی ہے اور کچھ سختیاں ایسی ہیں جو صرف اس حکم سے ناجائز فائدہ اٹھا کر کی جاتی ہیں۔ اس قسم کی مثالیں دیہاتوں بلکہ شہروں کے بھی ان پڑھ اور نیم ملا گھرانوں میں بہ کثرت پائی جاتی ہیں۔

قسم دوم

دوسری قسم ان خواتین کی ہے جن کی تعلیم کا مقصد، جن کی ساری سرگرمیاں اور شب و روز اس حرص وہوس اور تگ و دو میں گزرتے ہیں کہ کسی طرح انھیں بھی خداوندانِ مغرب کا عنایت کردہ حقِ آزادی مل جائے تاکہ وہ بھی زندگی کے ہر میدان میں مردوں کے دوش بدوش سیاسی، معاشی اور قومی خدمات میں حصہ لے سکیں۔ اور اس خواہش میں جذبہ خدمت کی حقیقی لگن نہیں بلکہ جذبہ نمود و نمائش و اظہار آرائش و زیبائش کارفرما ہوتا ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یورپ نے عورت کو اس درجہ آزادی دے کر اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماری اور اپنی راہ میں خود ہی کانٹے بوئے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ آج وہاں کے مدبرین عورتوں کی آزادی کے اس بلا خیز طوفان سے خوف زدہ ہیں، اس لیے کہ اس آزادی کا فائدہ یہ تو ہوا کہ دفتروں، دکانوں، بازاروں، سڑکوں، ہوٹلوں، تفریح گاہوں، کلبوں اور قومی و سیاسی مجلسوں میں عورت کے دم سے رونق ہو گئی لیکن آج مغربی دنیا میں تہذیب کے ٹھیکے داروں کے گھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجڑ رہے ہیں اور ان کی خانگی زندگیاں جہنم بن گئی ہیں۔

اس کا ثبوت ہم آزادیٔ نسواں کی علم بردار ایک امریکن خاتون میڈم ڈو آفرینو کی تحریر سے پیش کرتے ہیں۔

میڈم موصوفہ امریکن خواتین کی کاروباری ترقی کے اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے اس حقیقت سے چشم پوشی نہ کر سکی اور اس کو لکھنا پڑا کہ:

''عورت جس قدر علوم و فنون میں ترقی کرتی جا رہی ہے، اسی قدر مرد اسے طلاق دے رہا ہے، چنانچہ طلاق کی زیادہ تر مثالیں ولایاتِ متحدہ امریکہ میں پائی جاتی ہیں اور یہاں یہ معاملہ اتنی خطرناک حد تک ترقی کر گیا ہے کہ اس کی مثال مشرق کے کسی اسلامی ملک میں نہیں پائی جاتی۔''

معزز بہنو! یہ ۱۸۹۹ء کی تحریر کا اقتباس ہے۔ آج بیسویں صدی میں مصر، شام، عراق، لبنان، ترکی میں بھی عورتوں کی آزادی نے خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔ مصر میں قاسم امین بک نے ''تحریر المرأۃ'' اور ''المرأۃ الجدیدہ'' لکھ کر مصر کی نئی نسلوں میں زبردست تخریبی انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ اس کا جواب فرید وجدی آفندی نے ''المرأۃ المسلمہ'' لکھ کر دیا اور اس اسلام پسند مصنف نے مغربی مدبرین کے اقوال و تحریرات سے اقتباسات پیش کرتے ہوئے یہ ثابت کر دیا کہ مغرب کی اندھی تقلید تباہ کن ثابت ہوگی اور خود مغرب کے ہوش مند علماء آزادیٔ نسواں کے خلاف قلم اٹھا رہے ہیں۔ چنانچہ فلسفہ حسی کا بانی اگسٹ کونٹ اپنی بے مثال کتاب ''النظام السیاسیہ علیٰ حسب الفلسفۃ الحسیہ'' میں رقم طراز ہے کہ:

''مردوں کے مشاغل میں عورتوں کی شرکت سے جو خطرناک نتائج اور معاشرتی فسادات پیدا ہو رہے ہیں، ان کا علاج صرف یہی ہے کہ دنیا میں جنس حامل (مرد) پر جنس محب (عورت) کے جو فرائض عائد ہوتے ہیں، ان کی حد بندی کر دی جائے۔''

یعنی یہاں خود بخود مرد و عورت کا میدانِ عمل جدا جدا ہو جاتا ہے اور یہ ثابت ہو گیا کہ قدرت کے اٹل قوانین کبھی کسی خیالی فلسفے کے تابع نہیں رہے۔ بالآخر انسان ہی کو سر جھکانا پڑتا ہے۔ یہی فاضل مؤرخ مملکتِ روما کی تباہی کا باعث بتاتے ہوئے اپنی معتبر انسائیکلو پیڈیا میں لکھتا ہے کہ

''ہماری موجودہ سوسائٹی میں جو عورتوں میں حد سے زیادہ آزادی کا جنون پیدا ہو گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کی بدمذاقی اور ہر لحہ افزائش حسن و نمود و نمائش کی فکر اس حالت سے بھی کہیں زیادہ آفت زار ثابت ہوگی جو گزشتہ دور میں مملکتِ روما کی تباہی کا باعث بنی۔ آخر اس بیماری سے ہمیں کب نجات ملے گی، جو ہماری مدنیت کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہے اور ہر لحہ، معدومیت وفنا کی دھمکیاں دیتی رہتی ہے، بلکہ میرے خیال میں تو یہ ایک لاعلاج تنزل ہے۔''

ایک فرانسیسی فلاسفر ژول سیمان لکھتا ہے کہ:۔

''عورت کو عورت ہی رہنا چاہیے۔ ہاں عورت کو عورت ہی رہنا ہوگا۔ اسی میں اس کی سعادت وفلاح ہے اور یہی اس کے لیے قدرت کا اٹل قانون ہے۔ اس لیے جس قدر بھی عورت اس سے قریب ہوگی، اسی قدر اس کی حقیقی قدر و منزلت میں اضافہ ہوگا اور جس قدر اس سے دور ہونے کی کوشش کرے گی، اسی قدر معاشی مصائب و خانگی جھگڑے ترقی کرتے رہیں گے۔''

آگے چل کر بڑے دلچسپ انداز میں لکھتا ہے کہ

''جو عورت گھر سے نکل کر بیرونی مشاغل میں حصہ لیتی ہو، بلاشبہ وہ کائنات کا عظیم فرض انجام دیتی ہے لیکن افسوس کہ وہ عورت نہیں رہتی۔۔۔!''

معزز بہنو! مغربی مبصرین کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اب اس دنیا کے تلخ حقائق سے تہذیب کا پردہ اٹھتا جا رہا ہے جو انتہائی خوش نما بنا کر یورپ کے بازی گروں نے ڈال رکھا تھا اور وہ دن دور نہیں جب دستِ قدرت کی عجوبہ نمائی اس دبیز پردے کو بالکل ہی چاک چاک کر دے گی۔ اس وقت صاف نظر آ جائے گا کہ برقی قمقموں سے جگمگاتے دامنِ تہذیب میں کتنی ہیبت ناک تاریکیاں، کس درجہ خوف ناک منتھی اور کس قدر زہریلے ناگ پرورش پا رہے تھے!!!؟

اندھی تقلید

چہ گویم رقص تو چوں است و چوں نیست
حشیش است! ایں نشاط اندروں نیست
بہ تقلیدِ فرنگی پائے کوبی ۔۔۔؟
بہ رگ ہائے تو آں طغیانِ خوں است

معزز بہنو! مغربی دنیا میں تہذیب نو کی تباہی کا ذمہ دار ہم ان کی حد سے متجاوز آزادی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو قرار دے سکتے ہیں۔ان کی لادینیت کا تصور ٹھہرا سکتے ہیں لیکن یہاں؟ اس سرزمین پاک میں مسلمانوں کے لیل ونہار کس طرح گزرتے ہیں۔ جہاں مذہب کا دعوٰے ہے، جہاں عرصہ ہوا اسلامی دستور پاس کیا جاچکا ہے۔لادینیت نہیں اور کسی غیر ملکی طاقت کا دباؤ بھی نہیں ہے۔

افسوس ہے کہ جس تہذیب سے خداوندانِ مغرب نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہی تہذیب فتنہ بن کر اشد من القتل ہوگئی ہے اور ہزارہا گھرانے بری طرح اس کے فریب میں مبتلا ہیں۔نتیجہ یہ کہ آج یہاں بھی سڑکوں، بازاروں، تفریح گاہوں، دکانوں اور کلبوں، دعوتوں، سیاسی اور قومی جلسوں میں لباس کے ایک ذرا سے معمولی فرق کے ساتھ ترقی پسندی کا ثبوت دینے کے لیے آزادی کا اعلان بن کر مغربی تہذیب میں ڈوبی ہوئی خواتین ملتی ہیں اور یہاں بھی بعض آزاد خیال عورتوں کے ہاتھوں مردوں کی زندگیاں عذاب ہیں، سرپرستوں کی عزتیں خطرے میں ہیں۔ یہ عورتیں اور لڑکیاں معاشرتی عافیت اور اپنا عائلی سکون تباہ کررہی ہیں، جن کے بڑھتے ہوئے اخراجات اور نئے نئے مطالبات پورے کرنے کے لیے اور سوسائٹی میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنے کی خاطر مرد اپنا بینک بیلنس بڑھانے کی اندھا دھند فکر میں رشوت ستانی، ریس اور ہر ناجائز طریق سے اکتسابِ زر پر مجبور ہیں!

ہر نئی بات کشش اور جاذبیت ضرور رکھتی ہے لیکن اس کے نتائج۔۔۔!؟ وقت کی گردش بتا رہی ہے کہ اس اندھی تقلید اور ان غلط اقدامات کے نتائج نہایت خطرناک اور تباہ کن ہوں گے۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔۔۔!

ترقی پسندی کے جنون میں عورت کو مذہب کے سایۂ رحمت سے نکال کر اور اسلام کی جائز حدود کو توڑ کر اسے تہذیب نو کے خون خوار پنجوں میں دینے والے، اس کے سیاسی حقوق کی علم برداری پر قوم کا مستقبل قربان کرنے والے انسانیت اور سوسائٹی کے مجرم ہیں۔ وہ پاکستان کی بھی عائلی زندگی سے سکون چھین لینا چاہتے ہیں، اسی دن کے لیے شاعر مشرق نے فرمایا تھا

فرنگ سے بہت آگے ہے منزلِ مومن
قدم اٹھا یہ مقام انتہائے راہ نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنائے فساد

یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر اس عقلی گمراہی کا سبب کیا ہے؟ تو یہ ایک ظاہری بات اور کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ صدیوں کی غلامانہ ذہنیت نے یورپ کی مادی اور سائنسی ترقی سے مرعوب ہو کر احساس کمتری پیدا کر دیا ہے اور یہ احساس بھی دراصل اپنی قدیم تاریخ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے کہ موجودہ علوم وفنون کا بڑا حصہ عرب کے قدیم تمدن وترقی کا مرہونِ منت ہے اور اب یہ طلسم سامری بھی ٹوٹتا جا رہا ہے۔

مغربی اقوام کی معاشرتی زندگی کا عمیق مطالعہ کرنے والے اور وہاں کے آئے دن سیاسی اور تمدنی انقلاب پر گہری نظر رکھنے والے سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ ایجادات واختراعات کی دنیا میں موجودہ دور کے ٹھیکے دار اور تمدنی ترقی میں آسمان کی بلندیوں کو چھونے والے اخلاقی اعتبار سے کس درجہ انحطاط پذیر ہیں اور پستیوں میں جا رہے ہیں۔!

اپنی مادی یا سائنسی ترقی پر گھمنڈ کسی دور میں کسی قوم کے بھی کام نہ آسکا اور قدرت کا سخت گیر قانون ایک مقررہ مدت کے بعد اپنا کام ضرور کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ایسی اقوام کی عبرت ناک مثالیں بکثرت پائی جاتی ہیں:۔

وکم اھلکنا من قریۃ بطرت معیشتھافتلک مساکنھم لم تسکن الا قلیلا وکنا نحن الوارثین (القصص: ۵۸)

’’ہم نے بہت سی ایسی بستیاں تباہ کی ہیں جو اپنی معیشت پر بہت مغرور ہو گئی تھیں۔ اب یہ ان کے مکانات ہیں جو ان کے بعد بہت کم آباد ہوں گے اور دراصل حقیقی مالک تو ہم ہی ہیں۔‘‘

کم ترکوا من جنت وعیون وزروع ومقام کریم ٥ ونعمۃ کانوا فیھافکھین ٥ کذالک واورثنا ھا قوماً آخرین ٥ فما بکت علیھم السماء والارض وما کانوا منظرین (دخان: ۲۵۔۔۲۹)

’’وہ لوگ کتنے باغات، چشمے اور سرسبز کھیتیاں، بہت عمدہ مکانات چھوڑ گئے اور آرام کا سامان جہاں وہ خوش رہا کرتے تھے، یہی ہوا اور ہم نے پھر دوسری قوم کو ان اشیا کا مالک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بنا دیا۔ پھر (ان کے اس حسرت ناک انجام پر) نہ آسمان اور زمین نے آنسو بہائے اور نہ ان کو مہلت ہی دی گئی۔"

من کان یرید الحیاۃ الدنیا و زینتھا نوف الیھم اعما لھم فیھا وھم فیھالا یبخسون ٥اولئک الذین لیس لھم فی الآخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا فیھاوباطل ما کانو یعملون (ہود:۱۵۔۱۶)

"جو اپنے اعمال سے محض دنیوی منفعت وآسائش ورونق حاصل کرنا چاہتا ہے تو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ہم دنیا ہی میں دیتے ہیں۔ ان کو پھر دنیا میں کسی قسم کی کمی یا گھاٹا نہیں ہوتا۔ البتہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ آخرت میں ان کے لیے صرف آگ ہی آگ ہوگی اور انھوں نے دنیا میں جو کچھ کیا تھا، وہ سب بے وزن و ناکارہ ہوگا اور جو وہ کر رہے ہیں، وہ تو اب بھی بے اثر ہے۔"

موجودہ مغربی اقوام کے پیش نظر چوں کہ محض دنیوی زندگی ہے، اس لیے جس قدر بھی ممکن ہے وہ اپنے دنیوی عیش کے لیے ساز و سامان کرتے ہیں۔ ہمارا خطاب فلاح انسانیت کے ان دعوے داروں سے ہے جو ان اقوام کی پیروی میں اپنی دنیا اور آخرت دونوں خراب کر رہے ہیں۔۔۔فذالک ھو الخسران المبین۔ موجودہ اقوام کا انجام تو ان کے ہاتھوں ہوگا۔ یہ اپنی تباہی کا سامان خود ہی مہیا کر رہی ہیں۔ یعنی قرآن کریم کی یہ تمثیل ان ہلاکت آمیز ایجادات میں صاف نظر آتی ہے۔

ولا تکونوا کالتی نقضت غزلھا من بعد قوۃ انکاثا (النحل:۹۲)

"اس بڑھیا جیسے نہ بنو جو اپنا محنت سے کاتا ہوا سوت خود ہی تار تار کر دیتی ہے۔"

انتخابِ راہ

محترم بہنو! تجربے اور مشاہدے نے یہ حقیقت روشن کر دی کہ انسان پر انسان کا بنایا ہوا قانون یا دستورِ حیات کبھی نافذ نہیں ہو سکتا اور اگر بغرضِ محال ایسا ہو، اور ہٹ دھرمی سے کام لیا بھی جائے تو نتائج اچھے نہیں ہوتے اور جلد ہی ہار مان کر قدرت کے اٹل قوانین کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس وقت ہم مذکورہ بالا دونوں انتہا پسندانہ نظریات سے بچ کر اور افراط و تفریط کی دلدل میں پھنسے بغیر ایک ایسا معتدل راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں جو ہمیں عافیت کے ساتھ منزل مقصود تک لے جا سکتا ہو۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صرف انسانیت نواز مذہب ''اسلام'' ہی کے عالم پناہ دامن میں امن و سلامتی کی زندگی گزاری جا سکتی ہے۔ صرف اسی کے نظام حیات میں یہ خصوصیت ہے کہ فطرت کے عین مطابق اور انسان کے لیے تعمیری و ارتقائی قدریں رکھتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس کے آغوش میں قوموں نے عروج کی منزلیں طے کیں اور اسی سے بے رخی اور روگردانی کر کے زوال و تباہی کی نذر ہو کر ہمارے لیے عبرت ناک مثالیں چھوڑ گئیں۔!

دراصل اسلامی نظام حیات کی بنیاد ہی توحید باری تعالیٰ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاکم اعلیٰ مان لیا جائے، اور اس ذات بے ہمتا کے سوا ہر طاقت کی بندگی کا طوق گلے سے اتار دیا جائے۔ باقی تمام طاقتیں مسندِ خدائی سے اتر کر بساطِ عبودیت پر سجدہ ریز نظر آتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

ان ھٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم

(الانعام:۱۵۳)

''یعنی یہی ایک میرا سیدھا راستہ ہے۔ اسی کو اختیار کرو۔ مختلف راہوں پر نہ چلو، ورنہ یہ تمھیں اس سے بھی بھٹکا دیں گی۔''

ظاہر ہے کہ ایک راستے سے انحراف بے شمار پگڈنڈیاں سامنے لے آتا ہے اور انسانی عقل ان متعدد راہوں میں الجھ کر سیدھی اور ٹیڑھی راہ کا امتیاز کرنے سے قاصر ہو جاتی ہے۔ انجام یہ کہ گمراہی اور ضلالت اور ہر نئے موڑ پر بھٹکتے رہنا، شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کی تشریح اس طرح فرمائی ہے:۔

وعن عبد اللہ ابن مسعودؓ قال خط لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا ثم قال ھٰذا سبیل اللہ . ثم خط خطوطاً عن یمینہ وعن شمالہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقال ھٰذہٖ سبل علی کل سبیل منھا شیطان یدعو الیہ وقرأ ان ھذا صراطی مستقیما (رواہ احمد، نسائی، دارمی)

معلوم یہ ہوا کہ سیدھا راستہ ایک ہی ہے اور اسی پر انبیائے کرام اور اتقیاء و صالحین گامزن رہے اور دیگر تمام راہیں شیطانی ہیں۔ شارعِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن کی حقانیت اسی سے ظاہر ہے کہ آج تیرہ سو سال بعد اس آیت اور قرآن کی تمثیل نظر آتی ہے۔ اگر ایک سیدھا راستہ اسلام ہے تو دیگر شیطانی راہیں بھی موجود ہیں۔

شیطانی راہیں

اکثر لوگ اشتراکیت کو اسلام سے قریب ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالاں کہ اشتراکیت اور اسلام میں بنیادی فرق یہی ہے کہ وہاں سرے سے خدا کا تصور ہی نہیں جو عالمِ انسانیت کو مساوی حقوق دلا سکے۔ چنانچہ یہاں انفرادیت کو کلی طور پر ختم کر دیا گیا ہے اور کسی فرد کو شخصی یا ذاتی ملکیت رکھنے کا حق حاصل نہیں، بلکہ افراد کے انفرادی حقوق پر ڈکٹیٹر کا غاصبانہ قبضہ ہے۔ جہاں اپنی ذاتی جدوجہد پر بھی حقِ تصرف نہیں۔ اسی طرح ساری کی ساری زندگی گویا قومی ملکیت ہوتی ہے۔ معاشرت میں افراد اخلاقی پابندیوں سے آزاد ہیں۔ نتیجہ یہ کہ ناقابل بیان معاشرتی فساد اور تباہی۔ حتیٰ کہ بچے کے لیے والدین کی شفقت آمیز محبت اور بچوں کی معصوم مسکراہٹیں سب قومیائی جاتی ہیں۔ مذہب کے تصور کو سرے سے ہٹا کر معاشرے کی بنیاد صرف نفع اندوزی اور زیادہ سے زیادہ محنت کے معاشی نظریوں پر قائم ہے۔ اسی انتہاپسندانہ انسانیت کش نظام کا نام ۔۔۔ کمیونزم ۔۔۔ ہے، جہاں عدل و مساوات کی آڑ میں انسان پر انسان کی خدائی یعنی ڈکٹیٹر شپ کا کھیل کھیلا جاتا ہے، جہاں آزادی کے نام پر حریتِ فکر و عمل کی گردنیں کاٹ دی جاتی ہیں اور بظاہر امن و سکون اور عدل و مساوات کے سبز باغ دکھائے جاتے ہیں۔ یہ نظریہ ہر ملک میں پھیلتا جا رہا ہے۔ خاص طور پر ہر جگہ کا نیا تعلیم یافتہ طبقہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ یہی جدید نظام، انسانیت نواز ہے۔!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمہوریت

اکثر و بیشتر ممالک جمہوریت کے دامِ فریب میں پھنسے ہوئے ہیں اور حقیقی جمہورت کہیں بھی نظر نہیں آتی۔ جمہوریت کی اصل تعریف یہی ہے۔

اسی جمہوریت کا نظارہ امریکہ میں کیجیے۔ جہاں سفید فام اور سیاہ فام کا نمایاں طور پر استعماریت کا جال بچھا ہوا ہے۔ جہاں بہ ہر صورت ہر ایک کو ہر لمحہ ذاتی منافع خوری، سرمایہ داری اور زیادہ سے زیادہ حصولِ زر کی فکر نے فضا میں هل من مزيد سے ارتعاش پیدا کر رکھا ہے۔

اس آزاد معیشت کا ایک وکیل --- Adam smith کہتا ہے کہ

''کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ جب کاروباری لوگ جمع ہوں اور پبلک کے خلاف کسی سازش یا قیمتیں چڑھانے کے اقرار پر مجلس ختم نہ ہو۔''

حد یہ ہے کہ تقریبات میں مل بیٹھنے سے بھی یہ لوگ یہی فائدہ اٹھاتے ہیں اور باہمی ملاقات کو بھی اس جرم سے پاک نہیں رکھتے!

برطانیہ بھی جمہوریت کا دعوے دار ہے لیکن وہاں سلطانی اقتدار کو بقا و دوام بخشنے کے لیے مغربی پیشواؤں کے گلے میں یہ آواز ریکارڈ کی طرح بھر دی گئی ہے کہ

''بادشاہ کے اقتدار کا تسلط ہی مذہب ہے''

اور

ؔ تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر

الغرض ہر ازم میں کوئی نہ کوئی خامی ضرور پائی جاتی ہے، اس لیے کہ وہ انسانی عقل کا مرہونِ منت ہوتا ہے اور کچھ ہی عرصے میں اس کی حقیقت طشت از بام ہو جاتی ہے۔ ان تمام راہوں کو سامنے رکھ کر مغرب کی مادی اور سائنسی ترقی سے مرعوب ہوئے بغیر غیر جانب دارانہ طور پر اگر غور کیا جائے تو جلد ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ تمام انسانی قوانین یک سر غلط اور لغو ثابت ہوتے ہیں اور صرف خدائی قانون ہی کو حقانیت اور بقا و دوام حاصل ہے۔ ان هذا لهو الحق المبين۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی شہادت نہ صرف ہم اور آپ بلکہ مستشرقین مغرب بھی ان الفاظ میں دیتے ہیں۔

''اسلام کے سواد نیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے طبقاتی امتیاز کو ختم کر دیا ہو۔''

برطانیہ کا ایک اور مؤرخ Tounlee لکھتا ہے کہ ''مغربی تہذیب کو اس دلدل سے صرف اسلام ہی نکال سکتا ہے۔'' اگر اب بھی مسلمان مذہب سے بے رخی اور غفلت برتیں تو عجب نہیں کہ وان تتولوا یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکونوا امثا لکم۔(محمد:۳۸) خدا جس قوم کو چاہے اپنے دین کی حمایت اور خدمت کے لیے کھڑا کر دے۔ ولن تجد لسنت الله تبد یلا .

ایک ہی راستہ

محترم بہنو! خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں موحد گھرانوں میں پیدا کیا اور ابھی تک ہمارا ماحول مغربی جراثیم سے پاک ہے۔ یہ نعمت قابل فخر اس وقت ہو سکتی ہے جب کہ ہم اپنے اعمال سے ثابت کر دکھائیں کہ اسلام کے عنایت کردہ جائز حقوق عورت کو ترقی و کامرانی کی زندگی سے محروم نہیں رکھتے۔

قدرت نے کمال انصاف کے ساتھ مردوں اور عورتوں پر جو فرائض اور ذمہ داریاں عائد کی ہیں، ان کی تقسیم فطری اور ابدی ہے اور جب بھی اس سے روگردانی کی جائے گی، انجام کار معاشرتی فسادات اور گھریلو زندگی میں بدنظمی ہوگی۔

الرجال قوامون علی النساء ایک بدیہی حقیقت ہے اور وللرجال علیهن درجه کے حکم نے واقعی مرد کو عورت پر فوقیت عطا کی ہے۔ اگر اس حقِ خود ارادیت میں غلو سے کام نہ لیا جائے تو نہایت سکون سے ہر جنس اپنے دائرہ عمل میں کامیابی کے ساتھ خدمات انجام دے سکتی ہے۔ عورت کی بعض کمزوریوں کا تقاضا یہی ہے کہ اسے باپ، بھائی شوہر یا کسی اور سرپرست کا سہارا ملتا رہے

نے پردہ نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی
نسوانیت زن کا نگہباں ہے فقط مرد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کے ساتھ ساتھ مردوں کے لیے بھی عورتوں کی رفاقت ناگزیر حد تک ضروری ہے۔اس لیے کہ عائلی زندگی میں مرد اسی طرح عورت کے تعاون کے محتاج ہیں جس طرح عورت بیرونی دنیا میں۔قدرت نے مرد پر اکتسابِ زر اور عورت پر تربیتِ اولاد کا جو فرض عائد کیا ہے، اگر اپنی صحیح ذمہ داریاں محسوس کی جائیں تو اتنی فرصت ہی نہیں ملے گی کہ دونوں کی راہیں ٹکرا کر کبھی کوئی تیسری خطرناک راہ بھی بن سکے۔جس طرح اقوام کے نظریات کا ٹکراؤ اور ہوسِ اقتدار امن عالم کو خطرے میں ڈال دیتا ہے، ٹھیک اسی طرح مرد اور عورت کی نااتفاقی عائلی سکون کو ختم کر دیتی ہے۔ چنانچہ اپنی اپنی راہوں پر ایک رہبر اعلیٰ کے اشاروں پر ٹھیک ٹھیک چلا جائے تو ناممکن ہے کہ انسانی زندگی سکون و مسرت اور اطمینان سے محروم رہے۔اس کی مثال یوں سمجھیے کہ جس طرح چوراہوں پر ٹریفک کا خیال نہ رکھا جائے تو رات دن میں کتنے حادثات ہوں اور کتنا جانی و مالی نقصان ہوتا رہے!

آپ کا فرض

المرأة راعية فى بيت زوجها ومسئولة (الحديث)

آپ گھر کی ذمہ دار اور نگران ہیں۔خانگی فرائض میں اولاد کی صحیح تربیت بھی شامل ہے۔اخباری دنیا سے واقفیت رکھنے والوں پر یہ حقائق پوشیدہ نہ ہوں گے کہ اخبارات کے کالم آئے دن معمولی وجوہات پر قتل وخون کی واردات اور انسانیت کش و اخلاق سوز حرکات و جرائم سے سیاہ نظر آتے ہیں۔یہاں ہر شہر میں ہر جگہ چوبیس گھنٹوں میں پچیس چوریاں ہوتی ہیں۔ایک روزنامے کی خبر ملاحظہ ہو۔دارالحکومت میں ہر روز تین سو تہتر جرائم کا ارتکاب ہو رہا ہے۔اس کی تفصیل میں جانے سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل، خنجر زنی، چوری، خودکشی، دھوکا بازی، جیب تراشی اور اغوا کے ساتھ دیگر جرائم بھی شامل ہیں۔ملک کی اس افسوس ناک صورتِ حال اور قوم کی اس اخلاقی زبوں حالی کا آپ سے کیا تعلق۔؟ یہ سوال پیدا ضرور ہوتا ہے لیکن تعجب خیز حد تک نہیں۔اس لیے کہ جرائم کی بڑھتی ہوئی اس رفتار پر نظر ڈال کر اسباب معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو دو وجوہات سامنے آتی ہیں:۔

ا۔ ملک کی معاشی بدحالی کے باعث بے روزگاری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ صحیح تعلیم اور صالح تربیت کا فقدان، جو والدین اور بعض جگہ صرف ماں کی جہالت کا نتیجہ ہے۔

مندرجہ بالا خبر کو بے شمار قارئینِ اخبارات نے پڑھا ہوگا لیکن کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے کسی نے یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہ کی کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ انجام کیا ہوگا اور اس کا تدارک کیا ہونا چاہیے؟

اگر اسلامی جمہوریہ کا اعلان کوئی وزن رکھتا ہے تو بتایا جائے، کیا یہ جرائم پیشہ لوگ عوام میں شامل نہیں ہیں؟ دینوی غبن کا عبرت ناک واقعہ اور حال ہی میں کراچی میونسپل کارپوریشن میں غبن کا انکشاف، جس کی ہنوز تحقیقات جاری ہے اور یہ جرائم کی روز بروز بڑھتی ہوئی رفتار، کیا ترقی اور بقا کی ضامن ہوسکتی ہے؟

دستورِ خداوندی ہمیشہ یہ رہا۔

واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرناها تدميرا. وكم اهلكنا من القرون من بعد نوح و كفى بربك بذنوب عباده خبيراً بصيرا۔ (اسراء:۱۶۔۱۷)

”اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں، تو اس کے عیش کوش لوگوں کو حکم دیتے ہیں، اور جب وہ وہاں خوب شرارتیں مچاتے ہیں، تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔ پھر اس بستی کو تو بالکل ہی تباہ و غارت کر دیتے ہیں، اور ہم نے نوح کے بعد بہت سی اقوام کو معصیت و کفر کے جرم میں ہلاک کیا اور خدا اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب واقف ہے۔

محترم بہنو! آپ کے سامنے اس صورت حال کو پیش کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انسانی اخلاق کی تعمیر کا عظیم فرض آپ ہی پر ہے۔ معاشرتی خوش حالی یا بدحالی کا انحصار آپ ہی کے حسنِ اخلاق یا بے اعتنائی اور بدمزاجی پر ہے۔ چنانچہ قومی تنزل کے اہم اسباب بیان کرتے ہوئے امیر شکیب ارسلان فرماتے ہیں:۔

ومن اعظم اسباب تأخر المسلمين فساد الاخلاق لفقد الفضائل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حث علیها القرآن والعز ائم حمل علیها سلف هذه الامة وبها ادركوا ما ادركوا من الفلاح والاخلاق فی تكوین الامم فوق المعارف۔

یعنی تعلیم کو دوسرا اور اخلاق کو پہلا درجہ دیتے ہوئے امیر شکیب ارسلان نے یہ ثابت کر دیا کہ قوموں کے عروج و زوال، ترقی و انحطاط میں تعلیم کا اتنا حصہ نہیں جس قدر کہ اخلاقی تربیت کا ہاتھ ہے۔ یہاں یہ بات واضح ہوگئی کہ قوم کی اخلاقی تباہی کی ذمہ داری ہم پر ہے اور تعلیمی ابتری میں قصور مردوں کا ہے اور معاشی بدحالی کی ذمہ دار حکومت ہے۔ اگر اب بھی ملک میں معاشی بدحالی، اخلاقی تباہی اور تعلیمی ابتری کو ختم نہ کیا گیا تو پاکستان میں مسلمانوں کی بقا اور ارتقا کا خواب پریشان ہو جائے گا۔ یہ ساری کاغذی منصوبہ بندیاں اور تقریری اعلانات بے کار محض ثابت ہوں گے۔ خوش نما وعدوں اور بلند بانگ دعوؤں پر قوم و ملک کو زیادہ عرصہ زندہ نہیں رکھا جا سکتا۔! ملک کے ان داخلی حالات سے خارجی پالیسی کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے اور یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ ۲۳ مارچ ۱۹۵۵ء تک جب کہ ہم اور ہمارے معمولات دستور کی قید سے آزاد تھے اور ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء جب کہ ملک کو اسلامی جمہوریہ قرار دے کر قرآن و سنت کے مطابق دستور کا اعلان کیا گیا، کوئی فرق نہیں رہتا۔!؟

ملک و ملت کے عظیم رہنماؤ! اور محترم بہنو! کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کا ایک نصب العین اور ایک ہی دستور العمل نہ ہو۔ قرآنی دستور العمل سنتِ رسول اللہ ﷺ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد من الله علی المومنین اذبعث فیهم رسولاً منهم یتلوا علیهم ایاته ویزكیهم ویعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفی ضلال مبین ۝

(آل عمران: ۱۶۴)

اس آیت میں حکمت سے مراد سنت ہے اور سنت کے معنی دستور ہیں۔ حضرت لبید ابن ربیعہ کے معلقے میں ہے

من معشرٍ سنت لهم آباءهم
و كل قوم سنة امامها

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(موصوف اس جماعت سے متعلق ہے جس کے آباواجداد نے تمام اچھے اور باعزت کاموں کا طریقہ اور دستور بنادیا تھا اور ہر قوم کا ایک طریقہ یعنی دستور اور اس طریقے کا ایک امام یا لیڈر ہوتا ہے۔)

یعنی قرآن کے ساتھ اگر حکمتِ نبوی ﷺ نہ ہو تو لوگ اسے ناقابل عمل فلسفہ بنا لیتے ہیں اور پھر

؎ فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالیؒ نہ رہی
رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالیؓ نہ رہی

اسی آیت میں وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین کا اشارہ زمانہ جاہلیت کی طرف ہے، لیکن یہ واضح رہے کہ جاہلیت کا اطلاق ہر اس دور پر ہو سکتا ہے جب آسمانی ہدایات پر عمل نہ کیا جائے۔ وہ چھٹی صدی عیسوی کی عالم گیر جہالت ہو، یا آج کی جب کہ مسلمان نے قرآن و سنت کو ہجراً مہجوراً کر رکھا ہو۔ وہ ایران کی سابقہ مزدکیت ہو، یا موجودہ مغربی تمدن کو اپنا لیا گیا ہو، ترکوں کی تورانیت ہو یا ہندوستان کی برہمنیت، روسی کمیونزم ہو یا امریکہ کی استعماریت۔ ضرورت ہر تاریکی کو روشنی اور ہر بیماری کو علاج کی ہوتی ہے۔ کبھی واقعی اندھیرا تھا اور اب ''بجلی کی روشنی میں اندھیرا ہو رہا ہے۔''

جس طرح صرف دواؤں کے نام لینے سے بیمار کو شفا نہیں ہو جاتی جب تک کہ معالج کی دی ہوئی دوا کا باقاعدہ استعمال اور بیماری بڑھنے یا آئندہ اس مرض سے بچنے کے لیے پرہیز نہ کیا جائے۔ ٹھیک اسی طرح قرآن و سنت کا نام لینے یا تحریری و تقریری طور پر اسلامی دستور کے محض اعلانات سے قومی زندگی کا کوئی شعبہ اور حکومت کی مشینری کا کوئی پرزہ صحیح اسلامی اصول پر نہیں چل سکتا۔ بلکہ جس طرح تخم ریزی سے قبل زمین کو پتھروں سے صاف کر کے ہموار کیا جاتا ہے، بالکل اسی طرح اسلامی قوانین کو قبول کرنے کے لیے قوم کے افکار و نظریات کو ہر قسم کی غیر اسلامی آلودگی سے پاک کر کے صالح ذہنی اخلاق کی ضرورت ہے جو دینیات کی معیاری تعلیم اور اسلام کے معاشرتی احکامات کو بروئے کار لائے بغیر ناممکن ہے۔ اس سلسلے میں ہم صدر جمہوریہ اور وزیراعظم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے شکر گزار ہیں کہ ان کی زیرکی نے اس نازک وقت میں ملت اسلامیہ پاکستان کے شیرازے کو پراگندگی وانتشار سے بچالیا اور اسلامی دستور پاس کر دیا۔ اب یہ علمائے کرام کا کام ہے کہ وہ اپنے عمل و کردار اور اپنی تحریر و تقریر سے قوم کے فرزندوں میں عملی انقلاب پیدا کر دیں۔ لیکن یہ واضح رہے کہ ان اصلاحی اور تعمیری کوششوں میں اگر خواتین ان کے ساتھ نہ رہیں تو کامیابی مشکل ہے، اس لیے کہ عورت و مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ اگر ایک پہیہ کمزور ہو، یا کسی اور طرف جا رہا ہو، تو گاڑی چل ہی نہیں سکتی۔ اس سلسلے میں عورتیں خود ہی احساس فرض نہ کریں یا مرد انھیں بے کار محض سمجھ کر چھوڑ دیں تو زندگی کی طویل راہوں میں گاڑی یوں ہی گھسٹتی رہے گی اور منزل مقصود تک پہنچنا دشوار تر ہوگا۔

یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ دوسرے پہیے میں چلنے کی صلاحیت کس طرح پیدا کی جائے؟ تو پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ عصر حاضر کے جدید تقاضوں کے مطابق دینیات کی معیاری تعلیم دی جائے اور آسان و عام فہم زبان میں جدید عنوانات پر رسالے اور کتابیں شائع کی جائیں۔ دیکھا گیا ہے کہ کسی جماعت کی دعوت اس وقت تک مؤثر اور وسیع نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کا اپنا لٹریچر نہ ہو۔

ملک کی بعض جماعتوں کی کامیابی کا راز یہی ہے کہ وہ عصر حاضر کے تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر جدید مسائل کا اسلامی حل پیش کرتی ہیں۔ اس کے برعکس جماعت اہل حدیث کے مسلک کا داعی اور ترجمان لے دے کر ایک ''الاعتصام'' ہے، جس کے مختلف فیہ شرعی مسائل اور دینی مباحث کی دقیق زبان صرف علمائے کرام ہی پڑھ سکتے ہیں، خواتین یا متوسط تعلیم یافتہ طبقہ اس سے استفادہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ علمائے کرام کے لیے تو ''الاعتصام'' کی زندگی اور بقا نہایت ضروری ہے۔ لیکن طلبا کے لیے فی الحال ''الاعتصام'' ہی میں چند صفحات مخصوص ہوں جو آسان انداز میں جدید ادبی، اصلاحی اور تعمیری عنوانات پر بصیرت افروز مقالات، شگفتہ مضامین اور پاکیزہ اشعار پر مشتمل ہوں، اس میں شک نہیں

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشاعت کا ذریعہ

عصرِ حاضر گواہ ہے کہ ہر قوم نے اپنے نظریات و مقاصد کی تبلیغ و اشاعت کے لیے پریس کو ذریعہ بنایا اور یہ چیز بیسویں صدی کی سائنسی ایجادات نے اور بھی آسان کر دی ہے۔ آج امریکن استعماریت ہو، یا روسی اشتراکیت، انڈین لادینیت ہو، یا برٹش کا نظام عمل! یہ لوگ اپنے نظریات کے پھیلانے کے لیے ہر طاقت اور ہر ذریعے کو آلہء کار بنا رہے ہیں۔ یعنی پریس، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اسکرین، ان مؤثر ذرائع سے یہ قومیں اپنے علوم و فنون اور نظریات کو روز بزور ترقی دے رہی ہیں۔ نتیجہ یہ کہ نہ صرف مغربی ممالک میں بلکہ مشرق میں بھی ایک تعلیم یافتہ مسلمان امریکہ، برطانیہ اور روس کے حالات سے بہ نسبت اپنی تاریخ و اسلامی نظریات کے زیادہ واقف ہے۔

دراصل یہ قومیں قیل وقال اور لیت ولعل میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتیں بلکہ ان کے افراد کا زیادہ وقت اور ان کے ماہرین تعلیم اور ماہرین صنعت وحرفت کی ساری ساری زندگیاں، ایجادات واختراعات کے لیے معلومات وتجربات میں گزر جاتی ہیں۔ وہاں ہر لمحہ ایک جدید انقلاب ہوتا ہے یعنی

ے ضمیر مغرب ہے تاجرانہ، ضمیر مشرق ہے راہبانہ
وہاں دگرگوں ہے لحظہ لحظہ ، یہاں بدلتا نہیں زمانہ

علامہ اقبال نے برسوں پہلے یہ شکوہ کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آج بھی ہم باوجود طاقت، تعداد، دولت اور حکومت کے یہی گلہ کرتے ہیں؟ ۔کیا وجہ ہے کہ ۱۹۳۴ء میں جو جمعیت اہل حدیث کی کانفرنس امرتسر میں ہوئی تھی، اس کے خطبہ صدارت میں عنوانات وہی ہیں جو آج ہمارا موضوع نظر آتے ہیں؟ کیا جلسوں اور کانفرنسوں کا مقصد محض نشستند وگفتند وبرخاستند ہی رہ گیا ہے؟ کیا ان اجتماعات سے محض ہنگامہ آرائی مقصود ہوتی ہے؟ کیا ابھی بھی کسی غیر ملکی طاقت کا دباؤ یا دولت ووسائل کی کمی اس انحطاط کا باعث ہے؟ اگر نہیں تو ان سوالات کے عملی جواب اور ان تجاویز پر غور کیا جائے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ہم بصد ادب واحترام مرکزی جمعیت سے التماس کرتے ہیں کہ وہ حق وانصاف کی روشنی میں اپنی سابقہ وموجودہ مسائل کا جائزہ لے کر یہ بتائے کہ اس نے کس حد تک جمعیت کے افراد کی صحیح رہنمائی کی اور اب تک کیا کیا مسائل حل کیے؟ ایسا نہ ہو کہ آئندہ سالانہ کانفرنس میں بھی یہی حل طلب مسائل پیش نظر رہیں۔ یعنی

ع پھر آگئے وہیں پہ جہاں سے چلے تھے ہم

۲۔ طلبا کی تعلیم کا مرکز مسجدوں کے حجرے ہی نہ رہیں بلکہ مختلف مدارس کو بھی ایک مستند دار العلوم کی شکل دی جائے۔ اور کیا ہمارے مدارس کا نصاب ابھی فرسودہ درس نظامی کی بنیادوں پر ہے؟ اگر واقعہ یہی ہے تو جلد از جلد جماعت کے ماہرین تعلیم کے مشوروں سے نصابِ تعلیم میں جدید اصلاحات وترمیمات کی جائیں اور یہ نیا نصابِ تعلیم علوم قدیم اور جدید علوم کا مفید امتزاج ہو۔

۳۔ ''الاعتصام'' کی ضخامت میں اضافے کے بعد چند صفحات طلبا کے لیے مخصوص ہوں اور خود طلبا کو جدید عنوانات پر دل نشین انداز میں لکھنے کی دعوت دی جائے۔

۴۔ خواتین کے لیے علیحدہ ایک ماہنامہ جاری کیا جائے جو ان کے مسائل کا اسلامی حل پیش کرتا ہو اور خواتین کے لیے پندرہ روزہ اجتماعی پروگرام ہو جس میں فی الحال کوئی بزرگ ہی درسِ قرآن، درسِ حدیث اور کسی اسلامی موضوع پر تقریر فرمائیں۔

۵۔ ہمارا مکتبہ احادیث کے ساتھ ساتھ قدیم وجدید تاریخی، علمی، ادبی اور اصلاحی کتب کا سلیس اردو ترجمہ شائع کرے اور ایک باقاعدہ نظام کے تحت جدید عنوانات پر موجودہ مسائل کا اسلامی حل چھوٹی چھوٹی تالیفات میں پیش کرے۔

۶۔ وہ علمائے مرحومین جن کی ساری زندگیاں علم دین کی اشاعت وتبلیغ میں گزریں، ان کا حق ہم پر صرف اتنا ہی نہیں کہ ہم تعزیتی کلمات کہہ کر ان کے پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کر دیں بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ جمعیت کے ذمہ دار ارکان بذاتِ خود ان کے متعلقین کی خبر گیری کریں، پسماندگان میں جو تعلیم کے قابل ہوں، ان کی علمی سرپرستی مرکز پر ہوگی۔ اور مرحومین کی متروکہ املاک، جائداد، تصانیف، مدارس یا جس شکل میں بھی ہو، اس کی آمدنی سے مرحومین کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پسماندگان کو پورا پورا حق دلوایا جائے۔ اگر اس فرض کا پہلے سے احساس کیا گیا ہوتا تو آج علم حدیث کے مشہور و عظیم خدمت گار و متبحر عالم مولانا محمد جوناگڑھی ثم دہلوی (مرحوم) کی اولاد، جائداد و تصانیف (جو ڈیڑھ دو سو کے قریب ہیں) کا یہ افسوس ناک انجام نہ ہوتا جس کا نظارہ آج ہماری آنکھیں کر رہی ہیں۔ رونے کا مقام ہے کہ ان کی تصانیف کے حق طباعت سے ورثاء کو مرحوم کر کے غاصبانہ قبضہ علمائے دین ہی میں سے ایک دو حضرات نے کر رکھا ہے۔ اخبار محمدی کے فائل اور مولانا مرحوم کی تصانیف وہ بیش بہا دینی خزانہ ہے جس سے نہ صرف وارثین بلکہ جماعت اہل حدیث کی محرومی بھی افسوس ناک ہے۔

اسی طرح مولانا محمد علی قصوری ایم۔اے کینٹب کا علمی خزانہ کچھ کم نہ ہوگا۔ اس سے مرکز جائز استفادہ کرے اور ان کی اولاد کو کسی حق سے مرحوم نہ ہونے دیا جائے۔

جو علماے مرحومین کوئی اندوختہ نہ چھوڑ گئے ہوں اور ان کے پسماندگان مستحق اعانت ہوں، مرکزی بیت المال ان کا تکفل کرے۔

یہ امور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے لیے قابل غور ہیں، اس لیے کہ وہ مرکز ہے لیکن اگر مرکز کا بیت المال مضبوط نہ ہو، تو ان تعمیری اور اصلاحی تجاویز میں سے ایک بھی پاس نہیں ہو سکتی۔ لہذا ملت اسلامیہ سے عموماً اور جماعت اہل حدیث کے مستطیع افراد سے خصوصاً ہماری التماس ہے کہ وہ ان تجاویز پر غور کرے اور پھر ان کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مرکز کے ساتھ تعاون کرے۔ یہ اس لیے کہ اس قسم کی تعمیری سکیموں کی شکست کا سبب ہمیشہ معاشی بدحالی اور اخلاقی زبوں حالی ہوا ہے۔

ہمت، اولوالعزمی، خدا ترسی اور حق شناسی سے کام لیا جائے تو زکوۃ، صدقات، فطرے اور دیگر مواقع پر اس طرح رقم اکٹھا کی جا سکتی ہے کہ دینے والے پر بار بھی نہ ہو اور ایک تعمیری کام بھی ہو جائے۔

ہمارا سرمایہ دار طبقہ اگر اپنی نسلوں کے لیے صرف دولت چھوڑنا چاہتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آنے والی نسلیں خدا جانے کن نظریات کی حامل ہوں اور کس بے دردی سے حسب دل خواہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان بزرگوں کا اندوختہ صرف کریں۔ اس کے برعکس اگر سرمایہ دار طبقہ کوئی علمی، فنی، تعمیری اندوختہ چھوڑے، تو یہ ایک لازوال نعمت ہوگی، جس سے ان کی اولاد کا بھی ہر قسم کا فائدہ ہوگا۔

۷۔ ہم جامعہ سلفیہ کے قیام کا خیر مقدم کرتے ہوئے مرکزی جمعیت کو ہدیہ تہنیت و تبریک پیش کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ جدید طریق تعلیم میں خدا مرکز کو خاطر خواہ کامیابی عطا فرمائے اور جامعہ کے فارغ التحصیل طلباء دنیا کو علم دین اور عربی زبان سے مستفیض کریں۔

۸۔ سکینڈری ایجوکیشن بورڈ کے ارکان سے جمعیت کا ایک وفد ملاقات کرے اور علم شرقیہ کے قدیم نصاب تعلیم میں جدید اضافے اور تبدیلی کا مشورہ دے تاکہ عربی اور فارسی سے طلباء خوف زدہ ہو کر محروم نہ رہیں۔

۹۔ ہم انتہائی افسوس اور دلی رنج و غم کے ساتھ اپنی معروضات فلسطین، الجزائر اور کشمیر کے مظلوم مسلمانوں پر اسرائیل، بھارت اور فرانسیسی استبداد کے خلاف احتجاج پر ختم کرتے ہیں اور ہمیں حکومت پاکستان و عوام کی دینی حمیت سے پوری پوری توقع ہے کہ ان قربان گاہوں پر مسلمانوں کا اس بے دردی سے خون نہ ہونے دیں گے کہ بنیان مرصوص اور فرض شناسی کا تقاضا یہی ہے۔

اللھم منزل الکتاب و مجری السحاب وھازم الاحزاب اھزمھم وانصرنا علیھم اللھم قاتل الکفرۃ الذین یجحدون آیاتک ویکذبون رسلک وانزل بھم باسک الذی لا تردہ عن القوم المجرمین . آمین یا رب العلمین :.

والسلام

عطیہ خلیل عرب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ استقبالیہ

(از مولانا رضاء اللہ ثنائی)

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی پانچویں کانفرنس ۱۴، ۱۵، ۱۶ مارچ ۱۹۵۸ء کو مولانا سید محمد داود غزنوی کے زیر صدارت سرگودھا میں منعقد ہوئی۔ اس کے صدر استقبالیہ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کے پوتے مولانا رضا اللہ ثنائی تھے، جنھوں نے سرگودھا میں ۲۲۔ اپریل ۱۹۷۵ء کو وفات پائی۔ ذیل میں ان کا تحریری خطبہ استقبالیہ پڑھیے، جو انھوں نے قاعدے کے مطابق خطبۂ صدارت سے پہلے ارشاد فرمایا۔ (مرتب)

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره و نؤ من به ونتو كل عليه ونعوذ با لله من شرور انفسا ومن سيآت اعما لنا من يهد ه الله فلا مضل له ومن يضلله فلا ها دى له ونشهد ان لا اله الا الله وحد ه لا شر يك له ونشهد ان محمد ا عبده ورسو له صلى الله عليه و آ له وسلم تسليما كثيراً كثير اً

معزز حضرات! اپنی گزارشات پیش خدمت کرنے سے قبل میں مجلسِ استقبالیہ اور اکابرِ جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھ جیسے ناچیز کو مجلس استقبالیہ کی صدارت کے لیے منتخب فرمایا حالاں کہ بہت سی اصحاب علم وفضل اور حامل عمل وخرد ہستیاں موجود تھیں۔ میں اپنی علمی بے بضاعتی اور عملی کوتاہیوں کے باوجود آپ کے تفویض کردہ فرض کو حتی الاستطاعت پورا کرنے کے لیے کوشاں ہوں۔ مجھے امید ہے کہ جہاں آپ نے مجھے یہ شرف بخشا ہے، وہاں آپ میری معروضات پر، گوشِ دل اور سکون واطمینان سے سننے کے بعد اپنی آئندہ مجالس میں غور بھی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں میں اخلاص، ارادوں میں بلندی اور کوششوں میں برکت دے اور ہمارے دامنِ امید کو اپنی رحمتوں سے مالا مال کرے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے اکابر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اپنی سالانہ کانفرنس کے لیے سرگودھا کو منتخب فرما کر نہ صرف ہماری ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل فرمائی اور ہمیں خدمتِ دین کا موقع عطا فرمایا بلکہ سابقہ پنجاب کے پس ماندہ علاقے کو دین حقہ کی ضیا باریوں سے منور ہونے کا موقع بخشا ہے۔ اہلِ توحید کا یہ عظیم الشان اجتماع یقیناً سرگودھا کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہوگا۔ آپ لوگوں کا دور دراز کا سفر طے کر کے یہاں تشریف لانا ہمارے لیے نہ صرف فخر و مسرت کا باعث ہے بلکہ یک گونہ تسکین واطمینان کا موجب بھی ہے کہ شرک والحاد کے اس گئے گزرے دور میں جب کہ مغربیت کی امنڈتی ہوئی آندھیوں نے تمام دنیا کو مادیت کی لپیٹ میں لے لیا ہے، ہنوز ایسی ہستیاں موجود ہیں جن کے سینوں کو توحید وسنت نے اپنے نور سے منور کر رکھا ہے اور اعلائے کلمہ حق اور تبلیغ دینِ مصطفوی ﷺ کا جذبہ ان کے دلوں میں چٹکیاں لے رہا ہے۔ آپ لوگوں کی شرکت آپ کے دلی جذبات اور جماعتی وابستگی کا بیّن ثبوت ہے۔ میں اپنی مجلس استقبالیہ کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہماری پوری کوشش ہے کہ ہماری طرف سے اپنے معزز مہمانوں اور علمائے کرام کی خدمت اور خاطر ومدارات میں کسی طرح کی کمی نہ رہے۔ تاہم اگر کوئی کوتاہی یا غلطی ہم سے سرزد ہو جائے تو اسے ہماری بے توجہی پر محمول نہ فرمائیے گا، بلکہ ہماری کمزوری سمجھ کر معاف فرما دیجیے گا۔

سرگودھا

حضرات کرام! سرگودھا انگریز کے دورِ حکومت میں آباد کردہ چند شہروں میں سے ایک ہے۔ انیسویں صدی میں یہ تمام علاقہ محض ریگستان تھا۔ ریتلے ٹیلوں اور جھاڑیوں کے علاوہ کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ نہر لوئر جہلم کے جاری ہونے سے اس علاقے میں چہل پہل شروع ہوئی اور اس ریگ زار کو لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ تمام علاقے میں دولت برسنے لگی۔ جگہ جگہ نئی بستیاں قائم ہونے لگیں۔ ۱۹۰۲ء میں پنجاب کے گورنر لارڈ ہیلی کی بیگم لیڈی ہیلی نے اس شہر سرگودھا کا سنگِ بنیاد رکھا۔

آپ کی اس جلسہ گاہ سے چند گز کے فاصلے پر، جہاں اب ضلع کے شاندار سول ہسپتال

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی عمارت ہے، کسی زمانے میں ایک جوہڑ تھا، جس کے کنارے گودھا نامی ایک ہندو سادھو رہتا تھا۔ جوہڑ کو ہندی میں سر بھی کہا جاتا ہے۔ راہ گیر اور مسافر جنھیں میلوں تک پانی میسر نہ آتا تھا، اکثر اپنی پیاس بجھانے اور کچھ دیر ستانے کے لیے اس جوہڑ کے کنارے آ بیٹھتے تھے۔ آہستہ آہستہ اس جوہڑ کا نام ''سرگودھا'' یعنی گودھا کا جوہڑ ہو گیا۔ بعد ازاں اس شہر نے بھی اسی نام سے شہرت پا کر سرگودھا کو غیر فانی بنا دیا۔

تقسیم ملک سے قبل اس شہر کی آبادی چھتیس چالیس ہزار نفوس پر مشتمل تھی جس میں اکثریت غیر مسلموں کی تھی اور اہل توحید میں سے تو محض گنتی کے چند نفوس شہر میں آباد تھے۔ ۱۹۴۰ء سے قبل یہاں اہل حدیث کی کوئی تنظیم نہ تھی۔ ان دنوں ہمارے ایک عزیز ڈاکٹر محمد داؤد صاحب امرت سر سے ملازمت کے سلسلے میں سرگودھا تشریف لائے تو انھوں نے جماعتی تنظیم کی بنا ڈالی اور شہر کے معزز اہل حدیث حضرات کو جن میں شیخ فضل کریم صاحب مرحوم، مستری محمد ابراہیم صاحب، مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم شریک تھے، اپنے ہاں مدعو کر کے جماعتی تنظیم کی طرف متوجہ کیا۔ اخبار ''اہل حدیث'' امرتسر سے باقاعدہ ان حضرات کے پاس آتا رہا۔ تقسیم ملک سے قبل ایک دو تبلیغی جلسے بھی شاید اسی کمپنی باغ میں منعقد ہوئے۔

شہر کے علاوہ ضلع کی تحصیل بھلوال میں مولوی محمد خلیل صاحب مرحوم اور اخوند صاحب بھیرہ کے نامور اور سربرآوردہ علمائے اہل حدیث میں سے تھے، جن کی مجاہدانہ کوششوں کی بدولت اب تک توحید کے شیدائی یہاں موجود ہیں۔ اسی طرح خوشاب میں سید حبیب شاہ صاحب مرحوم جماعت اہل حدیث کے ایک جید عالم ہو گزرے ہیں جن کی تبلیغی مساعی کی برکت سے آج بھی اہل توحید کی ایک جماعت اس علاقے میں موجود ہے۔ یہ بزرگ مولانا محمد عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے۔ نیز حضرت مولانا فقیر اللہ صاحب اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب کھمصرال علاقہ خوشاب کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے حضرت مولانا حافظ عبدالمنان صاحب اور مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی سے تحصیل علوم فرمائی۔ مولانا فقیر اللہ مدراس چلے گئے اور مولانا عبدالرحمان صاحب دہلی میں دین کی خدمت فرماتے رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرت سری

انقلاب ۱۹۴۷ء اس علاقے کے لیے نہایت ہی مفید ثابت ہوا، کیوں کہ یہ انقلاب نہ صرف سیاسی آزادی اور اقتصادی خوش حالی کا باعث بنا ہے بلکہ قیام پاکستان کے بعد سرگودھا میں اہل توحید کی ایک کثیر تعداد آکر آباد ہوئی اور یہاں پر اہل حدیث کی ایک منظم، متحد اور با اثر جماعت فراہم ہوگئی جس نے اس پس ماندہ علاقے میں قال اللہ وقال الرسول کا علم بلند کیا اور آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی کوشش کرتی رہے گی۔

ہماری جماعت کے اجتماع، قیام اور تقویت کا باعث جو ہستی تھی، اس کا ذکر اس مقام پر بے جا نہ ہوگا۔ میری مراد جد امجد شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ سے ہے۔ تقسیم ملک کے بعد انقلابات زمانہ اور رضائے الٰہی نے انھیں سابقہ پنجاب کے اس پس ماندہ علاقے میں لا ڈالا جسے وہ خود اپنی مرضی سے شاید کبھی بھی قبول نہ فرماتے، لیکن یقیناً خداوند تعالیٰ نے اپنے اس مرد مجاہد سے اس کے آخری ایام زندگی اور بعداز موت یہ خدمت بھی لینا تھی کہ اس کی برکت سے یہاں پر ایک ایسی منظم جماعت اور عالی شان جامع مسجد کا قیام ظہور میں آیا، جس کا وجود ہمیشہ اس علاقے میں شرک والحاد اور فسق و فجور کی سرکوبی کا ضامن ہوگا۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ مولانا مرحوم سے زندگی نے وفا نہ کی اور یہاں تشریف آوری کے باوجود وہ ایک معمولی عرصہ بھی ہمارے درمیان نہ رہے، تاہم انھوں نے سرگودھا پہنچتے ہی جماعتی تنظیم، جامع مسجد کے قیام اور اخبار اہل حدیث کے اجرا کی کوششیں شروع فرما دی تھیں۔

حضرت مولانا مرحوم امرت سری نے اپنی پوری زندگی میں زبان و قلم سے جو جہاد کیا وہ آپ حضرات سے مخفی نہیں ہے۔ وہ اپنی ذات میں خود ایک مکمل ادارہ تھے۔ ان کی انفرادی خدمات اتنی وسیع ہیں کہ آج شاید کوئی جماعت بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آپ نے نہ صرف مسلمانوں میں ہی عقائد باطلہ کی اصلاح فرمائی بلکہ غیر مسلم، آریوں اور عیسائیوں کے خلاف بھی سینہ سپر رہے اور ہر آڑے وقت میں اسلام اور مسلمانوں کے کام آئے۔ رسوائے عالم کتاب ''رنگیلا رسول'' کا جواب ''مقدس رسول'' میں دیا۔ ''ستیارتھ پرکاش'' کے جواب میں ''حق پرکاش'' اور ''ترک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام" کے جواب میں "ترک اسلام" نے آریہ مصنفین کے دانت کھٹے کر دیے۔ تمام عمر مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوائے نبوت کی دھجیاں اُڑاتے رہے اور آخر کار خود مرزا صاحب اپنے ہاتھوں "مولوی ثناءاللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" تحریر کر کے اپنی کذب بیانی کا شکار ہو گئے۔ یہ سب کچھ تو مولانا مرحوم کی دینی خدمات تھیں۔ لیکن ان کی زندگی کا دوسرا پہلو جو ان کے سیاسی عقائد سے وابستہ ہے، اکثر اصحاب سے مخفی ہے۔ مولانا مرحوم کے نزدیک علماً کا فرض صرف تبلیغِ دین ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی بھی تھا۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے علماً میں "جمعیت العلماے ہند" کے قیام کا سوال اٹھایا اور علماً کو تلقین کی کہ وہ اپنی علیحدہ سیاسی تنظیم قائم کریں تاکہ وہ مسلمانانِ ہند کی صحیح سیاسی رہنمائی کر سکیں۔ اولاً لکھنؤ میں تحریک اٹھائی۔ لیکن خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ بعد میں دہلی کے ایک تبلیغی جلسے کے موقع پر دوبارہ یہ مسئلہ زیرِ غور آیا۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی و دیگر اصحاب نے آپ کی تائید فرمائی اور اس جمعیت کا ایک خام سا ڈھانچا تیار ہوا۔ مولانا کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب صدر و ناظم مقرر ہوئے۔ اس کے بعد جمعیت کا پہلا اجلاس امرت سر میں بلایا گیا اور مولانا مرحوم کی کوششوں سے علماً کی ایک سیاسی تنظیم کی بنیاد ڈالی گئی۔ مولانا مرحوم کو ایک صحیح العقیدہ مسلمان ہونے کی وجہ سے اور شاید اس کا تعلق شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے بھی ہو، انگریز کی غلامی ہرگز گوارا نہ تھی۔ وہ مسلمانوں اور ہندوستانیوں کی تحریکِ آزادی کے معاون و مددگار تھے۔ ان کی ہمدردیاں ہمیشہ آزادی کے علم برداروں کے ساتھ رہیں۔ تحریکِ پاکستان کے دوران میں انھوں نے قیامِ پاکستان کی اس بنا پر حمایت کی کہ مسلمانوں کی علیحدہ ریاست کا وجود اسلام کو اس کے دائمی دشمن ہندو اور عیسائی کے ناپاک حملوں سے محفوظ کر دے گا۔ موجودہ پاکستان گو حضرت مرحوم کی امیدوں کے مطابق نہ تھا، تاہم اس تصور کو مرحوم پسند فرماتے تھے اور ان کے لیے ہر ممکن کوشش فرمائی۔

علمائے اہل حدیث

حضرات! میں شاید ادائیگی فرض میں کوتاہی کروں گا، اگر اس موقعے پر اپنے ان بزرگانِ دین اور راہنمایانِ جماعت کا تذکرہ نہ کروں جنھوں نے اپنے علمی اور سیاسی کارناموں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نہ صرف متحدہ ہندوستان کی تاریخ میں گہرے نقوش چھوڑے ہیں بلکہ جغرافیائی حدود کو عبور کر کے دوسرے اسلامی ممالک کو بھی متاثر کیا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں علمائے اہل حدیث کی اصلاحی، تجدیدی، مذہبی اور سیاسی سرگرمیاں تاریخ کے ایک زریں اور درخشاں باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ متحدہ ہندستان کے اقلیم علم وفضل پر ان کا علم لہراتا تھا اور یہ اس میدان کے شہسوار تھے۔ ان کے قلم کی جولانیوں نے علم وطریقت کے ناقابلِ تسخیر قلعوں کو مسخر کیا۔ یہ علم کے بحرِ زخار تھے۔ عمل وقول میں یکتا۔ اگر آپ تاریخ کے اوراق پر ایک نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حجت الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ سے لے کر آج تک علمائے اہل حدیث کو کن کن صبر آزما اور مشکل مراحل سے گزرنا پڑا ہے، لیکن کسی موقع پر بھی حق وصداقت کا ساتھ انھوں نے نہیں چھوڑا۔ کوئی مشکل، کوئی مصیبت، کوئی دنیاوی لالچ انھیں جادۂ حق وصداقت سے ہٹا نہ سکا۔ وہ خوف ناک حالات سے دوچار ہوئے۔ خطرناک مہمات سے ان کا واسطہ پڑا۔ وقت آیا تو بے خطر میدانِ جہاد میں کود پڑے لیکن کبھی ان کے مبارک چہروں سے اضطراب ظاہر نہیں ہوا۔ ان کی آنکھوں میں کبھی یاس وناامیدی کی جھلک نہیں پائی گئی۔ آج پاک وہند کی سرزمین پر اسلام کے جو نقوش آپ دیکھ رہے ہیں، ان کی تراش میں علمائے اہل حدیث کا نمایاں حصہ ہے۔ اپنی انھی خدماتِ جلیلہ کی وجہ سے دنیائے اسلام کی نظر میں ہمارے یہ بزرگ عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں اور معزز القابات سے نوازے گئے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ کے لقب سے، سید احمد بریلوی امیر المومنین کے لقب سے، حضرت شاہ اسماعیل شہید دہلوی شاہ شہید کے لقب سے، سید نذیر حسن محدث دہلوی شیخ الکل میاں صاحب کے لقب سے، علامہ شمس الحق مصنف عون المعبود محدث ڈیانوی کے لقب سے اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری صاحبِ تحفۃ الاحوذی محدث مبارک پوری کے لقب سے مسلمانوں میں یاد کیے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی، استاذ الاساتذہ حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی، نواب سید صدیق حسن خاں صاحب، نواب وحید الزمان خاں صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی، شیخ حسین صاحب عرب یمنی، حضرت سید عبداللہ صاحب غزنوی، مولانا عبدالجبار صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غزنوی، مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی، مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا غلام رسول صاحب قلعہ والے، مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری، مولانا محمد صاحب جونا گڑھی، مولانا ابوالقاسم سیف صاحب بنارسی، مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی، مولانا عبدالتواب صاحب محدث ملتانی، حافظ حمید اللہ صاحب دہلوی، شیخ عطاء الرحمٰن صاحب دہلوی، مولانا عبدالرحیم شہید لاہوری عرف مولانا محمد بشیر صاحب، جناب ڈاکٹر سید محمد فرید صاحب لہریا سرائے اور شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحب محدث پرتاپ گڑھی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین ایسے اصحاب علم و فضل اور اہل تقویٰ لوگ اس گروہ میں شامل ہیں۔ انہی کی کوششوں سے ملک کے گوشے گوشے میں رشد و ہدایت کے سرچشمے پھوٹے۔ ان میں سے ہر ایک کو ایک مستقل ادارے کی حیثیت حاصل تھی۔ انھوں نے اعلائے حق کے لیے وہ کام کیے ہیں جن کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ان میں سے ہر شخص کی سوانح ایک مستقل تاریخ ہے۔

علاوہ ازیں جماعت نے مختلف مواقع پر جو سیاسی قربانیاں پیش کیں اور ہندوستان کو انگریز کے تسلط سے آزاد کرانے اور اسلامی طرزِ حکومت کی طرح ڈالنے کے لیے جو طویل جدوجہد کی ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، امیر المومنین سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل شہید کی تحریک جہاد سے لے کر قیام پاکستان تک انھوں نے وہ سب کچھ کیا جو کسی حق گو اور راست باز سے متوقع ہو سکتا ہے، خواہ اس کے بدلے میں انھیں پھانسی کے تختے پر لٹکنا پڑا یا جیل کی تاریک کوٹھڑیوں میں بند ہونا پڑا۔ یہ تاریخ کے وہ ان مٹ نقوش ہیں جو کبھی فراموش نہیں کیے جا سکتے۔ آخر میں جہاد کشمیر میں امیر المجاہدین مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی نے اسلام اور جماعت اہل حدیث کے نام کو روشن فرمایا۔

قیام پاکستان کے دوران جماعت اہل حدیث کو کئی صدمات سے دوچار ہونا پڑا۔ کئی جید علماً جامِ شہادت نوش کر گئے اور بیش بہا کتب خانے نذرِ آتش ہو گئے۔ مسجدیں ویران ہو گئیں، تمام جماعتی نظام درہم برہم ہو گیا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ زیادہ عرصے تک یہ کیفیت جاری نہ رہی اور ہمارے پُرخلوص اکابر نے جلد ہی متوجہ ہو کر بگڑتے ہوئے حالات کو سنبھالا اور جولائی ۱۹۴۸ء میں لاہور میں جمع ہو کر، مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی بنیاد ڈالی۔ جمعیت نے اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیام کے اس مختصر عرصے میں جو خدمات سرانجام دی ہیں، وہ آپ حضرات سے مخفی نہیں۔ مغربی پاکستان کے جملہ اہل توحید اس کے پرچم تلے جمع ہیں۔ آج ہم ایک مضبوط جماعتی تنظیم میں منسلک ہیں اور ملک بھر میں جمعیت کی شاخیں موجود ہیں اور ہمارے مبلغین شرک و بدعت کے استیصال اور توحید و سنت کی ترویج کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ مرکزی جمعیت مختلف شعبہ جات کے تحت جماعتی خدمات انجام دے رہی ہے۔

''الاعتصام''

یوں تو کئی رسائل و جرائد پاکستان میں مسلک اہل حدیث کی تائید میں شائع ہو رہے ہیں لیکن ''الاعتصام'' ایک واحد ہفت روزہ اخبار ہے، جسے جماعتی ترجمان کا نام دیا جا سکتا ہے اور جو مکمل طور پر مرکزی جمعیت کی ملکیت ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس کی اشاعت کو زیادہ سے زیادہ بڑھائیں۔ قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں میں اسے پہنچائیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ اسے سہ روزہ میں تبدیل کر دیا جائے اور اس کا حجم بھی بڑھایا جائے۔

جامعہ سلفیہ

حضرات! جمعیت نے ۱۹۵۵ء میں جامعہ سلفیہ کی تاسیس کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ نہایت مبارک اقدام تھا، اور بلاشبہ اس کے قیام کے لیے کافی کچھ کیا جا چکا ہے۔ لیکن اگر اس رفتار سے کام جاری رہا تو شاید ہمیں اپنے خوابوں کی مکمل تعبیر کے لیے ایک طویل عرصہ درکار ہوگی۔ میری استدعا ہے کہ اس سلسلے میں جامع پروگرام کے ساتھ عملی اقدام اٹھائے جائیں۔ جمعیت اپنے موجودہ اجلاس میں کوئی مضبوط پروگرام طے کر کے پیش کرے اور تمام ضلعی و شہری جمعیتوں کا تعاون حاصل کیا جائے تاکہ جلد سے جلد ایک ایسی یونیورسٹی کا قیام ظہور میں لایا جائے جو عالم اسلام میں اپنی نظیر آپ ہو۔

ادارہ اشاعۃ السنہ

حضار کرام! اسلام ایک انتہائی پرآشوب دور سے گزر رہا ہے۔ بیرونی دشمنوں کی نسبت اپنے اندرونی دوستوں سے جو خطرہ اسے آج لاحق ہے، اس کی مثال تیرہ سو سال کی سابقہ تاریخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نہیں ملتی۔ آج جو بھی فتنے کھڑے کیے جاتے ہیں، سب اسلام اور بہبودِ امت کے نام پر ہو رہے ہیں۔ اور مسلمانوں میں ایسے گروہ پیدا ہو گئے ہیں جو کھلم کھلا اسلامی تعلیمات کی مخالفت کر رہے ہیں اور شرعی واجبات وفرمودات کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ ان کے درمیان منکرین حدیث بھی ہیں اور منکرین ختم نبوت بھی۔ سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ اکثر مذہبی فتنے سیاسی مقاصد کے لیے اٹھائے جاتے ہیں۔ ان حالات میں ضرورت ہے کہ صحیح اسلامی تعلیمات کو اصل رنگ میں پڑھے لکھے طبقے کے سامنے پیش کرنے کے لیے باقاعدہ ادارے قائم کیے جائیں۔ ہماری مرکزی جمعیت نے اسی مقصد کے حصول کی خاطر، ادارہ اشاعۃ السنہ قائم کیا ہے جس نے کئی ایک کتب شائع کی ہیں۔ لیکن تاہم اس کا کام اس رفتار پر نہیں پہنچا جس رفتار سے شرک والحاد کی آندھیاں ملک میں چل رہی ہیں۔ ابھی اس ادارے کے اشاعتی کام میں مزید توسیع کی ضرورت ہے۔ اسے زیادہ منظم اور مستحکم طریقے پر چلانے کے لیے قربانی اور مالی ایثار کی ضرورت ہے۔

دارالمبلغین

تصنیف وتالیف کے علاوہ موجودہ پرفتن حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمارے لیے دوسرا ذریعہ ضلع وار مبلغین کا تقرر ہے۔ مرکزی جمعیت کو چاہیے کہ چند مخلص اور بےلوث واعظین کو تیار کرے جو گاؤں گاؤں پہنچ کر تبلیغ دین کا فرض پورا کریں اور ان کے اخراجات متعلقہ اضلاع کی جمعیتیں برداشت کریں۔ اگر ممکن ہو سکے تو مرکز بھی اعانت کرے۔

اس کے علاوہ تیسری چیز جو موجودہ حالات میں ضروری ہے، وہ تمام بڑے شہروں میں کتب خانے اور دارالمطالعہ کا قیام ہے۔ ان کتب خانوں میں صحیح اسلامی لٹریچر مطالعہ کے لیے مہیا کیا جانا چاہیے تاکہ عوام الناس اور علوم دینی کے شائقین تک صحیح اسلامی تعلیمات پہنچ سکیں۔ اگر جمعیت کے حدِ امکان میں ہو تو سکولوں اور شفاخانوں کا قیام بھی بڑی حد تک تبلیغ میں ممد ومعاون ہو سکتا ہے۔

بیت المال

دنیا میں کسی بھی جماعتی یا انفرادی پروگرام کی تکمیل کا انحصار اس جماعت یا فرد کے ذرائع آمدنی اور جمع کردہ سرمایہ پر ہوتا ہے۔ اگر کوئی جماعت بغیر مستقل سرمایہ کے یہ سوچے کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے تخیلات یا پروگرام کو بروئے کار لاسکتی ہے تو یہ بالکل ناممکن ہے۔ بیت المال کے قیام کے متعلق کئی ایک سابقہ اجلاس میں غور ہو چکا ہے، لیکن کوئی خاطر خواہ فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا۔ یہ امر اشد ضروری ہے کہ مرکزی بیت المال کے علاوہ ضلع وار بیت المال بھی قائم کیے جائیں۔ میرا خیال ہے کہ ضلع وار مالی سب کمیٹیاں قائم کی جائیں جو مقامی طور پر عطیہ جات کے علاوہ خیرات اور زکوۃ کی رقومات بھی جمع کریں۔ ضلعی رقومات میں سے ایک چوتھائی مرکزی بیت المال میں تبلیغ اور نشر و اشاعت کے لیے جمع کر دیا جائے۔ بقیہ متعلقہ ضلع میں رفاہ عامہ کے کاموں پر خرچ کیا جائے۔ جماعت کے مستحق افراد کی امداد کی جائے۔ مدرسے اور شفا خانے قائم کیے جائیں۔ غریب طلباء کو امدادی وظائف دیے جائیں تاکہ جماعت کا یہ لاکھوں روپے کا سرمایہ اراکین جماعت کے کام آسکے۔

عرض حال

حضرات کرام! ایک وقت تھا کہ اہل توحید میں باہم محبت اور مودت کا جذبہ پیغمبرانہ اخلاق کا پتا دیتا تھا۔ باہمی محبت اور مودت و تعاون کا سلسلہ عوام میں ضرب المثل تھا۔ ذکر الٰہی اور خشوع و خضوع میں ہمارے اکابر نمونے کی حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن آج حالات بدل چکے ہیں۔ بے عملی اور بدعملی میں ہم کسی سے کم نہیں۔ تعلقاتِ باہمی میں بھی وہ ہم آہنگی اور یک رنگی نہیں جو جماعت کا طرۂ امتیاز تھی۔

ع آں قدح بشکست و آں ساقی نہ ماند

ضرورت ہے کہ ہم اپنے اسلاف کے آثار کو زندہ کریں اور جذبہ پیدا کریں کہ باہمی محبت سے جماعتی زندگی پیدا کی جائے اور ذاتی اقتدار کے لیے جماعت میں خلفشار نہ پیدا کیا جائے۔ جماعت کے عوام سے امید رکھتا ہوں کہ وہ الگ الگ چھوٹے ادارے بنانے کے بجائے اجتماعی نظم کو طاقت ور بنانے کی کوشش کریں۔ جو حضرات ذاتی اغراض کے لیے آپ کے پاس آئیں، انھیں عرض کیجیے کہ وہ جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ انتشار اور مرکز سے گریز کے رجحانات کسی جماعت کے لیے مفید نہیں ہوا کرتے۔

علمائے کرام

حضرات علمائے کرام سے بھی گزارش ہے کہ آپ کا ایثار اور قربانی عوام کے لیے نمونہ ہیں۔ آپ کے ایثار ہی سے عوام سبق لے سکتے ہیں۔ مجھے اپنے جدامجد کے متعلق معلوم ہے کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی آمدنی کا مخصوص حصہ جماعت کے مقاصد میں صرف فرماتے تھے۔ مجھے انھوں نے بطور وصیت فرمایا کہ میرا کتب خانہ زیادہ تر جلسوں کی آمدنی سے خریدا گیا ہے، اس لیے تم لوگ اس سے استفادہ کر سکتے ہو، لیکن تمھیں اس کے فروخت کرنے کا اختیار نہیں۔ یہ جماعت کی چیز ہے، اسے جماعتی مقاصد میں استعمال ہونا چاہیے۔ افسوس کہ وہ عظیم الشان کتب خانہ ۱۹۴۷ء میں تاراج ہو گیا۔ نہ ہمارے کام آسکا، نہ جماعت اسے استعمال کر سکی۔

ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

میں یقیناً اپنے فرائض سے سبک دوش نہیں ہو سکتا اگر دورِ حاضر میں جماعت کے دو عظیم محسنوں کا ذکر نہ کروں، جن کی مساعی جمیلہ نے جماعتی زندگی میں ایک نئی روح پھونکی اور انتہائی آڑے وقت میں جماعت کے کام آئے۔ میری مراد مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی صدر جمعیت اور مولانا محمد اسماعیل صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث سے ہے۔ میں ان بزرگان عالی قدر کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انھوں نے پوری کوشش فرما کر اس کانفرنس کو کامیاب فرمایا۔

مجھے اپنے ان تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کرنا ہے جن کی شبانہ روز کوششوں سے ہم اس عظیم الشان کانفرنس کے انتظامات مکمل کر سکے۔ خاص طور پر میں مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب جامع اہل حدیث سرگودھا کا ممنون ہوں، جنھوں نے دن رات اَن تھک جدوجہد فرمائی اور آخر میں ایک بار پھر آپ سے اپنی کسی بھی کوتاہی کے لیے معافی کا خواست گار ہوں جو ہم سے دوران اجلاس سرزد ہوئی۔

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ صدارت

(از مولانا سید محمد داؤد غزنوی)

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی پانچویں کانفرنس ۱۴، ۱۵، ۱۶ مارچ ۔ ۱۹۵۸ء کو مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے زیر صدارت سرگودھا میں منعقد ہوئی۔ مولانا ممدوح پندرہ سال مرکزی جمعیت کے صدر اور امیر رہے، لیکن انھوں نے صدارت صرف ایک ہی کانفرنس کی فرمائی۔ ان کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ کانفرنسوں کی صدارت کے لیے دوسرے حضرات کی خدمات حاصل کرنا اور ان کے افکار سے مستفید ہونا چاہیے۔ مولانا غزنوی جولائی ۱۸۹۵ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ وہ بہت بڑے عالم دین اور بہت بڑے سیاسی لیڈر تھے۔ ملک وقوم کے لیے ان کی قربانیوں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ۱۶۔ دسمبر ۱۹۶۳ء کو ان کا انتقال ہوا۔ سرگودھا کانفرنس میں انھوں نے جو تحریری خطبہ صدارت پڑھا، وہ درج ذیل ہے۔ خطبے کا آخری حصہ مولانا لکھ نہیں سکے تھے۔ جو لکھا تھا وہ کانفرنس میں پڑھ دیا اور اخبار الاعتصام میں چھپ گیا۔ ان کا خیال تھا کہ آخری حصہ اخبار کے لیے لکھ دیں گے۔ لیکن افسوس ہے خرابی صحت کی بنا پر لکھا نہ جا سکا۔ جو لکھا اور پڑھا گیا، وہ بھی بہت طویل ہے اور نہایت عالمانہ اور محققانہ ہے۔ ملاحظہ فرمایے۔ (مرتب)

الحمد لله الذی لم یتخذ ولد اولم یکن له شریک فی الملک ولم یکن له ولی من الذل و کبره تکبیرا . الله اکبر الله اکبر الله اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا وسبحان الله بکرة واصیلا ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم واشهد ان لااله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله اللهم صلّ علیٰ سید نا محمد وعلی آل سید نا محمد وبارک وسلم۔

معزز حاضرین! مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی یہ پانچویں سالانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کانفرنس ہے جو سرگودھا میں منعقد ہورہی ہے۔ اس سے پہلے چار سالانہ کانفرنسیں ہوچکی ہیں۔ ان کانفرنسوں کی صدارت کے فرائض جماعت کے مقتدر حضرات سرانجام دیتے رہے، میری ہمیشہ خواہش رہی ہے کہ سالانہ کانفرنس کی صدارت جماعت کے برگزیدہ افراد میں سے کوئی صاحب فرمائیں۔ اس طرز عمل کے مطابق اس دفعہ مجلس عاملہ نے یہ فیصلہ کیا کہ مولانا عبدالعزیز صاحب میمن پروفیسر کراچی یونیورسٹی سے درخواست کی جائے کہ وہ فرائض صدارت سرانجام دیں لیکن انھوں نے اپنی مصروفیتوں کی بنا پر معذرت کا اظہار کیا اور مجلس عاملہ کے فیصلے کے مطابق اس عاجز کو کانفرنس کی صدارت کے فرائض سرانجام دینا پڑے۔ یہ عاجز ۱۹۵۲ء سے عارضہ قلب میں مبتلا ہے، بے شمار مصروفیتوں اور ذمہ داریوں کی وجہ سے مجھے ڈاکٹروں کے مشورے کے خلاف اپنی طاقت سے بہت زیادہ کام کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے روز بروز میری صحت کمزور ہورہی ہے۔ میرا نظام عصبی کسی وقت اتنا بوجھ محسوس کرتا ہے کہ میں کام سے بالکل عاجز ہوجاتا ہوں۔ میں نے ہر چند کوشش کی، منت سماجت کی کہ کانفرنس کی صدارت سے مجھے معاف فرمایا جائے لیکن میری ایک نہ سنی گئی۔ مجبوراً اس دلِ ناتواں نے جماعت کی وفاداری کے بندھنوں کی بنا پر اس خدمت کو قبول کرلیا۔

یادِ رفتگان

اگرچہ تقسیم ملک کے تیز و تند آلے نے برصغیر کے دو ٹکڑے کر دیے۔ لیکن روحوں کا ملاپ اور قلوب کا اتصال نا قابل انفکاک ہوتا ہے۔ گزشتہ چند ماہ میں مولانا ابوالکلام اور مولانا حسین احمد جیسی عظیم المرتبت شخصیتوں کا انتقال ملتِ اسلامیہ کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اس برصغیر میں علامہ جمال الدین افغانی کے ایک طرح کے نائب تھے۔ مولانا حسین احمد مدنی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور جانشین صادق تھے۔ ان حضرات کا نظریہ یہ تھا کہ اسلام اور ملت اسلامیہ کا طاقت ور حریف انگریز ہے۔ اس لیے انھوں نے اور ان کے رفقاً نے اپنی ساری قوتیں اس امر کے لیے وقف کر دیں کہ انگریز کو اس ملک سے نکال دیا جائے۔ یہی وقت کا سب سے بڑا جہاد اور اسلام کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ اس نظریے کے تحت انھوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ہر اس پتھر کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کی جو انگریز کے اقتدار کے لیے اس ملک میں ممد معاون ہو سکتا تھا، ہر اس بت کو توڑنے کی کوشش کی جس کی پرستش سے انگریز کا تقرب حاصل ہو سکتا تھا۔ وہ اپنی اور اپنی قوم کی مادی بے بضاعتی کا خیال نہ کرتے ہوئے عظیم روحانی طاقت سے انگریز کے مقابلے میں میدان جہاد میں اتر آئے۔ انگریز دنیا کی عظیم ترین طاقت کا مالک تھا اور یہ بزرگ اور ان کے رفقا مادی طاقت کے لحاظ سے کمزور اور اجتماعی قوت کے لحاظ سے صفر تھے اور قوم مختلف فرقوں اور گروہوں میں تقسیم تھی، مگر ان حضرات نے اپنی ساری خداداد صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے اپنی صفوں کو اس طرح منظم کیا اور دلولہ جہاد سے قوم کے دلوں کو اس طرح گرمایا کہ وہ قوم جو دنیا میں سب سے زیادہ ضعیف اور ناتواں سمجھی جاتی تھی، اس نے دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کو شکست دے دی اور اس کو مجبور کر دیا کہ وہ بوریا بستر باندھ کر اس ملک سے چلا جائے اور اس کے بعد وہ دنیا کی تیسرے درجے کی طاقت بن کر رہ جائے۔

ان بزرگوں کا وجود اگرچہ سارے برصغیر کے لیے ایک نعمتِ عظمیٰ تھا لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ تقسیم ملک کے بعد جو حالات ہندوستان میں پیدا ہوئے، ان کو دیکھتے ہوئے ہر ہوش مند انسان یہ رائے رکھتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ان کا وجود ایک بیش بہا نعمت اور بہت بڑا سہارا تھا، اس لیے ہم سب ان بزرگوں کے سانحہء ارتحال کو ملتِ اسلامیہ کے لیے بہت بڑا صدمہ سمجھتے ہیں۔ ایسی ہستیاں صدیوں میں بھی مشکل سے پیدا ہوتی ہیں۔

عمرہا در کعبہ و بت خانہ مے نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

ہم سب ان بزرگوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور بارگاہ رب العزت سے التجا کرتے ہیں کہ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ یہ بزرگ اپنی اپنی زندگیاں اعلیٰ مقاصد کی راہ پر قربان کر کے ہم سے رخصت ہو کر اپنے رب عز و جل کے پاس جا پہنچے ہیں، ہم بھی رختِ سفر باندھے ہوئے منتظر ہیں کہ اللہ کا قاصد کب آتا ہے۔

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقصد

حضرات! ہماری کانفرنسوں کے انعقاد کا مقصد کوئی سالانہ میلہ یا کوئی رسمی اجتماع منعقد کرنا نہیں اور نہ صرف چند مواعظ کا سننا ہے، بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی جماعتی زندگی کا جائزہ لیں اور یہ دیکھیں کہ ہمارا جماعتی قافلہ جن جن منازل سے گزرا ہے، اسے کن کن مشکلات سے دو چار ہونا پڑا۔ ہم نے گزشتہ سال کے سفر میں کیا کچھ کھویا اور کیا کچھ پایا؟ غرض پوری تفصیلات سے مطلع ہونا اور سابقہ تجربے کی بنا پر آئندہ کے لیے واضح پروگرام مرتب کرنا۔

دوستو! آج ہم بڑے نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ بیسیوں نازک مسائل ہمارے سامنے ہیں۔ ان میں جماعتی مسائل کے علاوہ سیاسی، معاشی، اقتصادی اور تعلیمی مسائل ہیں جنھوں نے ملک میں بے چینی اور بے اطمینانی پیدا کر رکھی ہے۔ معاشرے کی خرابی نے ہماری اخلاقی قدروں کو تباہ کر رکھا ہے، غرض بے حد اہم مسائل ملک وملت کے سامنے ہیں اور ہم جب تک اپنی منتشر قوتوں کو ایک مرکز پر جمع نہیں کرتے اور اپنے قوائے عمل میں مرکزیت اور تنظیم پیدا نہیں کرتے، ہم نہ جماعتی مشکلات کو حل کر سکیں گے اور نہ مستقبل کے لیے کوئی واضح موقف متعین کر سکیں گے۔

تمام علمائے کرام، معزز اراکین مرکزی جمعیت اور محترم نمائندگان سے انتہائی دل سوزی کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زمانہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ مسافت طے کر رہا ہے۔ جو جماعت اپنی سستی و کاہلی کے طوق اپنی گردن سے اتار نہیں پھینکے گی اور اپنے ذہن وفکر کے خفتہ گوشوں کو بیدار نہیں کرے گی اور کسی واضح اور متعین نصب العین کی طرف قدم زن نہیں ہوگی، زمانہ اس کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے اپنی رفتار نہیں روکے گا اور نہ اس انتظار میں رہے گا کہ وہ سست رو جماعت اپنا رخت سفر باندھے تو اس کو اپنا رفیق راہ بنا کر چلے۔

دوستو! میں کس طرح یہ حقیقت آپ کے دلوں میں اتاروں کہ یہ دور سست روی کا نہیں اور نہ انفرادیت کا ہے، بلکہ یہ دور ایک متحرک زندگی کا طالب ہے اور اس کے ساتھ یہ اجتماعیت کا دور ہے۔ یہ اجتماعی کوشش، اجتماعی جدوجہد اور اجتماعی عمل و کردار کا متقاضی ہے۔ یاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھو! جن لوگوں کا دامن اجتماعی زندگی کی دولت سے محروم ہوگا، وہ اس دور کے تیز رو قافلوں کے ساتھ ہرگز نہیں چل سکیں گے اور اس کا نتیجہ اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا کہ وہ زندگی کی آخری رمق سے بھی آہستہ آہستہ محروم ہو جائیں گے۔ جب جماعتی روح سے جماعت کے افراد محروم ہو جاتے ہیں تو وہ انسانوں کی ایک بھیڑ ہوتی ہے، بلکہ انسانوں کے خالی ڈھانچے ہوتے ہیں۔ ان کا وجود دعدم برابر ہو جاتا ہے۔ کوئی ان کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور کچھ عرصے کے بعد وہ دلوں سے بھی محو ہو جاتے ہیں اور مورخ ان کے لیے صفحاتِ تاریخ میں ایک سطر کے برابر بھی جگہ دینے کو تیار نہیں ہوتا۔

معزز حاضرین! میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ اپنے ملک (پاکستان) سے متعلق کچھ عرض کروں کہ ہم آزاد ہو جانے کے بعد اسلام کے حفظ وبقا کے لیے کیا کچھ کر چکے ہیں اور تعلیماتِ اسلام کو الحاد پسند طبائع کے حملوں سے بچانے میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان جس کی بنیادی اینٹ اسلام کے نام پر رکھی گئی تھی، اس پاکستان میں اسلام کے چہرے کو مسخ کرنے میں بلکہ الحاد وزندیقیت کو اسلام کا نام دے کر پھیلانے میں، فسق وفجور کی وہ راہیں جو تقسیم ملک سے پہلے محدود تھیں، ان کو پھیلانے میں ہم نہ صرف یہ کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو پس پشت ڈال کر یہود کی طرح، و نبذوا کتاب اللہ وراء ظهورهم کے مصداق بن گئے ہیں بلکہ عام اخلاق وعادات حسنہ، شرم وحیا، عصمت، صداقت ودیانت، ادب واحترام غرض شرافت ونجابت کے تمام طور طریقے چھوڑ کر جانوروں کی سی زندگی بسر کرنے لگے ہیں اور اس راہ پر اس طرح بگٹٹ دوڑ رہے ہیں کہ کسی ناصح کی آواز، کسی مشیر کا مشورہ اور کسی دردمند کی پکار سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

سب سے بڑا فتنہ۔ فرنگی ملا

اس سلسلے میں آپ کے سامنے میں سب سے بڑا فتنہ پہلے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ غور سے سنیں گے اور اس فتنے کے انسداد کے لیے موثر تدابیر اپنے اس عظیم الشان اجتماع میں سوچیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوستو! آج ہمارے ملک میں ایسے مسلمانوں کی کمی نہیں اور حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے ایسے مسلمانوں کی کثرت روز بڑھ رہی ہے، جن کی زبانیں مذہب کے خلاف بے لگام ہیں۔ یہ لوگ اسلام کے زیر سایہ پروان نہیں چڑھے بلکہ انھوں نے غیر اسلامی ماحول میں تربیت پائی ہے اور مستشرقین کے لڑیچر سے اسلام کا مطالعہ کیا اور جو کچھ غیر اسلامی لٹریچر میں پڑھا ہے، اسے اب اسلام کے نام سے پھیلا رہے ہیں۔ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ان کے افکار کا منبع قرآن وسنت نہیں بلکہ ان کے ہزلیات وکفریات کا سرچشمہ مستشرقین کی کتابیں ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ جو شخص اپنی پاک دامنی کھو بیٹھتا ہے وہ لوگوں کے طعن سے بچنے کے لیے دوسروں کو بھی اسی گناہ میں ملوث دکھا کر اپنے عیب کو ہلکا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی حال یورپ کے مستشرقین کا ہے۔ عیسائی اپنے دین کی بے بضاعتی سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کی کتابیں تورات وانجیل حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے صدیوں بعد مرتب کی گئیں اور ان میں بھی بارہا تحریف وتبدل ہوا۔ اس کے ساتھ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ تمام ادیان ومذاہب میں سے صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی تعلیمات محفوظ ہیں۔ قرآن مجید آغاز نزول وحی سے لے کر آج تک اپنی اصلی شکل میں محفوظ ہے۔ صحیح احادیث کے مجموعے، موطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دوسری کتب صحاح محفوظ ہیں۔ محدثین کرام کی مساعی جلیلہ کی بدولت ضعیف اور موضوع روایات چھانٹ کر الگ کر دی گئیں۔ راویان حدیث کے حالات وکوائف مرتب کرنے کے لیے اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی اور جس کی بدولت کئی لاکھ راویوں کے حالات اس تفصیل کے ساتھ درج ہیں کہ ان کے نام، ولدیت، سکونت، دیانت، ذہنی قابلیت، قوتِ حافظہ، تقویٰ وعام کردار اور کس کس سے علم حاصل کیا اور کس کس کو پڑھایا اور یہ صرف اس لیے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال اور تعلقات زندگی کے بیان کرنے والے ہیں، جن میں صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور بعد کے چوتھی ہجری تک کے اشخاص داخل ہیں۔

یورپ کے سامراجیوں نے اپنے دنیاوی اقتدار کو سامنے رکھتے ہوئے جب اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہبی کتابوں کو اسلام کی مذہبی کتابوں کے مقابلے میں دیکھا تو انھیں بڑی مایوسی ہوئی۔ بجائے اس کے کہ وہ اسلام کی اس برتری سے متاثر ہوتے، انھوں نے قرآن مجید اور کتب حدیث کو حاسدانہ نگاہوں سے دیکھا اور محض بغض وحسد سے اس کے درپے ہو گئے کہ قرآن مجید اور پیغمبر خدا ﷺ کی زندگی کے مکمل نقوش کس طرح متغیر کیے جائیں تاکہ اس حمام عالم میں سبھی ننگے نظر آئیں اور اس طرح دنیاوی سربلندی کے ساتھ دینی امور میں بھی علم برداری کا مقام انھیں حاصل ہو۔

وہ قوم جو تاریخ کے پرانے کتبے کھنڈروں سے تلاش کر کے فخر کرتی ہے کہ ہم نے نوع انسانی کی مدفون تاریخ کو زندہ کیا، افسوس کہ وہ اس پر فخر نہ کر سکی کہ انسان کی نوعی میراث میں ایک اور صرف ایک الہامی کتاب ایسی موجود ہے جو تغیرات زمانہ سے اب تک محفوظ ہے۔ پیغمبر خدا کی زندگی کا مکمل ریکارڈ ڈیڑھ ہزار سال گزرنے کے باوجود کتابی شکل میں موجود ہے۔ علم، ہاں علم انسانیت کی سب سے بڑی میراث ہے، یورپ کے مدعیان علم کو خوش ہونا چاہیے تھا کہ انسانیت کی اس سے بڑی میراث کو مسلمانوں کی کوششوں سے حیاتِ جاوید حاصل ہوئی مگر افسوس ضد، تعصب اور حسد نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور وہ عظمت انسانی کے اس بے بہا جوہر کے دیکھنے سے محروم ہو گئے۔

لیکن ان مغرب پرست مسلمانوں کو کون سمجھائے، جو غلامانہ ذہنیت میں مبتلا ہو کر عزت نفس کے احساسات سے ناآشنا ہو کر اس نعمت کے قبول کرنے سے انکار کر رہے ہیں، جو نہ صرف اسلام کی رفعت اور عظمت کی دلیل ہے بلکہ خود انسانیت کے لیے موجب فخر ومباہات ہے۔ یہ مستشرقین یورپ کی میز سے گرے ہوئے ٹکڑے کھانے والے مسلمان، یہ کعبۂ یورپ کے شوق میں لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ شیدائے مغرب ہونے کے بعد یہ بدقسمت مسلمان مشرقیت سے تو محروم ہو ہی گئے مگر اہل مغرب میں بھی انھیں کوئی مقام نہیں ملا۔ یہ گھر اور گھاٹ کے درمیان روایتی کتے کی طرح چکر لگا رہے ہیں۔

فرنگی ملا کی خطرناک چال

ان مغرب پرست مسلمانوں نے اپنے آقاؤں کو دیکھا کہ انجیل ترجموں سے بڑھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے، اس لیے کہ اصل انجیل (اور جنل ٹیکسٹ) ناپید ہے۔ یہ بھی اپنے آقاؤں کی نقالی میں قرآن مجید کو انگریزی یا اردو کے تراجم سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور بزعم خود اس امر کے مدعی ہیں کہ قرآن فہمی کا حق ادا ہو گیا۔ اگر تر جموں کا سہارا اتنا کامیاب ہوتا تو عرب بلاد کے تمام باشندے علما اور فضلا ہوتے کیوں کہ وہ عربی زبان سے آشنا ہی نہیں بلکہ عربی ان کی مادری زبان ہے اور انگلستان، جرمنی، فرانس اور امریکہ کا ہر فرد ڈاکٹر، فلسفی اور سائنس دان ہوتا، کیوں کہ ان کے ہاں ان کی مادری زبانوں میں یہ علوم پڑھائے جاتے ہیں، لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے۔ نہ تو ہر عرب عالم قرآن وسنت ہے اور نہ ہر انگریز سائنس دان اور فلسفی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زبان دانی اور فن دانی دو بالکل جدا چیزیں ہیں۔ فن دانی کے لیے زبان دانی بنیادی شرط ہے لیکن محض زبان دانی فن دانی نہیں ہوتی۔

عربی زبانوں میں مہارت حاصل کیے بغیر نادان قرآن مجید کے اردو، انگریزی تراجم پڑھ کر علوم اسلامیہ کی مہارت کے مدعی ہیں اور بزعم خود یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم نے جس طرح قرآن کو سمجھا ہے وہی صحیح ہے۔ اسے اصطلاح میں جہل مرکب کہتے ہیں۔ یہ لوگ کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں انگریزی اقتدار کی خیرات سے کچھ عہدے اور اچھی تنخواہیں میسر آ گئی ہیں۔ ان کی تربیت سرکار برطانیہ کے ظلِ عاطفت میں ہوئی تھی اور غلامانہ ذہنیت لے کر جوان ہوئے۔ ان کی تعلیم کا معیار اور حصول تعلیم کی غرض وغایت اس کے سوا اور کچھ نہ تھی کہ وہ انگریزی کی اونچی ڈگریاں حاصل کر کے ذمہ دارانہ غلامی کی جگہیں (اسامیاں) حاصل کر سکیں۔ ان بے چاروں کو علوم کتاب وسنت کی ہوا بھی نہ لگی تھی۔ اب بدلتے ہوئے حالات میں جب کہ اجنبی آقا کا سایہ سر سے اٹھ گیا ہے اور فضاؤں میں قرآن وسنت کی گونج سنائی دے رہی ہے تو ان کو اپنے اقتدار کے زوال کا اندیشہ ہے، یہ برطانوی سامراج کے فکری النسل مسلمان آزادی وغلامی، مشرقیت ومغربیت، دین داری ولادینی، عیسائیت اور اسلام کی آخری جنگ لڑ رہے ہیں۔ ان کی پہلی کوشش یہ تھی کہ اسلام نامی مذہب کی آواز بالکل دبا دی جائے اور قرآن وسنت کا کوئی تذکرہ حدود پاکستان میں باقی نہ رہے اور اس خداداد مملکت میں سیکولرازم (لادینیت) کے جھنڈے بلند ہوں، مگر اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

محاذ پر شکست کھا جانے کے بعد عیاران فن نے اپنے پینترے بدل دیے۔ اپنے آپ کو کتاب وسنت کا عالم قرار دے کر اپنے آپ ہی اپنے سروں پر دستار فضیلت کو بیچ دینے کی کوشش کر دی اور یہ نعرہ لگایا کہ اسلام میں ملا ازم کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ اس کا معنی کسی نے نہیں کیا کہ یہ کٹھ ملا کو گالی دے رہے ہیں یا یہ علمائے سوء پر برس رہے ہیں۔ بلکہ یہ سمجھا گیا کہ کہتے تو ''ملا ازم'' ہی ہیں لیکن دراصل یہ لوگ دین و مذہب اور اس کے مسائل و اصول اور ان کی پابندی کے خلاف منافقانہ زبان استعمال کر رہے ہیں۔ یہ مذہب سے بیزار ہیں اور بیزاری کا اظہار ملا کو گالی دے کر کرتے ہیں۔ یہ فرنگی ملا دینی علوم سے بے بہرہ ہیں اور اپنی جہالت کو چھپانے کے لیے علماء پر برستے ہیں یا یہ لوگ علماء کو اپنا سیاسی حریف سمجھتے ہیں اور اس کا ذہنی انتقام ملا کی گالی دے کر لیتے ہیں یا ان کو یاوہ گوئی کی عادت ہے اور زبان و قلم کی آوارگی کے لیے کوئی اور لفظ نہیں ملتا تو ملا کی گالی سے اپنے نفس کے خبث کے لیے تسکین کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

علماء کی بزعم خود تذلیل و تحقیر کر کے اور اپنے آپ کو عالم دین مرا دے کر معلوم ہے ان کی کوششیں کیا ہیں؟ ان کی نامبارک و نامسعود کوششیں یہ ہیں کہ علوم دینیہ کے جو اساس ہیں یعنی قرآن وسنت اور اس کے بعد صحابہ کرام اور ائمہ دین کی تشریحات ان کو ایک ایک کر کے اس طرح ساقط کر دیا جائے کہ وہ مذہب جس کی حفاظت علمائے دین نے چودہ سو برس سے اپنے خون پسینے سے کی۔ غربت و افلاس کی زندگی بسر کر کے، سادہ خوراک، معمولی لباس اور گھانس کی جھونپڑیوں میں بیٹھ کر، امراء وسلاطین کی دولت سے منہ موڑ کر، قناعت کی زندگی اختیار کر کے کی اس مذہب کا چراغ ان کی پھونکوں سے گل ہو جائے۔

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون.

اس لیے انھوں نے حدیث کے خلاف کھلی بغاوت اختیار کر لی اور یک قلم احادیث نبوی ﷺ کو من گھڑت اور طومار کہہ کر مسترد کر دیا اور اس کے ساتھ ہی محدثین کرام اور ائمہ دین کے خلاف طوفان بے تمیزی برپا کر دیا اور جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہوں اپنے آقایان مغرب کی تقلید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جو اعتراضات مستشرقین نے احادیث پر کیے، وہی اعتراض ان مغرب پرستوں نے کسی قدر عبارت آرائی کے ساتھ پیش کر کے مسلمانوں کو بہکانا شروع کر دیا۔ مجھے اس میں ذرا شک وشبہ نہیں کہ یہ یورپ کے عیسائیوں اور مستشرقین کے ففتھ کالمسٹ ہیں اور یہ کھلے ہوئے منافق ہیں جو اسلام کا لبادہ پہن کر وہی کام کر رہے ہیں جو یورپ کے عیسائی مشنری کسی وقت انگریز کے ظلِ عاطفت میں کیا کرتے تھے۔

اسلامی معاشرے کی تشکیل

معزز حاضرین! اس وقت میں آپ کے سامنے قرآن کریم، احادیث نبویہ ﷺ اور صحابہ کرام کے طرزِ عمل سے حجت حدیث پر دلائل نہیں پیش کرنا چاہتا۔ اس کے لیے کسی اور صحبت کی ضرورت ہے۔ اس وقت مجھے جو آپ سے اس بارے میں عرض کرنا ہے، وہ یہ ہے کہ اسلامی معاشرے کی تکمیل حدیث رسول ﷺ کے بغیر ناممکن ہے۔ صرف اسوہ حسنہ محمدیہ (علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) ہی ایک ایسی مشعل ہے جس کی روشنی میں ہم اپنے کھوئے ہوئے راستے کو معلوم کر سکتے ہیں اور وہ اسلامی معاشرہ جو قرنِ اول میں ایک محیر العقول انقلاب کا ذریعہ بنا تھا، اگر اس کی تشکیل کے عناصر معلوم کرنا چاہیں۔ تو وہ یہ تین چیزیں ہی نظر آئیں گی:

(۱) قرآن مجید (۲) آپ ﷺ کے ارشادات ونصائح اور تعلیم وتلقین (۳) رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور آپؐ کی زندگی کا عملی نمونہ یا اسوہ حسنہ۔ اگر آپ بہ نظر غائر مطالعہ فرمائیں گے تو آپ کو صاف نظر آئے گا کہ بعثت نبویؐ کے مقاصد ونتائج کے ظہور میں اور جدید امت کی تعمیر وتشکیل میں ان تینوں عناصر کا دخل ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان تینوں چیزوں کے بغیر ایک مکمل معاشرہ اور ایک ایسی زندگی جس میں عقائد، اعمال، اخلاق، جذبات وکیفیات، ذوق وشوق، ایثار وحسن سلوک، بر ومواسات، مکارم اخلاق اور اس کے ساتھ خوف وخشیت الٰہی، توبہ وانابت الی اللہ، دعا وتضرع، زہد وقناعت، شوق آخرت اور دنیا کی فانی دولت کی تحقیر بھی ہوں، وجود میں نہیں آسکتی۔

میری بات یاد رکھو، زندگی، زندگی سے مل سکتی ہے یعنی دیئے سے دیا جلتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام اور ان کے اتباعؒ کی زندگیوں میں جو تمھیں گہرے دینی جذبات و کیفیات نظر آتے ہیں وہ تنہا تلاوت کتاب کا نتیجہ نہیں، بلکہ اس محبوب ترین، موثر ترین اور کامل ترین زندگی کا بھی اثر ہے جو شب و روز ان کے سامنے رہتی تھی ۔ان مجالس اور صحبتوں کا بھی فیض ہے اور ان ارشادات ونصائح کا بھی جس سے وہ آپؐ کی حیات طیبہ میں برابر مستفیض ہوتے تھے۔اس سب کے مجموعے سے وہ نیا اسلامی معاشرہ قائم ہوا جسے عہد رسالت اور عہدِ صحابہ کرام کہا جاتا ہے اور اسلام کے عہدِ زریں سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔اس ماحول میں اسلام کا وہ مزاجِ خاص وجود میں آیا جس میں صرف قواعد وضوابط کی قانونی پابندی نہ تھی بلکہ ان پر عمل کرنے کے محرکات وترغیبات اور اسوۂ نبوی کی صحیح کیفیات اور عمل صالح کی روح بھی موجود تھی۔

غرض رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ، ارشادات ونصائح کا مجموعہ جسے ہم حدیث وسنت کے نام سے پکارتے ہیں، دین کے لیے وہ فضا اور ماحول مہیا کرتا ہے، جس میں دین کا پودہ سرسبز و بارآور ہوتا ہے۔یہودی، عیسائی اور دوسرے مذاہب اس لیے بہت جلد مسخ ہو گئے کہ ان کے پاس اپنے پیغمبروں کی زندگی کے صحیح اور مستند حالات اور ان کے کلام کا کوئی ایمان آفرین مجموعہ محفوظ نہیں تھا اور ان مذاہب کو وہ روحانی فضا اور ذہنی ماحول میسر نہ ہوا، جس میں ان کے پیرو دینی نشو و ارتقا حاصل کرتے اور مادیت کے حملوں سے محفوظ رہتے۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیروان مذاہب نے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے احبار ورہبان اور قسیسین کے ملفوظات و واقعات کا سہارا لیا مگر اس ''خانہ پری'' نے رفتہ رفتہ مذاہب کو بدعات ورسوم کا مجموعہ بنا دیا اور نئی نئی تفسیروں نے اصل مذہب کو مسخ کر دیا۔

اسلام جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا آخری مذہب قرار دیا، بحمد اللہ اس حادثے سے محفوظ رہا۔یعنی جس روحانی اور ذہنی ماحول میں اور جن قلبی کیفیات کے ساتھ صحابہ کرام نے زندگی گزاری، حدیث کے ذریعے اس پورے ماحول کو قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا۔بعد کو آنے والی نسلوں اور صدیوں بعد آنے والے انسان کے لیے یہ بالکل ممکن ہے کہ کتب حدیث کے ذریعے وہ اپنے ماحول سے کٹ کر ایک دم اس ماحول میں پہنچ جائے جہاں رسول اللہ ﷺ بہ نفس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نفیس موجود ہیں اور ارشادات ونصائح سے صحابہ کرام کو مستفیض فرما رہے ہیں اور صحابہ کرام ہمہ تن گوش بنے ہوئے ارشادات گرامی سن رہے ہیں اور اس کے ساتھ صحابہ کرام کے جذبہ اطاعت وانقیاد کے ایمان افروز نظارے بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔

دوستو! حدیث ایک ایسی دوربین ہے جس سے رسول اکرم ﷺ کی خانگی زندگی، آپ کے رات کے معمولات، دن کی مصروفیات انہی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہیں۔ ہاں ہاں! آپ کے قیام وسجود کی کیفیت، ان آنکھوں سے دیکھی جاسکتی اور آپ کی دعا ومناجات کا زمزمہ ان کانوں سے سنا جاسکتا ہے۔

مجھے بتلاؤ! جو آنکھیں آپ ﷺ کو گڑگڑاتے ہوئے اشک بار آنکھوں سے دیکھیں اور قدم مبارک متورم دیکھیں اور جو کان اپنے سوال کے جواب میں یہ آواز سنیں کہ

افلا اکون عبدا شکورا

(کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں)

وہ غفلت کا شکار ہوسکتی ہیں اور جن لوگوں نے کاشانہ نبوت میں دو دو مہینے چولھا گرم ہوتے نہیں دیکھا، جنھوں نے آپ ﷺ کو پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے دیکھا، جنھوں نے آپ کی پشت مبارک پر خالی چٹائی پر لیٹے رہنے سے چٹائی کے نشانات پڑے دیکھے، جنھوں نے سونے سے پہلے آپ کو بے قراری کے ساتھ صدقے کا بچا ہوا سونا راہ خدا میں خرچ کرتے دیکھا، جنھوں نے مرض وفات میں چراغ کا تیل پڑوسی کے گھر سے قرض آتے ہوئے دیکھا، ان سے اس دنیا کی حقیقت کیسے چھپ سکتی ہے اور زہد وتقویٰ کا جذبہ کیسے ان کے اندر ابھر نہیں سکتا؟

دوستو! جن نفوس قدسیہ نے رسول اکرم ﷺ کو اپنے گھر والوں کی خدمت، اپنے بچوں کے لیے سایۂ شفقت، اپنے خادموں کے ساتھ رحم دلی، اپنے رفقا کے ساتھ ہمدردی، اپنے ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک، اپنے مہمانوں کے ساتھ فیاضانہ میز بانی اور اپنے دشمنوں کے ساتھ صبر وتحمل اور فتوحات کے بعد عفو ودرگزر فرماتے دیکھا ہو، ان کے اندر مکارم اخلاق اور انسانیت کاملہ کا ظہور کیوں نہ کر ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاشانۂ نبوت کے فیض یافتگان

یہ جو میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ دینی ماحول، روحانی فضا اور ایمانی کیفیات کی بستی جس میں صحابہ کرام نے پرورش پائی، اس لمحے کے حالات حدیث کے ذریعے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اس بستی میں صرف کاشانہ نبوت کا ہی دروازہ نہیں کھلا ہوا ہے جسے دیکھنے والوں کو یہ سب نظر آتا ہے، بلکہ صحابہ کرام کے گھروں کے دروازے بھی کھلے ہوئے ہیں۔ ان کے گھروں کی زندگی، طرز معاشرت، ان کی راتوں کا سوز و گداز، ان کے دلوں کی گرمیٔ جہاد، ان کی بازاروں میں مصروفیت مسجدوں میں ان کی سجدہ ریزیاں، ان کی بے نفسی وللّٰہیت، ان کا کمال انقیاد واطاعت، ان کی بشری لغزشیں اور توبہ وانابت الی اللہ کے مناظر سب نظر آتے ہیں۔

غزوہ تبوک سے بچھڑ جانے والے کعب بن مالکؓ کی گریہ وزاری اگر نظر آتی ہے تو عمیرؓ کا یہ قول بھی سنائی دیتا ہے کہ جھولی کی کھجوریں کھانا طویل زندگی ہے، کون اس کا انتظار کرے۔ وہ ناز و نعم میں پلے ہوئے مصعب بن عمیرؓ کی درویشانہ زندگی اور غزوہ احد میں پرچم اسلام کی حفاظت میں یکے بعد دیگرے دونوں ہاتھوں کا کٹوانا اور بالآخر شہید ہو جانا بھی نظر آتا ہے، وہ ایک پاؤں سے معذور (لنگڑا) عمرو بن جراح بڑے الحاح سے حضور ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت مانگتا اور اجازت مل جانے پر میدان میں اکڑتے ہوئے جاتے دکھائی دے رہا ہے اور دعا مانگ رہا ہے۔

اللهم لا تردني الى اهلي

(یا اللہ مجھے اپنے گھر والوں کی طرف نہ لوٹائیو)

اور بالآخر اس لنگڑی ٹانگ سے جہاد کرتے کرتے اس کا شہید ہو جانا بھی نظر آتا ہے۔

وہ حنظلہ جس کی شادی ابھی ابھی ہوئی ہے، ہم بستری سے فارغ ہونے کے بعد ابھی اس نے غسل بھی نہیں کیا، اس کا غزوہ احد میں مسلمانوں کی شکست کی خبر سن کر بے تابانہ میدان جہاد میں چلے جانا اور شہید ہو جانا بھی نظر آ رہا ہے۔ وہ بیر معونہ کے قصے میں عامر بن طفیل (رئیس ابن عامر) کے پاس حضور ﷺ کا والا نامہ پیش کرنے والے عاشق رسول ﷺ حضرت حرامؓ کے جب عامر بن طفیل نے نیزہ مارا اور وہ پار ہو گیا تو ان کا یہ کہنا "فزت ورب الکعبۃ" "رب کعبہ کی قسم میں تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کامیاب ہو گیا ہوں'' بھی سنائی دیتا ہے۔ یہاں سعد بن ابی وقاصؓ کے وہ الفاظ جو جنگ قادسیہ میں رستم (رئیس افواج ایرانی) سے کہے، سنے جاتے ہیں۔

''فان معی قوما یحبون الموت کما یحب الاعاجم الخمر''

''میرے ساتھ ایک ایسی جماعت ہے جو موت کو ایسا ہی محبوب رکھتی ہے جیسا کہ تم شراب پینے کو محبوب رکھتے ہو۔''

کامل اطاعت اور بے مثال امتثال حکم کے کیسے کیسے مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ وہ انصاری جس نے گنبد دار مکان بنایا اور آپ نے اس پر اپنی خاموشانہ نارضا مندی کا اظہار فرمایا، کس طرح بے تابانہ جاتا ہے اور جا کر مکان مسمار کر کے زمین کے اس طرح برابر کر دیتا ہے کہ اس کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔ ابو بردہؓ کے والد کا یہ قصہ بھی سامنے آجاتا ہے۔

ہم مجلس میں بیٹھے شراب پی رہے تھے کہ میں اٹھا تا کہ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کروں۔ ادھر شراب کی حرمت نازل ہو چکی تھی۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور میں نے آیہ کریمہ فهل انتم منتهون تک پڑھ کر سنا دی۔ بس پھر کیا تھا جن کے ساغر میں کچھ شراب باقی تھی وہ فوراً گرا دی گئی اور جو شراب ہونٹوں میں پہنچ گئی تھی وہ فوراً تھوک دی گئی۔

اللہ اللہ! اطاعت کی کیسی حیرت انگیز تصویر نظر آتی ہے جب عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) کا بیٹا عبداللہ رسول اکرم ﷺ سے عرض کرتا ہے کہ اہل یثرب کو علم ہے کہ مجھ سے بڑھ کر اپنے باپ کا کوئی فرماں بردار نہیں۔ لیکن اگر حضور ارشاد فرمائیں تو میں اس کا سر کاٹ کر لے آؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں۔ لیکن اس نے عہد کر لیا کہ میرے باپ نے جو یہ کہا ہے کہ ''اگر مدینہ واپسی ہوئی تو جو معزز ہوگا وہ ذلیل کو نکال دے گا'' اس کا انتقام ضرور لوں گا۔ جب لوگ مدینہ واپس پہنچے تو عبداللہ بن ابی کا بیٹا عبداللہ مدینہ کے دروازے پر تلوار لیے اپنے باپ کے انتظار میں کھڑا نظر آتا ہے اور جب باپ آتا ہے تو کہتے ہیں۔

خدا کی قسم! تم مدینہ میں رسول اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں رہ سکتے۔

لوگ ہر چند سمجھاتے ہیں لیکن ماں باپ، خاندان، عزیز واقارب سب پر رسول اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محبت اور اطاعت کو ترجیح دینے والا عبداللہ کہتا ہے۔

خدا کی قسم! یہ اللہ اور اس کے رسول کی اجازت کے بغیر مدینہ میں قدم نہیں رکھ سکتا۔

اطاعت وفرماں برداری کا کیسا عجیب منظر دیکھنے میں آتا ہے جب کہ سعد بن معاذؓ انصاری غزدہ بدر سے پہلے اپنی اور اپنی قوم کی وفاداری اور اطاعت شعاری کا یقین دلاتے ہوئے عرض کر رہے ہیں۔

یارسول اللہ ﷺ! ہمارے مال ودولت میں سے جو چاہیں لے لیں اور جو چاہیں دے دیں، جو کچھ آپ ہم سے لے لیں گے وہ اس سے زیادہ محبوب ہوگا جو آپ چھوڑ دیں گے اور جس بارے میں جو حکم فرمائیں گے ہم اس کے تابع ہوں گے۔ خدا کی قسم اگر آپ سمندر میں گھوڑا ڈال دیں گے، تو ہم اس میں کود پڑیں گے۔

محبت و جان نثاری کے ایسے واقعات نظر آتے ہیں کہ عشاق واہل محبت کی تاریخ میں کبھی سننے میں نہیں آئے۔ یہ دیکھیے حضرت خبیبؓ کو پھانسی کے تختے پر چڑھایا گیا ہے، کفار کہتے ہیں کہ اب تو تم پسند کرو گے کہ محمد ﷺ تمھاری جگہ ہوں۔ وہ کہتے ہیں خدا کی قسم میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ نبی ﷺ کے پاؤں میں کانٹا چبھے اور میں چھوٹ جاؤں۔ یہ سعد بن ربیعؓ غزدہ احد میں جس کے جسم پر ستر زخم تیر وتلوار کے ہیں، ان کی تلاش میں زید بن ثابتؓ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے جاتے ہیں۔ جب انھیں متقولین اور زخمیوں کے اندر دیکھ پاتے ہیں تو حضور ﷺ کا سلام پہنچاتے ہیں اور حال پوچھتے ہیں۔ سعد بن ربیع کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میرا اسلام عرض کرد اور میرا حال یہ بتادو کہ میں اس وقت جنت کی خوشبو پا رہا ہوں اور میری قوم انصار سے کہہ دو کہ

اگر رسول اللہ ﷺ کو کچھ ہوگیا اس حال میں کہ تم میں ایک آنکھ بھی حرکت کرسکتی ہو تو اللہ کے ہاں تمھارا کوئی عذر نہ ہوگا۔

اس احد کے قصے میں انس بن نفر نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کو مغموم دیکھ کر اور یہ کہتے سن کر کہ حضور کا انتقال ہوگیا ہے، پورے جوش سے کہہ رہے ہیں موتوا علیٰ ما مات علیہ رسول اللہ (آؤ جس دین پر رسول اللہ نے جان دی ہم بھی اسی پر اپنی زندگی نچھاور کردیں) اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نعرۂ فدائیت و جان نثاری کے بعد دشمنوں پر حملہ کرتے ہیں اور زخم جسم پر کھانے کے بعد جام شہادت نوش کرتے ہیں۔

وہ دیکھیے عمارہ بن زیادؓ اس غزوہ احد میں شہید ہو رہے ہیں۔ سسکیاں لے رہے ہیں اور اس حالت میں گھسٹتے گھسٹتے اپنا سر نبی اکرم ﷺ کے مبارک قدموں میں رکھ رہے ہیں اور اپنے رخسار نبی ﷺ کے تلووں سے لگا رہے ہیں۔

اور ابو دجانہؓ کو دیکھیے کہ اس نے اپنی پیٹھ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ڈھال بنا رکھا ہے۔ تیر پر تیر لگ رہے ہیں اور وہ حرکت تک نہیں کر رہے۔ اسی کے ساتھ حضرت طلحہؓ کو دیکھیے کہ اپنے ایک ہاتھ کو حضور ﷺ کے لیے ڈھال بنا رکھا ہے اور آپ کی طرف آنے والے تیروں کو ہاتھ پر روک رہے ہیں، یہ ہاتھ ہمیشہ کے لیے شل ہو گیا۔

اور اس انصاری عورت کو دیکھیے کہ اس کا باپ، بھائی اور شوہر احد کے دن سب شہید ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے گھر سے نکلی ہے اور غزوہ سے واپس آنے والوں سے پوچھ رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ لوگ کہتے ہیں الحمد للہ عافیت سے ہیں، لیکن وہ کہتی ہے مجھے دکھاؤ، میں آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ جب آپ کو دیکھ پاتی ہے تو کہتی ہے: "كل مصيبة بعدك جلل" آپ سلامت رہیں تو سب مصیبت ہیچ ہے۔

دوستو! یہ جو میں تم سے کہتا ہوں کہ زندگی، زندگی سے ملتی ہے اور دیے سے دیا جلتا ہے۔ دیکھتے نہیں کہ وہ فضالہ بن عمیر جو رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کے لیے گھر سے نکلا ہے اور آپ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا، جب قریب پہنچا تو آپ نے فرمایا کون؟ اس "کون" کے لفظ میں کتنی مقناطیسی طاقتیں تھیں کہ وہ فضالہ جو آپ کی جان مبارک لینے کے لیے آیا ہے، کہتا ہے میں فضالہ ہوں۔ فرمایا کیا سوچ کر آئے ہو؟ عرض کرتا ہے کچھ نہیں۔ آپ ہنس دیتے ہیں اور فرماتے ہیں فضالہ اللہ کے آگے توبہ کر۔ پھر اپنا دست مبارک اس کے سینے پر رکھتے ہیں۔ فضالہ کا قلب پرسکون ہو جاتا ہے اور مدینہ کی گلیوں میں کہتا پھرتا ہے، خدا کی قسم آج سے محمد ﷺ سے زیادہ محبوب دنیا میں کوئی چیز میرے لیے نہیں ہے۔ وہ عورت جو اس سے دل لگی کی باتیں کیا کرتی تھی وہ ملتی ہے اور کہتی ہے۔ آؤ دوست! کچھ باتیں کریں، وہی فضالہ کہتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی محبت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اب اس قسم کی باتوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں اسلام قبول کر چکا ہوں، جاؤ چلی جاؤ۔

وہ کیسا اخلاقی مدرسہ اور روحانی تربیت گاہ تھی جو اپنے طالب علم کے اندر محاسبہ نفس کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ ٹھیک اس وقت جب کوئی آنکھ دیکھنے والی نہیں ہوتی اور بشری کمزوری کی وجہ سے نفس امارہ کسی گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے تو اس کا نفس امارہ کس طرح نفس لوامہ بن جاتا ہے۔ دل کی پیاس چین نہیں لینے دیتی، ضمیر ملامت کرتا ہے، گناہ کا خیال کر کے بے چین ہو جاتا ہے اور قانون کے سامنے اقرار جرم کر کے سخت سے سخت سزا کو برضا و رغبت قبول کرتا ہے۔ وہ ماعز بن مالک اسلمی جو زنا کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے، کس طرح بار بار (۴ دفعہ) بارگاہ نبوت میں حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے یا رسول اللہ ﷺ! مجھے پاک کیجیے اور خوشی خوشی سنگ ساری کی سزا برداشت کرتا ہے۔ آپ اس کی حالت کو دیکھ کر فرماتے ہیں۔

لقد تاب توبة لو قسمت بين امة لو سعتهم (صحیح مسلم)

اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر ایک پوری امت پر تقسیم کر دی جائے تو سب کو کافی ہو، اس کے بعد غامدیہ آتی ہے، وہ بھی اقرار جرم کرتی ہے اور کہتی ہے یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے زنا کی غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ مجھے پاک کیجیے۔ وہ حاملہ ہے۔ اسے حضور واپس کر دیتے ہیں۔ وضع حمل کے بعد پھر آتی ہے، پھر واپس کر دیتے ہیں، جب بچے کا دودھ چھڑایا، پھر واپس آتی ہے۔ عرض کرتی ہے اب تو مجھے پاک کر دیجیے، اسے سنگ ساری کا حکم دیا جاتا ہے۔ خود نماز جنازہ پڑھاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ عرض کرتے ہیں کہ اس زانیہ پر آپ جنازہ پڑھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"لقد تابت توبة لو قسمت بين سبعين من اهل المدينة لوسعتهم هل وجدت توبة افضل من ان جاءت بنفسها لله تعالى (صحیح مسلم)

اس نے ایسی مخلصانہ توبہ کی کہ اگر مدینہ کے ستر لوگوں میں تقسیم کی جائے تو انھیں کفایت کر جائے۔ اور اس سے افضل توبہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے اللہ کے حکم کے آگے اپنے آپ کو خود پیش کر دیا۔

اللہ اللہ! دیانت و امانت اور اخلاص کے کیسے کیسے نادرۂ روزگار واقعات ہیں کہ انسانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ مدائن فتح ہو جاتا ہے۔ تاجداران آل ساسان کے بیش بہا خزائن صحابہ کے ہاتھ آتے ہیں، ترغیبات نفس اور خواہشات پر کتنا قابو ہے اور اللہ تعالیٰ کے حاضر وناظر ہونے پر کتنا ایمان ہے۔ قبیلہ عبدقیس کا ایک گم نام شخص مال غنیمت لے کر آتا ہے اور خازن کے سپرد کرتا ہے۔ سب لوگ اس مال غنیمت کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ایسا قیمتی سامان ہمارے دیکھنے میں نہیں آیا۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ تم نے اس مال میں سے کچھ لیا ہے؟ وہ گم نام کہتا ہے، خدا کی قسم اگر اللہ کا معاملہ نہ ہوتا تو تمھیں اس کی خبر بھی نہ ہوتی۔ لوگ پوچھتے ہیں آپ کا نام کیا ہے؟ اللہ رے اخلاص، سرتاپا اخلاص کا مجسمہ کہتا ہے کہ میں نام نہیں بتاؤں گا۔ اس لیے کہ تم میری تعریف کرو گے اور تعریف صرف اللہ کے لیے ہے، اسی کے ثواب پر میں راضی ہوں۔ جب وہ واپس جاتا ہے تو لوگ اس کا تعاقب کر کے لوگوں سے اس کا نام پوچھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام عامر ہے اور قبیلہ عبدقیس سے اس گرامی قدر انسان کا تعلق ہے۔ فطوبیٰ له ثم طوبی له ثم طوبیٰ له۔

غرض ایک ایسا روحانی اور پاکیزہ ماحول صحابہ کرام کی زندگی میں نظر آتا ہے جس میں زندگی اپنے پورے تنوعات وحقائق اور انسانی فطرت اپنے تمام خصائص کے ساتھ موجود ہے اور حدیث نے اس کا پورا فوٹو لے کر قیامت تک کے لیے اس معاشرے کے پورے حالات کو محفوظ کر دیا ہے۔

دوستو! قرآن مجید کے ساتھ آپ ﷺ کے ارشادات ونصائح اور اس کے سارے ماحول کا محفوظ رہنا اسلام کا ایک اعجاز اور ایسا امتیاز ہے جس میں کوئی دوسرا اس کا شریک وحصہ دار نہیں ہے۔ عہد نبوی کی یہ تصویر اور ماحول صرف حدیث کے ذریعے محفوظ ہے۔ تدوین حدیث کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی بعد میں آنے والوں کی جدت طرازی نہیں۔ بلکہ صحابہ کرام نے عہد نبوی ہی میں حفظ احادیث کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور بعض نے کتابت حدیث کا بھی سلسلہ جاری رکھا۔ پھر انھی کے آخری دور میں تابعین کا جمع وتدوین حدیث کے لیے سراپا شوق بن جانا، پھر مختلف بلاد اسلامیہ کے شائقین علوم نبویہ کے سمندر کا امنڈ آنا، ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا جمع وحفظ حدیث سے عشق وشغف، حیرت انگیز قوت حافظہ، ان کا بے مثال عزم وعزیمت، پھر اسماء الرجال اور فن حدیث کے مجتہدین کا پیدا ہونا، پھر ان کا کمال انہماک وخود فراموشی، پھر امت کا شوق حدیث اور عالم اسلام میں اس کی مقبولیت اور اشاعت۔ یہ سب واقعات اس بات کا ثبوت ہیں کہ جمع قرآن کی طرح اللہ تعالیٰ کو نبی ﷺ کے صحیفہ زندگی کو بھی محفوظ کرنا مقصود تھا۔ اسی کی برکت سے حیات طیبہ کا امتداد اور تسلسل باقی رہا یعنی امت کو ہر دور میں وہ روحانی، علمی اور ایمانی میراث ملتی رہی جو صحابہ کرام کو براہ راست حاصل ہوتی تھی۔ اس طرح صرف عقائد اور احکام وشرائع ہی میں ''توارث'' کا سلسلہ جاری نہیں رہا بلکہ تزکیہ نفس، ذوق ایمانی اور مزاج نبوی میں بھی توارث کا سلسلہ جاری رہا۔ امت کی تاریخ میں کوئی مختصر سے مختصر زمانہ ایسا نہیں آیا، جب عہد صحابہ کا ذوق اور مزاج مفقود اور یکسر ناپید ہو گیا ہو۔ ہر دور میں ایسے افراد رہے جو صحابہ کرام کی اس روحانی اور ایمانی میراث کے وارث تھے۔ یعنی وہی عبادت کا شوق، وہی زہد وتقویٰ، وہی خشیت وانابت الی اللہ، دینی استقامت وعزیمت، وہی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کا شوق، وہی جذبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، وہی بدعات سے نفرت اور جذبہ اتباع سنت۔

امت محمدیہ کا یہ ذاتی، روحانی اور عملی توارث قرن اول سے اس چودھویں صدی کے عہد انحطاط تک برابر قائم ہے اور اویس قرنی، سعید بن مسیب، ابوسفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک اور امام احمد بن حنبل سے لے کر حضرت سید احمد شہید اور حضرت عبداللہ غزنوی تک کی زندگی میں ان کا پرتو صاف صاف نظر آتا ہے اور جب تک حدیث کا یہ ذخیرہ باقی اور اس سے استفادے کا سلسلہ جاری اور اس کے ذریعے عہد صحابہ کا اسلامی معاشرہ محفوظ ہے، دین کا یہ صحیح مزاج، جس میں آخرت کا خیال دنیا پر، سنت کا اثر رسم ورواج پر، روحانیت کا اثر مادیت پر غالب ہے، باقی رہے گا۔ اور کبھی امت محمدیہ کو سرتاپا مادیت، انکار آخرت اور بدعات وتحریفات کا پورے طور پر شکار نہیں ہونے دے گا۔ بلکہ اس کے اثر سے ہمیشہ اس امت میں اصلاحی اور تجدیدی تحریکیں اٹھتی رہیں گی اور کوئی نہ کوئی جماعت حق کی علم بردار اور سنت کے فروغ کے لیے کفن بردوش رہے گی۔ اور یہی معنی ہے اس حدیث نبوی ﷺ کا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لا یزال طائفة من امتی ظاہرین علی الحق لا یضرهم من خالفهم حتی یاتی امر اللہ۔

یعنی میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، تاقیامت، کسی مخالفت کی مخالفت اس گروہ کو جادۂ حق سے منحرف نہیں کر سکے گی۔

یہ گروہ وہی ہو سکتا ہے جو نبی ﷺ کی تشریحات قرآنی، جو آپ ﷺ کے صحیفہ زندگی اور جو آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ اور وارثان علوم نبوی صحابہ کرام کے حالات و کیفیات ایمانی اور سمع و طاعت کے ایمان افروز تذکروں کے جمع و حفظ کرنے والے تھے۔ یعنی محدثین کرام۔

مافوق العادہ نظام

حق سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں دو وعدے کیے ہیں، ایک وعدہ قرآن کریم کے لیے اور دوسرا قرآن کریم کی تشریح و بیان کے لیے اور ان وعدوں کی تکمیل کے لیے حیرت انگیز اور مافوق العادہ نظام اس نے قائم کیا۔ یہ نظام اپنے قیام و بقا کے لیے نہ ملوک و سلاطین کا محتاج ہے اور نہ امرائے دولت اور اعیانِ سلطنت کے جبر و تشدد سے مٹ جانے والا نظام ہے، بلکہ اس کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسی مخلوق پیدا کی جس نے امراء کی دولت و بخشش و نوال سے مستغنی و بے نیاز ہو کر بے مزد خدمت کی اور اس خدمت کو اپنا ایمانی فرض سمجھ کر اور ذخیرۂ آخرت جان کر سرانجام دیا۔ فجزاهم اللہ عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء۔ ان دونوں وعدوں کا علیحدہ علیحدہ ذکر کرتا ہوں۔ وبیدہ التوفیق

پہلا وعدہ

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون۔ (الحجر:۹) ہم نے قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری وحی اور قیامت تک کے لیے بنی نوع انسان کے لیے خدا کا آخری پیغام رشد و ہدایت ہے۔ اس لیے اس کی حفاظت کا حق جل وعلا نے خود اپنے ذمے لیا اور اس کی حفاظت کے لیے ایک مافوق العادہ نظام قائم کیا۔ صحابہ کرام نے رسول اکرم ﷺ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم سیکھا اور اسے اپنے سینوں میں محفوظ کیا۔ صحابہ کرام کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت نہیں بتلائی جا سکتی جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ رہی ہو۔ ذرا سوچو تو سہی کہ آٹھ دس سال کا بچہ پاکستانی، ہندوستانی، افغانی، ترکی، چینی اور ملائی وغیرہ کسی قوم کا ہو جسے اپنی مادری زبان میں دس بیس صفحات کا رسالہ یاد کرانا دشوار ہوتا ہے، وہ ایک اجنبی زبان (عربی) کی اتنی ضخیم کتاب جو متشابہ جملوں سے پُر ہے، کس طرح فرفر سنا دیتا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ نظارہ بارہا دیکھنے میں آیا کہ کسی مجلس میں ایک بڑے عالم یا حافظ سے کوئی حرف قرآن کریم کا چھوٹ گیا یا اعراب کی فروگزاشت ہوگئی تو چاروں طرف سے تصحیح کرنے والی آوازیں بلند ہو جاتی ہیں اور ممکن نہیں کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں۔ اس طرح حفاظ قرآن کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید کی ایسی حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک زیر زبر کی تبدیلی نہ ہو سکی اور اس اہتمام اور شغف کو تو دیکھیے، کہ کسی نے قرآن کریم کے رکوع گن لیے، کسی نے آیات شمار کرلیں، کسی نے حروف قرآن کی تعداد بتلا دی، حتیٰ کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطے کو شمار کر ڈالا۔ غرض جس شان اور عظمت سے قرآن مجید اترا، وہ بدوں ایک شوشہ یا زیر زبر کی تبدیلی کے محفوظ ہے۔

بعض دشمن اسلام طاقتوں نے قرآن مجید کی عالم گیر قوت کو دیکھ کر اس کی آواز کو دبانے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام و نامراد رہیں۔ خداوند عالم نے اس کی آواز کو چاردانگ عالم میں پہنچایا اور دشمنوں کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ دنیا میں ایک بھی ایسی آسمانی کتاب نہیں جو تیرہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔

اس کے ساتھ اس حیرت انگیز امر کو بھی دیکھیے کہ قرآن مجید کے حفاظ بنانے اور مدرسہ ہائے حفظ قرآن قائم کرنے میں ملوک وسلاطین کی قوت و دولت وسطوت کو کوئی دخل نہیں رہا۔ مسلمانوں نے از خود ہمیشہ حفظ قرآن کے لیے اپنی والہانہ عقیدت مندیوں کا ثبوت پیش کیا اور ہمیشہ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اس خدمت کو اپنی زندگی کا محبوب مشغلہ بنائے رکھا۔ یہ ہے جو میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ حفظ قرآن کے لیے اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز اور مافوق العادہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نظام قائم کیا اور قیامت تک کے لیے اسے ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا۔

دوسرا وعدہ

ان علینا جمعه و قرآنه فاذا قرآ ناه فاتبع قرآنه ثم ان علینابیانه۔

(القیامۃ:۱۷۔۱۹)

قرآن کا یاد کرا دینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے، پس جب ہم (جبرئیل کے ذریعہ) قرآن پڑھ چکیں تو اس کے بعد آپ اس کو دہرائیں۔ اس کے بعد قرآن کی تشریح بیان کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے۔

جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے، شروع میں جس وقت حضرت جبرئیل اللہ کی طرف سے وحی قرآن لاتے تو ان کے پڑھنے کے ساتھ رسول اکرم ﷺ بھی دل میں پڑھتے جاتے تھے تاکہ بروقت اسے یاد کر لیں، مبادا جبرئیلؑ کے چلے جانے کے بعد وحی پوری طرح محفوظ نہ ہو سکے۔
مگر اس صورت میں آپ ﷺ کو بڑی دقت ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کی اس حالت کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نزول وحی کے وقت پڑھنے اور زبان ہلانے کی حاجت نہیں، ہمہ تن متوجہ ہو کر سننا ہی چاہیے۔ یہ فکر نہ کیجیے کہ وحی یاد نہیں رہے گی۔ وحی الٰہی کا تمھارے سینے میں حرف بحرف جمع کرنا اور آپ کی زبان سے پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ جبرئیلؑ جس وقت ہماری طرف سے پڑھیں تو آپ خاموشی کے ساتھ سنتے جائیں۔ اس کے بعد اس کی تشریح بھی ہمارے ذمے ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک تو قرآن ہے، دوسری چیز اس کی تشریح و توضیح۔ اس تشریح و توضیح کو نبی ﷺ کی رائے پر نہیں چھوڑا گیا بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کی تبیین و تشریح اپنے ذمے لی۔

پس یہ ناممکن ہے کہ قرآن کریم حسب وعدۂ الٰہی قیامت تک محفوظ رہے مگر اس کی شرح گم ہو جائے یا محفوظ نہ رہے۔ قرآن کریم کا دنیا میں بطور زکر و ہدایت محفوظ رہنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید اپنے تمام متعلقات کے ساتھ محفوظ رہے یعنی نہ صرف پیغمبرانہ تشریح تا ابد قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم کے ساتھ محفوظ رہے بلکہ عربی زبان اور عربی قواعد بھی محفوظ رہیں۔

اب مجھے آپ کے سامنے یہ بیان کرنا ہے کہ وہ کون سا محیر العقول یا فوق العادہ نظام ہے جس کے ذریعے قرآن کریم کے بعد حدیث کی حفاظت کی گئی اور حفظ قرآن کے بعد حفظ حدیث کا بے پناہ شوق پیدا کیا گیا اور حفظ حدیث کے لیے بے مثال قوت حافظہ صحابہ کرام، تابعین اور ان کے شاگردوں کو بخشی گئی۔

حفظ حدیث کے عوامل

ذرہ ان اسباب و دواعی پر نظر ڈالیے جو صحابہ کرام کو حفظ کتاب و سنت کے لیے میسر ہوئے اور جن کی بدولت رسول اکرم ﷺ کے ارشادات و نصائح اور آپ ﷺ کی مبارک زندگی کے احوال و وقائع محفوظ ہو گئے اور اس طرح محفوظ ہوئے کہ دنیا کے کسی فاتح، کسی حکمران، کسی شہنشاہ، کسی فلسفی غرض کسی بڑے سے بڑے انسان کی زندگی کے احوال و وقائع اس طرح محفوظ نہیں ہوئے جس طرح رسول اکرم ﷺ کے محفوظ ہیں۔

پہلا عامل

جس عہد میں کتاب و سنت کی حفاظت و اشاعت کی ذمہ داری قدرت کی جانب سے ان لوگوں کے سپرد ہوئی جو صحابہ کرام کے نام سے پکارے جاتے ہیں، دنیا جانتی ہے کہ وہ امی تھے، وہ خط و کتابت سے کوئی زیادہ آشنا نہ تھے، سوائے معدودے چند افراد کے ان کی اکثریت علمی اور کتابی مشاغل سے ناواقف تھی اور اس وقت کی دو متمدن قوموں مشرق میں ایرانی اور مغرب میں رومی کے ساتھ ان کا کوئی تعلق ایسا نہ تھا جس سے معلوم ہو سکے کہ عرب ان سے علمی استفادہ کرتے تھے۔ اس لیے ان کا تمام تر دارومدار حافظے پر تھا۔ یہاں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ عرب کے امی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ علمی مشاغل سے بالکل بے بہرہ تھے۔ ان کا سب سے بڑا دماغی مشغلہ شعروشاعری تھا۔ وہ عرب قبائل کے انساب سے بھی دلچسپی رکھتے تھے لیکن یہ صحیح ہے کہ معمولی نوشت و خواند کا سلسلہ چند گنے چنے لوگوں تک محدود تھا۔ عام طور پر ان میں لکھنے پڑھنے کا مذاق نہ تھا۔ ان کو اپنے حافظے پر بڑا اعتماد اور فخر تھا۔ بلکہ زبانی یاد رکھنے کی کچھ فطری سی عادت ان کی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

مذهب العرب انهم كانوا مطبوعين على الحفظ مخصوصين بذالك (جامع)

یعنی عرب کی عام حالت یہ تھی کہ وہ زبانی یاد رکھنے کی فطری عادت رکھتے تھے اور اس بارے میں ان کو خاص خصوصیت حاصل تھی۔ عرب کے ایک شاعر کا یہ کہنا

ـ ليس بعلم ما حوى القمطر
ما العلم الا ما حواه الصدر

علم وہ نہیں جو کتابوں میں درج ہو۔ علم صرف وہی ہے جو سینے میں محفوظ ہو۔

دوسرا شاعر کہتا ہے

ـ علمي معي حيث ما يممت احمله
بطني وعاء له لا بطن صندوق

میرا علم میرے ساتھ ہے، جہاں جاتا ہوں، اٹھائے لے جاتا ہو۔ میرا بطن اس کا محافظ ہے نہ کہ صندوق شکم۔

ان كنت في البيت كان العلم معي
اذا كنت في السوق كان العلم في السوق

اگر گھر میں رہتا ہوں تو علم میرے ساتھ ہوتا ہے، جب بازار میں جاتا ہوں تو میرا علم بھی بازار میں ہوتا ہے۔

ان اشعار سے اس قوم کے خاص رجحان کا پتا چلتا ہے۔ اس خاص مذاق کا یہ نتیجہ تھا کہ قدرتی طور پر ان کو اپنے حافظے پر بھروسا کرنا پڑتا تھا۔ عربوں کے حافظے کی قوت کے جو واقعات کتابوں میں ملتے ہیں، سچ تو یہ ہے کہ کتابوں اور نوشتوں پر مدار کار رکھنے والی قومیں مشکل سے ان کو باور کر سکیں گی۔ حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

كان احدهم يحفظ اشعار بعض في سمعة واحدة ـ (جامع) ان میں بعض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ ایسے تھے جو صرف ایک دفعہ سن کر لوگوں کے اشعار یاد کر لیا کرتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ کے متعلق مشہور ہے کہ ان کے سامنے عمر بن ابی ربیعہ شاعر آیا اور ستر اشعار کا ایک طویل قصیدہ اس نے پڑھا۔ شاعر کے چلے جانے کے بعد ایک شعر کے متعلق کچھ گفتگو چلی۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس نے فلاں مصرعہ یوں پڑھا تھا۔ دوسرے شریک مجلس نے کہا کہ تمھیں پہلی دفعہ میں کیا پورا مصرعہ یاد رہ گیا؟ ابن عباسؓ نے فرمایا کہو تو پورے ستر شعر سنا دوں۔ اس نے کہا، ہاں سنایے۔ آپ نے اسی ترتیب کے ساتھ ستر شعر سنا دیے۔

علاوہ اس کے کہ عربوں کا حافظہ قدرتی طور پر غیر معمولی تھا۔ اس کے ساتھ یہ بھی نظر آتا ہے کہ جس ذات پاک نے قرآن مجید کے متعلق ''انا لہ لحافظون'' کا اعلان کیا تھا، اس نے قرآن کی عملی شکل یا قرآن کی تبیین وتشریح یعنی رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ونصائح اور وقائع زندگی کی حفاظت کا کام جن کے سپرد کیا تھا، ان کے حافظوں کو غیبی تائید کے ذریعے سے بھی کچھ غیر معمولی طور پر قوی تر کر دیا تھا۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ کا یہ قصہ بہ تفصیل مذکور ہے، جب انھوں نے دربار رسالت میں نسیان کی شکایت کی تو آنحضرت ﷺ کی خاص توجہ اور دعا کی برکت سے ان کا حافظہ ایسا قوی ہو گیا کہ پھر وہ کوئی چیز بھول نہیں سکتے تھے۔ اس قوت حافظہ کی برکت سے ان کے پاس احادیث کا اتنا ذخیرہ جمع ہو گیا کہ کسی دوسرے صحابی کے پاس نہ تھا۔ لوگوں کو ان کی کثرت روایت پر تعجب ہوتا تو خود ہی فرماتے:

ان الناس یقولون اکثر ابو ھریرۃ ولو لا آیتان من کتاب اللہ ما حدثت حدیثا ثم تلا (ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتاب) و ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی وان اخواننا من المھاجرین کان یشغلھم الصفق بالاسواق واخواننا الانصار کان یشغلھم العمل فی اموالھم وان ابا ھریرۃ کان یلزم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشبع بطنہ و یحضر مالا یحضرون (صحاح بحوالہ جامع)

یعنی لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے، اگر قرآن کریم کی دو آیتیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے پیش نظر نہ ہوتیں تو میں کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا اور دو آئتیں جن میں کتمان علم کے لیے وعید ہے، پڑھیں اور ساتھ ہی یہ کہا کہ میرے بھائی مہاجرین کا یہ حال تھا کہ وہ بازاروں میں کاروبار میں مصروف رہتے اور انصار اپنے باغات اور کھیتوں میں مشغول رہتے۔ اور ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ کی مجلس اپنے لیے لازم کر رکھی تھی اور قوت لایموت پر گزارا کرتا تھا۔ ابو ہریرہ آپ ﷺ کی ہر مجلس میں موجود رہتا اور دوسرے صحابی اس قدر حاضر باشی نہیں کر سکتے تھے۔

ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت ابو ہریرہ تیس سال کی عمر میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں خیبر کے مقام پر حاضر ہوئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

پھر میں نے نبی ﷺ کے پاس قیام کیا تا آنکہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ساتھ ہر جگہ رہتا۔ آپ ﷺ اپنی بیویوں کے مکانوں پر جاتے تو میں آپ ﷺ کے ساتھ جاتا۔ ہر وقت آپ ﷺ کی خدمت کرتا۔ حج میں اور سفر جہاد میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ رہتا۔

اس مسلسل حاضر باشی اور خدمت کا نتیجہ خود حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

میری اس وابستگی دربار نبوی کو دیکھ کر مجھ سے دوسرے صحابی نبی ﷺ کی احادیث دریافت کیا کرتے تھے۔ ان دریافت کرنے والوں میں عمرؓ بھی ہیں، عثمانؓ بھی، علیؓ بھی اور طلحہؓ وزبیر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

ایک دفعہ مروان ابن الحکم نے حضرت ابو ہریرہؓ کا اس خیال سے امتحان لینا چاہا کہ یہ احادیث بہت بیان کرتے ہیں۔ دیکھا جائے کہ ان کی یادداشت قائم ہے، یا بھولی بھالی حدیثیں بیان کرتے رہتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے کتاب الکنی میں اس امتحان کا ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

مروان بن الحکم کے سیکرٹری ابو الزعزعہ کا بیان ہے کہ ایک دن مروان نے حضرت ابو ہریرہؓ کو طلب کیا۔ آپ تشریف لائے۔ مروان نے ان کے آنے سے پہلے ہی اپنے سیکرٹری ابو الزعزعہ کو حکم دے رکھا تھا کہ پردے کے پیچھے دوات قلم اور کاغذ لے کر بیٹھ جاؤ۔ میں ابو ہریرہ سے احادیث دریافت کروں گا۔ جو حدیثیں وہ بیان کریں، ان کو تم لکھتے چلے جانا۔ یہی کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مروان حضرت ابو ہریرہ سے احادیث دریافت کرتا، حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے چلے جاتے اور پس پردہ ابوالزعزہ لکھتا جاتا۔ ان احادیث کی تعداد کیا تھی؟ خود ابوالزعزہ کا بیان ہے:

فجعل یسال وانا اکتب حدیثا کثیرا

مروان نے ابو ہریرہؓ سے پوچھنا شروع کیا، وہ پوچھتا جاتا اور میں احادیث لکھتا جاتا۔ چنانچہ بہت سی احادیث میں نے لکھ لیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کو قطعاً مروان کی اس پوشیدہ کارروائی کا علم نہ تھا۔ مجلس برخواست ہو گئی اور حضرت ابو ہریرہؓ واپس تشریف لے گئے۔ مروان نے ان احادیث کے مجموعے کو بحفاظت تمام رکھوا دیا۔ ابوالزعزہ کہتے ہیں کہ سال بھر کے بعد مروان بن الحکم نے حضرت ابو ہریرہؓ کو دوبارہ طلب کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں مکتوبہ احادیث کے مجموعے کو لے کر پس پردہ بیٹھ جاؤں۔ میں ان سے ان ہی احادیث کو پھر پوچھوں گا۔ دیکھتا ہوں کہ اب کے وہ کیا بیان کرتے ہیں۔ یہ حضرت ابو ہریرہؓ کا گویا مروانی حکومت کی طرف سے امتحان تھا۔ امتحان لیا گیا۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ خود ابوالزعزہ کی زبانی سنیے، ان ہی کے الفاظ عربی میں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہیں:

فترکہ سنۃ ثم ارسلہ و اجلسنی وراء ستر فجعل یسئلہ وانا انظر فی الکتاب فما زاد ولا نقص (کتاب الکنیٰ امام بخاری ص ۳۳)

یعنی مروان نے احادیث کے مجموعے کو سال بھر تک رکھ چھوڑا۔ سال بھر کے بعد مجھے پھر پس پردہ بٹھا کر حضرت ابو ہریرہؓ سے سوالات کرنے شروع کیے۔ ادھر میں کتاب دیکھتا جاتا تھا، پس ابو ہریرہؓ نے نہ کسی لفظ کا اضافہ کیا اور نہ کم کیا۔

یہ ہے جو میں آپ سے کہتا ہوں کہ قرآن کریم کی تشریح و تفسیر یعنی حدیث نبوی ﷺ کے حفظ و بقا کا کام جن لوگوں کے سپرد کیا، ان کے حافظوں کو غیبی تائید سے غیر معمولی طور پر قوی کر دیا گیا تھا۔

دوسرا عامل

صحابہ کرام کو النبی الصادق المصدوق ﷺ سے جو والہانہ محبت و عقیدت تھی اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثال تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی۔ بقول گاڈ فرے ہگنس (عیسائی) ''حضرت محمد ﷺ کے پیغام نے وہ نشہ اپنے پیروؤں میں پیدا کر دیا تھا جس کو حضرت عیسیٰؑ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے سود ہے اور میں تو کہتا ہوں کہ عیسائی ہی نہیں بلکہ دنیا کو چاہیے کہ یہ یاد رکھے کہ اس نشے کی نظیر نہ اس سے پہلے دیکھی گئی اور نہ اس سے بعد دیکھی جا سکتی ہے۔''

عروہ بن مسعود ثقفی جو اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے، صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کے سامنے صحابہ کرام کی والہانہ محبت وعقیدت کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

''ای قوم واللہ لقد وفدت علی الملوک، وفدت علی قیصر و کسریٰ والنجاشی واللہ ما رائیت ملکا قط یعظمه اصحابه ما یعظم اصحاب محمد محمدًا، واللہ ان تنخم نخامة الا وقعت فی کف رجل منهم فدلک بها وجهه وجلده، واذا امرهم ابتدروا امره، واذا توضا کادوا یقتلون علی وضوءه واذا تکلم خفضوا اصواتهم عنده وما یحدون الیه النظر تعظیماله۔'' (صحیح بخاری)

''اے میری قوم! خدا کی قسم مجھے بادشاہوں کے دربار میں حاضری کا موقع ملا ہے۔ قیصر روم، کسریٰ ایران، نجاشی (شاہ حبش) کے ہاں باریابی حاصل ہوئی ہے۔ بخدا میں نے کسی بادشاہ کے لوگوں کو اتنی عظمت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنی محمد ﷺ کے ساتھی محمد ﷺ کی کرتے ہیں۔ بخدا جب وہ تھوکتے ہیں تو وہ ضرور کسی نہ کسی کے ہاتھ پر گرتا ہے۔ پھر وہ اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ محمد ﷺ جب کسی بات کا انہیں حکم دیتے ہیں تو اس کی تعمیل کی طرف جھپٹ پڑتے ہیں، جب محمد ﷺ وضو کرتے ہیں تو وہ آپ ﷺ کے وضو کے پانی پر آپس میں الجھ پڑتے ہیں، جب وہ بات کرتے ہیں تو سب کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں۔ حد یہ ہے کہ وہ کمال عظمت کی وجہ سے محمد ﷺ کی طرف نگاہ بھر کر دیکھ نہیں سکتے۔''

آپ اندازہ کیجیے کہ یہ ایک دوست کی نہیں، ایک دشمن کی شہادت ہے۔ پس جس جماعت کی گہری محبت، دلی الفت اور روحانی عقیدت کا یہ عالم ہو کہ تھوک اور وضو کے گرے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانی پر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں گویا آپس میں الجھ رہے ہیں اور آپ ﷺ کے ایک ایک موئے مبارک کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب سمجھتے ہوں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبیدہ، جنھیں حضرت انس خادم خاص رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ایک موئے مبارک ہاتھ آگیا۔ فرماتے ہیں:

لا ن تکو ن عند ی شعر ۃ منھا احب الی من الد نیا و ما فیھا ۔

میرے پاس آپ ﷺ کا ایک بال ہونا اس درجہ محبوب ہے کہ دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے، وہ سب کچھ اس کے مقابلے میں ہیچ ہے۔

خدارا بتایئے! کہ جن لوگوں کا قلبی اور روحانی تعلق نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس قسم کا ہو کہ ایک موئے مبارک بھی ان کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہو تو ان کے نزدیک آپ کے ارشادات و فرمودات اور آپ کے نصائح و وقائع زندگی کس درجہ محبوب ہوں گے۔

اور کیا علم النفس کا مسلمہ مسئلہ نہیں کہ جب کسی سے سچی محبت ہوتی ہے اور دل کی گہرائیوں میں اس کی محبوبیت اتر چکی ہو، تو محب صادق اپنے محبوب کی باتوں کے ذکر کرنے میں لذت حاصل کرتا ہے۔

لھا احا دیث من ذکرا ک تشغلھا

عن ا لشرا ب و تلھیھا عن ا لز ا د

بلکہ حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اس کی باتوں کو یاد کر کے وہ کھانے پینے سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے اور اس کی ایک ایک ادا کو یاد کر کے اپنے لیے روحانی مسرتوں کا سامان مہیا کرتا ہے، اس کے نقش و نگار کے لیے بہتر سے بہتر تشبیہات اس کا دماغ تجویز کرتا ہے۔ پھر اس کی محبت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اسی کی سی عادات اپنے اندر پیدا کرنے کو موجب فخر اور باعث راحت سمجھتا ہے۔

صحابہ کرام جنھوں نے اپنا مال و جان سب کچھ قربان کر رکھا تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے نفس، اپنے ماں باپ، اپنے خاندان بلکہ سارے عالم سے زیادہ محبوب سمجھتے تھے، وہ کیوں کر دنیا کے عاشقوں سے اپنے عشق و محبت میں کم تر ہو سکتے ہیں۔ خدا محدثین کو جزائے خیر دے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے اصحاب کرام کے حالات بھی ہم تک پہنچائے ۔ جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات ونصائح ،فرامین واحکام اور احوال ووقائع کے حفظ کرنے اور پھر اس کا ایک دوسرے سے مذاکرہ کرنے میں اس درجہ شوق اور انہماک رکھتے ہیں کہ پوری انسانیت کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں مل سکتی ۔ کسی ماہر فن مصور اور قادر الفن نقاش کی مصوری ونقاشی کیا مثال پیش کر سکتی ہے اس تصویر کشی کی جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ہند بن ابی ہالہ نے حضور ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرنے میں پیش کی ہے ۔ اگر طولِ کلام کا خوف نہ ہوتا تو میں اسے ضرور ذکر کرتا، لیکن میں عرض کروں گا کہ اس کے لیے شمائل ترمذی کو دیکھیے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجیے اور اندازہ کیجیے کہ جن لوگوں نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک، آپ ﷺ کے خدوخال، آپ ﷺ کے قدوقامت اور شمائل کے لیے اس قسم کی قلم کاری کی ہے، وہ آپ ﷺ کے اقوال وارشادات اور آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے احوال کے حفظ اور اس کے بار بار تذکرے سے لذت اندوز نہ ہوتے ہوں گے؟

حدیث کے زندہ نسخے

اب میں آپ کے سامنے صحابہ کرام کے بے پایاں شوق حدیث کے بعض واقعات عرض کرنا چاہتا ہوں، جس سے آپ اندازہ کر سکیں گے کہ رسول اکرم ﷺ کی حدیث پاک کے لیے اصحاب کرام کے دل میں کس قدر عزت واحترام تھا اور اس کے حصول کے لیے جو ذوق وشوق ان کے اندر تھا، اس کی مثال تاریخ عالم میں کہیں نہیں مل سکتی ۔

جابر بن عبداللہؓ

حضرت جابر بن عبداللہؓ کا گھر مدینہ منورہ ہی میں تھا اور وہ ان مقتدر اصحاب کرام میں سے ہیں، جن کو مکثرین کہا جاتا ہے ۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ان سے ایک ہزار پانچ سو چھ حدیثیں مروی ہیں اور حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں لکھا ہے کہ حضرت جابرؓ کا ایک حلقہ درس تھا جس میں لوگ ان سے علم حاصل کرتے تھے ۔ اب آپ اس جلیل القدر صحابی کا خود اپنا بیان سنیے ۔ وہ فرماتے ہیں:

بلغنی حدیث عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فابتعت بعیرا فشدت علیہ رحلی ثم سرت الیہ شھرا حتی قدمت الشام فاذا عبداللہ بن انیس الانصاری فاتیت منزلہ وارسلت الیہ ان جابرا علی الباب فرجع الی الرسول فقال جابر بن عبداللہ فقلت نعم فخرج الی فاعتنقتہ و اعتنقنی قال قلت حدیث بلغنی عنک انک سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المظالم لم اسمعہ انا منہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول (الحدیث) (جامع بیان العلم ص ۹۳)

یعنی نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی کے متعلق معلوم ہوا کہ ان کے پاس نبی ﷺ کی ایک حدیث مظالم کے متعلق ہے۔ اس حدیث کا علم اس صحابی سے براہ راست حاصل کرنے کے لیے میں نے ایک اونٹ خریدا اور اس پر کاٹھی کسی اور شام کی طرف روانہ ہوا۔ ایک ماہ تک برابر چلتا رہا، تا آں کہ میں شام پہنچ گیا اور عبداللہ بن انیس انصاری (جن کے نام سے انھیں حدیث پہنچی تھی) کے گھر پہنچا۔ ان کے مکان کے اندر کسی قاصد کو بھیجا اور کہا اطلاع کردو کہ باہر آپ کے دروازے پر جابر کھڑا ہے۔ قاصد نے واپس آکر پوچھا کہ کیا جابر بن عبداللہ ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ یہ سن کر عبداللہ بن انیس باہر نکل آئے۔ دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔ علیک سلیک کے بعد جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ مجھے آپ کے نام سے ایک حدیث رسول اللہ ﷺ کی پہنچی ہے جو آپ ﷺ نے ایک دوسرے پر ظلم کرنے اور اس کی سزا کے متعلق فرمائی ہے۔ میں نے وہ حدیث خود آنحضرت ﷺ سے نہیں سنی ہے۔ آپ نے یہ حدیث سنی ہے؟ عبداللہ بن انیسؓ نے جواب میں کہا، ہاں میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے (اس کے بعد عبداللہ بن انیسؓ نے پوری حدیث سنائی)

صحیح بخاری کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں:

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس ایک حدیث رسول اللہ ﷺ کی ہے، مجھے یہ خوف دامن گیر ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ سے اس حدیث کے سننے سے پہلے میں فوت ہو جاؤں۔"

(فخشیت ان اموت قبل ان اسمعہ)

ذرا اندازہ کیجیے اس عشق و شیفتگی کا کہ ایک حدیث جو صحابی کے ذریعے معلوم ہو چکی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن اب براہ راست اس صحابی سے حدیث سننے کے لیے شام کے سفر کا قصد کرتے ہیں۔ خاص اس مقصد کے لیے ایک اونٹ خریدتے ہیں۔ ایک ماہ کا برابر سفر کرتے ہیں اور اس صحابی سے ملاقات کا مقصد وحید بیان کرتے ہیں اور سفر کی ساری کوفت دور ہو جاتی ہے، جب ان کی زبان سے رسول پاک ﷺ کی حدیث سن لیتے ہیں۔

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

اس سے بھی زیادہ ایمان افروز واقعہ مشہور صحابی حضرت ابوایوب انصاریؓ کا ہے کہ ایک حدیث جو انھوں نے خود رسول اکرم ﷺ سے سنی تھی، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے متعلق انھیں مزید توثیق کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جس وقت حضرت ابوایوب انصاریؓ نے یہ حدیث آنحضرت ﷺ سے سنی تھی، اس وقت دربار رسالت میں عقبہ بن عامر بھی موجود تھے لیکن وہ اس وقت مصر میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ آپ کو سن کر حیرت ہوگی کہ صرف ایک حدیث کے سننے کے لیے اور اس کی توثیق کے لیے حضرت ابوایوب انصاریؓ مدینہ منورہ سے مصر کا سفر اختیار کرتے ہیں اور حضرت عقبہ بن عامرؓ کے پاس پہنچ کر فرماتے ہیں:

حدثنا ما سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم في ستر المسلم لم يبق احد سمعه غيري و غيرك۔

مجھ سے وہ حدیث بیان کیجیے جسے آپ نے رسول اکرم ﷺ سے مسلمانوں کی عیب پوشی کے متعلق سنا ہے۔ اب اس حدیث کے سننے والوں میں سے میرے اور آپ کے سوا کوئی باقی نہیں رہا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ان کے سامنے وہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

من ستر مسلماً على خزية ستر الله عليه يوم القيامة۔

جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالا، اللہ اس کے عیبوں پر قیامت کے دن پردہ ڈالے گا۔

اچھا، اس کے بعد سنیے: حضرت ابوایوبؓ اس حدیث کے سننے کے بعد محبت حدیث اور اس بارے میں اپنے اخلاص کا کیا مظاہرہ کرتے ہیں۔ روایت میں ہے:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاتی ابو ایوب راحلة فرکبها وانصرف الی المدینة وما حل رحله

حضرت ابوایوب حدیث سنتے ہی اپنی سواری کی طرف پلٹے۔سوار ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف واپس لوٹ گئے۔آپ نے مصر میں اپنی سواری کی کاٹھی بھی نہ اتاری۔(جامع بیان العلم ص ۹۴)

ایک عاشقِ حدیث صحابی

سنن دارمی میں ایک اور صحابی کے متعلق یہ روایت موجود ہے:

ان رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم رحل الی فضالة بن عبداللہ وھو بمصر فقدم علیہ وھو یمد لناقة له فقال مرحبا قال اما انی لم آتک زائرا ولکن سمعت انا وانت حدیثا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجوت ان یکون عندک منه علم (دارمی ص ۱۳۸ طبع مصر)

یعنی آنحضرت ﷺ کے صحابیوں میں سے ایک صحابی فضالہ بن عبداللہ کے پاس مصر پہنچے۔(حضرت فضالہ اس وقت اپنی اونٹنی کا چارہ تیار کر رہے تھے) فضالہؓ نے مسافر صحابی کا خیر مقدم کیا۔مسافر صحابی نے کہا کہ میں آپ کی زیارت کے لیے نہیں آیا ہوں۔بلکہ میں نے اور آپ نے ایک حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔میں یہ امید لے کر آیا ہوں کہ وہ حدیث آپ کو یاد ہوگی۔

عمر بن الخطابؓ

حضرت عمر بن الخطابؓ نے وحی الٰہی اور احوال نبوی ﷺ سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے کیا پروگرام بنا رکھا تھا۔صحیح بخاری میں اس کا ذکر ہے،فرماتے ہیں:

کنت انا وجارلی من الانصار فی بنی امیه بن زید وھی من عوالی المدینة وکنا نتاوب النزول علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل یوما وانزل یوما فاذا انزلت جئته بخبر ذالک الیوم من الوحی وغیرہ واذا نزل فعل مثل ذالک۔

یعنی میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی ہم دونوں بنی امیہ بن زید والوں کی بستی میں رہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے جو مدینہ کی بالائی بستیوں میں سے ہے۔ ہم دونوں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں باری باری سے حاضر ہوتے تھے۔ ایک دن وہ حاضر ہوتے اور ایک دن میں حاضری دیتا۔ میں جس دن حاضر ہوتا، اس دن کے حالات اور وحی وغیرہ کی خبران کو سناتا اور جب وہ حاضر ہوتے تو وہ بھی اسی طرح کرتے۔

حدیث کی کتابوں میں اس کا کافی ذخیرہ موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلفائے راشدین اور دوسرے جلیل القدر صحابہ ایک دوسرے سے آنحضرت ﷺ کی حدیث معلوم کیا کرتے تھے۔ مردوں میں اگر پتا نہ چلتا تو امہات المومنین کے پاس کسی کو بھیج دیا جاتا۔ اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ بیان کر دیتیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے ذکر میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ان کی مسلسل حاضر باشی کی وجہ سے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے اکابر صحابہ ان سے احادیث رسول اللہ ﷺ معلوم کیا کرتے تھے۔

حضرت انسؓ جن کو نو برس تک صحبت نبوی ﷺ میں حاضر رہنے کا شرف حاصل ہے، ایک دفعہ وہ حدیث سنا رہے تھے کہ حلقے کے لوگوں میں سے کسی نے پوچھا:

انت سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم

کیا آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟

حضرت انسؓ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

والله ما كل ما نحدثكم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعناه. ولكن لم يكن يكذب بعضنا بعضا ۔ (طبرانی کبیر۔ مستدرک حاکم)

یعنی قسم بخدا تمام وہ احادیث جو رسول اللہ ﷺ سے ہم روایت کرتے ہیں، ضروری نہیں کہ آپ ﷺ سے ہم نے خود سنی ہوں بلکہ ایک دوسرے صحابی سے سن کر بھی روایت کرتے ہیں، کیوں کہ ہم سے کوئی شخص بھی ایک دوسرے کو جھوٹ نہیں بیان کرتا تھا۔

حضرت براء بن عازبؓ سے بھی اسی قسم کے الفاظ مسند امام احمد میں منقول ہیں۔ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ما کل الحدیث سمعناہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدثنا اصحابنا عنہ کانت تشغلنا عنہ رعیۃ الابل۔

یعنی تمام احادیث ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بلا واسطہ نہیں سنی ہیں۔ ہمارے ساتھی آپ ﷺ سے احادیث سنتے اور ہمیں وہ احادیث بیان کر دیتے۔ اس لیے کہ ہم اونٹوں کے چرانے کے شغل میں مشغول رہتے۔

غرض محدود معاشی ذرائع کی وجہ سے مہاجرین کو اپنے اپنے اہل وعیال کی پرورش کے لیے عموماً بیوپار یا صنعتی کاروبار میں مشغول ہونا پڑتا تھا۔ جس گاؤں کا حضرت عمرؓ نے ذکر کیا ہے، یہاں آپ کی نگرانی میں کپڑا بننے کے کرگھے تھے اور سخ نامی گاؤں میں حضرت ابو بکرؓ کا کارخانہ تھا۔ انصار عموماً اپنے باغات اور کھیتوں میں مصروف رہتے تھے۔

لیکن بایں ہمہ رسول اللہ ﷺ کے احوال و وقائع اور ارشادات و نصائح کے سننے اور یاد کرنے کا خاص شغف ان میں موجود تھا، جس کی برکت سے احادیث کا وہ ذخیرہ تابعین نے ان سے حاصل کیا اور تابعین سے امت نے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وبعد از قرآن اصل دین و سرمایہ یقین علم حدیث است و آنچہ امروز از علم حدیث بدست مردمان است ساختہ پرداختہ شیخین است باں سبب کہ جملہ صالحان از حدیث شیخین خود روایت کردہ اند، نہ پنداری کہ شیخین ہمیں قدر روایت کردہ اند کہ در کتب اسانید بایشاں نسبت کردہ مے شود، بلکہ بسیارے از احادیث مرفوعہ کہ در مسانید مکثرین از صحابہ مذکور است، بحقیقت روایت شیخین است کہ عبداللہ بن عمر و عبد اللہ بن عباس و ابو ہریرہؓ آں را ارسال نمودہ اند و بہ آنحضرت ﷺ رفع کردہ و اہل مسانید ظاہر آں را اعتبار کردہ در مسانید ایشاناں درج نمودہ اند۔
(قرۃ العینین ص ۵۵)

یعنی قرآن کریم کے بعد اصل دین اور سرمایہ یقین علم حدیث ہے اور یہ جو آج علم حدیث کا ذخیرہ لوگوں کے پاس موجود ہے۔ یہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کا ہی تو ساختہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرداختہ ہے۔ بات یہ ہے کہ اکثر صحیح احادیث ان ہر دو حضرات ہی کی مروی ہیں اور یہ خیال نہ کرنا کہ حضرات شیخین سے صرف وہی احادیث مروی ہیں جو کتب حدیث میں ان کی طرف منسوب ہیں۔ بلکہ بہت سی مرفوع احادیث جو کتب حدیث میں بہت سے صحابہ سے مروی ہیں، یہ حقیقت میں حضرات شیخین ہی کی روایات ہیں۔ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور ابو ہریرہ ان روایات کو مرسلاً روایت کر کے مرفوع حدیث ذکر کر دیتے ہیں اور کتب حدیث کے مصنفین ان روایات کی ظاہری صورت کا اعتبار کر کے اپنی اپنی کتابوں میں انہی صحابہ کی روایات کی ظاہری صورت کا اعتبار کر کے اپنی اپنی کتابوں میں انہی صحابہ کی روایات میں درج کر دیتے ہیں۔

(نوٹ: مولانا غزنوی کا یہ خطبہء صدارت الاعتصام کی چار اشاعتوں (۲۱ مارچ، ۲۸ مارچ، ۴ اپریل اور ۱۱، اپریل ۱۹۵۸ء) میں شائع ہوا۔ مولانا اس کا بقیہ حصہ مرتب کر کے اشاعت کے لیے ''الاعتصام'' میں دینا چاہتے تھے، لیکن افسوس ہے کہ بعض موانع ایسے پیش آئے کہ انھیں اس حصے کو ترتیب دینے کا موقع نہ ملا اور یہ پورا خطبہ جو خالص علمی نوعیت کا ہے معرضِ اشاعت میں نہ آ سکا اور ہم مولانا کے افکارِ عالیہ سے مستفید ہونے سے محروم رہے۔ مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ استقبالیہ

(از مولانا محمد صدیق لائل پوری)

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی چھٹی سالانہ کانفرنس یکم، ۲، ۳۔ اپریل ۱۹۶۰ء کو بمقام پتوکی (ضلع قصور) بہ صدارت خان بہادر مولوی عبدالعزیز (سابق چیف جسٹس ریاست فرید کوٹ مشرقی پنجاب) ہونا قرار پائی تھی۔ اس کانفرنس کی مجلس استقبالیہ کے صدر مولانا محمد اسحاق رحمانی گوہڑدی کو اور سیکرٹری مولانا عبدالرحیم کوٹلوی کو بنایا گیا تھا۔ کانفرنس کے انعقاد کے تمام انتظامات مکمل ہو گئے تھے۔ پنڈال میں سائبان نصب کر لیے گئے تھے اور سٹیج تیار ہو چکا تھا۔ کانفرنس میں شمولیت کے لیے بہت سے لوگ پتوکی پہنچ گئے تھے۔ اس وقت پاکستان میں ایوب خاں کا مارشل لا نافذ تھا۔ کانفرنس کا اجلاس شروع ہونے سے چند گھنٹے قبل ۳۱۔ مارچ کی شام کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کے صدر مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے پاس حکومت مغربی پاکستان کے ہوم سیکرٹری کا پیغام پہنچا کہ چوں کہ ملک میں مارشل لا نافذ ہے، اس لیے جمعیت اہل حدیث کی کانفرنس نہیں ہو سکتی۔ یہ اچانک اور غیر متوقع حکم تھا، اس لیے اسی وقت مولانا نے ہوم سیکرٹری سے بات کی، آئی جی اور ڈی آئی جی سی آئی ڈی سے بات کی۔ معاملہ اخبارات میں آیا اور اخباروں میں حکومت کے موقف کو غلط اور جمعیت کے موقف کو صحیح قرار دیا گیا۔ کئی دن یہ بحث جاری رہی لیکن کانفرنس کی اجازت نہ ملی۔ اب لائل پور (فیصل آباد) میں جامعہ سلفیہ کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا، جس کی حکومت نے اجازت دے دی۔ چنانچہ ۲۰، ۲۱، ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۶۱ء (۹، ۱۰، ۱۱۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ) کو فیصل آباد کی عیدگاہ کے کھلے میدان میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے صدر شیخ عبدالوہاب دہلوی (کراچی) کو بنایا گیا تھا اور صدر استقبالیہ مولانا محمد صدیق لائل پوری تھے۔ لیکن شیخ عبدالوہاب کو کانفرنس سے ایک دن قبل دل کی تکلیف ہو گئی اور وہ کانفرنس کی صدارت نہ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکے۔ان کے بجائے فوری طور پر الحاج سیٹھ محمد یعقوب (مالک فرم فضل ربی ریڈیو حیدرآباد) تشریف لائے اور انھوں نے کانفرنس کی صدارت کی۔لیکن وقت نہ ملنے کی وجہ سے وہ خطبہ صدارت نہ لکھ سکے، جس کی انھوں نے کانفرنس میں معذرت کی۔تاہم مولانا محمد صدیق لائل پوری نے اپنا خطبہ استقبالیہ لکھ لیا تھا جو ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔یہ کانفرنس اگرچہ جامعہ سلفیہ کانفرنس تھی، لیکن مرکزی جمعیت اہل حدیث کی کانفرنس کے قائم مقام ہوئی تھی، اس لیے ترتیب کے اعتبار سے اسے چھٹی کانفرنس قرار دیا گیا تھا۔ (مرتب)

محترم صدر وحضرات علمائے کرام وارا کین عظام۔السلام علیکم۔

آج آپ نے جن مقاصد کے پیش نظر لائل پور دھوبی گھاٹ کے وسیع میدان میں تشریف لا کر مجھے اور میرے رفقائے کار کو اپنا استقبال کرنے کا شرف بخشا ہے، اپریل ۱۹۵۵ء میں بھی آپ نے انھی مقاصد کے پیش نظر اسی میدان میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا تھا۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ہم خدائے قدوس کے بعد آپ سب حضرات کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پھر بھی ہمیں آپ کے استقبال کا موقع دے۔

ہم نے اپنی بساط کے مطابق ۱۹۵۵ء میں بھی آپ کی خدمات سرانجام دی تھیں اور اب بھی پورے ولولے کے ساتھ آپ کی خدمات سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ہم اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہوئے آپ سے التجا کرتے ہیں کہ آپ کو ہماری وجہ سے کوئی تکلیف پہنچے تو آپ ہمیں معذور سمجھتے ہوئے درگزر فرمائیں۔

آج آپ جس شہر میں تشریف فرما ہیں، یہ لائل پور ہے۔آج سے ۶۵ سال قبل یہ ویران وسنسان جنگل اور وحشی جانوروں کا مسکن تھا۔خدا کو اسے آباد کرنا مطلوب تھا۔اس نے ایسے شخص سے یہ کام سرانجام دلایا جو انگریز تھا اور مسٹر لائل کے نام سے مشہور تھا۔

چوں کہ اس علاقے کی زمین پیداوار کے لحاظ سے بہت اعلیٰ قسم کی واقع ہوئی تھی، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واسطے اس علاقے کو دریا چناب سے نہر نکال کر سیراب کیا اور آباد کرنے والوں نے بھی بڑی دلچسپی کا ثبوت دیا۔ آباد ہونے کے بعد لائل پور میں ایک زرعی کالج کی بنیاد رکھی گئی جس میں طالب علم زراعت کے متعلق تعلیم حاصل کر کے ملک کے مختلف زرعی اداروں میں ترقی کا موجب بنے۔ اب حکومت نے اس کالج کو یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اللہ کرے اس پر عمل ہو۔ تقسیم سے پہلے اس شہر کی آبادی چند ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔ لیکن اب لاکھوں نفوس پر مشتمل ہے۔ تقسیم سے پہلے یہ صرف غلے کی بہترین منڈی تھا، لیکن اب یہ ہر جنس کی بہترین منڈی ہے۔ اس میں کپڑے کی دس اور چینی کی ایک اور تیل وغیرہ کی متعدد ملیں موجود ہیں۔ اس واسطے اس کو پاکستان کا مانچسٹر کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ بجلی کے پلانٹ کی وجہ سے اس کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ الغرض جن شہروں میں صنعتی ترقی کی وجہ سے پاکستان کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہے، لائل پور ان میں سرفہرست ہے۔

علمی اعتبار سے بھی یہ شہر کافی ترقی کر رہا ہے۔ اب اس میں چھ کالج اور متعدد ہائی سکول ہیں۔ دینی اعتبار سے مختلف مکاتب فکر کی تقریباً اٹھارہ درس گاہیں ہیں، جو اپنی اپنی جگہ دینی اور علمی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ اس طرح ضلع کے مختلف مقامات پر دینی مدرسے قائم ہیں جن میں مدرسہ اوڈاں والا اور جھوک دادو قابل ذکر ہیں۔ آج آپ جس مدرسۂ عظیم کی یادگار کے طور اس شہر میں تشریف فرما ہوئے ہیں، وہ اسی شہر لائل پور میں ''جامعہ سلفیہ'' کے نام سے شیخوپورہ روڈ پر آپ کے کارنامے کی داد دے رہا ہے۔ اس درس گاہ کی بنیاد ۱۹۵۵ء کی کانفرنس میں رکھی گئی تھی۔ اس وقت سے لے کر آج تک مرکزی جمعیت مغربی پاکستان نے اپنی تمام تو جہات اس درس گاہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں صرف کر دی ہیں۔ درس گاہ کی سوا دو ایکڑ زمین حاجی امام دین مرحوم کی وصیت پر حاجی صاحب کے دو بیٹوں حاجی محمد ابراہیم مرحوم اور حاجی محمد یوسف صاحب نے انجمن اہل حدیث لائل پور کو درس گاہ کے لیے دی تھی۔ انجمن مذکور نے یہ زمین مرکزی جمعیت کے حوالے کر دی تا کہ درس گاہ کا کام مرکزی جمعیت کے ذریعے سے ہو۔ اللہ کا نام لے کر درس گاہ کا نام ''جامعہ سلفیہ'' رکھ کر تعمیر شروع کر دی۔ آج تک اس میں ۲۴ کمرے تیار کرائے اور ایک مسجد اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باورچی خانہ بنوایا۔

قابل اساتذہ کی سرکردگی میں تدریس کا کام شروع کر دیا گیا۔آج تک کافی طالب علم فارغ ہو کر ملک کے مختلف اضلاع میں درس و تبلیغ کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ چوں کہ یہ زمین یونیورسٹی کے لیے جو مرکزی جمعیت نے قائم کی ہے، کافی نہ تھی اس واسطے مرکزی جمعیت نے دو ایکڑ زمین جو اسی زمین کے ساتھ ملحق تھی خریدنے کا ارادہ کر کے جماعت سے اپیل کی۔ لاہور، گوجراں والا، لائل پور، سرگودھا وغیرہ کے اصحاب ثروت نے اس پر لبیک کہا اور وہ ملحقہ زمین تقریباً اسی ہزار روپے میں خریدی گئی۔ اس سلسلے میں لاہور میں حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی صاحب صدر مرکزی جمعیت مغربی پاکستان، میاں عبدالمجید صاحب ناظم مالیات مرکزی جمعیت اہل حدیث اور الحاج محمد اسحاق حنیف ناظم شعبہ نشر و اشاعت کی مساعی قابل داد ہیں۔ گوجراں والا میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان اور میاں فضل حق صاحب صدر جامعہ سلفیہ نے جس تن دہی سے اس کام کو سرانجام دیا، وہ انھی کا حصہ ہے۔ سرگودھا میں مولانا محمد اسحاق صاحب اور مولانا رضاء اللہ صاحب و میاں عبدالستار صاحب نے نمایاں حصہ لیا۔ لائل پور میں الحاج شیخ محمد رفیع صاحب مالک کریسنٹ مل، الحاج شیخ دوست محمد صاحب مالک زینت مل، مولانا محمد یعقوب صاحب ناظم اعلیٰ انجمن اہل حدیث لائل پور، مولانا عبیداللہ صاحب احرار، مولانا محمد اسحاق صاحب چیمہ صدر انجمن اہل حدیث، شیخ فیروز دین صاحب نائب صدر انجمن اہل حدیث، حاجی عبدالکریم صاحب، شیخ محمد ابراہیم صاحب، شیخ دین محمد صاحب، حاجی محمد یوسف صاحب چغتائی، شیخ عنایت اللہ صاحب، صوفی احسان الحق صاحب نائب صدر، شیخ بشیر احمد صاحب، صوفی احمد دین صاحب، مولوی محمد رفیق صاحب، مولوی عبدالو۔ سہ ساحب، شیخ محمد شریف صاحب، ماسٹر فتح محمد صاحب، مولوی محمد یحییٰ صاحب وغیرہ ہم نے کافی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ اس نیکی کو قبول فرمائے، جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

چوں کہ تعلیم کے اجرا سے ہی اساتذہ کی تنخواہوں اور طالب علموں کی خوراک وغیرہ پر مبلغ چار ہزار روپیہ ماہانہ کا خرچ شروع ہو گیا تھا اور تعمیرات کے سلسلے میں بھی کثیر رقم درکار تھی، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے اتنے خرچ نے مرکزی جمعیت کو مجبور کر دیا کہ اس کے ارکان ملک کے گوشے گوشے میں پہنچ کر جماعت کے اصحاب ثروت کی توجہ جامعہ سلفیہ کی طرف مبذول کرائیں۔ اس سلسلے میں صدر مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان حضرت مولانا سید محمد داود صاحب غزنوی اور ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کی قیادت میں ایک وفد کراچی پہنچا، جس نے اصحابِ کراچی سے اپیل کی کہ آپ بھی اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ سے حصہ لیں۔ اس پر ملک التجار الحاج شیخ عبدالوہاب ابن الحاج شیخ عطاء الرحمان صاحب بانی مدرسہ رحمانیہ دہلی نے لبیک کہا اور فرمایا کہ جامعہ میں مستقل مسجد کے لیے جو نقشہ تیار کر رکھا ہے، وہ مجھے بھیج دیں۔ مسجد پر جو خرچ ہوگا، وہ اپنی گرہ سے ادا کر دوں گا، چنانچہ پانچ ہزار روپیہ آپ نے مسجد کی بنیادوں کے لیے بھیجا۔

میں اوپر عرض کر آیا ہوں کہ تعمیر کا کام شروع ہے۔ اس وقت تک ۲۴ کمرے تعمیر ہو چکے ہیں، جن سے اب تعلیم کا کام لیا جا رہا ہے۔ دراصل یہ کمرے طالب علموں کی رہائش کے لیے ہیں، چوں کہ تعلیمی کمرے، ہال کمرہ، اساتذہ کے لیے رہائشی مکانات، ۲۴ کمروں کے آگے برآمدے محتاج تکمیل ہیں، جس پر اخراجات کا اندازہ کئی لاکھ روپیہ ہے۔ میں احباب خیر سے توقع رکھتا ہوں کہ پوری توجہ اس طرف مبذول رکھیں گے اور اس عظیم منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے سرتوڑ کوشش کریں گے۔ اپنی خیرات وزکوٰۃ کے علاوہ بھی مرکزی جمعیت کا ہاتھ بٹائیں گے۔ جامعہ میں اس وقت مجموعی طور پر تیرہ اساتذہ تعلیم دے رہے ہیں، جن میں شیخ الحدیث حافظ محمد صاحب گوندلوی اور مولانا شریف اللہ صاحب کی شخصیتیں قابل ذکر ہیں۔ تقریباً ڈیڑھ صد طلبا ملک کے مختلف گوشوں سے آ کر اپنی علمی تشنگی پوری کر رہے ہیں۔ ایک لائبریری بھی ہے، مگر ابھی تک ضرورت کے مطابق پوری نہیں ہے۔ اس کی تکمیل کرنا بھی آپ حضرات کے ہی ذمے ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس اہم ضرورت کو بھی پورا کرنے میں سرتوڑ کوشش کریں گے۔

میری دعا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو ان تمام ضروریات کی تکمیل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج تک لائل پور میں جن دوستوں نے جامعہ سلفیہ کی پوری محنت اور جاں فشانی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدمت کی ہے، ان میں مولانا محمد اسحاق صاحب چیمہ، مولانا عبید اللہ صاحب احرار اور مولانا محمد یعقوب صاحب کے نام سرفہرست ہیں۔ ان کی اس خدمت کو جماعت کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ یہ دوست میرے ساتھ ہو کر ضلع لائل پور سے طالب علموں کی خوراک کے سلسلے میں ہر سال سیکڑوں من گندم بھی فراہم کرتے رہے ہیں۔ ان کا یہ ایثار قابل ستائش ہی نہیں ہمارے لیے قابل فخر بھی ہے۔ علاقے سے جن اصحاب نے جامعہ کی خدمت کی ہے، ان میں میاں محمد باقر صاحب جھوک دادو قابل ذکر ہیں۔ میں اور میرے رفقا میاں صاحب موصوف اور دوسرے سب امداد کرنے والے دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جامعہ کی خدمت کرنے والے سب حضرات کی دنیا و دین بہتر کرے اور جماعتی خدمت کرنے کی مزید توفیق عنایت فرمائے آمین۔

اس کے بعد میں اس کانفرنس کے منتظمین کا تہ دل سے شکر گزار ہوں، جنھوں نے شب و روز محنت کر کے میرے ساتھ پورا تعاون کیا ہے۔ خصوصاً حاجی محمد یوسف صاحب چغتائی اور حافظ عبدالرحمٰن صاحب قصوری کا جنھوں نے نہ صرف اپنا قیمتی وقت دیا، بلکہ انھوں نے اس کے ساتھ ساتھ جامعہ کی بھی خدمات سرانجام دیں اور کانفرنس کا کام بھی پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

- لائل پور کے تمام شبان اہل حدیث خصوصاً شیخ محمد اسماعیل صاحب صدر شبان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں، کیوں کہ انھوں نے بھی کانفرنس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے سرتوڑ کوشش کی ہے۔ بلکہ انھوں نے جامعہ کی تاسیس سے لے کر اب تک جامعہ کے ہر کام میں پورا پورا تعاون کیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ شبان کی وجہ سے لائل پور کی جماعت اہل حدیث کا سر بلند ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایسے کام کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور انھیں جزائے خیر دے۔ آمین، ثم آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد حنیف ندوی کا پریس کانفرنس سے خطاب
(مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ساتویں کانفرنس سے چار روز پہلے)

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی سرگرمیوں کی مجمل روداد اور ان کے نظریہ وفکر کی واضح تشریح یعنی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتویں سالانہ اجتماع کی تقریب سعید پر مجلس استقبالیہ لاہور کانفرنس کی طرف سے مولانا محمد حنیف ندوی نے ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء (بروز اتوار) گیارہ بجے شیزان ہوٹل میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ نمائندگان جرائد کے علاوہ اس میں جماعت کے معزز ارکان مولانا محی الدین احمد قصوری، پروفیسر عبدالقیوم صاحب، حاجی محمد اسحاق حنیف، شیخ محمد اشرف اور محمد اسحاق بھٹی ایڈیٹر "الاعتصام" نے شرکت کی۔ مولانا نے ایک مطبوعہ بیان نمائندگان جرائد کے حوالے کیا جو ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

آج جس عظیم دینی جماعت کے تعارف سے عہدہ برا ہونے کا شرف ہمیں حاصل ہو رہا ہے، اس کا نام مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان ہے، جس کی تگ و تاز اور سرگرمیوں کا دائرہ سرِ دست مغربی پاکستان تک محدود ہے۔ اس کا دائرہ رکنیت ڈیڑھ لاکھ نفوس سے متجاوز ہو چکا ہے اور ابھی رکن سازی کی مہم ختم نہیں ہوئی۔ امید ہے یہ تعداد چار پانچ لاکھ تک پہنچے گی۔ یہ تعداد ان حضرات کی ہے جن تک ہمارے مبلغین کی رسائی آسانی سے ہو پائی ہے۔ ورنہ جہاں تک فکر و نظر اور اصول و مسلک کے ساتھ وابستگی کا تعلق ہے یہ دائرہ اس سے کہیں زیادہ وسعتیں لیے ہوئے ہے۔ ہمارا اپنا محتاط اندازہ یہ ہے کہ شیدائیان کتاب و سنت کا یہ گروہ کسی طرح بھی، اسی لاکھ سے کم نہیں ہے۔

اس وقت مرکزی تنظیم کی رہنمائی میں پانچ سو باقاعدہ جمعیتیں ایسی ہیں جو ایک سلک میں منسلک ہیں، جن کا ایک نظام کار ہے اور اشاعت و تبلیغ اسلام کے اہم فریضے کو ادا کرنا جن کے نصب العین کا اہم ترین حصہ ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوتا ہے کہ جمعیت کے ارباب ہم نے ایک ایسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دارالعلوم کی اہمیتوں کو محسوس کیا جو تمام اہم تقاضوں کو بہ احسن وجہ پورا کر سکے، جس کا علمی معیار اونچا اور قابل مثال ہو، جس کے فارغ التحصیل طلبہ زندگی کے ہر شعبے میں کتاب وسنت کی روشنی میں قدم بڑھا سکیں اور علم وعمل کے ہر میدان میں اعتماد اور بھروسے کے ساتھ اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا سکیں۔

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ جمعیت نے مجوزہ دارالعلوم کی لائل پور میں داغ بیل ڈال دی ہے، جو صاحبِ نظر اور جید اساتذہ کی نگرانی میں کتاب وسنت کی تعلیمات کو پھیلانے اور علم وعرفان کی شمعِ فروزاں کو عام کرنے میں مشغول وکوشاں ہے۔

مرکزی جمعیت کا ''اشاعۃ السنۃ'' کے نام سے اپنا ایک تصنیفی ادارہ بھی ہے، جس کی طرف سے اس وقت تک متعدد کتب ورسائل زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ جمعیت کا اپنا ایک موقر جریدہ ''الاعتصام'' ہے جو چودہ برس سے توازن، سلامت روی اور باقاعدگی کے ساتھ اسلامی فکر وتصور کو نکھار کر پیش کرنے میں مصروف ہے۔

علاوہ ازیں جمعیت کے کئی اور انتظامی ادارے ہیں جو اپنے دائرے میں مشغول کار ہیں۔

جمعیت کے سربراہ اور سالار قافلہ حضرت الامیر مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی ہیں، جن کی قیادت ورہنمائی میں یہ عظیم تنظیم خوش اسلوبی سے چل رہی ہے۔ ان کے جذبہ خدمت وایثار اور نشاطِ عمل کا یہ عالم ہے کہ علالت، پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود ان کے عزائم میں کوئی فرق نہیں آیا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ان ذمہ داریوں کو برابر اسی جوش اور اسی اخلاص کے ساتھ نبھا رہے ہیں کہ جس جوش واخلاص کا مظاہرہ انھوں نے اول روز کیا تھا۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں صحت کاملہ بخشے اور ان کی شخصیت، ان کے علم وفضل اور ان کی صلاحیتوں سے وہ کام لے جس کے لیے انھیں پیدا کیا گیا ہے۔

یہ تھا مختصر سا تعارف مرکزی جمعیت اہل حدیث کی سرگرمیوں کا۔ مگر اصلی اور بنیادی سوال جو اس وقت زیرِ غور ہے، وہ یہ ہے کہ اسلام اور زندگی کے بارے میں وہ کون سے تصورات اور پیمانے ہیں، جن کی ہم ترجمانی کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلے میں بغیر کسی پیچیدگی سے الجھے اور بحث میں پڑے پہلے ہی قدم پر اس حقیقت کو کھول کر بیان کر دینا ضروری ہے کہ

اہل حدیث سے مراد کوئی ایسا جدید فرقہ یا گروہ نہیں ہے کہ جس کی عقیدت اور دل بستگی کا مدار ومحور اسلام کے علاوہ کوئی اور چیز ہو۔ اس لیے کہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے اسی راہ پر گام فرسا ہونے کی مدعی ہے، جس کی طرف کتاب وسنت نے دعوت دی ہے اور فلاح وکامرانی کی اسی منزل تک رسائی حاصل کرنے کے لیے کوشاں و بے تاب ہے، جس کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے نشان دہی فرمائی ہے۔ اس کے سوا اور جتنی راہیں ہیں وہ ہمارے لیے اجنبی ہیں اور جتنی منزلیں ہیں، وہ ہماری منزلیں نہیں۔!

ہمارے عقائد جانے بوجھے اور صاف ہیں۔ پہلی شے جو ہمارے ایمانیات کو متعین کرنے والی ہے، وہ توحید ہے، جس کے یہ معنی ہیں کہ:

۱۔ ہم ایک اللہ پر محکم واستوار ایمان رکھتے ہیں اور پوری دیانت داری سے سمجھتے ہیں کہ دعوت اسلامی کا یہی وہ بنیادی اور اساسی نقطہ ہے، جس کی وضاحت وتشریح کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ہزاروں انبیاء دنیا میں مبعوث فرمائے اور یہی وہ قدر واصل ہے جس سے اجتماعیات واخلاق کا پورا کارخانہ مستنبط ہوتا ہے۔ توحید کا کھلا ہوا اور اولین تقاضا یہ ہے کہ ہم شرک کی تمام صورتوں سے مجتنب رہیں اور محبت وعبدیت کے تمام رشتوں کو اسی ایک ذات گرامی کے ساتھ وابستہ واستوار رکھیں۔

یعنی اگر نیاز وعبودیت سے گردنیں جھکیں، تو اسی کے سامنے اور دست دعا دراز ہو تو اسی کے آگے۔ اسی کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا مانیں اور اسی کو ہر کامیابی کے لیے وسیلہ وذریعہ قرار دیں۔ صفات کی تعبیر ہمارے ہاں وہی مستند ہوگی، جس کی تائید میں قرآن وسنت اور سلف کے سیدھے سادے نقطہ نظر کو پیش کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں اصول یہ ہے کہ ان تمام اوصاف سے اللہ تعالیٰ کی ذات متصف ہے جو حسن وجمال کا پہلو لیے ہوئے ہیں اور ان تمام اشیاء سے منزہ ہے، جس میں قبح ونقص کا شائبہ تک پایا جاتا ہے۔ توحید کا یہ تصور اتنا واضح، اس درجہ مسلمہ اور نتھرا ہوا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل سنت کے کسی گروہ کے ہاں اس کو بحث ونزاع کا موضوع نہیں ٹھہرایا گیا۔

۲۔ توحید کے بعد دوسری چیز جس سے ہمارا دبستان فکر ترتیب پاتا ہے، سنت کے بارے میں ہمارا مخصوص و متعین موقف ہے جو بحمداللہ قطعی نیا اور انوکھا نہیں ہے، بلکہ فقہ واجتہاد کی پوری تاریخ کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام ائمہ اجتہاد کی طرح ہم بھی اسے دین کی وضاحت وتشریح کے سلسلے میں نہایت ضروری بنیاد قرار دیتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ فقہ وتشریع کا کوئی بھی نقشہ اس کی روشنی سے بہرہ مند ہوئے بنا تکمیل پذیر نہیں ہوسکتا۔

ہمارے نزدیک قرآن نے نبوت ورسالت کا جو واضح تصور پیش کیا ہے، وہ بائیبل کے اس دھندلے تصور سے بالکل جدا ہے کہ جس میں انبیا کے لیے عصمت اور کردار وپاکیزگی سیرت کی ذمہ داریوں کو قطعی ضروری نہیں ٹھہرایا گیا۔ لیکن قرآن کے نقطۂ نظر سے ان کی ہر ادا حجت و استناد کے پیمانوں کی حامل ہوتی ہے اور ان کا انفرادی و اجتماعی کوئی عمل بھی ایسا نہیں ہوتا جو وحی کے حسین وجمیل سانچوں میں ڈھلا ہوا نہ ہو۔

کیوں کہ اگر یہی گروہ قول وعمل کی استواریوں سے محروم ہوگا، تو ایک عام انسان کس شخص کے عمل وسیرت سے استفادہ کرسکے گا اور اصلاح وتزکیہ کے لیے کس کی زندگی کو اپنے لیے مشعل راہ اور اسوہ ونمونہ قرار دے سکے گا؟

سنت کے سلسلے میں اہل حدیث کا موقف صرف یہی نہیں کہ یہ حجت وسند ہے اور اس سے انحراف خود اسلام اور اس کی فقہی تاریخ ومسلمات سے انحراف کے مترادف ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ قرآن کے پہلو بہ پہلو دین کی یہی اور صرف یہی وہ بنیاد ہے جس پر ہماری زندگی کا پورا کارخانہ تعمیر ہونا چاہیے۔ کیوں کہ اس سے ہٹ کر جو نقشہ بھی مرتب کیا جائے گا وہ چاہے کتنا ہی حسین اور دل کو لبھانے والا ہو، سراسر بدعت اور محدثات میں شمار ہونے کے لائق ٹھہرے گا اور اس کو کسی تاویل کی رو سے بھی ہم دین سے تعبیر نہیں کرسکیں گے۔ بدعات اور محدثات کے بارے میں یہ بات واضح ہوجانا چاہیے کہ اس سے مراد تہذیب وتمدن کے ارتقائی اور صحت مند تقاضے نہیں، بلکہ وہ رسوم واعمال ہیں جو قرآن وحدیث کی تائید سے محروم ہوں اور تفحص وتلاش کے باوجود خیر القرون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جس کی کوئی مثال نہ ملے۔ نیز ان میں اسی نوع کے التزام وتعبد کو ضروری سمجھا جائے جو صرف شریعت کے ساتھ مخصوص ہے۔

۳۔ تیسری اور فیصلہ کن چیز جس کی وجہ سے ہمارا نقطۂ نظر ایک خاص مدرسہ فکر کی صورت اختیار کر لیتا ہے، تقلید واجتہاد کے بارے میں وہ متوازن اور معقول طرز عمل ہے، جو ہماری جماعت کا طرۂ امتیاز ہے۔ ہم اس حقیقت کو واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے دل میں فقہ اور ائمہ فقہ سے متعلق کوئی غبار موجود نہیں، بلکہ اس کے برعکس ہم فقہ و تقنین کی ان گراں قدر خدمات کو نہایت درجہ قدر ومنزلت سے دیکھتے ہیں، جو ائمہ فقہ نے مختلف حالات وظروف کے پیش نظر اپنے اپنے ڈھب سے انجام دیں۔ یہی نہیں، ہمیں امام ابوحنیفہؒ کی فطانت علمی اور بے نظیر اجتہادی صلاحیتوں کا تہ دل سے اعتراف ہے۔ ہم امام شافعیؒ کی ان بے مثل علمی خدمات پر بھی خراج تحسین ادا کرنے پر مجبور ہیں، جن کی بدولت پہلی دفعہ حجیت حدیث کے بہت سے گوشے نکھر کر فکر ونظر کی تازگی کا باعث ہوئے اور جن کی وجہ سے نہ صرف فقہ واصول نے باقاعدہ نظام کی حیثیت اختیار کی بلکہ یہ فن اس طرح کتاب وسنت کی شیرینیوں کے ساتھ گھل مل گیا کہ جس سے استدلال واستنباط کی بے راہ روی کے تمام راستے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسدود ہو کر رہ گئے۔ ٹھیک اسی طرح ہمارے نزدیک امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کی خدماتِ جلیلہ اور عظمتِ کردار بھی مسلمہ ہے۔ کیوں کہ ہماری تاریخ میں یہی وہ دو بزرگ تو ہیں جنھوں نے ایک طرف حفظ وصیانت حدیث کی ذمہ داریوں کو سنبھالا اور تعلیم وتدریس کی مسندوں کو زینت بخشی، تو دوسری طرف ملوکیت کی چیرہ دستیوں کے خلاف ایسی عزیمت، ایسی قربانی اور جرأت وجاں بازی کا ثبوت مہیا کیا کہ رہتی دنیا تک ان کی درخشاں مثال سے زندگی کسبِ ضو کرتی رہے گی۔

اس تصریح سے اتنا بہرحال واضح ہو جاتا ہے کہ اصحابِ تقلید سے وجہِ اختلاف یہ بات نہیں ہے کہ ہم فقہ کی اہمیتوں کو تسلیم نہیں کرتے یا خدانخواستہ ائمہ عظام کے معاملے میں بخل سے کام لیتے ہیں اور ان کو اس مقامِ بلند کا سزاوار نہیں سمجھتے۔ تاریخ بجا طور پر اس کا سزاوار ان کو ٹھہرا چکی ہے۔ بلکہ نقطۂ اختلاف یا وہ موڑ جہاں اصحابِ تقلید سے ہم جدا ہوتے ہیں یہ ہے کہ جہاں تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسائل کا تعلق ہے، ہم حق وصداقت کو ائمہ فقہ کے مختلف مدارس میں منحصر اور سمٹا ہوا نہیں مانتے اور اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ ان میں سے کسی نے حق وصداقت کو پوری طرح گھیر لیا ہے۔

ہماری دعوت کا خلاصہ دو لفظوں میں یہ ہے کہ حق وصداقت کو ان سب میں دائر وسائر مانا جائے، یہی نہیں اس حقیقت کا اعتراف بھی کیا جائے کہ کسی مسئلے میں حق ان چاروں سے باہر بھی جلوہ گر ہے۔

اہل حدیث نے تقلیدِ شخصی کی راہ کو اس بنا پر پسند نہیں کیا کہ اس میں تین کھلی ہوئی قباحتیں مضمر ہیں۔

اولاً: اس کو اپنانے سے فکر واجتہاد کی تازہ کاریاں ختم ہو جاتی ہیں اور پیش آئند مسائل میں نئے انداز سے سوچنے سمجھنے کے وہ دروازے کلیۃً بند ہو جاتے ہیں کہ جن کو خود ائمہ فقہ کی مجتہدانہ مساعی نے کھولا تھا اور جن کا کھلا رہنا اس بات کی علامت ہے کہ اسلام نے بعض شرائط کے تحت اہل فکر واجتہاد کو مسائل کے حل وکشود کی مکمل آزادی عطا کر رکھی ہے اور یہ کہ اسلام میں ان تمام حالات ومسائل سے نمٹنے کی پوری پوری صلاحیت موجود ہے، جو علوم وفنون اور معاشرے کے ارتقا سے ابھرتے ہیں۔

ثانیاً: اس سے ہمتوں میں پستی اور ذہنوں میں جمود پیدا ہوتا ہے اور اسلامی سوسائٹی میں تعصب وگروہ بندی کے جراثیم کو پھلنے پھولنے کا موقع ملتا ہے۔ اسلام کی تاریخ شاہد ہے کہ ان گروہوں اور فرقوں کے تعصب نے تفرق اور تحزب کی ایسی افسوس ناک شکلیں اختیار کی ہیں کہ بعض اسلامی سلطنت کے زوال کا باعث ہوئی ہیں اور ملت اسلامیہ کو مختلف حلقوں میں اس طرح تقسیم کر دیا کہ اس کے باوجود کہ یہ سب ایک دوسرے کو اہل سنت سمجھتے ہیں، پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کے روادار نہیں۔ اور تو اور خود بیت اللہ میں، جو وحدت کا مرکز تھا، چار مصلے قائم ہو گئے۔

ثالثاً: سب سے بڑا نقصان جو کسی ایک ہی مدرسہ فکر کے ساتھ چپک جانے سے ایک انسان کے جذبہ ایمان کو پہنچتا ہے، وہ نفسیاتی اہمیت کا حامل ہے، جو یہ ہے کہ ایک مسلمان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حیثیت سے ہمیں براہ راست کتاب وسنت کے ساتھ جس طرح کی وابستگی اور تعلقِ خاطر ہونا چاہیے اور بلا کسی مدرسہ فکر کی منت پذیری اور وساطت کے جس طرح کے جذبہ اطاعت وعقیدت کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ استوار و قائم رکھنا چاہیے، اس سے اس امر میں فرق آ جاتا ہے اور ہم یوں سوچنے کے بجائے کہ قرآن وحدیث کسی خاص مسئلے میں ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے، تقلید کی وجہ سے یوں سوچنے کے عادی ہو جاتے ہیں کہ فقہ حنفی یا شافعی کی رو سے اس مسئلے کا کیا جواب ہے؟

ظاہر ہے وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ رشتہ وتعلق کی نوعیتوں کو براہِ راست قائم رکھنے کا خواہاں ہے، اس شخص سے بہتر ہے جو درمیانی وسائل وذرائع کو اس سلسلے میں ضروری سمجھتا ہے۔

مگر ترکِ تقلید کے معنی یہ نہ سمجھ لیے جائیں کہ ہم ہر شخص کو اجتہادِ مطلق کا حق دار سمجھتے ہیں اور اس پُرفتن دور میں ہر ایک کو اس بات کا اہل قرار دیتے ہیں کہ اجتہاد کے نام پر جس طرح چاہے اسلام کا حلیہ بگاڑے اور دادِ تحقیق دے۔ ہمارے نزدیک اجتہاد کے منصب پر فائز ہونے کے لیے کچھ شرائط ہیں، جو علمی بھی ہیں اور عملی بھی۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ اس دور میں استیفائے شرائط کی کیا صورتیں ہیں اور کیوں کر ایک شخص اس مرتبے پر پہنچ سکتا ہے یا اجتہاد کے لیے اطلاق ضروری شرط بھی ہے یا نہیں۔!

سر دست ہمارا مطالبہ علمائے اہل سنت سے یہ ہے کہ وہ کم از کم ترجیحِ ادلہ کے اختیار کو تسلیم کریں۔ یعنی اجتہاد کے اس ادنی مرتبے کا تو علماء کو اہل سمجھیں کہ وہ ہر مسئلے میں غور وفکر کے مجاز ہیں۔ مجاز ہی نہیں مکلف ہیں۔ اس بنا پر انھیں چاہیے کہ جس مسلک کو دلائل کی رو سے قوی سمجھیں، اس کو بغیر کسی پریشانی کے اختیار کریں اور خواہ مخواہ تقلیدِ شخصی کی وجہ سے راجح کو مرجوح اور مرجوح کو راجح نہ ٹھہرائیں۔

توحید، سنت اور تقلید واجتہاد کے بارے میں یہ ہیں وہ افکار جن سے اہل حدیث کے مخصوص نظریہ وتصور کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فکر وعمل کی بہترین صلاحیتوں سے مالا مال کرے۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوالات۔۔۔اور۔۔۔جوابات

آخر میں مولانا سے کچھ سوالات کیے گئے۔ مثلاً:

سوال: ایک اخباری نمائندے نے سوال کیا کہ آپ کو "وہابی" کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: مولانا نے جواب دیا کہ "وہابی" کا لفظ ہم پر ایک تو طنزیہ طور پر بولا جاتا ہے، لیکن اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ تحریک مجاہدین اور ہندوستان سے انگریزوں کو نکالنے کی جدوجہد میں اہل حدیث علما و مفکرین نے انتہائی آگے بڑھ کر حصہ لیا تھا۔ بلکہ اس طرح سے یہ اس دور میں انہی کی تحریک تھی۔ ظاہر ہے انگریز اسے برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے ان کو جہاں قید و بند، کالا پانی اور پھانسی وغیرہ کی سنگین سزائیں دیں وہاں ان کو اندرونِ ملک مسلمانوں میں بدنام کرنے کی مہم کا آغاز کیا اور اس کے لیے انھوں نے ایک لفظ "وہابی" تلاش کیا اور وہابی اور باغی کو ہم معنی قرار دیا۔

علاوہ ازیں ان کا تعلق نجد کے شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کے رفقاء کی تحریک سے جوڑ دیا۔ چوں کہ وہ لوگ بھی بدعات سے متنفر اور غیر شرعی رسوم و عادات سے عوام کو الگ رکھنے کے لیے ساعی تھے، اس لیے ان کی تحریک کے بارے میں ہندوستان میں یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ وہ بے دینی پھیلانے اور اسلام سے دور رکھنے کی تحریک ہے اور اس کے بانی اسی طرح کے وہابی ہیں جیسا کہ تحریک مجاہدین میں حصہ لینے والے وہابی ہیں۔ حالاں کہ ہمارا ان کی تحریک سے جو ایک مقامی نوعیت کی تھی، کوئی تعلق نہ تھا۔ مسلکاً بھی ان کی اور ہماری راہ ایک نہ تھی، وہ حنبلی تھے اور ہم اہل حدیث۔! سوائے مسئلہ توحید اور اتباعِ سنت کے ہمارا ایک دوسرے سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ ان کو بھی انگریز نے بدنام کرنے کی کوشش کی اور ہندوستان کے اہل حدیث کو بھی!

سوال: کیا "اہل حدیث" کہلانے سے آپ کا یہ مطلب ہے کہ آپ دوسروں کے عمل بالحدیث کی نفی کرتے اور انھیں حق و صداقت سے دور سمجھتے ہیں؟

جواب: نہیں! ہم کسی کو حق و صداقت سے دور نہیں سمجھتے۔ اہل حدیث اور محدثین ایک خاص مکتبِ فکر کا نام تھا، جو پیش آئند مسائل کے بارے میں براہ راست کتاب و سنت کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ہم بھی اسی مسلک کے پابند اور اسی مکتبِ فکر کے تابع ہیں۔ لیکن ہم دوسرے فقہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکاتب کو قطعاً غلط قرار نہیں دیتے۔ ہمارے نزدیک تمام فقہی مدارس فکر صحیح ہیں۔ ائمہ دین کے رجحانات اور ان کی تحقیقی کاوشوں کا احترام اور ان سے استفادہ، مختلف مسائل کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے، مگر ہمارے نزدیک حق ایک ہی دائرے میں محدود اور سمٹا ہوا نہیں ہے۔

سوال: ملک کے موجودہ سیاسی مسائل میں آپ کی جماعت کی کیا رائے ہے؟

جواب: ہماری جماعت بعض سیاسی مسائل پر ایک خاص رائے رکھتی ہے۔ لیکن اس کا بنیادی مقصد و نظریہ کتاب و سنت کی تبلیغ و اشاعت ہے، جو ملکی و سیاسی مسائل ہمارے اس نظریہ سے مطابقت رکھتے ہیں، ہم ان پر ایک واضح موقف اختیار کرتے ہیں۔ سیاسی مسائل پر آخری رائے دینے کی مجاز ہماری مجلس شوریٰ ہے، جس کا اجلاس اس کانفرنس کے موقع پر لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔ وہ جس مسئلے کے بارے میں جو رائے مناسب سمجھے گی دے گی۔

سوال: آج کل تکفیر بازی کی جو مہم شروع ہے، اس کے متعلق آپ کی جماعت کیا رائے رکھتی ہے؟

جواب: تکفیر بازی کی یہ مہم نئی نہیں، بہت پرانی ہے اور جماعت اہل حدیث اس کو نہایت تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ مسلمانوں کے لیے بھی یہ بدنامی کا باعث ہے، ملک کی سالمیت کے بھی خلاف ہے اور علماء کے وقار کے بھی منافی ہے۔ جن لوگوں نے صلحائے امت کو کافر ٹھہرانے کی مہم کا آغاز کیا ہے، انھوں نے اسلام کی قطعاً کوئی خدمت نہیں کی ہے۔ بلکہ تحقیر علماء اور رسوائی اسلام کا سامان فراہم کیا ہے۔ ہمارا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ سب مسلمان متحد ہو کر رہیں۔ اپنے اپنے فقہی مسلک پر قائم رہتے ہوئے ان کو مسلمانوں کے مشترک مسائل میں کامل یک جہتی اور ہم آہنگی کا ثبوت بہم پہنچانا چاہیے اور ایسے بے شمار مسائل ہیں جو سب کے اشتراک و اتحاد کے متقاضی ہیں۔ مثلاً ملک میں اسلامی دستور کا مطالبہ، لادینی تحریکات کی مخالفت، ملک میں غیر اسلامی رسوم و عادات کو ختم کرنے کی جدوجہد ضروری مسائل ہیں اور تمام فقہی مسالک کے حاملین کے درمیان کامل اتفاق کا تقاضا کرتے ہیں۔ جماعت اہل حدیث کی مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ نے اس مضمون کی بارہا قرار دادیں بھی منظور کی ہیں اور عملی کوششیں بھی کی ہیں۔ ہماری جماعت کی بہت بڑی خواہش اور کوشش یہ ہے کہ اختلافات کی مہم بند ہو۔ مسلمانوں کی ترقی اور ان کے اتحاد میں یہ ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے، اس سے ملکی فضا مکدر ہوتی ہے اور علماء کے وقار کو ٹھیس لگتی ہے، اسے دور ہونا چاہیے۔

سوال: آپ کی جماعت اگر اس کو مسلمانوں کے لیے نقصان دہ سمجھتی ہے تو اسے ثالث کی حیثیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار کر کے آگے بڑھنا چاہیے۔

جواب: پہلی بات یہ ہے کہ کسی کو ثالث ہمیشہ دونوں متخالف و متحارب فریق متفق ہو کر مقرر کرتے ہیں۔ ہم سے کسی طرف سے کبھی اس کے لیے نہیں کہا گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ تکفیر بازی میں مشغول ایک گروہ ہمیں خود ایک فریق سمجھتا اور کافر گردانتا ہے۔ وہ ہم پر برابر کفر کے فتوے لگا رہا ہے۔ ہم اس مہم کو ختم کرنے کی اخلاقی اپیل اور کوشش ہی کر سکتے ہیں اور یہ کر رہے ہیں۔ ہماری میٹنگوں میں کئی دفعہ اس قسم کی قراردادیں منظور کی گئی ہیں اور ہمارا ترجمان ''الاعتصام'' ہمیشہ کفر بازی کی اس مہم کو ترک کرنے، مشترک مسائل میں ہم آہنگ ہونے اور متحد و متفق رہنے کی اپیل کرتا رہتا ہے اور ہماری جماعت اس کے لیے کوشاں رہے گی۔

سوال: ملک کو بعض نہایت اہم مسائل درپیش ہیں اور ان کی نوعیت بھی اسلامی ہے۔ ان مسائل میں آپ کی جماعت کا کیا موقف ہے؟

جواب: اس کے لیے ہم نے اپنی جماعت کے جید اور وسیع النظر علماء کا بورڈ قائم کیا ہے جو اس قسم کے اہم مسائل پر بحث کرے گا۔ بورڈ عائلی قوانین وغیرہ تمام مسائل پر کتاب سنت اور فقہ و اجتہاد کی روشنی میں غور کرے گا۔ یہ بورڈ چندروز تک اپنے اجلاس شروع کر دے گا۔ تکفیر بازی کی مہم کو ختم کرنے اور تمام علماء کے اتحاد و اتفاق کا مسئلہ بھی اس بورڈ کے فکر و بحث میں داخل ہے۔ وہ اپنی کوششیں جلد ہی شروع کر رہا ہے۔

(یہ پریس کانفرنس مرکزی جمعیت کی ساتویں کانفرنس سے [illegible] ۳، ۴۔ نومبر ۱۹۶۲ء کو مولوی عبدالعزیز سابق چیف جسٹس ریاست فرید کوٹ کے زیر صدارت لاہور میں منعقد ہوئی، چند روز پہلے کی گئی تھی۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ استقبالیہ

(از حاجی محمد اسحاق حنیف)

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ساتویں سالانہ کانفرنس ۲، ۳، ۴ نومبر ۱۹۶۲ء (۳، ۴، ۵ جمادی الاخری ۱۳۸۲ھ) کو خان بہادر مولوی عبدالعزیز (سابق چیف جسٹس ریاست فرید کوٹ) کے زیر صدارت لاہور میں منعقد ہوئی۔ اس کے صدر استقبالیہ حاجی محمد اسحاق حنیف (ناظم نشر و اشاعت جمعیت اہل حدیث) تھے۔ حاجی صاحب کو ۸ ستمبر ۱۹۶۹ء کو کسی نے قتل کر دیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ذیل میں ان کا خطبہ استقبالیہ درج کیا جا رہا ہے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ الہ و اصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

جناب صدر! امیر جماعت اور معزز حضرات!!

خدائے برتر و بزرگ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے یہ سعادت بخشی کہ مجھ سا بے بضاعت و ناتواں، کمزور اور گنہگار بندۂ ناچیز، ملک بھر کے علمائے کرام، صاحب علم و فضل اور حاملِ عمل و خرد ہستیوں کا ایک ایسے اجتماع میں خیر مقدم کرے جہاں دینی اور علمی مسائل پر غور کیا جائے گا اور بحث و تمحیص کے بعد دور رس فیصلے کیے جائیں گے اور کتاب و سنت کے مطابق زندگی گزارنے اور اس کی تبلیغ کرنے کے پروگرام مرتب کیے جائیں گے۔ اگرچہ میرے ناتواں کندھے یہ بوجھ اٹھانے کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے، لیکن پھر بھی میں نے بفضل تعالیٰ اپنی بساط کے مطابق ان فرائض کو کما حقہ ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے، جو مجلس استقبالیہ نے مجھے اپنا صدر منتخب کر کے میرے کاندھوں پر ڈالے تھے۔ مجھے احساس ہے کہ انتظام میں بہت سی خامیاں رہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئی ہوں گی۔آپ کے آرام وآسائش کا خاطر خواہ انتظام نہ ہوسکا ہوگا۔آپ کو وہ تمام سہولتیں میسر نہ آسکی ہوں گی جو آنی چاہیے تھیں۔ لیکن مجھے توی امید ہے کہ آپ ان فروگزاشتوں سے درگزر کریں گے۔

لاہور شہر

حضرات! شہر لاہور جہاں آپ سب ایک دینی اور تبلیغی اجتماع میں شریک ہیں، نہ صرف ایک تاریخی شہر ہے بلکہ مذہبی حیثیت بھی رکھتا ہے۔تاریخ پر سرسری نظر ڈالیے تو پتا چلتا ہے کہ سکندر اعظم کے حملے کے وقت اس شہر کا چرچا شروع ہوا اور اس وقت سے اب تک اس کی شہرت بڑھتی رہی ہے۔ ہندوستان پر ہر حملہ آور کے راستے میں واقع ہونے اور ایشیا کی اہم ترین تجارتی شاہراہوں میں سے ایک ہونے کے سبب اس شہر میں ہمیشہ ہر سیاسی، علمی، سماجی اور سب سے بڑھ کر اسلامی تحریک کو فروغ حاصل ہوا ہے۔گو یہ شہر متعدد بار تباہ ہوا اور ہر بار زیادہ اہمیت کا حامل ہوکر دوبارہ ابھرا اور آہستہ آہستہ مذہب، تعلیم اور ثقافت کا گہوارہ بن گیا۔مسلمانوں کے دور حکومت میں یہاں نہ صرف برصغیر پاک وہند بلکہ ایران اور افغانستان سے علم کے پیاسے فیض یاب ہونے کے لیے آتے تھے۔

غزنی خاندان کے دور حکومت میں تو اس شہر کی شہرت کو چار چاند لگ چکے تھے اور اس کے بعد سے اس کی شہرت بڑھتی ہی گئی۔

دور مغلیہ میں اس شہر نے سیاسی اہمیت بھی حاصل کر لی۔لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کی علمی اور ادبی حیثیت میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔حضرت سید علی ہجویریؒ اور حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے بھی اس شہر میں دینِ اسلام کی تبلیغ کی اور یہیں وفات پائی۔

ان بزرگانِ دین کے علاوہ حضرت شیخ اسماعیل محدث، صاحب مشارق الانوار شیخ حسن صغانیؒ کے نام نامی اور حدیث کی اشاعت و ترویج میں ان کی گراں مایہ خدمات سے کون واقف نہیں۔انھوں نے بھی اسی شہر کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔

اگر تاریخ کے قریبی اوراق کو پلٹیں تو حضرت مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالویؒ کی ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدمات کو کون نہیں سراہے گا جو انھوں نے قادیانی فتنے کے خلاف جدو جہد کرنے میں سرانجام دیں۔ پھر انجمن حمایت اسلام کے بانیوں نے حفاظت اسلام اور تعلیمی میدان میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے کہ اسے تاریخ فراموش نہیں کر سکتی۔ حضرت مولانا عبدالواحد غزنویؒ نے فروغ توحید وسنت اور استحصال شرک و بدعت کے سلسلے میں جو خدمات سرانجام دیں وہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ حضرت مولانا محمد بشیر شہید نے بھی جن کا اصلی نام مولانا عبدالرحیم تھا، اس شہر میں دین کی ترویج وترقی کے لیے کام کیا۔ پھر ماضی قریب میں حضرت مولانا احمد علیؒ اور حضرت امام عبدالجبار غزنویؒ کے شاگرد رشید حضرت مفتی محمد حسن مرحوم ومغفور کی خدمات گراں مایہ بھی کچھ کم نہ تھیں اور ہمیں تو یہ فخر حاصل ہے کہ ہم بھی ان بزرگوں کی طرح توحید وسنت کی دعوت دیتے ہیں اور انہی بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں اور ترغیب دیتے ہیں۔

تحریک کا موجودہ دور

حضرات! اس شہر میں اہل حدیث کانفرنس ۱۳ سال اور ۵ ماہ بعد ہو رہی ہے۔ پہلی کانفرنس مئی ۱۹۴۹ء میں حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹیؒ کے زیر صدارت ہوئی تھی اور یہ کانفرنس اس سلسلے کی ساتویں کڑی ہے۔ گو حالات بہت بدل گئے ہیں، لیکن ہمارا کام اور اس کی اہمیت نہ صرف کم نہیں ہوئی بلکہ بڑھی ہے۔ اس زمانے میں اگر جماعتی نظام درہم برہم تھا تو آج کل مذہب سے بیگانگی زیادہ ہے۔ اگر کوئی مذہب کے قریب آتا بھی ہے تو وہ بدعات پر تکیہ کرتا ہے اور اسی کو صحیح اسلام سمجھتا ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق قیام پاکستان سے اب تک دو لاکھ مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں اور جو جماعتیں اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں ہیں ان میں بھی اختلاف ہیں، شروع میں یہ اختلاف فروعی نوعیت کے تھے لیکن بڑھتے بڑھتے انھوں نے تشویش ناک صورت اختیار کر لی ہے۔ اس پر اہل فکر اور ارباب اقتدار کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔

موجودہ صورت حال

آج کل صورت حال یہ ہے کہ کہیں توحید الٰہی پر قیام کا دعویٰ ہے تو سنتِ رسول ﷺ سے انکار ہے، کہیں عشق رسالت ﷺ کا مظاہرہ ہے تو توحید الٰہی کا احترام نہیں اور اگر کہیں زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زور اس پر ہے کہ مسلمان صالح ہو کر اعزاز و حکومت کا شرف حاصل کریں تو سنت کے جزئیات کا تتبع نہیں، تو ہم پرستی اور قبر پرستی، پیر پرستی، تعزیہ پرستی اور مشرکانہ رسوم میں ایک دنیا کی دنیا مبتلا ہے۔ ان دنیا ساز گدی نشینوں اور جاہل پیروں نے دنیا کے بدلے اپنی آخرت برباد کر لی اور بے چارے سادہ لوح مسلمانوں کو بھی خسر الدنیا والآخرۃ بنا کر چھوڑا۔ اس لیے آج یہ اور بھی ضروری ہے کہ ان تمام غیر اسلامی رسومات کے دلدادوں کے توہمات کو ان کے دلوں سے دور کیا جائے اور ان کو ان بدعات سے نجات دلائی جائے اور امتِ محمدیہ ﷺ کو تقلید شخصی کے بجائے کتاب و سنت کے ساتھ اعتصام و تمسک کی دعوت دی جائے۔

تحریک اہل حدیث

تحریک اہل حدیث میں بڑی جامعیت ہے۔ یہ خالص دینی تحریک ہے اور اگر ہم پختہ ایمان کے ساتھ عزم بالجزم کریں اور اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہے تو ہم اپنے موجودہ وسائل کو کام میں لا کر اس لادینیت اور بدعت کی یلغار کو نہ صرف روک سکیں گے، بلکہ اسلام کی تبلیغ بھی کر سکیں گے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ اچھی طرح واقف ہیں کہ تحریک اہل حدیث کی بنیاد دو چیزوں پر قائم ہے۔ اول عقیدہ توحید اور دوم اتباع سنت۔ آپ جیسے بزرگان دین اور علمائے کرام کی مجلس میں ان دو اصولوں پر کوئی روشنی ڈالنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ لیکن ایک بات بار بار میرے دل میں چٹکی لے رہی ہے اس لیے اس احساس کے باوجود کہ یہ بات بڑی ہے اور میرا منہ چھوٹا۔ یہ ضرور آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے درمیان نہ تو حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسے برگزیدہ بزرگ ہیں اور نہ حضرت شاہ ولی اللہ جیسے جید محقق، نہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ جیسے مجاہد ہیں اور نہ حضرت میاں سید نذر حسینؒ جیسے محدث اور نہ عارف باللہ حضرت عبداللہ غزنوی جیسے زاہد و عابد، نہ حضرت نواب سید محمد صدیق حسن خاں جیسے علم نواز و علم دوست عالم ہیں اور نہ شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ جیسے منتظم جن کے گرد لوگ جمع ہو سکیں، اس لیے جماعت کی تنظیم کی ضرورت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ گو تنظیم کی ضرورت کو تو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، لیکن آج کے حالات میں جو میں اوپر بیان کر آیا ہوں، اس کی ضرورت دو چند نہیں سہ چند ہو گئی ہے۔ اگر ہمیں بدعت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرک کی یلغار کو روکنا ہے تو ہمیں ایمان کی دولت سے سرشاری کے علاوہ نظم و ضبط کو بھی مضبوط کرنا ہوگا تا کہ ہم اپنے دینی فرائض سے کما حقہ عہدہ برآمد ہو سکیں اور جب روز محشر خدا کے حضور پیش ہوں تو کم از کم یہ خجالت نہ ہو کہ ہم اپنی فہم و فراست اور بساط کے مقدور اس کے دین کی تبلیغ میں حصہ لینے سے محض اس لیے معذور رہے کہ ہم منظم نہ تھے۔ آج ہمارا فرض اولین ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہیں تنظیم کو مضبوط بنائیں، موضع، تحصیل، شہر، ضلع، ڈویژن اور صوبائی تنظیموں کی مضبوطی ہے تو مرکزی جمعیت کی مضبوطی ہے اور مرکزی جمعیت کی مضبوطی کا مطلب ہے دین کی ترویج اور ترقی۔

حضرات! ذرا اپنے ماضی پر نظر ڈالیے۔ آپ کی تحریک نے شاہ اسمٰعیل شہید جیسے بزرگ پیدا کیے، جنھوں نے انگریزوں اور سکھوں کے خلاف جہاد کیا اور بالاکوٹ کے مقام پر جام شہادت نوش فرمایا۔ علمائے صادق پور و پٹنہ جیسے مجاہد پیدا کیے، جنھوں نے راہ حق میں اپنا سب کچھ لٹا دیا۔ یہ آپ ہی کی تحریک تھی، جس نے ایسے سپوتوں کو جنم دیا، جنھوں نے برصغیر پاک و ہند میں اسلام اور رسول اللہ ﷺ پر کیے گئے ہر حملے کا منہ توڑ جواب دیا۔ ستیارتھ پرکاش کے جواب میں جس نے حق پرکاش لکھی وہ آپ ہی میں سے تو تھے۔ رنگیلا رسول ﷺ جیسی اشتعال انگیز اور مذموم کتاب کا جواب دینے والا بھی تو آپ ہی میں سے تھا۔ اور کیا اس خطے کے رہنے والے مولانا عبدالقادر قصوری" کی تبلیغی اور سیاسی مساعی کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے؟ لیکن ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ صرف اسلاف کے نام پر اب تک کوئی زندہ رہا ہے اور نہ آئندہ رہ سکے گا۔ یہی قانون قدرت ہے اور تقاضائے فطرت ہے کہ ہم خود کچھ کریں۔ ہمارے اسلاف اور ہمارا شاندار ماضی ہمیں راہ راست پر چلنے میں مدد تو دے سکتا ہے، مگر ذریعہ نجات نہیں بن سکتا، اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی تنظیم کی طرف توجہ دیں۔۔۔ اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر آج ہم منظم ہو کر کام کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ شرک اور بدعت کے علمبرداروں کا دلائل اور متانت سے مقابلہ نہ کر سکیں، جنھوں نے امت محمدیہ ﷺ کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیا ہے اور وہ نفاق و تکفیر کا بیج بو کر وحدت امت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

حضرات! سمع خراشی کے لیے معذرت خواہ ہوں لیکن میری بات نامکمل رہ جائے گی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر میں اجمالاً یہ عرض نہ کردوں کہ قیام پاکستان کے وقت حالات زیادہ ابتر تھے۔ کوئی یہاں لٹ پٹ کر پہنچا تھا اور ابھی سانس بھی ٹھیک نہ کر پایا تھا اور کوئی ہندو مسلم فسادات میں مسلمانوں کی خدمت میں اتنا تھک گیا تھا کہ اسے آرام کی ضرورت تھی کہ حضرت مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی اور شیخ الحدیث مولانا اسمٰعیل صاحب نے جماعت کی تنظیم کی طرف توجہ دی اور جولائی ۱۹۴۸ء میں اسی شہر میں جمعیت کی تشکیل ہوئی۔ ان چودہ برسوں میں جمعیت نے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل اور حضرت مولانا داؤد غزنوی کی قیادت میں بہت کچھ کیا ہے، اتنا کچھ کیا ہے کہ اس پر بجا طور پر فخر کیا جاسکتا ہے لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

جامعہ سلفیہ

جمعیت کے منصوبوں میں سب سے زیادہ اہمیت جامعہ سلفیہ کو حاصل ہے۔ گو اس کی تاسیس ہو چکی ہے، اعلیٰ پیمانے پر درس وتدریس کا کام جاری ہے اور لوگ اس سے فیض حاصل کر رہے ہیں، لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ہمیں اسے ایک ایسی دینی دانش گاہ کی شکل دینا ہے کہ اس کا شمار ندوۃ العلماء، دارالعلوم دیوبند اور جامعہ ازہر جیسی بڑی درس گاہوں میں ہونے لگے۔ یہ کام مسلسل محنت کا طالب ہے اور مجھے امید واثق ہے کہ ہم اپنی کوششوں میں ان شاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گے۔

الاعتصام

حضرات! میں آپ کی توجہ ایک اور اہم چیز کی جانب دلانا چاہتا ہوں اور وہ ہے مرکزی جمعیت کا اخبار ''الاعتصام''۔ آپ کو اس امر کا تو اندازہ ہوگا ہی کہ کسی تنظیم کے لیے اخبار کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔ دوسرے علاقوں میں تنظیم کی سرگرمیوں کی اطلاع حاصل کرنے اور اپنے علاقے کی سرگرمیوں کو دوسرے علاقوں تک پہنچانے کا ذریعہ یہی اخبار ہے اور اس ذریعے سے تنظیم کی مضبوطی میں بڑی مدد ملتی ہے، اس لیے میری اپیل ہے کہ آپ ''الاعتصام'' کے خریداروں کی تعداد میں اضافہ کرنے میں مدد کیجیے۔

شکریہ

حضرات! میں اپنے فرائض کی انجام دہی سے قاصر رہوں گا اگر اپنے ان تمام احباب، رفقائے کار، عزیزوں اور بزرگوں کا شکریہ ادا نہ کردوں، جنھوں نے اس نیک کام میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دامے، درمے، سخنے حصہ لیا ہے اور ایک ایسے کام کو جو ابتدا میں بہت بڑا معلوم ہوتا تھا اس طرح سرانجام دینے میں مدد دی کہ یہ احساس ہی نہ ہوا کہ روزمرہ کے معمول سے ہٹ کر کوئی کام کیا ہے۔ مشرقی پاکستان سے تشریف لانے والے بھائی خصوصی شکریے کے مستحق ہیں جنھوں نے ہماری درخواست کو شرف قبولیت سے سرفراز فرماتے ہوئے کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ ہم مغربی پاکستان والے اس محبت اور قدر افزائی کے لیے ان کے احسان مند ہیں۔

اختتامیہ

حضرات! اب میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں، لیکن آخر میں اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ایثار و خدمت کی جو راہ متعین کی ہے اور جس پر ہم گامزن ہیں وہ بڑی دشوار گزار، سنگ لاخ اور کٹھن ہے۔ کامیابی کی جس منزل پر ہمیں پہنچنا ہے وہ دور اور دیر طلب ہے، لیکن اہل ہمت نے ہمیشہ اسی راہ پر چلنے اور اسی منزل پر پہنچنے کو ترجیح دی ہے۔ موجودہ ماحول الحاد اور بے دینی کا ماحول ہے جو جد و جہد کا متقاضی ہے۔ اس سے بددل ہونے کی ضرورت نہیں۔ وقت کے تیز دھارے کے خلاف تیرنے والے کو موجوں کے تھپیڑے کھانے ہی پڑتے ہیں۔ اگر ہمارے دلوں میں عزم، سینوں میں ہمت، بازوؤں میں قوت، دل میں ایمان کی حرارت اور خدائے بزرگ و برتر کی مدد شامل حال ہے تو ہم سمندر کے سینے کو چیرتے ہوئے اور طوفان سے گزرتے ہوئے ساحل تک پہنچ ہی جائیں گے۔ ان شاءاللہ العزیز! وما علینا الا البلاغ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ صدارت

(از خان بہادر مولوی عبدالعزیز)

مولوی عبدالعزیز مشرقی پنجاب کی ریاست فریدکوٹ کے ایک گاؤں ارائیاں والا میں پیدا ہوئے۔ ارائیں برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک وقت آیا کہ وہ ریاست فریدکوٹ کے چیف جسٹس بنائے گئے۔ راجا فریدکوٹ (ہراندرسنگھ) نے انھیں خان بہادر کا خطاب دیا تھا۔ مولوی صاحب موصوف ریاست کے ایک نیک خاندان کے معروف بزرگ تھے۔ تقسیم ملک کے بعد وہ بورے والا (ضلع وہاڑی) میں آباد ہو گئے تھے۔ انھوں نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ساتویں کانفرنس (منعقدہ لاہور ۲، ۳، ۴۔ نومبر ۱۹۶۲ء کی صدارت کی)۔ ان کی وفات ۱۸۔ دسمبر ۱۹۶۶ء کو ہوئی۔ ذیل میں ان کا خطبہ صدارت ملاحظہ فرمایے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ واھل بیتہ اجمعین o اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم o بسم اللہ الرحمن الرحیم o وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا o (الاحزاب: ۳۶)

یاد مرحومین

علمائے کرام وحضرات گرامی! پیشتر اس کے کہ میں اپنی گزارشات کا سلسلہ شروع کروں یادرفتگان واظہار تشکر کے طور پر چند نکات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی یہ ساتویں سالانہ کانفرنس ہے۔ اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلے چھ کانفرنسیں ملک کے مختلف مرکزی مقامات!

۱۔ لاہور

۲۔ ملتان

۳۔ لائل پور (فیصل آباد)

۴۔ گوجراں والا

۵۔ سرگودھا

۶۔ لائل پور (فیصل آباد)

میں منعقد ہو چکی ہیں اور ان کی صدارت کے فرائض جماعت اہل حدیث کی ایسی مقتدر شخصیتیں سرانجام دے چکی ہیں، جو مجھ ناچیز کی نسبت علم و فضل کے لحاظ سے اپنے دور کی بہترین شخصیتیں تھیں، جن سے میری مراد ہے۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم میر رحمہ اللہ سیالکوٹی

حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمہ اللہ قصوری ایم اے

حضرت مولانا سید محمد اسماعیل رحمہ اللہ غزنوی

حضرت علامہ خلیل بن محمد یمنی رحمہ اللہ۔۔۔اور

حضرت مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث۔

الحاج سیٹھ محمد یعقوب (حیدر آباد سندھ)

افسوس کہ آخر الذکر تینوں کے سوا باقی اصحاب کو موت نے ہم سے جدا کر دیا۔

میں بصمیم قلب دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

آمین......

اظہار تشکر

مرحومین حضرات علم و فضل کے لحاظ سے کانفرنس کی صدارت کے لیے نہایت موزوں تھے۔ ان کے علاوہ بھی جماعت میں متعدد حضرات ایسے موجود ہیں جن میں صدارت کے فرائض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انجام دینے کی پوری پوری صلاحیت اور اہلیت موجود ہے، لیکن اس کے باوجود جو اتنے بڑے جماعتی اجتماع کی صدارت کے لیے اس عاجز کو تجویز کیا گیا ہے، میں اس عزت افزائی پر کارکنان جمعیت کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

حضرات! جماعتی حیثیت سے اہل حدیث کا یہ ملک گیر اجتماع ہے، اس لیے ملک کے کونے کونے سے احباب جماعت دور دراز کا سفر طے کر کے اس اجتماع میں شمولیت کے لیے تشریف فرما ہیں۔ میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ پوری جماعت کو خطاب کرنے کا موقع اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ فللہ الحمد!

امید رکھتا ہوں کہ آپ میری عملی و علمی بے بضاعتی کو ضرور مدنظر رکھیں گے اور میرے لیے دعا بھی فرمائیں گے کہ میں اپنے فرائض کو حسب استطاعت سرانجام دے سکوں۔ میں اپنی گزارشات کا سلسلہ مذہب اہل حدیث کی تعریف سے شروع کرتا ہوں۔ مذہب عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں چلنے کی جگہ، یعنی راستہ۔ لغوی طور پر ہر طرح چلنے والے راستے کو مذہب کہتے ہیں۔ لیکن شرعی اصطلاح میں مذہب اس راستے کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرنے کا راستہ ہو، جس پر چل کر اللہ کی رضا حاصل ہونے کے علاوہ دین و دنیا کی بہبودی حاصل ہو۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ جس راستے پر چل کر ہم اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنا چاہتے ہیں، وہ کیسے تلاش کیا جائے۔ یہ سوال واقعی انسانی عقل کو تردد میں ڈال دیتا ہے، لیکن اس سوال کا اللہ تعالیٰ نے خود ہی حل فرما دیا ہے۔

دین حق کی پہچان

حضرات! انسان کو جب اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو اس کی رہنمائی کے لیے انبیائے کرام کا سلسلہ بھی ساتھ ہی شروع کر دیا، جو انسان کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ بتائیں، تمام انبیائے کرام نے اپنے اپنے وقت میں انسانوں کی رہنمائی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ پیش کیا ہے۔ مجموعی طور پر ان پیغامات کا نام اسلام ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اسلام کے احکام کا پابند ہونا خداوندی رضا کے حصول کے لیے نہایت ضروری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث کا نصب العین

اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوش نودی کے حصول کے لیے واحد ذریعہ حضرت سید الانبیا محمد ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی اتباع اور آپ سے محبت ہے جو اپنے آپ، اپنے مال و دولت اور ساری مخلوق سے زیادہ محبت رسول اللہ سے ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی پاک کتاب میں فرماتے ہیں:

قل ان کنتم تحبو ن اللہ فا تبعو نی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنو بکم وا للہ غفور الرحیم۔ (آل عمران:۳۱)

”اے میرے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو، تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا دوست بنالے گا، اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

قل ان کا ن ابا ؤکم وابنا ؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن افترفتموھا وتجا رۃ تخشون کسا دھا ومسا کن تر ضو نھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتر بصوا حتی یا تی اللہ با مرہ (توبہ:۲۴)

ان آیات کی تائید میں حدیث پاک موجود ہے:

لایو من احد کم حتی اکون احب الیہ من نفسہ وولدہ ووالدہ والناس اجمعین .

جماعت اہل حدیث اسی نصب العین کی علم بردار ہے اور اسی نصب العین کو دنیا میں شائع کرنے کی خواہاں ہے۔

تاریخ اہل حدیث

بعض حضرات علم تاریخ سے ناواقفی اور مذہبی تعصب کی بنا پر اہل حدیث کو ایک نیا فرقہ کہتے ہیں اور انھیں امام محمد بن عبدالوہاب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن محض خوش فہمی نہیں بلکہ امر واقعہ اور حقیقت یہ ہے کہ جب اس عقیدے اور نصب العین کے حامل لوگوں کی تاریخ پر کوئی غیر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

متعصب اور وسیع المطالعہ مؤرخ نگاہ ڈالے گا، تو اس کی نگاہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر سید محمد داؤد غزنوی مدظلہ العالی سے چل کر سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر پہنچے گی۔ جو درمیانی ڈیڑھ ہزار سال کا طویل زمانہ ہے، ان میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بالواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد ائمہ محدثین وفقہاء رحمہم اللہ اجمعین، بڑے بڑے اولیائے کرام و بزرگان دین اور علمائے کرام کی شخصیتیں نظر آئیں گی۔ میں ان کے متعلق واضح طور پر اعلان کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ ان برگزیدہ اور پاک باز ہستیوں اور جلیل القدر ائمہ کا مسلک اور عقیدہ وہی تھا، جس پر آج جماعت اہل حدیث کاربند ہے اور اسی مقدس مسلک کی اشاعت کو اپنی زندگی کا عظیم سرمایہ سمجھتی ہے اور آخرت میں اسی کو ذریعہ نجات قرار دیتی ہے۔ اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ جس طرح جماعت اہل حدیث کا ماضی منور ہے، اسی طرح اس کے مستقبل کے متعلق بھی حدیث پاک کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے اختتام تک جو مذہب دنیا میں رہے گا وہ مذہب اہل حدیث ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

لا یزال طائفة من امتی منصورین لا یضرهم من خذلهم حتی تقوم الساعة قال ابن المدینی هم اصحاب الحدیث وقال الامام احمد بن حنبل" ان لم یکونوا اصحاب الحدیث لا ادری من هم۔

اہل حدیث مسلک کے علم برداروں نے یہاں مسلک کی سربلندی اور اس کے بقا کے لیے ہر پرفتن دور میں اسلام کی پوری نگہبانی کی خدمات سرانجام دی ہیں اور اس کی بقا کے لیے جانی اور مالی قربانیوں تک سے کبھی گریز نہیں کیا، جس کی تفصیل ہندوستان میں اہل حدیث کی تاریخ کے مطالعہ سے حاصل ہوگی۔ ہر اس ملکی تحریک کا پورا پورا ساتھ دیا اور اس کی کامیابی کے لیے ہر ممکن قربانی پیش کی جو ملکی مفاد کے پیش نظر تھی۔ البتہ اس انداز سے حصہ نہیں لیا، جس انداز سے آج کی پیشہ ور سیاسی جماعتیں لیتی ہیں۔ جس حد تک ایک دینی جماعت کتاب وسنت کی روشنی میں کام کر سکتی ہے، بحمداللہ جماعت اس سلسلے میں برابر کی شریک وسہیم رہی ہے۔ تحریک خلافت سے لے کر ملک کی آزادی تک تمام سیاسی تحریکوں میں ہمارے اکابر پیش پیش رہے اور اس ملک کی بے دین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومتوں کا قلع قمع کرنے اور ان کی جگہ خالص اسلامی حکومت کے قیام کے لیے جماعت اہل حدیث کی خدمات قابل فخر ہیں۔ اس کے لیے حضرت سید احمد بریلوی، شاہ اسمٰعیل شہید اور اس تحریک کے دیگر سپاہیوں کی خدمات صفحات تاریخ پر سنہرے حروف سے کندہ ہیں۔

مسلک اہل حدیث کی اشاعت

برصغیر پاک و ہند کی اسلامی اور بالخصوص جماعت اہل حدیث کی تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو آپ کی نگاہ ایسے مقامات پر پڑے گی، جہاں بہت سے باعمل علما کی شخصیتیں نہایت بے سروسامانی کی حالت میں ٹوٹی ہوئی صفوں پر بیٹھ کر قال اللہ وقال الرسول کا درس دے رہی ہیں اور ان کے حلقہ درس میں ملک کے کونے کونے سے متلاشیان علم موجود ہیں۔ بلکہ بعض حضرات کا حلقہ درس اتنا وسیع نظر آتا ہے کہ ملک کہ علاوہ بیرون ملک سے سیکڑوں کی تعداد میں علماً ان کی قابلیتوں سے مستفید ہو رہے ہیں، جن کی شہادت حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی، حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی، مولانا حافظ محمد صاحب لکھوی، استاذ پنجاب حضرت مولانا حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی، حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار صاحب غزنوی اور حضرت مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی وغیرہ ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ ونور اللہ قبورہم، ان کے فیض یافتہ علماً ملک کے کونے کونے میں موجود ہیں۔

ان اصحاب تدریس کے علاوہ تقریری اور تحریری طور پر کام کرنے والے علمائے کرام کی ایک جماعت اعلائے کلمۃ الحق کے لیے ملک کے کونے کونے میں گشت کر رہی ہے اور ان کی تقریروں کی آوازیں آج تک ہمارے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ اسی طائفہ کے سرخیل حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور ان کے رفیق مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی شخصیتیں ہیں۔ رحمہم اللہ

آج سے پون صدی پیچھے جا کر تاریخ کا ورق الٹ کر دیکھا جائے تو ہندوستان میں کتاب وسنت کی اشاعت کے لیے آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی شکل میں جماعت کا منظم وجود موجود ہے، جو ملک میں نہایت نظم کے ساتھ ملک کے مرکزی مقامات پر اجتماعات کے ذریعے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلک اہل حدیث کی خدمت کر رہا ہے اور دیہات اور قصبات بلکہ پس ماندہ علاقوں میں مبلغوں کے ذریعے دین حق پہنچانے کا اہتمام موجود ہے۔ جماعت کی تاریخ میں یہ ایک سنہری دور ہے جس کی یاد اطمینان قلب کا باعث بنتی ہے۔

ان کی بابرکت مساعی نے کافی حد تک عوام کو مسلک اہل حدیث سے روشناس کرایا۔

فللہ الحمد۔

ملکی تقسیم کا ہنگامہ اور جماعت اہل حدیث کا نقصان

۱۹۴۷ء میں ملک کی تقسیم کا جو قیامت خیز ہنگامہ ہوا، اس میں جہاں متحدہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو ہر قسم کا نقصان برداشت کرنا پڑا وہاں جماعت اہل حدیث کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ یعنی خدمت دین کی مذکورہ بالا منظم صورت حال اگست ۱۹۴۷ء یعنی آزادی تک قائم رہی، لیکن افسوس ادھر آزادی کا سورج طلوع ہوا، ادھر جماعت اہل حدیث کے نظم و نسق کا شیرازہ بکھر گیا۔ ملک گیر فسادات کی وجہ سے ان کی مرکزیت اور اجتماعیت ختم ہوگئی۔ آباد اور بارونق مدارس اجڑ گئے، علماً کی بہت بڑی تعداد جام شہادت نوش کرگئی، جو مسجدیں عرصہ دراز سے قال اللہ وقال الرسول سے گونج رہی تھیں پیوند زمین ہوگئیں اور بعض بے حرمتی کا شکار ہوگئیں۔ نادر و نایاب کتابیں جنھیں اہل علم کا اصل سرمایہ کہنا چاہیے، یا تو دریاؤں میں بہادی گئیں، یا گلیوں میں پھینک دی گئیں، یا دکانوں میں بطور ردی استعمال ہوئیں اور یا پھر آگ کے شعلوں کے حوالے کر دی گئیں۔ آزادی کے بعد جماعت اہل حدیث کو اتنا زبردست نقصان اس لیے پہنچا کہ اتفاق سے اس کی اکثریت اس علاقے میں تھی جو واہگہ سے اس پار ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کا قیام

لیکن اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے، انتشار و پراگندگی کی کیفیت زیادہ دیر قائم نہیں رہی۔ اس کے اثرات بہت جلد زائل ہوگئے اور حالات نے نہایت خوش آئند کروٹ بدلی۔ یعنی جماعت کے معزز اہل علم اور معاملہ فہم حضرات نے انتہائی شدت کے ساتھ اس جماعتی ابتری کا احساس کیا اور اس اہم معاملے کو موضوع فکر بنایا کہ انتشار و پراگندگی کی فضا کو جس قدر جلد ہو سکے دور کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ چنانچہ ۱۹۴۸ء میں اسی آپ کے لاہور میں جماعت کا ایک نہایت اہم اجتماع ہوا جس میں جماعت کی تشکیل کی گئی اور اس جماعتی پروگرام کے ماتحت پورے ملک کی جماعت کو کراچی سے پشاور تک منظم کیا گیا۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کا قیام جہاں ملک کے ہر صاحب درد عالم اور ہر فرد جماعت کی جدوجہد کا نتیجہ ہے، وہاں امیر مرکزی جمعیت مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کی خدمات کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ جزاهم احسن الجزاء۔

تقسیم کار

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان نے ملک میں اشاعت دین کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے ہوئے ہے۔

۱۔ سالانہ اجتماعات

۲۔ کتاب وسنت کی تعلیم

۳۔ مسلک اہل حدیث کی اشاعت کے لیے علمائے اہل حدیث کی کتابوں کو شائع کر کے بہ آسانی عوام تک پہنچانے کے لیے ادارہ اشاعۃ السنۃ کا قیام۔

سالانہ اجتماعات

اس کا مقصد یہ ہے کہ ملک کی پوری جماعت کو ملک کے مرکزی مقام پر اکٹھا کر کے ان کے سامنے ایک جماعتی پروگرام پیش کیا جائے اور جماعت کے ذی اثر علماء کے مواعظ حسنہ سے مستفیض کرایا جائے۔ سال میں مختلف علاقوں کے احباب جماعت سے یہ ملاقات کا بہت بڑا ذریعہ ہے، جمعیت کی اس ساتویں کانفرنس میں بھی یہ ایک بابرکت کام ہو رہا ہے۔

دینی تعلیم

کتاب وسنت کی تعلیم کی ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے ملک کے مرکزی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقام لائل پور میں ایک عظیم درس گاہ ''الجامعۃ السلفیہ'' کی بنیاد رکھی گئی، جس میں ملک کے ذی علم اور صاحبِ تقویٰ و فراست حضرات تعلیمی فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں اور ملک کے گوشے گوشے بلکہ بیرون ملک سے سیکڑوں کی تعداد میں طلبائے علم آ کر اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں، باوجودے کہ جامعہ سلفیہ کی عمر نہایت قلیل ہے، لیکن کام کے لحاظ سے کافی حد تک ملک کی دینی خدمت کر رہی ہے۔ تقریباً ڈیڑھ سو کی تعداد میں علمائے کرام فارغ ہو کر مختلف مقامات پر دینی تبلیغ کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ یہ سب کامیابی کارکن حضرات ن کے خلوص اور احباب جماعت کے تعاون کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دینی چشمے کو زیادہ سے زیادہ ترقی دے تاکہ یہ لوگوں کی زیادہ سے زیادہ دینی خدمت کر سکے اور ساتھ ہی کارکنوں میں خلوص اور ان کی نیتوں میں برکت کرے۔ آمین۔

اپیل

باوجودے کہ جامعہ سلفیہ کی تعمیر کافی حد تک مکمل ہو چکی ہے، لیکن پھر بھی کچھ ایسے شعبوں کی تکمیل درپیش ہے جن کے لیے تمام احباب کے تعاون کی مزید ضرورت ہے۔

شعبہ نشر و اشاعت

اس شعبے کا افتتاح اکابرین جماعت نے ہفتہ دار ''الاعتصام'' سے کیا تھا، جو کہ عرصہ ۱۳ سال سے نہایت مؤثر انداز اور باقاعدگی سے جماعت کی ترجمانی کر رہا ہے۔ بے شک کہ اہلِ علم کی کافی تعداد اس کی سرپرستی کر رہی ہے، لیکن پھر بھی مزید تعاون کی ضرورت ہے، میں چاہتا ہوں کہ ہمارا جماعتی اخبار جماعت کے ہر گھر میں پہنچے۔ اس لیے کہ یہ اکثر علمائے اہلِ حدیث کی کتابوں کو شائع کر کے بہ آسانی عوام تک پہنچا رہا ہے جو شعبہ اشاعۃ السنۃ کی ایک نمایاں خدمت ہے۔

میں نے اپنی دانست اور معلومات کے مطابق مختصر سا خاکہ جماعتی عزائم، خدمات اور پروگرام کا پیش کیا ہے۔ امید کرتا ہوں کہ ہمارے اکابران جماعتی عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے پوری تن دہی سے کام کریں گے۔ ساتھ ہی میں عرض کروں گا کہ جہاں اکابر جماعت پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں، وہاں ہمارے ذمے بھی کچھ فرائض ہیں کہ ہم شخصیت پرستیوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزاد ہو کر اپنی مرکزی جماعت کی تنظیم میں داخل ہوں اور جماعتی استحکام کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنے کی کوشش کریں۔

جس دور سے ہم گزر رہے ہیں، دینی اعتبار سے یہ نہایت پُر خطر اور پر فتن دور ہے، کیوں کہ اس وقت دین قیم کو مٹانے کی غرض سے طاغوتی طاقتیں مختلف انداز اور مختلف رویوں میں برسر میدان ہیں۔ اس لیے ادیانِ باطلہ کا مقابلہ کرنے کے لیے پوری جماعتی قوت درکار ہے اور اگر اس وقت دینی جماعتیں بالعموم احباب اہل حدیث اپنے ذاتی اختلاف کو نظر انداز کر کے متحد نہ ہوئے تو یہ بڑے جرم کا ارتکاب ہوگا، جس کو تاریخ کبھی معاف نہ کرے گی۔

میں سمجھتا ہوں کہ میں کافی وقت تک سمع خراشی کر چکا ہوں۔ اب آخری گزارش کرتا ہوں کہ میدان عمل میں آکر اپنے اسلاف کی طرح دین کی خدمت کے لیے نکلیے، اللہ تعالیٰ کی حمایت شامل حال ہوگی، ان شاء اللہ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ استقبالیہ
(از شیخ محمد شفیع سیٹھی)

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی آٹھویں سالانہ کانفرنس ۲، ۳، ۴۔ اپریل ۱۹۶۵ء کو مولانا محی الدین احمد قصوری کے زیر صدارت سیالکوٹ میں منعقد ہوئی۔ اس کے صدر استقبالیہ شیخ محمد شفیع سیٹھی تھے جو سیالکوٹ کی جماعت اہل حدیث کے معروف اور مخلص ترین بزرگ تھے۔ ان کا خطبہ استقبالیہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ (مرتب)

صدر محترم اور معزز حاضرین!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

حضرات! میں مجلس استقبالیہ کی طرف سے سیالکوٹ کے تاریخی شہر میں ایک اہم اور عظیم الشان مقصد کی خاطر آپ کی تشریف آوری کا خیر مقدم کرتا ہوں، وہ اہم اور عظیم الشان مقصد جس کے لیے آج آپ ہمارے اس شہر میں تشریف لائے ہیں، توحید وسنت کی سربلندی، اس کے نام لیواؤں کی یکانگت واتحاد اور اشاعتِ دین ہے۔ یہ مقصد ہمیشہ سے اہل توحید کے پیش نظر رہا ہے اور وہ ہر عہد اور ہر دور میں اس کے حصول کے لیے ہر قسم کی انفرادی واجتماعی قربانیاں اور مشقتیں برداشت کرتے آئے ہیں۔ سیالکوٹ کو خدا کے فضل وکرم سے یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی سرزمین صدیوں سے اشاعتِ دین کا مرکز اور توحید وسنت کے عظیم القدر علم برداروں کی آماج گاہ رہی ہے۔ توحید وسنت کے پرستاروں کا یہ عظیم الشان اجتماع آج جس مقام پر منعقد ہو رہا ہے، وہ اصل میں علم دین کے ان طالبین کی یادگار ہے جنھوں نے علم کے حصول اور اس کی اشاعت کا جذبہ لے کر فخر سیالکوٹ ہی نہیں، بلکہ فخر پاک وہند مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ سیالکوٹ کا یہ حصہ جس میں آج آپ تشریف لائے ہیں، یہاں (علامہ) عبدالحکیم کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن کی نسبت سے یہ میانہ پورہ کہلاتا ہے، مغل بادشاہ ''شاہ جہاں'' نے ان کے علم و فضل کی قدردانی کرتے ہوئے بطور جاگیر عطا کیا تھا۔ اس علاقے میں علامہ مرحوم نے ایک عالی شان مدرسہ قائم کیا، جس کے طلبہ ہماری اس جلسہ گاہ کو تفریح طبع کے لیے تیراکی کے تالاب کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ جہاں تک علامہ عبدالحکیم کے علم و فضل کا تعلق ہے، مجھے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں، ان کی فضیلت علم اس طرح کھیے کہ ان کی تصانیف و حواشی نہ صرف پاک و ہند بلکہ عالم عرب کے اعلیٰ نصاب تعلیم کا اہم جزو ہیں۔

علامہ عبدالحکیم کے علاوہ اس شہر کی زمین اکبری دور کے ظلمت کدۂ ہند میں توحید و سنت کے بلند مینار حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور عہد مغلیہ کے چشم و چراغ نواب سعد اللہ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کر چکی ہے، جو سیالکوٹ کے باکمال عالم حضرت ملا کمال'' کے شاگرد رشید تھے۔ انیسویں صدی کے آخر میں اسی شہر کو بیسویں صدی کے پاک و ہند کے عظیم ترین مفکر، فلسفی اور شاعر علامہ اقبالؒ کا مولد بننے کا شرف بھی حاصل ہوا، جن کا انقلاب آفرین پیغام نقشۂ عالم پر ایک ایسے ملک کی نمود کی صورت میں منتج ہوا، جسے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی تجربہ گاہ کے طور پر استعمال ہونا تھا۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا، سیالکوٹ کے ایک قابل فرزند نے مسلمانانِ ہند کو ایک علیحدہ وطن کی تشکیل پر ابھار دیا۔ سیالکوٹ کے مولانا سندھی''، مولانا ظفر علی خاں'' اور دوسرے ہزاروں فرزندوں نے اپنے مفکر کے خواب کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے کانگریس، خلافت، احرار اور مسلم لیگ کی ان تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا، جو اگرچہ بظاہر مختلف تھیں، مگر بباطن ان سب کا مقصد غیر ملکی سامراج کو بے دست و پا کر کے مسلمانانِ ہند کو آزادی، حرکت اور عمل سے بہرہ ور کرنا تھا۔

جہاں تک دعوت کتاب و سنت کے اس عظیم ترین، خالص اور صافی ذریعے کا تعلق ہے جسے عرف عام میں ''مسلک اہل حدیث'' کہا جاتا ہے، سیالکوٹ کی خدمات کسی سے کم نہیں۔ حق کا دستور یہ ہے کہ اگرچہ وہ ہمیشہ سے موجود رہا ہے، تاہم وہ ابھرتا اور نکھرتا اس وقت ہے، جب باطل کھل کر اس کے مقابل آ جائے۔

ملا کمال''، حضرت مجددؒ اور علامہ عبدالحکیمؒ کا زمانہ کفر و اسلام اور حق و باطل کی ابتدائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صف آرائی کا زمانہ تھا، اس لیے اس زمانے میں حق کو ایک قسم کی مرکزیت اور یک سوئی حاصل تھی۔ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ حق کو نہ صرف باطل صریح کا مقابلہ کرنا پڑا بلکہ ان قوتوں کی مدافعت بھی کرنا پڑی جو باطل سے لگا تار آویزش نما تعلق کی بدولت خود اس کے اندر پرورش پانا شروع ہو گئی تھیں۔ یعنی ہندوستان میں اسلام کے چشمہ صافی میں ہندوانہ عقائد و رسم و رواج کا عکس نظر آنے لگا اور قرآن و سنت کی پیروی عجمی تصورات کی کورانہ تقلید کی شکل اختیار کرنے لگی، تو اسلام کے محافظ اعلیٰ رب العزت نے بمصداق حدیث:

یحمل ھذا العلم من کل خلف عدوله ینفو ن عنه تحریف الغا لین و انتحا ل المبطلین و تا ویل الجا ھلین (رواہ البیھقی)

''ایک ایسا گروہ پیدا فرما دے گا جس کا مقصد وحید عوام الناس کو خالص اسلام کے اصل سرچشمہ، کتاب و سنت کی طرف لوٹنے کی دعوت دینا ہے۔''

پورے ملک میں اس پاک باز گروہ کے افراد نے جو خدمت سرانجام دی اس کے تذکرے کی کوئی ضخیم کتاب ہی متحمل ہو سکتی ہے۔ میں سیالکوٹ کی نسبت سے صرف ان عظیم ہستیوں کا ذکر کروں گا جن کی کتاب و سنت کی خاطر قربانیوں کے گہرے نقوش آج بھی ہماری نگاہوں میں رقصاں ہیں۔

صدر محترم! شاہ ولی اللہ کے نام اور کام سے تو ہم سب واقف ہوں گے، مگر یہ بات شاید بعض کو معلوم نہ ہو کہ انھوں نے جن بزرگوں سے حدیث کی سند حاصل کی، ان میں ایک اہم نام حاجی محمد افضل سیالکوٹیؒ کا بھی ہے۔ پھر سیالکوٹ میں گلشن کتاب و سنت کے دو عالی قدر باغ بانوں، حضرت مولانا غلام حسن سیالکوٹی اور حضرت علامہ فہیم و شہیر حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (رحمہ اللہ) نے جو کام کیا، اس کے نقوش آج بھی تازہ ہیں، ان میں سے اول الذکر نے اپنے رنگ میں مسلک کتاب و سنت کی گراں قدر خدمت سرانجام دی، مگر ان کی خدمات میں سرفہرست اس ہونہار اور قابل شاگرد کی تعلیم و تربیت ہے جس نے محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے نام سے ہندوستان کے طول و عرض میں کتاب و سنت کی بلند پایہ دعوت کو تقریر و تحریر اور تدریس کے ذریعے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عام کیا، خصوصاً شہر و ضلع سیالکوٹ میں ان کے درس قرآن و حدیث، تقریر و تحریر نے جو وسیع و عمیق اثرات پیدا کیے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں'۔ وہ کتاب و سنت کی اشاعت اور مسلک اہل حدیث کی خدمت میں تا دم واپسیں مشغول رہے۔ عمر کے آخری حصے میں اگر چہ ان کی بصارت زائل ہو چکی تھی تاہم وہ بصورت املاء ایسی بلند پایہ کتابیں لکھواتے رہتے تھے جو حق کی اشاعت اور رد شبہات باطلہ میں بے نظیر ہیں۔ ان کے پیہم و مسلسل تبلیغی کارناموں کی وجہ سے ان کی وفات کے موقع پر ایسا ماحول تیار ہو چکا تھا کہ ان کے بعد کام کرنے والوں کے لیے بہت سی آسانیاں تھیں اس لیے ان کے بعد لوگ بقدر توفیق اشاعت کتاب و سنت کا کام تھوڑا بہت کرتے رہے، اگر چہ قدرتی طور پر اس کا بلند معیار قائم نہ رہ سکا۔ اس کا اندازہ آپ یہیں سے لگا یے کہ دیرینہ علمی و تحریکی مرکز ہونے کے لحاظ سے سیالکوٹ کی سرزمین اس امر کے لیے موزوں تھی کہ یہاں مسلک کتاب و سنت کی علم بردار جماعت اہل حدیث کی مرکزی کانفرنس آج سے بہت پہلے منعقد ہوتی، لیکن ایسا نہ ہو سکا، حالاں کہ حضرت علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ہی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کی پہلی کانفرنس منعقدہ (مئی ۱۹۴۹) لاہور کی صدارت فرمائی۔

۶۴۔۱۹۶۳ء میں جب یہاں مرکزی نظم ونسق کی نشاۃ ثانیہ ہوئی تو جمعیت اہل حدیث سیالکوٹ نے پورے ضلع میں ایک جامع اور منظم منصوبے کے تحت تبلیغ و اشاعت کا آغاز کیا۔ مولانا میر سیالکوٹیؒ کی یادگار ایک دینی مدرسے کا اجرا ہوا۔ ان کی بلند پایہ تصانیف کی اشاعت کا پروگرام بنایا گیا اور ضلع بھر میں ایسے تبلیغی جلسوں کا جال بچھا دیا گیا جو اہل دیہات پر کم از کم مالی بوجھ ڈال کر بحمد اللہ کامیابی سے اشاعت دین کرتے رہے اور آج خدا کے احسان سے ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ پورے مغربی پاکستان کے شیدایان کتاب و سنت کی پذیرائی کا شرف حاصل کر سکیں۔

اس عظیم الشان موقع پر جہاں ہمارے دل احساس تشکر و امتنان سے بھرپور ہیں وہاں ضلع بلکہ ملک بھر میں کام کو آگے بڑھانے کے لیے کچھ خواہشات اور امنگیں بھی کروٹیں لے رہی ہیں۔

صدر گرامی! جماعت اہل حدیث کی تنظیم اور دین حق کی اشاعت میں مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مگر ابھی ہمارے سامنے کرنے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت سے کام ہیں۔ مثلاً:

جامعہ سلفیہ میں علمائے حق کی ایک قابل قدر کھیپ تیار ہو رہی ہے اور اس قیمتی مصرف پر جماعت کافی خرچ کر رہی ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم وظائف دے کر ان لوگوں کو دینی تعلیم کی طرف راغب کریں جو جدید علوم سے بہرہ ور ہوں تا کہ وہ موجودہ زمانے میں باطل کی نت نئی قوتوں کا اعتماد اور جرأت سے مقابلہ کر سکیں۔ نیز میری رائے میں جامعہ سلفیہ کے پیمانے کا منصوبہ صرف اعلیٰ یا زیادہ سے زیادہ ثانوی تعلیم کے لیے مخصوص ہونا چاہیے اور اس میں درجہ فضلیت و تخصص کا انتظام ہونا چاہیے۔

دوسری طرف ہر ضلع میں ایسے باہم مربوط مدرسوں کا ایک سلسلہ ہونا چاہیے جو مرکزی مدرسے کے لیے قابل اور ذہین طلباء فراہم کریں۔ جامعہ اور ذیلی مدرسوں میں طلباء کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی و روحانی تربیت پر خصوصی توجہ صرف ہونی چاہیے، کیوں کہ انہی مدرسوں کے طلبا آئندہ قوم کی دینی و اخلاقی تعمیر کے ذمہ دار ہوں گے۔

صدر محترم! یہ افسوس ناک حقیقت ہے کہ آج کل نہ صرف جماعت اہل حدیث کے بلکہ دوسرے مکاتب فکر کے مدارس بھی دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ ان میں صحیح اسلامی روح کتابوں کے بوجھ تلے دبی چلی جا رہی ہے۔ اگر آج ہم نے اس صورت حال کا احساس اور مداوانہ کیا تو ہم اپنی آئندہ نسلوں کی اصلاح کا فریضہ سرانجام نہ دے سکیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے نصاب تعلیم میں علوم آلیہ کے حصے کو کم از کم کر کے قرآن و حدیث اور تاریخ کے علوم کا حصہ زیادہ کریں اور ان ہر دو ہدایت کے سرچشموں سے طلبہ میں حقیقی شغف پیدا کریں۔ طلبہ کی تعداد خواہ محدود ہی ہو مگر وہ ایسے ہوں جو تحصیل علم دل کی لگن، شوق اور احترام کے جذبات کے ساتھ کریں نہ کہ محض حصول معاش کے ایک ذریعے کے طور پر۔ انھیں ایسا ہنر سکھانے کا انتظام کیا جائے جو نصاب تعلیم سے فراغت کے بعد انھیں باعزت روزگار فراہم کر سکے۔ نیز مروجہ تعلیم کے علاوہ انھیں ایسی کتابوں کا درس دیا جائے جو تعمیر اخلاق میں ممد ہوں اور انھیں بحیثیت علماء ان کی ذمہ داریوں کا بار بار احساس دلائیں اور ترغیب و ترہیب کے ذریعے فضائل اعمال کو ان کے اذہان پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقش کر کے انھیں عمل پر ابھاریں، ایسی کتابیں خواہ لکھی لکھائی تلاش کی جائیں۔ خواہ اردو میں اپنے علماء سے لکھوائی جائیں۔ اگر چہ تعمیر اخلاق کے لیے عربی و فارسی کتب بے شمار ہیں اور کچھ ہمارے نصاب ہائے تعلیم میں داخل بھی ہیں۔ لیکن ان میں توجہ عموماً ترجمہ سیکھنے سکھانے کے گورکھ دھندے تک محدود رہتی ہے۔ اس کی بجائے اگر کوئی نیک نفس استاد روزانہ ایک آدھ گھنٹے کے لیے طلبہ کو بٹھا کر فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب کی ایسی روایات ذوق وشوق سے پڑھا دیا کریں جن میں طلبا کی نگاہ ترجمہ یا مسائل کی نوعیت سمجھنے تک محدود نہ رہے بلکہ ان میں دین پر عمل کا شوق پیدا ہو تو زیادہ مفید ہے۔

مسائل کی قیل وقال سیکھنے کی اپنی جگہ ضرورت ہے، مگر جب تک پڑھنے پڑھانے والوں میں دین کے اس ذوق کا کچھ حصہ پیدا نہ ہو جو صحابہ کرامؓ کو رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں کان علی رؤسنا الطیر کی تصویر بنا دیتا تھا اور جو امام مالک کو حدیث نبوی ﷺ پڑھاتے ہوئے بچھو کے ڈنک تک سے بے پروا کر دیتا تھا، ہمارے لیے دین داری کا حصول مشکل ہے۔

صدر گرامی! میں نے مدارس میں اخلاقی وروحانی تربیت کے متعلق اپنے نظریات کو قدرے تفصیل سے پیش کیا ہے، اس لیے کہ میری نظر میں یہ انتہائی ضروری ہے۔ بہر حال یہ گزارشات تو زیادہ تر نوخیز علماء سے متعلق تھیں جن سے ہمارا مستقبل وابستہ ہے۔ مبلغین کی وہ کھیپ جو اس وقت میدان میں ہے اسے بھی کمر ہمت کو اور زیادہ کسنا ہوگا۔ بحالات موجودہ ہمارے مبلغین تبلیغ سے زیادہ تذکیر کا کام کر رہے ہیں۔ یعنی وہ عموماً ان علاقوں میں تشریف لے جاتے ہیں جہاں مضبوط اہل حدیث جماعتیں موجود ہیں اور انھیں تشریف آوری کی دعوت دیتی ہیں۔ یہ بھی اپنی جگہ ضروری ہے کہ جو لوگ پہلے ہی صحیح مسلک پر قائم ہیں، انھیں حق کی مزید یاددہانی ہو جائے گی۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ مبلغین کو مرکزی شعبہ تبلیغ کے نظم وتعاون کے ساتھ ایسے علاقوں میں بھی جانا چاہیے، جہاں انھیں اگر چہ صرف کھڑے ہو کر تقریر کرنے کی گنجائش مل سکے، مگر کام کی ضرورت وہاں زیادہ ہو۔

صدر گرامی قدر! ایک اور گزارش ہے جسے میں انتہائی اہم سمجھتا ہوں۔ وہ تصنیف د

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشاعت سے متعلق ہے۔ اگرچہ ہمیشہ کی طرح آج بھی تقریر، تبلیغ دین کا ایک مؤثر ذریعہ ہے، مگر موجودہ زمانے میں قلم کی طاقت روز افزوں ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تحریر کے میدان میں ہماری سرگرمیاں بہت محدود ہیں۔ ہمارے پاس ایک مرکزی پریس ہونا چاہیے جس میں ایک طرف اہل حدیث کے مسائل (جو دراصل قرآن وحدیث کے مسائل ہیں) پر مختصر مگر جامع مواد پمفلٹوں اور کتابچوں کی شکل میں مفت تقسیم کے لیے شائع کیا جائے اور دوسری طرف دینی علوم کی مستند اور معیاری کتابیں صحیح اور مناسب حواشی کے ساتھ چھپوائی جائیں۔

صدر محترم! میں یہ بات اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ ہر صاحب کو روحانی تکلیف ہوتی ہے جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ حدیث کی کسی مستند کتاب کا متن تو پیش آمدہ مسائل کا حل کسی اور رنگ میں پیش کر رہا ہے اور اس کے ترجمے یا اس پر حاشیے کا سارا زور متن کی تردید وتضعیف میں صرف ہو رہا ہے۔ کیا یہ ہماری علمی غیرت کے لیے چیلنج نہیں کہ ہمارے مدارس میں اساتذہ وطلبہ عموماً انہی حواشی کو پڑھنے پر مجبور ہوں جو اغیار نے حدیث کی کتابیں چھاپ کر ان کی تردید میں لکھے ہیں۔

افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ اس میدان میں مساعی کو بڑھانے کی بجائے ہم سے یہ بھی نہیں ہو سکا کہ تحفۃ الاحوذی، عون المعبود اور مولانا سید احمد حسنؒ کے حاشیہ بلوغ المرام کی شکل میں جو سرمایہ ہمارے پاس موجود تھا اس کی کما حقہ اشاعت کر سکتے۔ میری خواہش ہے کہ آٹھویں کانفرنس کے اس مبارک موقعے پر جماعت کے ارباب فہم وفکر مذکورہ گزارشات پر غور فرمائیں اور جب ہم (ان شاء اللہ) نویں کانفرنس کے لیے جمع ہوں تو ان میں سے اکثر کام تعمیل و تکمیل کے مراحل میں ہوں۔

ان الفاظ کے ساتھ صدر محترم میں مجلس استقبالیہ و جمعیت اہل حدیث و جملہ معاونین کانفرنس کی طرف سے آپ اور جملہ شرکت فرمانے والے احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے اس مبارک اجتماع کو رونق بخشی اور ہمیں خدمت کا موقع دیا۔ نیز میں اللہ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ یہ اجتماع جماعتی زندگی اور مسلک کی اشاعت کے اعتبار سے کامیاب و مفید ثابت ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ صدارت

(از مولانا محی الدین احمد قصوری)

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی آٹھویں سالانہ کانفرنس جو ۲،۳،۴۔ اپریل ۱۹۶۵ء کو سیالکوٹ میں منعقد ہوئی، اس کا خطبہ استقبالیہ شیخ محمد شفیع سیٹھی نے پڑھا جو بھی ہمارے مطالعہ میں آیا۔ اس کانفرنس کے صدر مولانا محی الدین احمد قصوری تھے۔ مولانا ممدوح برصغیر کے مشہور عالم دین اور معروف سیاسی رہنما مولانا عبدالقادر قصوری کے بڑے صاحب زادے تھے۔ وہ اپریل ۱۸۸۹ء کو قصور میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۱ء میں بی۔ اے کی سند لی۔ دینیات کی تعلیم بھی حاصل کی۔ ۱۹۱۲ء میں گوجراں والا کی انجمن اسلامیہ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر کیے گئے۔ ان دنوں انگریزوں نے بلقان پر حملہ کر دیا تھا۔ مولانا محی الدین قصوری نے انجمن اسلامیہ کی ایک میٹنگ میں اس کے خلاف تقریر کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گوجراں والا کے انگریز ڈپٹی کمشنر نے انھیں سکول کی ہیڈ ماسٹری کے عہدے سے ہٹا کر ضلع کی حدود سے نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اپنے وطن قصور چلے گئے۔ بعد ازاں مولانا ابوالکلام آزاد کے پاس کلکتے پہنچ گئے۔ ان کا پیدائشی نام برکت علی تھا اور سکول کی ملازمت کے زمانے میں وہ برکت علی ہی تھے۔ کلکتے جا کر انھوں نے اپنا نام محی الدین احمد رکھ لیا اور پھر اسی نام سے شہرت پائی۔ آزادئ وطن کے سلسلے میں وہ کئی سال نظر بند اور قید رہے۔ معین الدین قریشی انہی مولانا محی الدین احمد قصوری کے صاحب زادے ہیں جو ۱۰۔ جولائی ۱۹۹۳ء کو کچھ عرصے کے لیے پاکستان کے نگران وزیر اعظم بنائے گئے۔ مولانا ممدوح نے ۸۲ برس کی عمر پا کر ۲۴ جنوری ۱۹۷۱ء (۲۶۔ ذلقعدہ ۱۳۹۰ھ) کو لاہور میں وفات پائی اور انھیں قصور میں دفن کیا گیا۔ ذیل میں ان کا خطبۂ صدارت پڑھیے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ. حضرات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمائے کرام! داعیان الیٰ کتاب اللہ والی سنت رسولہ الکریم۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انہ کان ظلوماً جھولاً۔

۷۔مارچ کو جو ہمارا تاریخی اجتماع ہوا، اس میں حضرت الامیر مولانا محمد اسماعیل صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جب مجھے ارشاد فرمایا کہ مجھے صدارت کے لیے تیار ہو جانا چاہیے، تو میرے لیے یہ ایسی چیز تھی کہ جس کا میں تخیل بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ایسے بارِ عظیم کو اٹھانے کے لیے مجھ ایسے ہیچ میرز اور ہیچ مدان شخص کو منتخب کیا جائے گا۔ چنانچہ میں بالکل مطمئن ہو گیا کہ یہ صدارت ۷۔مارچ کے اجتماع ہی کی تھی جو میں کر چکا ہوں۔ یہاں تک کہ ایک روز جب میں باہر سے ایک ضروری کام سے فارغ ہو کر گھر پہنچا تو مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب کمیر پوری کا تحریری فرمان پڑا پایا کہ خطبہ صدارت جلد دیجیے تا کہ اس کی طباعت کا انتظام کیا جائے۔ اس مختصری تحریر نے میرے ہوش درست کر دیے اور میں سمجھا کہ مجھے اس کٹھن منزل کے لیے تیار ہونا چاہیے۔

قرآن حکیم پر نظر کی تو مجھے اس آیہءمبارکہ سے زیادہ کوئی آیت میرے حسب حال نظر نہ آئی جو میرے اس خطبے کی زیب عنوان ہے۔ فی الحقیقت جب میں غور کرتا ہوں کہ جس جماعت کی سرپرستی حضرت سید احمد صاحب بریلوی، حضرت شاہ اسماعیل شہید، حضرت شاہ عبدالحی صاحب (رحمہم اللہ) کے مقدس ہاتھوں نے کی اور اپنے خون سے اس کو سینچا اور پھر ان بزرگوں کے بعد حضرت میاں سید محمد نذیر حسین، حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری، حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی، حضرت مولانا ابراہیم صاحب آروی، حضرت مولانا حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی، حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی اور ان کے فرزندان جلیل القدر حضرت مولانا عبدالجبار صاحب وحضرت مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی رحمہم اللہ ایسے عظیم المرتبت لوگوں نے آب یاری کی ہو، جب ان کی جگہ پر مجھ جیسے ناچیز اور علم وعمل دونوں حیثیتوں سے تہی دست شخص کو لایا جائے، تو پھر ہماری اس جماعت کی گراوٹ اور تنزل کا کچھ اندازہ ہو سکتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو۔

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کوئی مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

ستم بالائے ستم یہ کہ مجھے دستار فضیلت اس شہر میں پہنائی جا رہی ہے، جس کی خاک سے ایک دو نہیں، بیسیوں جلیل القدر فرزندانِ اسلام اٹھے اور آسمان علم و عمل پر درخشاں ستارے بن کر چمکے، جن کی آخری مثال علمائے دین میں سے مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی علیہ الرحمہ اور جدید علماء میں سے ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم ہیں، جن کے وجود کے باعث آج سیالکوٹ یورپ کی تمام علمی مجالس و محافل میں متعارف ہے۔

حضرات علمائے کرام! اس تمہید سے میرا مطلب یہ ہے کہ اس خطبے میں وہی چیزیں کہہ سکتا ہوں اور کہوں گا جو میرے محدود علم و نظر میں آ سکتی ہیں۔ لہذا اگر کوئی چیز پسند خاطر نہ ہو تو اس کو میری نیک نیتی پر محمول فرما کر معاف فرمائیں اور مجھے ہدف ملامت نہ بنائیں۔

ع بر کریماں کارہا دشوار نیست

اسلام میں جماعت کا مفہوم

ہماری جانیں قربان ہوں اس نبی امی ﷺ پر جس نے آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل جب کہ پوری دنیائے انسانیت ہر قسم کے اندھیروں میں مبتلا تھی ظلمات بعضها فوق بعض، کسی قوم یا ملک وملت کے لیے نہ صرف نشو و نما بلکہ قیام و بقا کے لیے جماعت کا وجود اور جماعتی نظام کو ناگزیر قرار دیا اور چند جملوں میں:

علیکم بالجماعة والسمع والطاعة

وہ سب کچھ فرما دیا جس سے زیادہ ایک حرف بھی آج کی دنیا باوجود ادعائے علم کے نہ کہہ سکی۔ اس میں پہلی چیز انفرادیت کو ختم کرنے اور جماعت بن کر زندہ رہنے کا حکم ہے۔ اس کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بعد دوسری دو چیزیں ''سمع و طاعت'' تو ایمان کا حکم رکھتی ہیں اور باقی ''ہجرت و جہاد'' اسلامی زندگی کا پورا پورا پروگرام ہے۔ گویا ان دو چیزوں میں آپ ﷺ نے اپنی امت کے سامنے اس کی اجتماعی زندگی کا پورا پورا پروگرام رکھ دیا، اگر وہ ترقی کی راہ پر گامزن ہونا چاہے۔

علیکم بالجماعة پر آپ ﷺ نے اس قدر زور دیا کہ دو یا دو سے زیادہ مسلمان کسی سفر پر نکلیں، چاہے اس سفر کی نوعیت کچھ بھی ہو وہ جماعت ہیں۔ ان میں سے ایک کو امیر ہونا چاہیے اور باقی پر ہر نیک کام میں اس کی اطاعت فرض ہے۔ یہاں تک فرمادیا کہ جس آدمی کو تم نے اپنا امیر منتخب کر لیا، اس کی ظاہری حیثیت کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو، اس کی اطاعت لازمی ہے۔

ہمارا تعلیمی نظام

کسی جماعت یا گروہ کے کام کا جائزہ لینے کے لیے سب سے اہم و اقدم چیز یہ ہے کہ اس کے تعلیمی نظام کو دیکھا جائے کہ یہ اس کی سرگرمیوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جب ہم اس پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ظاہری اور باطنی انتشار کا طوفان عظیم امڈتا ہوا نظر آتا ہے۔ ظاہری نظم تو اس لیے مفقود ہے کہ ہر مدرسہ بجائے خود ایک مستقل اور خود مختار ادارہ ہے جس کا نظم اس کے بانی یا مہتمم کے ہاتھوں میں ہے، کوئی ربط یا انسلاک ایک مدرسے کا دوسرے مدارس کے ساتھ نہیں ہے، نہ مرکز کے ساتھ کسی قسم کی وابستگی ہے، نصاب اپنا اپنا، امتحان اپنا اپنا، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تعلیم کا کوئی معین معیار نہیں، کوئی شخص کسی بیرونی آدمی کا مشورہ یا مداخلت قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ باطنی حالت اس سے بھی زیادہ ماتم انگیز ہے۔ نصاب کے تعین کے وقت ملک وملت کے موجودہ حالات اور وقت کے تقاضوں کو قطعاً پیش نظر نہیں رکھا گیا۔ ہماری درس گاہ سے نکلنے پر فارغ التحصیل عالم کو کس قسم کے حالات سے سابقہ پڑے گا، وہ وقت کے تقاضوں سے اس وقت بھی اتنا ہی بے خبر ہوتا ہے جتنا درس گاہ میں داخل ہونے کے وقت تھا۔ فارغ ہو کر وہ اصحاب کہف کی طرح جب وہ غار سے نکلے تھے، دیکھتا ہے کہ وہ بالکل ایک نئی دنیا میں آ گیا، جس میں اس کا سکہ چل نہیں سکتا۔ زمین کا آئین بدل چکا، نظام بدل چکا، رنگ ڈھنگ، بول چال سب بدل چکے، وہ ایسی حالت میں ہے کہ نہ کسی کی سمجھے، نہ کسی کو سمجھا سکے۔ اس دنیا میں اس کی کوئی جگہ نہیں ہوتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس انتشار سے بھی زیادہ افسوس ناک اور پریشان کن وہ معاشی بحران ہے جو معاشرے میں پیدا ہو رہا ہے اور روز بروز زیادہ خطرناک صورت اختیار کر رہا ہے۔ لیکن افسوس بالائے افسوس کہ اس طرف ہمارے کسی رہنما کی نظر نہیں جاتی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارے مدارس سے جتنے طالب علم فارغ التحصیل ہو کر نکلتے وہ ہماری جماعت کے مستقل رکن اور معاون ہوتے۔ ان کا مکمل ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہوتا اور ہر ایسے فارغ التحصیل سے اس کی قابلیت اور طبعی رجحان کے مطابق کام لیا جاتا، لیکن ہوتا یہ ہے کہ جو طالب علم ہماری درس گاہ سے نکلا وہ گویا کہ ہمیشہ کے لیے ہم سے کٹ گیا۔ یوں سمجھو کہ وہ ایک بھیڑ تھی جس کی ہم نے گلے میں رکھ کر کئی سال تک پرورش کی۔ جب وہ تربیت پا چکی اور کسی کام کے قابل ہوئی تو اسے ہم نے ریوڑ سے نکال باہر کیا، اب اس کے سامنے زندگی کا ایک لق ودق صحرا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ کدھر کا رخ کرے، پس وہ مجبور ہو جاتا ہے کہ یا تو علم فروشی کی ایک چھوٹی سی دکان کھول لے یا کسی مسجد میں جا کر اپنی نمازوں کو ذریعہ معاش بنائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے طلباء کو اپنے مدرسوں میں داخل کرتے وقت کبھی یہ غور نہیں کیا کہ ان کو فارغ ہونے کے بعد کھانے پینے کی، یا رہنے کے لیے مکان کی، یا باعزت متاہل زندگی کی ایسی ہی ضرورت ہو گی جیسی خود ہم کو ہے۔ وھم علیٰ ربھم یتو کلون۔ یہ ایک ہولناک انتشار ہے جو کئی پہلوؤں سے بہت خطرناک ہے اور یہ جو میں نے مدارس کے متعلق کہا ہے یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو بالکل ناقابل عمل ہو۔ خود ہمارے ہی ملک میں کئی ایک ایسی جماعتیں موجود ہیں، جن میں یہ نظم موجود ہے اور جو ہمارے لیے یقیناً قابل رشک بھی ہیں اور قابل تقلید بھی۔

بعض قابل تقلید مثالیں

۱۔ غالباً ۱۹۲۶ء میں مجھے اپنی بیوی کی علالت کے سلسلے میں ایبٹ آباد جانا پڑا۔ موسم گرما کے گزرنے کے بعد جب میں واپس آیا تو ایبٹ آباد سے جس گاڑی میں سفر کر رہا تھا، اتفاقاً اسی میں ایک بوہرہ (داعی) بھی واپس بمبئی جا رہا تھا۔ باتوں باتوں میں پتا چلا کہ راولپنڈی میں چند بوہرے گھرانے تھے، یہ ان کا امیر ہے اور اس کا تقرر ملا طاہر کی طرف سے تھا جو بوہرہ فرقہ کا امام تھا۔ جب بات چیت کا سلسلہ بڑھا تو مزید معلوم ہوا کہ اس کا باقاعدہ ماہانہ وظیفہ ملا صاحب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرکزی دفتر یا دفتر امارت سے آتا ہے اور وہ اپنے کفاف کے لیے مقامی جماعت کا کسی طرح دست نگر نہیں۔ اس کا کام صرف ان گھرانوں کے نظم کو قائم رکھنا تھا اور اگر کسی وقت جماعت میں کسی قسم کا نزاع یا اختلاف پیدا ہو جائے تو وہ بطور قاضی یا جج اس کا فیصلہ کر دیتا اور اس کا فیصلہ قطعی تھا، جس کی اپیل کسی انگریزی عدالت میں نہیں، بلکہ براہ راست ملا طاہر ہی کی خدمت میں ہو سکتی تھی۔

ہمیں ان حضرات کے مسلک اور اعمال سے بنیادی اختلاف ہے لیکن نظم کی حد تک ہمیں چاہیے کہ ان اوصاف کو اپنے اندر پیدا کریں۔

۲۔ اس قسم کی دوسری مثال بھی بمبئی کی آغا خانی جماعت کی ہے جو آغا خان کو اپنا پیشوا بلکہ خدا کا اوتار مانتی ہے۔ ان میں کا ہر شخص ایک ماہوار مقررہ رقم آغا خانی بیت المال میں بھیجتا ہے۔

جماعت اہلِ حدیث

ان مثالوں کو سامنے رکھ کر خدارا غور کریں کہ کیا آپ واقعی جماعت کہلانے کے مستحق ہیں یا محض غرورِ نفسی میں مبتلا ہیں؟

یہ مثالیں میں نے صرف اس لیے پیش کی ہیں تا کہ ہماری جماعت کو معلوم ہو سکے کہ ان کاموں میں سے کوئی بھی ایسا کام نہیں جو ہماری جماعت نہیں کر چکی، بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر کر چکی ہے، یعنی قلم سے لکھتے لکھتے جوں ہی محسوس ہوا کہ اسلام کو ان کے خون کی ضرورت ہے، تو وہ فوراً نماز کے مصلے سے اٹھے اور گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو گئے، قلم کو قلم دان میں بند کیا اور تلوار میان سے نکال لی۔ لیکن یہ اس وقت کی باتیں ہیں جب ہم میں صحیح جماعتی نظام موجود تھا۔ وہ نظام جوں جوں ڈھیلا ہوتا گیا ہماری مساعی بھی ختم ہوتی گئیں۔

انحطاط کا اصلی سبب

حضرات! کیا آپ نے کبھی اس امر پر غور فرمایا کہ ہم کس قدر روپے صرف کر رہے ہیں؟ جامعہ سلفیہ پر اس وقت پچھتر ہزار روپے سالانہ خرچ ہو رہا ہے اور جماعت بڑی خوشی سے یہ رقم دے رہی ہے۔ ہمارے بزرگوں کے تخیل میں بھی کبھی اتنی بڑی رقم نہ آئی تھی لیکن نتیجہ ظاہر ہے۔ ان کی وجوہ مختصراً یہ بتلائی جا سکتی ہیں کہ ان بزرگوں میں انتہا درجے کی للّٰہیت اور بے نفسی تھی، جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں سرے سے مفقود ہے الا ماشاء اللہ۔ دوسرے ان کے سامنے ایک آئیڈیل یعنی مطمح نظر تھا اور اس کی وجہ سے وہ منظم تھے۔ وہاں انفرادیت اور انانیت نام کو نہ تھی۔ وہ ایک نظم میں منسلک تھے اور اس کے لیے وہ کام کرتے تھے۔ یہ انسلاک مجاہدین کے ساتھ تھا۔ پس ہماری یہ حالت ہمارے نظام کے مفقود ہو جانے کی وجہ سے ہے۔

اصلاح احوال میں صحیح اور منظم مکاتب کی اہمیت

اس سلسلے میں سب سے ضروری چیز ہمارے مدارس کی اصلاح ہے۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ کسی قوم و جماعت کا تعلیمی نظام اس کی ترقی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ خود قرآن حکیم نے یعلمھم الکتاب والحکمۃ فرما کر نبی ﷺ کی سب سے بڑی صلاحیت کا ذکر فرمایا ہے۔ پس ہمارے مدارس میں بھی دو چیزیں پیش نظر رہنی چاہئیں، تب جا کر اس سے متوقع نتائج نکل سکتے ہیں۔ میں ہزار افسوس کے ساتھ اس امر کے اظہار پر مجبور ہوں کہ ہمارے مدارس میں کتاب اللہ (جس سے مراد کتاب و سنت ہے) کی تعلیم کا اہتمام تو ہے لیکن ''الحکمۃ'' وہاں مفقود ہے۔ ''الحکمۃ'' سے وہ تمام علوم مراد ہیں، جو کسی قوم کی اخلاقی اور مادی زندگی کی تعمیر کا جز ولاینفک ہوں اور جو ہر زمانے میں بدلتے رہتے ہیں اور بدلتے رہیں گے۔ اس وقت ہم میں اور مغرب میں عجیب قسم کا تضاد واقع ہو گیا ہے۔ مغرب اخلاقی اور روحانی اصلاح سے (جو عبارت ہے، کتاب اللہ کی تعلیم سے) کامل طور سے بے نیاز ہو کر مادی یا معاشی علوم میں گم ہو گیا ہے، اور سب سے زیادہ افسوس ناک چیز یہ ہے کہ ہماری موجودہ نسل قطعاً مغرب کی راہ پر چل رہی ہے اور ہم نے صرف کتاب اللہ کو لے لیا ہے اور دوسرے تمام پہلوؤں یعنی ''الحکمۃ'' سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔

پس اگر ہم پستی سے اپنی قوم اور جماعت کو نکالنا چاہتے ہیں تو نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے مدارس کے نصاب میں ایسی تبدیلی کریں کہ تعلیم کتاب (یعنی کتاب و سنت) کی طرف توجہ کم کیے بغیر دوسرے علوم کو جو انسانی زندگی کے لیے ناگزیر ہیں اور جن کے بغیر کوئی انسان یا کوئی جماعت باعزت زندگی بسر نہیں کر سکتی، اپنے نصاب میں پوری کشادہ دلی سے داخل کر دیں۔

لیکن اس اقدام سے پہلے نہایت ناگزیر ہے کہ ہم اپنے اپنے مدارس کو مرکز سے منسلک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردیں۔ ساتھ ہی میں مرکز سے بھی واشگاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ ان مدارس کے منتظمین اوران سے فارغ شدہ علماء کو فرشتے نہ سمجھیں۔ ان کے باعزت اخراجات کا پوری فراخ دلی کے ساتھ اہتمام وانصرام کریں۔

یہاں ایک اور چیز کا بھی انکشاف میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں نے یہی تجویز امیر مرحوم (مولانا سید داؤد غزنوی) کے سامنے بھی پیش کی تھی کہ تمام منتظمین مدارس سے یہ درخواست کی جائے کہ وہ اپنے مدارس کو براہ راست مرکز کے ساتھ منسلک کریں۔ لیکن نامساعد حالات کی وجہ سے سردست اسے ملتوی کرنا پڑا۔

اس تجویز کی تفصیل

(الف) اگر آپ بزرگ ظاہری عزت کے خیال سے بالاتر ہوکر اس تجویز پر عمل پیرا ہونے کے لیے تیار ہو جائیں تو پہلا قدم یہ ہوگا کہ ان تمام مدارس کے امتحانات (سالانہ) متحد کردیے جائیں اور ہم پنجاب یونیورسٹی کی طرح بورڈ آف ایگزامینرز ممتحن کا بورڈ مقرر کردیں۔ یہ بورڈ امتحانات کا نگران و مہتمم ہو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ میری اس تجویز کو قبول فرمائیں تو ہم پانچ سال کے اندر مغربی پاکستان میں ایک دینی یونیورسٹی قائم کرسکیں گے۔

(ب) اس سلسلے میں دوسرا قدم یہ ہونا چاہیے کہ مرکز ایک کمیشن مقرر کرے جو مغربی پاکستان کی جماعت اہل حدیث کے تمام مدارس کا معائنہ کرے۔ وہاں کے نصاب، اساتذہ اور طلباء کے متعلق نیز مقامی حالات اور تقاضوں کی نسبت ایک مفصل رپورٹ مرتب کرے اور ہر مدرسے کے متعلق اس کے حالات کے پیشِ نظر سفارش کرے کہ وہاں ہمارا نصاب کس حد تک بڑھایا جاسکتا ہے۔

(ج) ہر مدرسے میں مطبوعہ سرٹیفکیٹ موجود رہنے چاہئیں اور انہی کی بنا پر طلباء کا داخلہ اور اخراج ہو۔ جب طالب علم وہاں کا نصاب پورا کرچکے تو اسے ایک سرٹیفکیٹ دیا جائے کہ اگر وہ وہاں سے اونچے درجے میں تعلیم کے لیے جانا چاہے تو جماعت کے دوسرے سکولوں میں اسی سرٹیفکیٹ کی بنا پر داخل ہوسکے۔

(د) درجہ تکمیل صرف مرکزی دارالعلوم میں ہونا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ وہ لاہور میں ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ لاہور میں ہر قسم کی سہولتیں، لائبریریاں اور ہر فن کے ماہرین سے مشورہ اور اعانت مل سکتی ہے، جو کسی دوسری جگہ ممکن نہ ہوگی، جہاں طالب علم دو ایک سال لگا کر ریسرچ کا کام کر سکے۔ یہ تمام لوگ تبلیغ دین کا کام کریں۔

ہمارے کرنے کا اہم ترین کام

میری گزارشات نامکمل ہوں گی اگر میں آپ کی توجہ اس عظیم خطرے کی طرف منعطف نہ کراؤں جو اس وقت نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں کو بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو درپیش ہے اور وہ عیسائی مشنوں کا سیلاب ہے جو ہماری تہذیب، ہمارے اخلاق، ہمارے معاشرے اور سب سے ضروری ہمارے دین و ایمان کو خس و خاشاک کی طرح بہائے لیے جا رہا ہے۔ بعض مسلمان ممالک تو پکار اٹھے ہیں کہ ہمیں ان عیسائی پادریوں سے بچاؤ۔ خود پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے مجھے امید ہے کہ اس کی رپورٹیں جو آئے دن اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں، آپ کی نظروں سے ضرور گزرتی رہتی ہوں گی۔ وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ ہماری جماعت بجائے محض دینی مدارس کھولنے کے ایسے سکول بنائے جو مروجہ تعلیم کے اعتبار سے مشن سکولوں سے اگر بہتر نہ ہوں، تو کم از کم ان کے لگے کے ضرور ہوں۔ ان میں میٹرک تک کے علاوہ دینوی تعلیم کے لڑکے کی دینی تعلیم کا پورا اہتمام ہو اور عربی زبان کی تعلیم لازمی ہو تاکہ جب لڑکا سکول سے نکلے تو وہ اپنے ساتھ دینوی تعلیم اور پوری دینی تعلیم حاصل کر کے نکلے۔ لڑکیوں کے لیے اس قسم کے سکول الگ ہونے چاہئیں۔ آپ نے کبھی اس پر غور نہیں فرمایا کہ یہ مشن سکول دوسرے سکولوں کی بہ نسبت چار چند رقوم فیسوں وغیرہ کی شکل میں وصول کرتے ہیں اور پھر اس روپے کو ہمارے ہی خلاف استعمال کرتے ہیں اور ہمارے لڑکے اسلام سے ہر روز دور ہوتے جاتے ہیں۔

عیسائی مشنوں کا دوسرا بڑا حربہ جو وہ تبلیغ کے لیے استعمال کر رہے ہیں، ان کے فری ہسپتال ہیں۔ یہ ان کا سب سے بڑا ایمان ربا حربہ ہے۔ مریض وہاں جاتا ہے، جسمانی بیماری سے شفا پا کر نکلتا ہے، لیکن کفر و الحاد کا مہلک ناسور ساتھ لے کر نکلتا ہے۔ اس سلسلے میں زیادہ تکلیف دہ چیز یہ ہے کہ ہماری حکومت خود ان ہسپتالوں اور اسکولوں کی پوری اعانت کر رہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان ہسپتالوں میں ان کے ڈاکٹروں، کمپوڈروں اور نرسوں کا مریضوں سے سلوک ہمارے کسی سرکاری یا غیر سرکاری ہسپتال میں دیکھنے میں نہیں آتا۔ خدا ہمارے مسلمان سرمایہ داروں کو توفیق دے کہ وہ ایسے خیراتی ہسپتال کھولیں اور ان میں جو ڈاکٹر اور نرسیں وغیرہ ہوں وہ اسی اخلاق کا نمونہ پیش کریں، جو عیسائی ڈاکٹر اپنے ہسپتالوں میں کرتے ہیں۔

ہسپتالوں اور اسکولوں کے علاوہ ان کے ہوم، ان کے یتیم خانے ہزاروں معصوم بچوں اور نادار اور اپاہج لوگوں کا ملجا و ماویٰ ہیں۔ ان کے ہوم میں اپاہج، لولے لنگڑے اور اندھوں کی پرداخت ہوتی ہے۔ ان میں سے جو جس کام کے قابل ہوتا ہے، اس سے وہ کام بھی لیا جاتا ہے اور ان کے کھانے اور رہائش وغیرہ کا خاطر خواہ انتظام ہوتا ہے۔ مجھے مدراس میں نہایت معصوم اور گود کے بچوں کا ہوم دیکھنے کا موقع ملا ہے، جس میں پانچ دن کے بچے سے لے کر دو سال تین سال تک کے تمام بچے ایسے تھے کہ جن کو ان کے ماں باپ کسی بنا پر خود رکھنا نہیں چاہتے تھے۔ اس ہوم کے باہر لیٹر بکس کی طرح کی کھڑکیاں تھیں۔ لوگ رات کے وقت آتے اور بچہ اس میں رکھ جاتے، ہر ایک بچے پر ایک نرس مقرر تھی جو اس بچے کے دودھ کا انتظام کرتی۔ ہر خوراک پر بوتل کو باقاعدہ صاف کر کے دودھ دیا جاتا۔ مجھے ایسا ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ بچہ اس کا اپنا جنا ہوا ہے۔

چند اعداد و شمار

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان مشنریوں کے کاموں کے چند اعداد و شمار آپ کی خدمت میں پیش کروں تاکہ آپ کو کچھ ان کے کام کی عظمت اور وسعت کا اندازہ ہو سکے۔ یہ کام وہ تھا جو ہمارے کرنے کا تھا۔ یہ اعداد و شمار کینیڈا کے ایک رسالہ پراسپکٹر (prospector) کے ۱۹۵۸ء کے شمارے سے لیے گئے ہیں۔

۱۹۵۸ء میں پاکستان میں ان کے ۸۲ داعی اور مبلغ کام کر رہے تھے، جنھیں پادری کہنا چاہیے۔ ۱۳، مجالس علمی کے مراکز تھے، جہاں وہ وقتاً فوقتاً مذہبی عنوانات پر لیکچر دیتے تھے۔ ۸۷، مذہبی گھر (یعنی ہوم) تھے، ۸۲، ورکرز تھے اور ۳۷۷ سکول (مڈل، ہائی وغیرہ) جن میں ۶۳۴۶۰ (تریسٹھ ہزار چار سو ساٹھ) طلبا تعلیم پا رہے تھے۔ ۲۷ متفرق ادارے تھے اور دو لاکھ اڑسٹھ ہزار تین سو بائیس (۲۶۸۳۲۲) کیتھولک عیسائی تھے۔ پروٹسٹنٹ ادارے ان کے علاوہ تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ چیز نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ ان دونوں فرقوں میں جو اختلاف ہے وہ شیعہ سنی فرقوں کے اختلاف سے کہیں زیادہ سخت ہے۔ یورپ کی قرونِ وسطیٰ کی تاریخ ان خونی اختلافات سے پُر ہے۔ بایں ہمہ عیسائیت کی تبلیغ میں کبھی کسی نے دوسرے کے متعلق ایک حرف کہا نہ لکھا۔

یہ رسالہ اس بات پر فخر کرتا ہے اور حکومت پاکستان کی بے حد تعریف کرتا ہے کہ:

''اس نے کلیسا اور لڈ سردس کی طرح سے امداد و اعانت کی ہے۔''

چنانچہ آزادیٔ پاکستان کے بعد امریکہ، برطانیہ، فرانس، اٹلی اور سویڈن کی طرف سے ۱۹۵۸ء تک چالیس نئی مسیحی جماعتیں پاکستان میں قدم جما چکی ہیں۔

ان مشنری جماعتوں نے ۱۹۵۸ء میں دو ہزار ملین یعنی دو ارب روپے ہندوستان اور پاکستان میں عیسائیت کی اشاعت کے لیے بھیجے، جس میں سے بارہ سو پچاس ملین ہندوستان میں اور باقی سات سو پچاس ملین پاکستان میں خرچ ہوئے۔ ان کے شائع کردہ اعداد و شمار کے مطابق کراچی شہر کی عیسائی آبادی ۱۹۴۱ء میں گیارہ ہزار تھی۔ دس سال کے بعد یہی آبادی ۱۹۵۱ء میں اکیس ہزار ہوگئی۔ اس سے کچھ مدت کے بعد کی غیر سرکاری طور پر جو تعداد معلوم ہوسکی ہے وہ چالیس ہزار ہے۔ ہماری اخلاقی حالت کا نقشہ جو چند دن ہوئے اخبارات میں شائع ہوا، جو ایک پرائیویٹ کمیشن نے دو سو سے زائد لڑکیوں سے ایک سوال نامے کے جواب میں شائع کیا، ان میں سے نوے فی صد لڑکیوں نے کھلم کھلا بیان کیا کہ وہ تعلیم، فیشن اور شادی کے بارے میں بالکل خود مختار ہیں، وہ اس بارے میں اپنے ماں باپ کی بھی کوئی بات سننے کو تیار نہیں۔ ان حالات کو پڑھ کر دل پھٹ جاتا ہے۔

واحد مداوا

کفر و الحاد کے اس ہولناک طوفان سے بچنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ تمام مسلمان بلا تفریق مسلک متحد اور منظم ہو کر اس سیلاب کا مقابلہ کرنے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔ میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں اور ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ اس عظیم الشان کام کے لیے اہل حدیث، دیوبندی، بریلوی کی تفریق کو بالائے طاق رکھ دیا جائے اور دوسرے تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصلاحی کاموں کو چھوڑ کر صرف اس ایک کام پر تمام توجہ مرکوز کر دینی چاہیے۔ ورنہ ہمیں خدا کی آخری وعید کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔

ولقد اھلکنا القرون من قبلکم لما ظلموا و جاءتھم رسلھم بالبینٰت وما کانوا لیؤمنوا وکذالک نجزی القوم المجرمین (یونس:۱۳)

بزرگان ملت! میں اللہ کے نام پر آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اب بھی آنکھیں کھولیں اور کروٹ بدلیں اور دین کی تبلیغ کے لیے میدانِ عمل میں نکل پڑیں کہ یہی وقت ہے جو پھر کبھی نہیں آئے گا۔

آخر میں آپ تمام بزرگوں کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے میری اس طویل اور خشک تقریر کو صبر و تحمل سے سنا اور میں پرزور درخواست کرتا ہوں اگر اس میں کوئی چیز آپ کے خاطر عاطر پر گراں گزری ہو، تو اسے میری کم مائیگی پر محمول فرما کر معاف فرمائیں کیوں کہ بعض تلخ حقائق کی طرف اشارہ کرنا پڑا۔ (الحق مر)

اب میری درخواست ہے کہ ہم اس سہ روزہ اجتماع کو محض نشستند و گفتند و برخاستند ہی تک نہ رہنے دیں، بلکہ سر جوڑ کر اپنے لیے لائحہ عمل تیار کریں جس پر ہم اس مجلس سے نکلتے ہی کار بند ہو جائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۔۔۔فبشر عبادی الذین یستمعون القول و یتبعون احسنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ استقبالیہ

(از مولانا محمد حنیف ندوی)

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی پہلی کانفرنس (منعقدہ لاہور اواخر مئی ۱۹۴۹ء) کے صدرِ استقبالیہ بھی مولانا محمد حنیف ندوی تھے۔ اس کانفرنس کے صدر استقبالیہ بھی وہی ہیں جو مرکزی جمعیت کی نویں کانفرنس ہے۔ یہ کانفرنس ۳،۴،۵۔ نومبر ۱۹۶۷ء کو (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) لاہور میں بہ صدارت حضرت سید محب اللہ شاہ راشدی ایم۔اے، ایم۔او۔ایل (پیر آف جھنڈا) منعقد ہوئی۔ مولانا محمد حنیف ندوی جماعت اہل حدیث کے جلیل القدر عالم اور متعدد علمی وتحقیقی کتابوں کے مصنف تھے۔ مفسر قرآن بھی تھے ''سراج البیان'' ان کی مشہور تفسیر ہے جو پہلی مرتبہ ۱۹۳۴ء کے پس وپیش شائع ہوئی اور پھر کئی بار چھپی۔ مولانا ممدوح ۱۰ جون ۱۹۰۸ء کو گوجراں والا میں پیدا ہوئے اور ۱۲ جولائی ۱۹۸۷ء کو ان کا انتقال ہوا۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ. واشھدان لاالہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واشھدان محمداً عبدہ ورسولہ امابعد۔

حضرات! سب سے پہلے مجھے اجازت دیجیے کہ میں مجلس استقبالیہ کے ایک خادم کی حیثیت سے ان سب بزرگوں کا بہ صمیم قلب شکریہ ادا کروں جو حسبتاً للہ دور دراز کی مسافتوں کو طے کر کے کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لائے ہیں۔ اور مجلس استقبالیہ کی طرف سے حضرات علمائے کرام مزید شکریہ کے مستحق ہیں کہ جنھوں نے نہ صرف اپنی تشریف آوری سے ہمیں بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوازا ہے بلکہ جن سے بجا طور پر یہ توقع بھی ہے کہ اپنی پُر مغز تقریروں اور مواعظ حسنہ سے یہ ہمیں بہرہ مند بھی کریں گے۔ میں اپنے فرائض میں کوتاہی کا مرتکب ہوں گا اگر اس مرحلے پر کانفرنس کے صدر جناب مولانا سید محب اللہ صاحب ایم۔اے کا خصوصیت سے شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود ہماری دعوت کو ازراہِ کرم قبول فرمایا ہے اور کرسیٔ صدارت کو زینت بخشی ہے۔

اہل حدیث کا تصورِ دینی اور اغیار کی ریشہ دوانیاں

حضرات! یہ عجیب بات ہے کہ اہل حدیث کا تصورِ دینی جس درجہ سادہ، سمجھ میں آنے والا اور قلب و روح کو حرارت و تپش عطا کرنے والا ہے، یار لوگوں نے اتنا ہی اسے الجھا دیا ہے اور اس کے بارے میں ایسی ایسی غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں کہ الامان والحفیظ۔ سوال کم پڑھے لکھے یا جہال کا نہیں، اچھے خاصے علماء کا ہے۔ ان حلقوں میں اگر کسی جانی پہچانی شخصیت کے بارے میں بھولے سے کسی نے کہہ دیا یا لکھ دیا کہ صاحب وہ ''وہابی''، ''غیر مقلد'' یا اہل حدیث ہے تو نہ پوچھیے، صرف اتنا کہہ دینے اور لکھ دینے سے اس کے متعلق رائے کس تیزی سے بدل جاتی ہے اور اس کے خلاف نفرت و تعصب کے کتنے طوفان اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ نفرت و تحقیر کا یہ بادۂ تلخ انگریز کے استعماری مصالح کے علاوہ اور کن کن مقدس ہاتھوں سے کشید ہوا ہے؟ اور تہمت طرازی کی اس سازش میں کس کس نے حصہ لیا ہے؟ کن کن عناصر نے اہل حدیث کے خلاف اس نفسیاتی مہم کو چلانے میں کامیاب کردار ادا کیا ہے؟ یہ ایک مستقل اور علیحدہ موضوع ہے جو مخصوص تحقیق والتفات چاہتا ہے۔ اس سے تعرض کرنا اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ تاہم اتنی بات کہہ دینے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں کہ نفرت کی یہ مہم پورے زور شور اور تنظیم کے ساتھ آج بھی جاری ہے۔ حالاں کہ جماعت اہل حدیث کے عقائد و سرگرمیاں اور کارنامے کوئی چیز بھی تو ڈھکی چھپی نہیں اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس میں اسلامی نظریہ و تصور سے کسی درجے میں بھی انحراف پایا جائے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ہم تو معتوب اور مستوجبِ تعزیر ہی اس بنا پر ہیں کہ ہم فقہ ہو یا کلام، تفسیر ہو یا حدیث، دین کے معاملے میں ادنیٰ انحراف کو بھی برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ہمارا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدھا سادا عقیدہ یہ ہے کہ حق و صداقت کو صرف کتاب اللہ اور سنت رسول ہی میں محصور و منحصر مانو اور سعی و عمل یا فکر و عقیدے کا جب بھی کوئی نقشہ ترتیب دو تو تابش وضو کے لیے اسی آفتاب ہدایت کی طرف رجوع کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات انسانی کے لیے سراج منیر ٹھہرایا ہے۔

یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھداً و مبشراً ونذیراً o وداعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً۔ (الاحزاب: ۴۵، ۴۶)

یہاں اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ہم کسی طرح بھی تاریخی ارتقا کے منکر نہیں اور زمانے کے ناگریز تقاضوں کے تحت فقہ و کلام کے سلسلے میں ہمارے ہاں جلیل القدر علما اور ائمہ نے جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں ان سے ذرہ برابر صرفِ نظر کو ہم جائز نہیں تصور کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک امام ابو حنیفہؒ کی فکری و آئینی کاوشیں، امام شافعی کی اصول فقہ و حدیث کے متعلق پیمانوں کی تعیین، امام مالکؒ کا اصحاب مدینہ کے تعامل کو دست برد زمانہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لینا اور امام احمد بن حنبل کی جمع حدیث کی وسیع تر کوششیں ہماری تہذیبی انفرادیت کا زندہ ثبوت ہیں اور یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جن پر ہم جس قدر بھی فخر و ناز کریں کم ہے۔

ہم حق کو ان سب مدارس فکر میں جن کی ان بزرگوں نے بنیاد رکھی، دائر و سائر تو مانتے ہیں لیکن محصور و منحصر کسی میں بھی نہیں جانتے، کیوں کہ ہمارے نقطۂ نگاہ سے صحت و صواب کی استواریاں غیر مشروط طور پر صرف کتاب اللہ و سنت رسول کے ساتھ خاص ہیں۔

یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ و الرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذالک خیر و احسن تاویلا (النساء: ۵۹)

ہمارے عقیدے کی رو سے استدلال و تاویل کا یہی دو چیزیں نقطۂ آغاز ہیں اور یہی نقطۂ آخر۔ دوسرے لفظوں میں سورۂ نساء کی اس آیت کو ہم (preamble) یا قانونی اساس سمجھتے ہیں، اس آیت ہی کے لب و لہجہ میں علماً سے کہتے ہیں کہ ہر متنازع فیہ مسئلے میں اول و آخر کتاب و سنت ہی کی طرف رجوع کیجیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث کے نفسیاتِ شوق کی تشریح

تقلید و عدم تقلید کی اصطلاح میں پڑے بغیر کہ اس میں قدرے الجھاؤ اور جھول ہے، ہم محبت و وفا کی زبان میں دعویٰ دارانِ عشقِ رسول سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ خدارا آپ ہی بتایئے کہ اگر کسی گروہ نے یہ فیصلہ ہی کر لیا ہو کہ طلب و آرزو کے دامن کو وہ صرف انہی گل بوٹوں سے سجائے گا جو قرآن و سنت کے سدابہار دبستان میں نظر افروز ہیں اور اگر کچھ لوگوں نے از راہ شوق یہی مناسب جانا ہو کہ ان کی نظر اگر کسبِ ضو کرے گی تو انہی انوار و تجلیات سے جو چہرۂ نبوت کی زیب و زینت ہیں یا زمان و مکان کے فاصلوں کو ہٹا کر اگر کوئی بے تاب اور متجسس نگاہ اسی جمالِ جہاں آرا کا براہِ راست مشاہدہ کرنا چاہتی ہے، جس کی جلوہ آرائیوں نے عشاق کے دلوں میں پہلے پہل ایمان و عمل کی شمعیں فروزاں کیں تو آیا یہ کوئی جرم، گناہ یا معصیت ہے؟ اور اگر یہ جرم اور معصیت ہے تو ہمیں اقرار ہے کہ ہم وابستگانِ دامنِ رسالت اور اسیرانِ حلقۂ نبوت مجرم اور گناہ گار ہیں۔

تقلید کا اثر قلب و ذہن پر

تقلید و عدم تقلید کا مسئلہ دراصل فنی و علمی سے زیادہ نفسیاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ٹھیٹھ اسلام کی رو سے ہماری اولین ارادت کا مرکز کون ہے؟ ہماری پہلی اور بنیادی وابستگی کس سے ہونی چاہیے اور پیش آمدہ مسائل میں مشکلات کے حل و کشود کے سلسلے میں ہمیں کس کی طرف دیکھنا چاہیے؟ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی چشم کشا اور ابدی تعلیمات کی طرف یا فقہی مدارس فکر کی وقتی اور محدود تعبیرات کی طرف؟ اس سے قطع نظر کہ تقلید سے فکر و نظر کی تازہ کاریاں مجروح ہوتی ہیں، اس سے بھی قطع نظر کہ اس سے خود فقہ و استدلال کے قافلوں کی تیز رفتاری میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور تہذیب و فن کی وسعتیں، زندگی، حرکت اور ارتقا سے محروم ہو جانے کے باعث حد درجہ سمٹاؤ اختیار کر لیتی ہیں، اصل نقص اس میں یہ ہے کہ اس سے عقیدت و محبت کا مرکزِ ثقل یک سر بدل جاتا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کہ ہماری ارادت و عقیدت کا محور اول و آخر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ رہے، ہماری عصبیتیں مخصوص فقہی مدارس سے وابستہ ہو کر رہ جاتی ہیں اور غیر شعوری طور پر قلب و ذہن اس بات کا عادی ہو جاتا ہے کہ بحث و تمحیص کے مرحلے میں کتاب و سنت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی نہ کسی طرح مسائل کی وہی نوعیت ثابت ہو جو ہمارے حلقے اور دائرے کے تقاضوں کے عین مطابق ہو۔ حالاں کہ اللہ اور رسول ﷺ سے ربط و تعلق کی کیفیتیں معروضیت (objective) چاہتی ہیں اور اس بات کی مقتضی ہیں کہ ہر مسئلے میں اور ہر امر میں نقطۂ نظر کسی خاص مدرسہ فکر کی تائید و حمایت کرنا نہ ہو بلکہ اس شے کی تصدیق مقصود ہو کہ اخذ و قبول کے لحاظ سے کون سی صورت حال کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے زیادہ قریب تر ہے۔

ایک اہم سوال!

کیا اہل حدیث کا شمار مذاہب مدوّنہ میں ہوتا ہے؟

ممکن ہے اس پر کوئی صاحب کہہ اٹھیں کہ مسائل پر غور و فکر کرنے کا یہ محض ایک انداز ہوا۔ یا زیادہ سے زیادہ اہل حدیث کی نفسیات دینی کی تشریح ہوئی، لیکن حل طلب سوال تو یہ ہے کہ صرف انداز فکر اور اسلوب استدلال سے کوئی مذہب یا مسلک کب متعین ہوتا ہے۔ مسلک اور مذہب کی تعیین کے لیے ضروری ہے کہ اہل حدیث کے مخصوص مابعدالطبیعیاتی تصورات ہوں، علیحدہ اور ممیز علم الکلام ہو اور کتاب و سنت کی واضح تعلیمات پر مبنی اپنا علم الفقہ اور اسی کی روشنی میں ان کی خاص تاریخ ہو جس سے ان کے ارتقائے علمی کا پتا چل سکے اور معلوم کیا جا سکے کہ ماضی قریب و بعید کے مختلف ادوار میں انھوں نے مذہب و دین کی تشریح و تعبیر کے سلسلے میں کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں؟ یا اسلامی تہذیب و تمدن کی نشاط آفرینیوں میں ان کا کیا حصہ ہے؟

اعتراض بظاہر بہت وزنی ہے لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ ہمارا مسلک واقعی ''مذاہب مدونہ'' کی فہرست میں شامل نہیں۔ یہ ایک مذہب ہے جس کے اصول اور کلامی و فقہی پیمانے گو متعین ہیں تاہم اصطلاحی معنوں میں یہ مذہب نہیں ہے۔ اس کے ماننے والوں کے باقاعدہ معمولات ہیں اور عقیدہ و عمل کا متعین قالب ہے، مگر اسے کسی لحاظ سے بھی گروہ نہیں کہنا چاہیے۔ اسی طرح اس کی اصلاح و تجدید کے کارناموں پر مشتمل اپنی تابناک تاریخ بھی ہے لیکن یہ تاریخ صرف انھی کی تاریخ نہیں ہے، اسے پورے اسلام کی تاریخ قرار دینا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تضاد اور اس کا حل

بظاہر یہ بات حد درجہ تضاد لیے ہوئے ہے، لیکن ذرا غور کیجیے گا تو معلوم ہوگا کہ اسی تضاد میں اس کا حل بھی مضمر ہے۔ کون نہیں جانتا کہ پہلی صدی ہجری کے آخر ہی میں اسلام کو شدید نوعیت کے دینی و سیاسی انحرافات سے دوچار ہونا پڑا اور تیسری صدی ابھی اختتام کو نہیں پہنچی تھی کہ ان انحرافات نے شدید نوع کے تعصبات کا روپ دھار لیا۔ اسی عرصے میں مسئلہ امامت و خلافت کی وجہ سے شیعیت ابھری اور اس کے پہلو بہ پہلو ایک تاریخی حادثے کی بنا پر خارجیت نے جنم لیا، جس نے آگے چل کر مستقل فتنے کی شکل اختیار کر لی۔ انہی سیاسی اختلافات نے ارجا کی مصلحتوں کو ہوا دی اور مسلمان مرجئہ اور غیر مرجئہ دو گروہوں میں بٹ گئے، یونانی علوم کے فروغ و ارتقا نے اعتزال و جہمیت کی تخلیق کی جس نے صدیوں تک مسلمانوں کو گوناگوں عقلی اختلافات میں الجھائے رکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ علمی و دینی حلقوں میں بیسیوں نئے مسئلے پیدا ہو گئے۔ صفاتِ باری عین ذات ہیں یا غیر۔ استوا علی العرش کے کیا معنی ہیں؟ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ قدرت و استطاعت افعال سے پہلے ہے یا ان کے ہم قرین ہے؟ انسان مجبور ہے یا مختار؟ اللہ تعالیٰ محالات پر قادر ہے یا نہیں؟ خلق شے سے کیا مراد ہے؟ خردسال اطفال قیامت کے روز عذاب کا ہدف بنیں گے یا نہیں؟ جنت و دوزخ عارضی ہیں یا دائمی؟ روح کیا ہے؟ یہ اور اس نوع کے عجیب و غریب مسائل، جن کی وجہ سے اسلامی صفوں میں انتشار اور تشتت کا پیدا ہونا ناگزیر تھا۔ اسی دور میں غنوصیت (gnoticism) نے جس کے ماننے والے عراق میں کثرت سے تھے، تصوف کو حریفانہ شکل میں پیش کیا اور تقدس و ریاضت کے بہروپ میں اس یقین کو دلوں میں اتارنے کی کوشش کی کہ علوم نبوت ﷺ کے مقابلے میں عرفان و ادراک کا ایک اور یقینی ذریعہ کشف بھی ہے، جس کی مدد سے براہ راست حقائق کونیہ و دینیہ کو پا لینا ممکن ہے۔

قریب قریب یہی وہ زمانہ ہے جس میں فقہی مذاہب مدون و مرتب ہوئے اور ان کے پرجوش حامی ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا ہوئے اور باقاعدہ مناظرہ و جدل کی بنیاد پڑی۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلا کہ عصبیتیں ابھریں، حلقے بنے اور آخر آخر میں تقلید و جمود نے اسلامی معاشرے کی اکثریت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غور طلب نکتہ

یہاں غور طلب یہ نکتہ ہے کہ گمراہیوں کے اس ہجوم میں اسلام کی فطرت میں اصلاح احوال کی جو قدرتی صلاحیتیں تھیں کیا وہ چپ چاپ یہ تماشا دیکھتی رہیں اور کسی گروہ، کسی جماعت کو یہ توفیق نصیب نہ ہوئی کہ وہ ان انحرافات کی نشان دہی کرے اور یہ بتائے کہ ان گمراہیوں کے مقابلے میں اسلام کا صحیح صحیح موقف کیا ہے؟ خوش قسمتی سے واقعہ یہ نہیں ہے۔ تاریخ و سیر سے سرسری واقفیت رکھنے والے حضرات بھی جانتے ہیں کہ بحوائے حدیث رسول ﷺ ہر دور میں ایسے لوگوں کا وجود رہا ہے کہ جنھوں نے کلمۂ حق کا برملا اظہار کیا ہے۔ جنھوں نے تجدید و اصلاح کی ذمہ داریوں کو سنبھالا اور اسلام کے چہرۂ زیبا سے بدعات کے گرد و غبار کو دور کرنے کی مقدور بھر مساعی جاری رکھیں۔ جنھوں نے ذخائر حدیث کی حفاظت کی، جنھوں نے عقائد کی پیچیدگیوں کو سلجھایا اور مروجہ فقہی مذاہب کے مقابلے میں سنت پر مبنی، سنت سے مستنبط اور سنت سے قریب تر مسائل کی طرف فقہا کی عنان توجہ کو موڑ دینے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

امام اشعری اور اہل حدیث

یہ گروہ، اہل حدیث والسنۃ کا ہے۔ امام ابوالحسن اشعری نے مقالات الاسلامیین کی پہلی جلد کے آخر میں تقریباً ۵ صفحوں میں اس گروہ کے عقائد و سیرت کا ایک دلچسپ اور دل نواز نقشہ پیش کیا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری کے وسط تک اہل حدیث والسنۃ کے سامنے کلام و فقہ کے کیا کیا مسائل تھے؟ اور ان حضرات نے ان مسائل کو کیوں کر حل کیا؟ ہم اس سلسلے میں دراصل یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اصلاح و تجدید کی یہ تمام کوششیں جو مختلف حلقوں اور مختلف زبانوں میں فقہ و کلام کی طرفہ طرازیوں کو کتاب و سنت کے سانچوں میں ڈھالنے کی غرض سے انجام پائیں، ہماری ہیں۔ ان کا علم الکلام ہمارا علم الکلام ہے، ان کی فقہ ہماری فقہ ہے اور ان کی تاریخ ہماری تاریخ ہے۔

لیکن اس کے باوجود ہم نے کسی متعین مدرسہ فقہ یا علم الکلام کے کسی بنے بنائے اصولوں کو اس بنا پر اپنانے کی کوشش نہیں کی ہے کہ مبادا ہماری عصبیتیں بھی اپنا محور بدل لیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بجائے اس کے کہ عقیدت و وابستگی کے داعیے براہ راست کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے وابستہ رہیں، ہم بھی اس تضاد کا شکار ہو کر رہ جائیں کہ جس کا ماضی میں تمام فقہی و کلامی مذاہب شکار ہوئے ہیں۔

جذبۂ حبِ رسول کا تقاضا

گویا ہماری نفسیات دینی اور ہمارے جذبۂ حب رسول ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ فکر و عمل کی کسی صورت میں بھی ہم بجز کتاب اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری کے، اور کسی تقید، کسی تقلید اور کسی انتساب کو اپنے لیے گوارا نہ کریں اور زمان و مکان اور اشخاص و ائمہ سے قطع نظر ہر اس سچائی کو اپنائیں، ہر اس استدلال کو تسلیم کریں اور تجدید و اصلاح کی ہر اس کوشش کو سراہیں جو قرآن و حدیث پر مبنی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسی جاں فزا عالم میں میں موت سے دوچار کرے۔ (آمین)

میں ایک مرتبہ پھر آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(احقر: محمد حنیف ندوی)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ صدارت

(از پیر سید محب اللہ شاہ راشدی)

صوبہ سندھ کا ایک بہت بڑا علمی خاندان ''راشدی خاندان'' کے نام سے معروف ہے۔ اس خاندان کے ایک جلیل القدر عالم حضرت سید محب اللہ شاہ راشدی ایم۔اے، ایم۔ او۔ ایل تھے، جنھیں پیر آف جھنڈا کہا جاتا ہے۔ وہ ۲۔ اکتوبر۔۱۹۲۱ (۲۹ محرم ۱۳۴۵ھ) کو بمقام پیر جو گوٹھ (نزد نیو سعید آباد، ضلع حیدر آباد) پیدا ہوئے۔ انھوں نے تحریر و تقریر دونوں صورتوں میں بے حد خدمات سرانجام دیں۔ اس پیکرِ محقق عالم نے گیارہ کتابیں عربی میں، ستائیس اردو میں اور انیس سندھی زبان میں تصنیف کیں۔ ان کا کتب خانہ دنیا کے مشہور بڑے کتب خانوں میں شمار کیا جاتا ہے، جس میں مطبوعہ کتابوں کے علاوہ قلمی کتابوں کا بھی بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ پیر صاحب ممدوح نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کی نویں سالانہ کانفرنس کی صدارت فرمائی جو ۳،۴، ۵ نومبر ۱۹۶۷ء (جمعہ، ہفتہ، اتوار) کو لاہور میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کے صدر استقبالیہ مولانا محمد حنیف ندوی تھے، جن کا خطبہ استقبالیہ ابھی قارئین کرام کے مطالعہ میں آیا۔ اب ذیل میں حضرت پیر صاحب ممدوح کا تحریری خطبہ صدارت پڑھیے جو انھوں نے کانفرنس میں ارشاد فرمایا۔ حضرت پیر صاحب کی وفات ۲۱ جنوری۔ ۱۹۹۵ء (۹ شعبان۔ ۱۴۱۵ھ) کو حرکتِ قلب بند ہو جانے سے ہوئی۔ ان کے مفصل حالات کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب ''کاروانِ سلف'' (از صفحہ ۳۶۵ تا ۳۹۶) شائع کردہ مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار فیصل آباد۔۔۔ غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور۔ (مرتب)

الحمد للہ رب العلمین ٥ الرحمن الرحیم ٥ ملک یوم الدین ٥ والصلوۃ و السلام علی سیدنا و سید المرسلین محمدن النبی الامی الذی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارسل الی النا س کافة وا رسل رحمة للعلمین وعلی اله واصحا به اجمعین.

اما بعد فا عوذ با لله السمیع العلیم من الشیطن الر جیم من همزہ ونفخه ونفسه بسم الله الر حمن الر حیم . یا ایها الذین امنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسو واولی الا مر منکر فان تنا زعتم فی شیء فر دو ہ الی الله والرسول ان کنتم تومنو ن با لله والیوم الا خرذ لک خیروا حسن تاویلا ہ (النساء:۵۹)

معزز حضرات!

قبل اس کے کہ میں اس تلاوت کردہ آیت کریمہ کے متعلق کچھ گزارش کروں، یہ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ پہلا موقع ہے کہ بندۂ حقیر پر تقصیر کو اس عظیم الشان اجتماع کو خطاب کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ سچ مانیے کہ میں اس جلیل الشان کانفرنس (جس کی مسندِ صدارت کو مولانا داؤد صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی چوٹی کی ممتاز ہستیاں زینت بخش چکی ہوں اور جس کی کرسئ صدارت کو شرف عطا کرنے کے لیے اس وقت بھی بحمد اللہ تعالیٰ بہت سی شخصیتیں موجود ہوں) کی صدارت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اور یہ کسرِ نفسی نہیں ہے بلکہ امر واقع ہے، کیوں کہ من آنم کہ من دانم۔ میں تو جماعت اہل حدیث کا خادم ہوں اور ویسے بھی اگر مجھے دعوت مل جاتی تو ان شاء اللہ العزیز ضرور حاضر ہو جاتا۔ لیکن میرے کرم فرما محترم مولانا محمد اسماعیل امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان اور ان کے معزز رفقائے کار نے اس بھاری بوجھ کے اُٹھانے کے لیے اس بندۂ بے بضاعت کے ناتواں کندھوں کو تجویز فرمایا۔ یقیناً یہ میری انتہائی عزت افزائی ہے جس کے لیے میں ان محترمین کا خصوصاً اور پوری جماعت اہل حدیث کا عموماً مرہون منت ہوں فجزاهم الله احسن الجزاء۔ اور ساتھ ہی میں عرض پرداز بھی ہوں کہ میری ٹوٹی پھوٹی زبان کو نظر انداز فرمائیے۔ مجھے آپ کے اخلاقِ کریمانہ سے امید واثق ہے کہ میری علمی و عملی کوتاہیوں سے درگزر کیا جائے گا نیز یہ گزارش بھی ہے کہ میرے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب میں دعا فرمائیں کہ اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کی مجھے توفیق عطا فرمائے اور اتنی طاقت دے کہ میں ہمیشہ کے لیے جماعت اہل حدیث کی خدمات بوجہ احسن انجام دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکوں۔ اس کے بعد جو آیت کریمہ آپ کی خدمت میں تلاوت کی گئی اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے (مسلمانوں سے) صاحبِ امر ہوں (حاکم و امیر وغیرہ) اس کی بھی اطاعت کرو، لیکن حکام و امراء کی اطاعت مشروط ہے یعنی جب تک ان کا حکم یا امر، اللہ اور اس کے رسول ﷺ (بالفاظ دیگر کتاب وسنت) کے ماتحت ہو اور اگر ان کا امر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات گرامی کے مخالف ہو جس کی وجہ سے تم میں تنازع ہو جائے تو پھر ان کی اطاعت ختم ہے۔ اب اس سارے معاملے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ (کتاب وسنت) کی طرف لوٹایا جائے۔ اگر مسلمانو! تم کو اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر ایمان ہے تو اس ارشاد کی تعمیل میں کوتاہی نہ کرو۔ یہ بات تمھارے لیے بھلی ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔

بس یہی جماعت اہل حدیث کا نصب العین ہے اور یہی مقصدِ حیات اور یہی بنیادی چیز ہے جو جماعت اہل حدیث کو دنیا کی سب دوسری جماعتوں اور فرقوں سے ممتاز بناتی ہے یعنی ان کا اصل الاصول یہی ہے کہ

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفےٰ بر جاں مسلم داشتن

جماعت اہل حدیث کی ہر نقل و حرکت، ان کا ہر قول و فعل اور ان کے عبادات و معاملات بس ایک ہی محور کے گرد گھوم رہے ہیں یعنی ہر بات و ہر معاملے میں ان کی نظر کتاب و سنت پر رہتی ہے اور ان دو سرچشموں کے مخالف جو بات بھی ہو، چاہے وہ دنیا کی بڑی سے بڑی ہستی سے مل رہی ہو، اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے امراء کی اطاعت بھی فرض جانتے ہیں لیکن جب تک وہ کتاب وسنت کی مخالف نہ ہو۔ ایک اہل حدیث ہر معاملے میں، ہر مسئلے میں اول کتاب وسنت پر نظر ڈالے گا اور ان سے جو معلوم ہو، اس کو اپنا مسلک بنائے گا۔ پھر اگر کوئی دوسری ذی علم ہستی بھی اس کے موافق ہوئی تو بہتر ورنہ وہ یہی کوشش کرے گا کہ اس ہستی کے عمل کا صحیح محمل تلاش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے اور حسنِ ظن کی بنا پر اگر اس کی کوئی تاویل ہو سکتی ہے تو کرے گا اور اگر کوئی تاویل نہ ہو سکتی ہو تو وہ اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے گا۔ لیکن ایک اہل حدیث سے یہ امید رکھنی فضول ہے کہ وہ ان شخصیتوں کی وجہ سے کتاب وسنت میں تاویل وتحریف کا مرتکب ہو۔ بخلاف اس کے دوسرے جتنے فرقے ہیں وہ اپنی ہر بات اور ہر معاملے میں اصل الاصول اسی کی بات کو بناتے ہیں جس کو انھوں نے مدعی سست گواہ چست کے مطابق زبردستی اپنا غیر مشروط مقتدا بنا رکھا ہے۔ حالاں کہ ان آئمہ کرام اور فقہائے عظام نے اپنی تقلید سے خود منع فرما دیا ہے۔ یعنی ہوتا یہ ہے کہ پہلے بجائے کتاب وسنت کی طرف دیکھنے کے دیکھتے یہی ہیں کہ اس بات میں ان کے خود ساختہ غیر مشروط امام کی کیا رائے ہے۔ جب یہ معلوم کر لیتے ہیں تو اس کے بعد یہ دیکھتے ہیں کہ ان کی اس رائے کے موافق کتاب وسنت میں بھی مواد موجود ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو فبہا ورنہ یا تو کتاب و سنت میں ہی تاویل القول بما لا یرضیٰ به قائله، کے مرتکب ہوتے ہیں اور اگر تاویل کرتے نہیں بنتی تو یہ کہہ کر کہ آخر کچھ تو بات ہوگی جس کی وجہ سے ہمارے امام نے اس پر عمل نہیں کیا، یک قلم کتاب وسنت کے منصوصات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ گویا اصل الاصول ان کے ہاں ان کے آئمہ کی بات ہے اور کتاب وسنت کو ضرور ان آئمہ کی رائے کے مطابق ہونا چاہیے، یا زبردستی ان دونوں کو آئمہ کی آراء کے تابع کر دینا چاہیے حالاں کہ یہ الٹی بات ہے۔

حضرات! صاف گوئی کی معافی چاہتے ہوئے عرض کروں گا کہ اس وقت امت مسلمہ جو کسی وقت فردِ واحد کی طرح تھی اور اس رشتہ اتحاد واتفاق میں منسلک تھی جس کو خداوند تعالیٰ نے ان الفاظ مبارکہ" واذكروا نعمت الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا "(آل عمران:۱۰۳) میں اپنی جلیل القدر نعمت قرار دیا تھا اور جس اتفاق کے متعلق اللہ تعالیٰ دوسری جگہ پر فرماتا ہے کہ" ولو انفقت ما في الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم ولكن الله الف بينهم "(انفال:۶۳)" اگر تم ساری زمین میں جو خزانہ ہے وہ خرچ کر دیتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت نہیں ڈال سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے (اپنی مہربانی سے) ان کے دلوں میں الفت ومحبت ڈال دی۔" وہی امت مسلمہ آج کئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرقوں میں منقسم ہوگئی ہے اور افتراق وانتشار کا وہ عالم کہ تعجب ہوتا ہے اور یہ سوال ابھرتا ہے کہ کیا یہ وہی امتِ مسلمہ ہے جس کے متعلق یہ ربانی ارشاد ہے کہ ''کنتم خیر امة اخرجت للناس'' بہرکیف میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ اس افتراق وانتشار کی وجہ بھی یہی ہے کہ امت مسلمہ نے اپنے مرکز کتاب وسنت سے ہٹ کر اپنے دامن اوروں سے وابستہ کر لیے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ تنازع کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو، اس کو گو لفظاً تو تلاوت کرتے رہتے ہیں، لیکن عملاً اس کو بالکل ترک کر دیا گیا ہے، بلکہ عملاً قصہ الٹا ہی چلتا ہے یعنی تنازع کی صورت میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کتاب وسنت اس بات کا کیا فیصلہ دیتے ہیں بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس معاملے میں فلاں امام کی کیا رائے ہے۔ مقصد یہ کہ خدا تعالیٰ نے حق فرمایا کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو، لیکن ہمارے بھائیوں نے کہا کہ نہیں ہم تو اپنے فلاں امام کی طرف رجوع کریں گے۔ اب ہر فرقہ اپنے امام کی طرف رجوع کرنے لگا، نتیجہ کیا نکلا، وہی جو نکلنا چاہیے تھا۔ وہی افتراق وانتشار۔ اگر ہر معاملے میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کیا جاتا تو اس فرقہ بندی وکشیدگی کا نام ونشان تک نہ رہتا کیوں کہ سب کی ایک بات ہوتی اور سب کا کلمہ واحدہ ہوتا۔ بہرصورت اہل حدیث جماعت کا یہی امتیازی خاصہ ہے کہ وہ اپنے سارے معاملات میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتی ہے اور جب حق معلوم ہو جاتا ہے تو اس پر مضبوط چٹان کی طرح غیر متزلزل ہو کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر ساری دنیا بھی ان کی مخالف ہو جائے تو اس کی کوئی ذرہ بھر پروا نہیں کرتی۔ یا مختصر الفاظ میں اس طرح سمجھنا چاہیے کہ جماعت اہل حدیث اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلے میں کسی دوسری ہستی کو عملاً حریف بنانے کی قطعاً متحمل وروادار نہیں ہو سکتی۔ اب یہی چیز ہے جس کی وجہ سے ہمارے بھائی ہم سے برہم اور خفا ہیں اور ہماری جماعت کو مختلف طریقوں سے بدنام کیا جاتا ہے اور کئی قسم کے بے بنیاد اتہامات سے نوازا جاتا ہے۔ کوئی وہابی کہتا ہے، کوئی ان کو جدید فرقے کے لقب سے یاد کرتا ہے اور بعض غالی اور متشدد حضرات اس سے بھی برے القاب سے یاد کرتے ہیں (واللہ المستعان علی ما یصفون) اگر نظر غائر ڈالی جائے تو جدید فرقے تو وہ ہی بنتے ہیں جنھوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے آپ کو کسی نہ کسی امام سے وابستہ کر رکھا ہے، کیوں کہ اہل حدیث جماعت جس چیز پر بعون اللہ وحسن توفیقہ کاربند ہے وہ تو جناب حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانہء مبارک سے ہی موجود ہے۔ لیکن ان فرقوں کا وجود تو ان آئمہ کے زمانے میں بھی موجود نہ تھا، جن کی طرف یہ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ یہ دھڑے بندیاں بعد میں پیدا ہوئیں اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ خود ان کے مقلد بھی اس سے انکار کی گنجائش نہیں رکھتے۔ اس لیے یہی فرقے اس کے مستحق ہیں کہ ان کو جدید فرقے کہا جائے۔ رہا وہابی کا لقب تو اس کے متعلق کچھ تفصیل سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والے عوام کے نزدیک وہابی وہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کو مانتا ہو۔ یعنی جو خالص توحید پر کاربند ہو، وہ وہابی ہے، لیکن اس سے آگے وہابی کے لفظ کے معنیٰ کیا ہیں یا اس کی نسبت کس چیز کی طرف ہے اور اس سے جماعت اہل حدیث کا کیا تعلق ہے، اس سے عوام بالکل ناواقف ہیں، ان کو اس بارے میں کچھ پتا نہیں ہے، اگر ان کی معلومات میں کچھ تھوڑا بہت اضافہ ہو تو بس یہی کہیں گے کہ یہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کے پیرو ہیں، لیکن اس سے زیادہ سفید جھوٹ کوئی نہیں ہو سکتا کہ جماعت اہل حدیث کو شیخؒ موصوف کا مقلد قرار دیا جائے، گو جس مقصد کے لیے شیخؒ کھڑے ہوئے تھے، جماعت اہل حدیث کا بھی وہی مقصد ہے۔ یعنی اصولی لحاظ سے دونوں کے مقاصد ایک ہی ہیں، چوں کہ شیخؒ بھی اپنے ملک میں خالص توحید کو رائج کرنا چاہتے تھے، اسی لیے جو بھی یہ مقصد لے کر کھڑا ہوتا ہے اس کو ان کی طرف نسبت کر دیتے ہیں کہ یہ محمد بن عبدالوہاب کا پیرو یا مقلد ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کا پس منظر کیا ہے کہ وہابی کی ''اصطلاح'' کو بدنام کرنے کے لیے اختیار کیا گیا اور کس نے اس کو برصغیر میں رواج دیا؟ تو اس کے لیے یہ گزارش ہے کہ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں، یہ ساری سازش انگریزوں کی ہے۔ وہ جب برصغیر میں اپنے پاؤں جمانے لگے تو ان کے سامنے دو قومیں تھیں۔ ہندو اور مسلمان۔۔۔ ہندوؤں سے ان کو چنداں خطرہ نہیں تھا البتہ مسلمانوں سے وہ کافی ڈر رہے تھے اور مسلمانوں میں بھی جماعت موحدین یا اہل حدیث جماعت ان کی نظر میں خار تھی، کیوں کہ یہی ایک جماعت ہے جو ان کے ناپاک عزائم کا خاتمہ کر سکتی تھی اور حق کی کما حقہ مدافعت کر سکتی تھی۔ انگریز یہی چاہتے تھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ان کو کسی طرح بدنام کیا جائے۔اس سلسلے میں انھوں نے عام مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کے لیے قادیانی جماعت کو کاشت کیا اور ابھی تک ان کا لگایا ہوا پودا انگریزوں کا ایجنٹ بنا ہوا ہے اور اپنے آقاؤں کا حق نمک خوب ادا کر رہا ہے۔انگریزوں کی ایک بڑی کوشش یہ تھی کہ جماعت اہل حدیث کو بدنام کیا جائے۔وہ جانتے تھے کہ متحدہ ہندوستان کے لوگوں میں بزرگوں کی طرف زیادہ اعتقاد پایا جاتا ہے، اگر کسی طرح جماعت اہل حدیث کو بزرگوں سے پھری ہوئی اور صرف رسولِ خدا ﷺ کو ماننے والی ثابت کر دیا جائے تو لامحالہ عوام ان سے بدظن ہو جائیں گے اور ان کا مقصد پورا ہو جائے گا۔اسی ناپاک مقصد کے لیے انھوں نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے یہ لفظ ''وہابی'' عوام میں پھیلانا شروع کر دیا۔علاوہ ازیں اس وہابی لفظ کو پھیلانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اگر اس ملک کی کسی شخصیت کو منتخب کیا جاتا تو وہ اتنا کامیاب نہ ہوتا، کیوں کہ اپنے ملک کی شخصیتوں کا تھوڑا بہت علم ملک کے باشندوں کو ہوتا ہے۔لہٰذا انھوں نے ایسی شخصیت کا انتخاب کیا جو اس ملک ہی کی نہ تھی۔خصوصاً عوام تو اس شخصیت کو اچھی طرح جانتے بھی نہیں ہیں اور نہ وہ ان کے مقاصد و عزائم سے واقف ہیں۔حالاں کہ اس لفظ کو رواج دینے والے اچھی طرح جانتے ہیں اور ہمارے مسلم عوام سے بھی زیادہ جانتے ہیں کہ وہابی کیا ہے اور وہابیوں کے عزائم و مقاصد کیا ہیں؟ ذیل میں چیمبرز ٹوئیلتھ سنچری ڈکشنری (Chamber's Twentieth Centuruy Dictionary) سے وہابی کے معنیٰ کی نقل کی جاتی ہے۔معزز حاضرین بغور ملاحظہ فرمائیں:

Wahabi:_ One of the seet of Muslims founded in Central Arabia about 1760 by Abdul Wahab (1691-1787) Whose aim Was to restore Primitive Mohammadanism.

اس اقتباس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہابی مسلمانوں کے ایک فرقے کا نام ہے، جس کی بنیاد عبدالوہاب نامی ایک آدمی نے وسطی عرب میں رکھی تھی، اس کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کو اپنی ابتدائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صورت میں بحال کر دیا جائے۔ دوسری ڈکشنریوں نے بھی قریب قریب یہی معنی وہابی کے لکھے ہیں۔

معزز حاضرین! آپ نے دیکھا کہ انگریزوں کے نزدیک وہابی کون ہے؟ وہی جو یہ چاہتا ہے کہ اسلام کو بدعات وغیرہ کی آلائشوں سے پاک اور صاف کر کے اسی شکل میں بحال کر دیا جائے، جس میں وہ اپنے ابتدائی دور (یعنی خیر القرون والے زمانے) میں جلوہ گر ہوا تھا۔ اب آپ ہی سوچیے کہ کیا یہ مقصد برا ہے؟ اور کیا ہر سچے مسلمان کا یہی نصب العین یا مقصدِ زندگی نہیں ہونا چاہیے؟ پھر یہ کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ کسی جماعت یا فرد کو جو ایسا بلند مقصد پیش نظر رکھتا ہو، اسی اعلیٰ مقصد ہی کی وجہ سے تختہ مشق بنایا جائے اور اس کے بدنام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے، گویا جو خالص اسلام یعنی خیر القرون والا اسلام اختیار کرنا چاہتا تھا اور جس کی قدر مسلم قوم کو بجا طور پر کرنی تھی، اسی کو ان چالاک انگریزوں نے جان بوجھ کر ان کے ہم مذہب مسلمانوں کے سامنے ان کی انہی چیزوں کو مسخ کر کے پیش کرنا شروع کر دیا، جن کو وہ خود بھی ان کی خوبی جانتے تھے۔ مگر افسوس مسلمانوں میں سے جو اپنے دین وایمان کو فروخت کر کے ان انگریزوں کے ایجنٹ بن چکے تھے، انھوں نے سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنا شروع کر دیا اور حق پرست جماعت اہل حدیث کو بدنام کرنے پر کمر کس کر کھڑے ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ انگریز جب تک اس ملک میں رہے، ان کی ''نظر التفات'' ان لوگوں کی طرف زیادہ رہی، کیوں کہ یہی ان کے ناپاک عزائم کو انجام دینے میں ان کے آلہء کار بنے رہے اور اب بھی اگرچہ انگریز جا چکے ہیں لیکن اپنے ایجنٹ چھوڑ گئے ہیں جو ''اہل قرآن'' کا خوش نما لیبل لگا کر رسولِ خدا ﷺ کی حدیث پاک اور اسوۂ حسنہ کی بیخ کنی کی ناپاک مساعی میں رات دن مصروف ہیں اور اس حدیث دشمنی کی وجہ سے جماعت اہل حدیث کے بھی یہ لوگ پکے دشمن ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ جماعت اہل حدیث کے دشمنوں کی ذہنیت کا پوسٹ مارٹم کیا جائے، اور ان کی ہسٹری کا ابتدا سے لے کر انتہا تک اگر بغور مطالعہ کیا جائے، تو ہر جگہ (خصوصاً ہمارے ملک میں) ان چالاک انگریزوں ہی کی کارستانی نظر آئے گی۔

میرے محترم حضرات! اب تک میں نے جماعت اہل حدیث کے بلند مقاصد اور اعلیٰ عزائم کا ذکر کیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ ان کو بدنام کرنے میں کس کا ہاتھ تھا، لیکن جماعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث کا شاندار ماضی اور مضبوط و مستحکم حال اس پر شاہد عدل ہیں کہ اس کو ان چیزوں کی قطعاً پروا نہیں ہے۔ جماعت اہل حدیث کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ وہ جملہ مصائب و محن اور الزامات و اتہامات سے بے نیاز ہو کر ہمیشہ حق کی حمایت کرتی رہی۔ اس نے اپنے تصورات و اعتقادات، عبادات و معاملات، اقتصادی اور سیاسی مسائل، غرضے کہ زندگی کے ہر شعبے میں کتاب و سنت کو پیش نظر رکھا اور اس معاملے میں قطعاً مداہنت سے کام نہیں لیا اور نہ حق کے معاملے میں کسی لومۃ لائم کا خوف کیا۔ جس بات کو کتاب و سنت کی روشنی میں حق سمجھا اس کا ڈنکے کی چوٹ اظہار کیا۔ حق کی راہ میں ناقابلِ برداشت اذیتیں جھیلیں۔ ذاتی مفادات و شخصی اغراض، لالچ و طمع، حرص و ہوائے نفسانی ان کو اپنے ٹھوس موقف سے ایک انچ بھی ہٹا نہ سکی۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے رشتہ و ناطہ جوڑا، اور ان کے مقابلے میں اور جو بھی رشتے اور تعلقات تھے، خواہ وہ اعزہ و اقربا کے رشتے ہی کیوں نہ ہوں، ان سب کو چھوڑ دیا۔ الغرض کہ ان کی منشا یہی رہی جو قرآن حکیم کے ان الفاظ مبارکہ میں بیان ہوا ہے۔ ”واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین“ (توبہ:۶۲) ”یعنی مومن وہی ہیں جو ہر بات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کو مقدم رکھتے ہیں۔“ ماضی بعید میں صحابہ کے دور کے بعد حضرت امام احمدؒ، امام بخاریؒ، امام ابن تیمیہؒ وغیرہ کی زندگیاں ہمارے لیے درخشندہ ستاروں کی طرح ہیں اور ماضی قریب میں بھی بہت سی ایسی ہستیاں گزر چکی ہیں جن کی زندگیاں ہمارے لیے یقیناً مشعل راہ ہیں۔ مثلاً مولانا عبدالجبار صاحب غزنویؒ، مولانا داؤد صاحب غزنویؒ، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ، مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی، مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑیؒ وغیرہ رحمہم اللہ اجمعین نے جس طرح کتاب و سنت کی اشاعت میں حصہ لیا، جس جرأت سے حق کی مدافعت کی، جس طرح اپنے صحیح موقف پر غیر متزلزل پہاڑ کی طرح جمے رہے، اور جنھوں نے حق کے اظہار میں بلا کسی کی ذرا بھر پروا کیے جس بے باکی کا اظہار کیا، وہ ہمارے لیے روشن مینار کا کام دیتی ہے اور جماعت اہل حدیث کے لیے بجا طور پر وہ لوگ فخر کا باعث ہیں، اور اس گئے گزرے دور میں بھی الحمدللہ ایسی حق پرست اور عالم باعمل شخصیتیں موجود ہیں جو اپنی بساط کے مطابق اور حتی المقدور کتاب و سنت کی اشاعت میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نمایاں حصہ لے رہی ہیں اور ان کا اوڑھنا بچھونا اور ان کی ساری نقل و حرکت کتاب وسنت کی روشنی میں ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے آمین۔ ہاں! اگر ہمارے محترم حضرات بُرا نہ مانیں تو میں ایک عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں، وہ یہ کہ کچھ عرصے سے جماعت اہل حدیث کی دو جماعتوں میں کچھ شکررنجی چلی آتی ہے اور بسا اوقات یہ چیز اتنا طول پکڑ لیتی ہے کہ اخبارات میں ایک دوسرے کے مخالف بیانات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یقین مانیے یہ چیز اہل حدیث جماعت کے ہر بہی خواہ کے لیے انتہائی ذہنی کوفت کا باعث ہے اور اس سے اہل حدیث جماعت کے بدخواہوں کو خواہ مخواہ نقصان پہنچانے کا موقع مل جاتا ہے۔ پھر جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہم تو دوسرے فرقوں کے افتراق وانتشار کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے تو یہ سوال خودبخود سامنے آجاتا ہے کہ پھر اسی چیز کے ہم خود کیوں روادار بن گئے ہیں، جب ہم سب اہل حدیث کے سارے معاملات کی بنیاد کتاب وسنت پر ہی ہے تو یہ افتراق وانتشار کیوں؟ ہمیں تو یہی چاہیے تھا کہ ہم اپنے سب اختلافات کو چھوڑ دیتے اور ساری جماعت فرد واحد کی طرح بن جاتی۔ ورنہ میرے محترم بزرگو! آپ اس ربانی ارشاد کو یاد رکھیے "ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم" (آپس میں جھگڑے نہ کرو ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمھاری ہوا اکھڑ جائے گی۔) اگر کچھ اختلافات ہوں تو ان کے تصفیہ کا یہ طریقہ نہیں ہے جو ہم اختیار کیے ہوئے ہیں۔ بلکہ بموجب آیت کریمہ جو اس خطبے کے ابتدا میں ذکر کی گئی ہے، ہمیں آپس میں سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیے اور ہر بات کا کتاب وسنت سے فیصلہ کرالینا چاہیے، لیکن اس سے آگے بڑھ کر بیان بازی پر اتر آنا یقیناً مناسب نہیں ہے اور کسی صورت میں بھی ایسی بات نہ ہونی چاہیے، بلکہ ان چیزوں کو سرے سے ابھرنے کا موقع ہی نہ دینا چاہیے۔ مجھے امید کامل ہے کہ میری ان گزارشات پر جو صدق قلب سے نکلی ہیں، ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔

اس کے بعد میں اپنے معزز حاضرین کی خدمت میں "الجامعۃ السلفیہ" لائل پور کا ذکر کرتا ہوں۔ جماعت کے اور بھی تعلیمی ادارے ہیں لیکن جہاں تک میرا علم کام کرتا ہے، پاک وہند میں جماعت کا ایسا کوئی ادارہ نہیں ہے جہاں اس طرح بڑے پیمانے پر دینی ودنیاوی، منقول و معقول کی تعلیم دی جاتی ہو، اور جہاں کتاب وسنت کی اعلیٰ پیمانے پر تعلیم کے ساتھ ساتھ مروجہ علوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاضرہ مثلاً تاریخ، جغرافیہ، حساب، انگریزی وغیرہ کا بھی انتظام ہو۔ گویا یہ ادارہ مجمع البحرین ہے یا اس سے زیادہ مناسب الفاظ میں جامع المشرق والمغرب ہے۔ یعنی مشرقی و مغربی علوم کا جامع ہے اور ہر سال اس ادارے سے بہت سے طلبا فارغ التحصیل ہو کر ملک کے کونے کونے میں خدمت تدریس بجالاتے اور کتاب وسنت کی اشاعت کا فرض ادا کرتے ہیں۔ میں ۱۹۶۳ء میں پہلی مرتبہ لائل پور گیا تھا، وہاں جامعہ سلفیہ میں بھی حاضری دی اور اپنے تاثرات بھی قلم بند کیے تھے جو اس وقت اخبار ''الاعتصام'' میں بھی شائع ہوئے تھے، لیکن اس کے بعد گو مجھے وہاں جانے کا اتفاق نہیں ہوا، تاہم اس ادارے کے متعلق مجھے معلومات حاصل ہوتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ادارہ تدریجاً ترقی پر گامزن ہے اور میری یہ دعا ہے کہ دینی تعلیم کا یہ مرکز اور بھی دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے وما ذلک علی اللہ بعزیز ۔ ابھی اس تعلیمی گہوارے کے متعلق بہت سے منصوبے باقی ہیں اور بہت سے کام تشنۂ تکمیل ہیں۔ جماعت اہل حدیث ہمیشہ سے خیر کے کاموں میں پیش پیش رہی ہے۔ یہ علم کا سرچشمہ جماعت ہی کی چیز ہے اور اب ہمارا اور آپ کا یہی فرض ہے کہ اس کی بہتری و بہبودی اور ترقی کے لیے اپنے جمیع وسائل سے (جو ہماری مقدرت میں ہوں) کام لیں اور میں یہ امید رکھنے میں حق بجانب ہوں کہ میری یہ گزارش رائگاں نہیں جائے گی۔ اب میں اس طول کلامی اور سمع خراشی کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ ہماری جماعت کے عوام و خواص کو اپنے حبیب سید المرسلین ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا متبع بنائے، کتاب وسنت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کو اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلائے اور ساری جماعت اہل حدیث کو اتحاد و اتفاق کے اعتبار سے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنادے آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جماعت اہل حدیث کا خادم

(محب اللہ شاہ عفی اللہ عنہ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ استقبالیہ

(از حافظ محمد اسماعیل ذبیح)

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی دسویں سالانہ کانفرنس ۲۷، ۲۸، ۲۹ ستمبر ۱۹۶۸ کو بہ صدارت حضرت علامہ حافظ محمد صاحب گوندلوی رحمتہ اللہ علیہ راولپنڈی میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کے صدر استقبالیہ مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح تھے جو اس وقت راولپنڈی کی جامع مسجد اہل حدیث میں فریضہ خطابت سرانجام دیتے تھے۔ حافظ صاحب ممدوح جماعت اہل حدیث کے مشہور واعظ و خطیب تھے۔ انھوں نے ۲۔ مئی ۱۹۷۵ کو راولپنڈی میں وفات پائی۔ ذیل میں ان کا خطبۂ استقبالیہ پڑھیے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذى هدانا لهذا وما كنا لنهتدى لو لا ان هدانا الله اشهد ان لا اله الا الله لا شريك له شهادةً تكون للنجاة وسيلة ولرفع الدرجات كفيلة واشهد ان محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه واله وسلمْ

اما بعد۔ حضرت الامیر۔ اراکین شوریٰ۔ مقررینِ کرام۔ حضرات وخواتین!

سب سے پہلے مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے میں آپ سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ ملک کے اطراف واکناف سے ہر قسم کی سفری صعوبتیں برداشت کر کے اس کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لائے ہیں۔ یقین جانیے یہ شکریہ کوئی رسمی شکریہ نہیں ہے بلکہ یہ میرے اور میرے رفقاء کے قلوب کی گہرائیوں سے نکلا ہوا شکریہ ہے اور اس کی ایک خاص وجہ ہے، وہ یہ کہ جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی یہ کانفرنس ہمارے اس شہر راولپنڈی ہی میں نہیں، بلکہ وطنِ عزیز کے اس حصے میں پہلی بار منعقد ہو رہی ہے اور اس میں تشریف لانے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ احباب، علمائے کرام، مندوبین، بالخصوص حضرت الامیر اور ان کے رفقا کو خوش آمدید کہنے اور ان کی مہمان نوازی کا اہتمام کرنے کی سعادت ہمیں حاصل ہوئی ہے۔ میں اور میرے رفقا اس سعادت کے حاصل ہونے پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اظہار تشکر جہاں ایک فریضے کی ادائیگی ہے، وہاں ہمارے لیے دلی مسرت کا سامان بھی ہے۔

حضرات! یہ تو آپ جانتے ہیں کہ آج جس شہر میں ہمارا یہ عظیم الشان اجتماع منعقد ہو رہا ہے، وہ جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کا عبوری دارالحکومت اور ملک کے نئے دارالحکومت اسلام آباد کا پڑوسی شہر ہے۔ دارالحکومت کی یہاں منتقلی سے پہلے بھی یہ شہر کچھ کم اہمیت کا حامل نہیں تھا۔ اس بات کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے وجود میں آنے کے اول روز سے ہی یہ شہر پاکستان آرمی کا صدر مقام مقرر کر دیا گیا تھا اور یہ امتیازی حیثیت اسے اب بھی بہ دستور حاصل ہے، ویسے قیام پاکستان سے قبل بھی راولپنڈی کوئی غیر اہم جگہ نہ تھی۔ یہاں انگریزوں نے ایک بڑی چھاؤنی قائم کی ہوئی تھی، جس کے ذریعے وہ برصغیر کے شمال مغربی علاقوں میں اپنے استعمار کی بنیادیں مضبوط کرنے کا کام لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ راولپنڈی اور اس کے نواحی علاقے پوٹھوہار کے متعلق ہمیشہ یہی تاثر رہا ہے کہ یہاں کے بسنے والوں کا ذریعہ معاش صرف پیشہ سپہ گری ہے اور یہ بات کچھ ایسی غلط بھی نہیں ہے۔

یہاں اس بات کا تذکرہ بے جا نہ ہوگا کہ سرحد پار جا کر انگریزوں کے ساتھ مصروف جہاد ہونے والے ہمارے اسلاف کے لیے بھی شہر راولپنڈی ایک اہم پڑاؤ کا کام دیتا رہا ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ شیخ العرب والعجم استاد الاساتذہ حضرت میاں سید نذیر حسین صاحب محدث دہلویؒ کی بھی کچھ یادیں اس شہر سے وابستہ ہیں۔ حضرت میاں صاحب مرحوم ۶۵۔۱۸۶۶ء کے مشہور مقدمہ ''بغاوت'' کے سلسلے میں ایک سال تک راولپنڈی جیل میں نظر بند رہے تھے۔ یہ وہی مقدمہ بغاوت ہے، جس میں ہندوستان کے اکثر شہروں انبالہ، میرٹھ، پٹنہ وغیرہ کے اہل حدیث علما و زعما کو وہابی یعنی باغی قرار دے کر حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا دی گئی تھی اور جس میں مولانا یحییٰ علی اور مولانا احمد اللہؒ صادق پوری جیسے جید عالم اور پاک باز مجاہد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''وہابیت'' کے جرم میں انگریزی حکومت کی ستم رانی کا شکار ہوئے اور جنھوں نے بالآخر جزائر انڈیمان میں وفات پائی۔ چوں کہ حضرت میاں صاحب پر کوئی الزام ثابت نہ کیا جا سکا تھا، اس لیے وہ ایک سال کی نظر بندی کے بعد رہا کر دیے گئے۔

جیسا کہ ابھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ راولپنڈی اور اس کے گرد و نواح میں بسنے والے لوگ شجاع، بہادر، سپاہیانہ اوصاف کے حامل ہیں اور یہ بات واقعی لائق صد ستائش ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات قابلِ افسوس بھی ہے کہ اس علاقے کا اکثر و بیشتر حصہ شرک و بدعت کی تاریکیوں میں گم اور توحید و سنت کی تجلیوں سے محروم رہا ہے۔ یہاں مذہبی تعصب اور جمود کو علاقے کی بعض پُرانی گدیوں نے اور بھی شدید کر دیا ہے، لیکن آپ کو یہ سن کر یقیناً مسرت ہوگی کہ اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں توحید و سنت کی مشعل جلانے والے ایسے افراد بھی پیدا ہوتے رہے ہیں، جن کے علم و فضل اور حق گوئی و بے باکی کی داستانیں پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہیں۔

راولپنڈی میں سب سے پہلے توحید و سنت کی اشاعت کے سلسلے میں جس شخص کا ذکر آتا ہے وہ ایک نابینا عالم حافظ عبدالہادی صاحب ہیں۔ جس چھوٹی سی مسجد میں حافظ صاحب مرحوم نے آج سے برسوں قبل وعظ و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا تھا وہی مسجد توسیع اور نئی تعمیر کے بعد آج راولپنڈی شہر کی مرکزی جامع اہل حدیث کہلاتی ہے۔ حافظ صاحب مرحوم بہت باذوق عالم تھے۔ ان کے زیر مطالعہ رہنے والی بعض کتابیں آج بھی ہمارے کتب خانے کی زینت ہیں۔ ان کی ایک عالمانہ تصنیف ''تنویر الانام خصائص سید الانام'' جمعہ فی القریٰ کے موضوع پر نہایت مفید کتاب ہے۔

حافظ عبدالہادی صاحب کے بعد راولپنڈی میں توحید و سنت کے دوسرے بڑے علم بردار حضرت مولانا قاضی عبدالاحد صاحب خان پوری ہیں۔ یوں تو قاضی صاحب کا سارا خاندان ہی علم و فضل کا گہوارا تھا، لیکن قاضی عبدالاحد صاحب کو اپنی بے باکی اور قلمی جہاد کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل ہوا۔ ان کا اسلوب تحریر بڑا بارعب اور پُر شکوہ تھا، جس کو انھوں نے توحید و سنت کی اشاعت اور شرکت و بدعت کی بیخ کنی میں پوری قوت سے صرف کیا۔ وہ اپنے فرض کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادائیگی کے لیے اس علاقے میں بڑے بڑے پیروں اور گدی نشینوں سے تن تنہا نبرد آزما رہے اور اپنی جان تک کی بھی پروا نہیں کی۔

قاضی صاحب مرحوم کے بعد بہ ظاہر شہر میں کوئی نمایاں اہل حدیث شخصیت نظر نہیں آتی۔ لیکن قاضی صاحب کی صحبت اور تعلیم کے زیرِ اثر گنتی کے جو چند افراد آب و تابِ سنت کے شیدائی بنے تھے، انھوں نے اس شمع کو کسی نہ کسی طور پر جلائے رکھا۔

آپ حضرات کو غالباً یہ معلوم ہی ہوگا کہ راولپنڈی دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک شہر اور دوسرا راولپنڈی صدر۔ راولپنڈی شہر کی طرح راولپنڈی صدر میں بھی وزیر آباد، گجرات اور سیالکوٹ سے آئے ہوئے چند اہل حدیث خاندانوں کی توجہ سے مسجد اہل حدیث کی بنیاد پڑ چکی تھی، جس میں مولوی ہدایت اللہ صاحب نے تبلیغ کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ مولوی صاحب پنجابی زبان کے ایک اچھے مصنف بھی تھے۔ انھوں نے پنجابی زبان میں قرآن پاک کی ایک تفسیر بھی لکھی تھی جو بدقسمتی سے طبع نہیں ہو سکی۔ مولوی صاحب کی وفات کے بعد راولپنڈی صدر میں دعوت و تبلیغ کا کام سرد پڑ گیا اور نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ خود مسجد اہل حدیث میں بھی قُل وغیرہ کی رسوم ادا ہونے لگیں۔

یہی کچھ حالات تھے کہ ۱۹۴۰ء میں بعض درد مند حضرات کو جماعت میں نئی روح پھونکنے کا احساس پیدا ہوا اور شہر اور صدر کی جماعتوں کو ایک نظام میں منسلک کر دیا گیا، یہی وہ زمانہ تھا، جب کہ یہ عاجز صدر کی مسجد اہل حدیث میں خطابت و امامت کے فرائض سنبھالنے کے لیے یہاں آیا۔ آپ کو یہ سن کر شاید تعجب ہو کہ اس بندۂ عاجز کو یہاں آنے کے بعد سب سے پہلے جو کام کرنا پڑا وہ غلط رسومات کو مسجد میں منعقد ہونے سے روکنا تھا۔ اس سلسلے میں جن رفقا نے پورے استقلال سے میرا ساتھ دیا، ان میں سے بعض آج ہم میں موجود نہیں ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی خدمتوں کو قبول فرمائے۔ آمین

یہ سلسلہ جاری تھا کہ ۱۹۴۷ء میں ملک آزاد ہوتے ہی مشرقی پنجاب اور برصغیر کے دوسرے حصوں سے مہاجرین کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جیسا کہ آپ سب حضرات جانتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے لیے یہ زمانہ بہت ابتلا کا زمانہ تھا۔ اکثر خانماں برباد لوگوں کو اتنا ہوش ہی نہ تھا کہ وہ سر چھپانے کے لیے مکان اور پیٹ بھرنے کے لیے روٹی کی تلاش کے علاوہ کسی دوسرے کام کی طرف توجہ دے سکیں۔ بایں ہمہ راولپنڈی میں وارد ہونے والے جماعتی احباب نے اوّل روز سے ہی جس طرح جماعتی وابستگی کا مظاہرہ کیا وہ بے حد قابل تعریف ہے، بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ مہاجرین کی آمد راولپنڈی کی جماعت اہل حدیث کے لیے خصوصی رحمت ثابت ہوئی تو بے جا نہ ہو گا۔ یہ انہی کے تعاون اور توجہ کا نتیجہ تھا کہ شہر کی مسجد ایک دفعہ پھر جماعتی سرگرمیوں کا مرکز بن گئی۔

یہاں اس بات کا تذکرہ بے محل نہ ہو گا کہ ہماری جماعت کے جو سربر آوردہ حضرات راولپنڈی آئے تھے، ان میں جماعت کے ممتاز عالم دین اور حدیث و تفسیر کے مشہور استاد حضرت شیخ الحدیث مولانا نیک محمد صاحب کی ذاتِ گرامی بھی شامل تھی۔ جیسا کہ اکثر حضرات کو معلوم ہے مولانا موصوف نے امرتسر کی مرکزی اہل حدیث درس گاہ مدرسہ تقویۃ الاسلام غزنویہ میں تقریبا ۳۵ مولانا داؤد غزنوی کے والد بزرگ وار برس تک حضرت مولانا عبدالجبار غزنویؒ کی جانشینی کا حق ادا کیا تھا۔ ان کے تلامذہ کی اچھی خاصی تعداد اس وقت بھی سابق پنجاب کے اطراف میں موجود ہے۔ لیکن جب وہ راولپنڈی آئے تو وہ نہ صرف دائم المریض تھے، بلکہ ضعیف العمری کا دور بھی شروع ہو چکا تھا۔ وہ یہاں باقاعدہ درس و تدریس کا سلسلہ تو جاری نہ رکھ سکے، لیکن بیماری اور نقاہت کے باوجود دن اور رات کا بیشتر حصہ وہ مسجد میں ہی گزارتے، جہاں عوام و خواص ان سے یکساں استفادہ کرتے۔ ان کی وفات سے چند سال قبل ۱۹۵۲ء میں یہ عاجز بھی راولپنڈی شہر کی جامع اہل حدیث میں منتقل ہو گیا تھا۔ اس عرصے میں مجھے بھی ان کے مفید مشوروں اور دینی نصائح سے فیض یاب ہونے کا خاصا موقع ملا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین۔

۱۹۵۳ء کا سال راولپنڈی کی جماعت کی تاریخ میں اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس شہر میں پہلی بار جماعت کا اپنا مدرسہ قائم ہوا۔ مقامی جماعت نے اس سلسلے میں بھرپور تعاون کیا۔ ایک اچھے مدرسے کے لیے راولپنڈی کے مضافاتی علاقوں کا ماحول کچھ اتنا سازگار نہیں تھا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر بھی اس درس گاہ یعنی جامعہ تدریس القرآن والحدیث میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنا کام ضرور ہوا کہ یہاں کے فارغ التحصیل طلبہ اس وقت مختلف مقامات پر تدریس و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

درس گاہ کے قیام کے ساتھ ساتھ راولپنڈی کی جماعت نے ضلع ہزارہ اور آزاد کشمیر کے علاقوں میں جماعتی سرگرمیوں کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی۔ یہ وہی علاقہ ہے جو برصغیر کی تاریخ میں معرکہء کفر و اسلام کی آخری رزم گاہ بنا اور جہاں آج سے ۱۳۸ سال قبل دلدادگانِ کتاب و سنت کے سرخیل شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہید نے جہاد بالسیف کرتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی تھی۔ افسوس کہ جس علاقے میں ہمارے یہ قافلہ سالار مدفون ہیں، وہ ان کی تعلیمات کے فیض سے بہت حد تک محروم ہے، تاہم راولپنڈی کی جماعت کی شبانہ روز محنت کا اتنا نتیجہ ضرور نکلا ہے کہ گلیات اور بعض دوسرے مقامات پر باقاعدہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں، جہاں اب اہل حدیث خطیب و امام بڑی جاں فشانی سے کام کر رہے ہیں۔

آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اس سلسلے کے مصارف راولپنڈی کی جماعت ہی برداشت کر رہی ہے۔ بڑی ناشکری ہوگی، اگر اس بات کا تذکرہ نہ کیا جائے کہ مرکزی جمعیت کے اکابر حضرت مولانا محمد داؤد صاحب غزنویؒ، حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی، میاں فضل حق صاحب ناظم مرکز یہ اور دوسرے صاحبان کو جب بھی تکلیف دی گئی، وہ ہماری دعوت پر تشریف لاتے رہے۔ اور پھر میاں فضل حق صاحب ناظم جمعیت خصوصیت سے قابل شکریہ ہیں کہ انھوں نے اپنی جیبِ خاص سے ہزاروں روپے صرف کر کے بالاکوٹ میں نہایت موزوں مقام پر ایک قطعہ زمین اہل حدیث مسجد اور مدرسے کے لیے خریدا۔ یہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ یہ علاقہ معرکہ کفر و اسلام کی وہ رزم گاہ ہے جہاں ہمارے شہدا مدفون ہیں۔

آزادی کے بعد راولپنڈی کی جماعت کے حلقے میں جو وسعت پیدا ہوئی، اس نے اس بات کا تقاضا کیا کہ مساجد کی تعداد میں اضافے کی طرف توجہ دی جائے، چنانچہ ۱۹۶۰ء کے بعد نئی مساجد کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا اور بہت قلیل عرصے میں سابقہ دو مسجدوں کے علاوہ تین نئی مساجد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ نئی تعمیر کے ساتھ ساتھ شہر کی پرانی مسجد کی بھی از سرِ نو تعمیر کا کام شروع کیا گیا، جو الحمدللہ کافی حد تک آگے بڑھ چکا ہے۔ صدر کی پرانی مسجد میں بھی کافی توسیع ہو چکی ہے۔ ہمارے لیے یہ بات بہت اطمینان بخش ہے کہ ان بھاری مصارف کے یہ سارے پروگرام مقامی جماعت نے اپنے وسائل کے بل بوتے پر چلائے ہیں، اور یہ بات سن کر آپ خوش ہوں گے کہ پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں تیرہ ہزار مربع فٹ پر مشتمل ایک وسیع قطعہ حکومت نے مسجد اہل حدیث کے لیے وقف کر دیا ہے جس پر ہم حکومت کے شکر گزار ہیں، اور اسلام آباد میں اہل حدیث حضرات نے اپنی جماعتی تنظیم قائم کر کے اس کو رجسٹرڈ بھی کرا لیا ہے اور وہاں مرکزی جمعیت اہل حدیث نے ایک خطیب بھی مقرر فرمایا ہے، جس کے مصارف کا بیشتر حصہ مرکزی جمعیت نے خود برداشت کیا۔

حضرات! میں نے اس وقت آپ کے سامنے راولپنڈی میں جماعتی سرگرمیوں کی تاریخی ترقی اور وسعت کا ایک مجمل سا نقشہ پیش کیا ہے، جس سے آپ کو ہمارے کام کی نوعیت اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری مشکلات کا کچھ نہ کچھ اندازہ ہو گیا ہو گا۔ یہ مشکلات اب بھی موجود ہیں، بلکہ پہلے سے کچھ زیادہ ہی ہیں۔ ایک طرف اہل بدعت ہماری بے لاگ توحید پرستی سے غضب ناک ہوتے ہیں تو دوسری طرف توحید پرستی کے بعض دعوے دار حلقے ہم پر اس لیے برستے ہیں کہ ہم دین و شریعت کے معاملات میں فقہاء کی آرا کی بجائے براہ راست صاحب شریعت ﷺ کی طرف کیوں رجوع کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ہمارا یہ قصور نا قابل معافی ہے کہ ہم صحیح حدیث کے سامنے کسی امام کا قول ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ یعنی تقلید شخصی کی بجائے عمل بالحدیث کو دستورِ زندگی بنانا ہمارا ایسا جرم ہے جس کو وہ معاف نہیں کر سکتے۔ نظر بہ ظاہر ان حضرات کا یہ رویہ بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے۔ آخر ایک توحید پرست مسلمان اس بات پر کس طرح خشم گیں ہو سکتا ہے کہ ہم دین و شریعت کے معاملات میں نبی آخر الزمان ﷺ کے ہر قول و فعل کو بلا حیل و حجت آخری سند مانتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے واقعہ یہی ہے کہ ہمیں محض عمل بالحدیث کی وجہ سے آئے دن ہر قسم کی زیادتیوں کا ہدف بننا پڑتا ہے، لیکن الحمدللہ ہم پر ان زیادتیوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ہم اپنے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موقف پر پوری دلجمعی کے ساتھ قائم ہیں اور قائم رہیں گے۔

ما اہلِ حدیثیم دغا رانہ شناسیم!

با قولِ نبی چون و چرانہ شناسیم

ما فرقہء اسلام بہ توفیق الٰہی

جز ھدیِ نبی راہِ ھدیٰ رانہ شناسیم

حضرات! میں اور میرے رفقا اس بات پر بے حد مسرور ہیں کہ آج ہمیں ملک کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے احباب اور بزرگوں کا استقبال کرنے کا شرف نصیب ہوا ہے۔ ہم نے اپنی حد تک ہر ممکن کوشش کی ہے کہ اپنے معزز مہمانوں کو ہر قسم کی سہولت بہم پہنچائیں۔ اس کے باوجود اس بات کا امکان بھی موجود ہے کہ انتظامات کی تکمیل میں کوئی نہ کوئی کمی باقی رہ گئی ہو۔ ہمیں امید ہے کہ باہر سے آنے والے حضرات نہ صرف ایسی کوتاہیوں سے صرفِ نظر کریں گے، بلکہ پیش آمدہ تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں گے۔

ہمارے بیشتر احباب ملک کے اس حصے میں غالباً پہلی بار تشریف لائے ہوں گے۔ ہمیں امید ہے کہ ان کا یہ سفر جہاں ایک دینی مقصد کی تکمیل کے لیے ہے، وہاں یہ ان کے لیے ایک نئے علاقے کی طبعی خصوصیات سے تفریح حاصل کرنے کا ذریعہ بھی بنے گا۔

حضرات! میں نے آپ کا بہت وقت لیا ہے، اب میں اپنی گزارشات ختم کرنا چاہتا ہوں، لیکن قبل اس کے کہ میں یہ خطبہ ختم کروں ایک بات کا ذکر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ سب حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ جماعتی تنظیم کا یہ تناور درخت جو اس کانفرنس کی شکل میں ہم سب کے سامنے ہے، اس کی تخم ریزی، آب یاری اور ساخت و پرداخت کا بیشتر کام جس شخصیت نے سرانجام دیا تھا، وہ آج ہم میں موجود نہیں ہیں۔ میری مراد سابق امیر جمعیت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل قدس اللہ روحہ سے ہے۔ مرحوم نے جس تن دہی، جاں فشانی اور بے لوث جذبے کے ساتھ سالہا سال جماعتی تنظیم کا کام کیا، اس کا نقش جماعت کے ایک ایک فرد کے دل و دماغ پر ثبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج یہ کانفرنس اپنی ساری شان و شوکت کے باوجود ایک ایسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارات معلوم ہوتی ہے جس کا کوئی دولھا نہ ہو۔ آج تک جمعیت کی جتنی کانفرنسیں ہوئی ہیں، ان کی ہر کارروائی پر مولانا مرحوم کی شخصیت کی چھاپ نمایاں نظر آیا کرتی تھی۔ آج آنکھیں اس نظارے کو دیکھنے کے لیے ترس رہی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

آہ! ابھی تک ہم مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ کی وفات کا صدمہ نہیں بھولے تھے کہ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل صاحب کی جدائی کی آفت نے ہمارے دلوں کا صبر و سکون چھین لیا۔ اگرچہ محرومی کے اس گہرے تاثر کی وجہ سے ہمارے دل سوگ وار ہیں، لیکن ہم پر یہ بھاری ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے محبوب سابق رہنماؤں کے ہاتھوں کے لگائے ہوئے اس درخت کو مزید تناور بنائیں۔

آیئے! ہم سب یہ عہد کریں کہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں تن من دھن سب کچھ قربان کر دیں گے۔

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ صدارت

(از حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی)

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی دسویں سالانہ کانفرنس کا انعقاد ۲۷، ۲۸، ۲۹۔ ستمبر ۱۹۶۸ء کو راولپنڈی میں زیر صدارت حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی ہوا۔ اس کانفرنس کے صدر استقبالیہ مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح کا خطبہ قارئین کرام کے مطالعہ میں آیا۔ اب ذیل میں کانفرنس کے گرامی قدر صدر کا خطبہ پڑھیے۔ حضرت حافظ صاحب گوندلوی ۲۷۔ جنوری ۱۸۹۸ء (۴۔ رمضان ۱۳۱۵ھ) کو ضلع گوجرانوالا کے قصبہ گوندلاں والا میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنے دور کے جلیل القدر اصحاب علم سے تحصیل علم کی اور حصول علم کے بعد خود مسند تدریس آراستہ کی اور ان سے بے شمار علما وطلبا نے اخذ فیض کیا۔ حضرت ممدوح نے ۴ جون ۱۹۸۵ء (۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ) کو گوجرانوالا میں وفات پائی۔ ان کے مفصل حالات کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب "نقوش عظمتِ رفتہ"۔۔۔ از صفحہ ۱۲۳ تا ۱۵۳۔ (مرتب)

الحمد لله رب العلمين وصلى الله وسلم علىٰ رسو له محمد ن النبى الا ميـن ، خـا تم النبيين وعلىٰ اله و اصحا به الذين بلغوا الدين كما جا ء من غير تـبديل وتحريف بعمل و تبين وعلىٰ من تبعهم با حسـا ن من الصلحا ء والفقهاء والا مراء والعوام والمحدثين الى يو م الدين.

امـا بـعـد ، فـا عـو ذ بالله الـسميع العليم من ا لشيطان الر جيم، يا ايها الذين ا منو ا ا تقو ا ا لله حق تقته ولا تمو تن الا وانتم مسلمون ○

گرامی قدر حاضرین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

یہ اجتماع مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی تبلیغی مساعی کی ایک کڑی ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس میں اسلام اور مسلمانوں کو درپیش واقعات پر مفصل گفتگو ہوگی اور مسلک اہل حدیث کے امتیازی مسائل (جو موجودہ حالات نے اس جماعت کے ساتھ مختص کر دیے ہیں) کا مدلل بیان ہوگا۔

ہمارے خیال میں اگر چہ اہل سنت کے فروعی فرقوں میں کوئی ایسا امتیاز قائم نہیں کیا جاسکتا جس کی وجہ سے کوئی شرعی مسئلہ کسی ایک مکتب فکر سے مختص ہو جائے، اگر چہ عام طور پر بعض لوگ ایسا ہی خیال کرتے ہیں کہ حنفی اہل حدیث کے اختلاف کی بنا فاتحہ خلف الامام، رفع الیدین، آمین بالجہر کرنے یا نہ کرنے پر ہے، جو کرے وہ اہل حدیث ہے جو نہ کرے وہ حنفی۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ اختلاف صرف تقلید جامد کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کیوں کہ یہی ان اختلافات کی اصل بنیاد اور جڑ ہے۔

اجتہاد و تقلید

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حفظ، فہم اور عقل میں اس قدر کمی کر دی ہے کہ تقلید کے سوا کوئی چارہ کار نہیں، مگر یہ بات نا قابل تسلیم ہے۔ کیوں کہ درایت و حفظ میں تفاوت پر بحث تو ہوسکتی ہے مگر اس کی اس قدر سخت تحدید کہ مسائل اختلافیہ میں غور و فکر کی گنجائش ہی باقی نہ رہے بالکل غلط ہے اور اس سے تقلید شخصی پر استدلال قطعاً نا درست ہے اور اس کی یہ بھی دلیل ہے کہ پہلے زمانے میں سات لاکھ احادیث کا یاد کرنا مفتی بننے کے لیے ضروری قرار دیا جاتا تھا، مگر اب صحاح ستہ کا پڑھنا اور ان کتب کے اکثر مسائل کو ذہن نشین کرنا مفتی بننے کے لیے کافی ہے۔ کیوں کہ ان کتب کی احادیث سات لاکھ احادیث کا خلاصہ ہیں۔ اگر صحاح ستہ کے ساتھ باقی کتب مسند احمد، دار قطنی، سنن بیہقی، محلی ابن حزم کا مطالعہ کر لیا جائے اور ان کتب کی احادیث کو ذہن میں رکھا جائے، تاکہ بہ وقت ضرورت ان کی طرف رجوع کیا جا سکے اور تفسیر ابن کثیر اور ابن جریر میں منقول احادیث کا بھی مطالعہ کر لیا جائے تو آج کل کے اجتہاد کے لیے اتنا مواد کافی ہے اور یہی اہل حدیث کا نقطہ نظر ہے۔ مسلک اہل حدیث کے فقہی طریق فکر کو سمجھنے کے لیے شاہ ولی اللہ کی ایک عبارت کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

اہل حدیث اختلافی مسائل کے حل کے لیے سب سے پہلے قرآن مجید کو دیکھتے ہیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر قرآن مجید میں صاف حکم ہوتو پھر کسی شئے کی طرف التفات نہیں کرتے اور اگر قرآن مجید میں واضح حکم نہ ہو، بلکہ متعدد احتمالات ہوں تو اس کا فیصلہ حدیث سے کرتے ہیں۔ اگر قرآن میں بالکل حکم نہ ملتا ہو تو حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ خواہ حدیث مستفیض ہو یا کسی خاص شہر کے علما سے یا کسی خاص خاندان کے علماً سے مختص ہو، یا کسی خاص طریقے سے مروی ہو۔ خواہ کسی صحابیؓ یا فقیہ نے اس پر عمل کیا یا نہ کیا ہو۔ جب کسی مسئلے میں ان کو حدیث مل جاتی ہے تو اس کے خلاف کسی اثر یا کسی مجتہد کے اجتہاد اور فقیہ کی فقاہت کی طرف نہیں دیکھتے اور نہ اس کا اتباع کرتے ہیں۔

جب تلاش احادیث میں پوری کوشش کرنے کے باوجود حدیث نہیں پاتے، تو صحابہؓ اور تابعین کے اقوال کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس میں کسی قوم کی روایات یا شہر کی روایات کی تخصیص نہیں کرتے، جیسا کہ پہلے بعض لوگ کرتے تھے، اگر ان میں اتفاق ہو تو اس پر قناعت کرتے ہیں اور اختلاف کی صورت میں زیادہ متقی، پرہیز گار فقیہ اور قوی حافظہ والے کا قول لے لیتے ہیں یا اس قول پر عمل کر لیتے ہیں، جو زیادہ معروف و مشہور ہو (اور ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ کسی مسئلے میں کتاب وسنت سے کوئی حکم نہ مل سکے اور نہ اس کی طرف راہنمائی ہو)۔

اگر کوئی ایسا مسئلہ ہوتا، جس میں دونوں طرف کے اقوال مساوی قوت رکھتے تو دونوں کو درست سمجھتے۔ اگر امور مذکورہ میں سے کسی سے جواب نہ ملتا، تو کتاب وسنت کے عمومات، ان کے اشارات اور اقتضاآت میں غور کرتے اور نظیر مسئلہ کو ان پر محمول کرتے (اس روش پر صحابہ کرام تھے) اور یہ اصول متقدمین کے برتاؤ اور ان کی تصریحات سے ماخوذ ہیں۔

اقوالِ صحابہؓ

میمون بن مہرانؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکرؓ کے پاس کوئی قضیہ پیش ہوتا تھا تو اس کا جواب کتاب اللہ میں تلاش کرتے اور اگر کتاب اللہ میں ایسا امر معلوم ہو جاتا جس سے لوگوں میں فیصلہ کیا جا سکے تو اس کے ساتھ فیصلہ کر دیتے اور اگر قرآن میں اس کا فیصلہ نہ ملتا، تو آنحضرت ﷺ کی حدیث جو آپ کو معلوم ہوتی اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ اگر حدیث بھی معلوم نہ ہوتی تو باہر جا کر مسلمانوں سے دریافت کرتے۔ پس کبھی آپ کے پاس بہت سے آدمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمع ہو جاتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس امر کے متعلق یہ فیصلہ کیا تھا، تو حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو رسول اکرم ﷺ کے اقوال محفوظ رکھتے ہیں۔ اگر سنت رسول ﷺ کے پالینے سے عاجز آ جاتے تو قابل اعتماد اور صلحا کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیتے۔ پس جس امر پر سب اتفاق رائے کرتے اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔

قاضی شریحؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان کی طرف لکھا تھا کہ اگر تمھارے سامنے ایسا مسئلہ پیش ہو جس کا حکم کتاب اللہ میں مذکور ہے تو اس کے موافق فیصلہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ تم کو اس سے باز رکھیں اور اگر ایسا مسئلہ پیش ہو کہ اس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ملے، تو سنت رسول اللہ ﷺ کو تلاش کر کے اس کے موافق فیصلہ کرنا اور اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش ہو جس کا حکم نہ کتاب اللہ میں ہو اور نہ اس کے بارے میں کوئی حدیث رسول ہو تو اس قول پر نظر کرنا جس پر لوگوں نے اتفاق کیا ہو۔ اگر ایسا مسئلہ درپیش ہو جس کا حکم نہ کتاب اللہ میں ہو اور نہ اس کے بارے میں کوئی حدیث رسول منقول ہو اور نہ تم سے پہلے لوگوں میں سے کسی نے رائے دی ہو تو دو امروں میں سے جو چاہو اختیار کرو۔

۱۔ اگر اپنی رائے سے اجتہاد کرنا چاہتے ہو تو اجتہاد کرو۔

۲۔ اور اگر اجتہاد نہ کرنا چاہو اور توقف کرنا چاہو تو توقف کر لو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی یہ حالت تھی کہ جب ان سے کوئی مسئلہ وغیرہ دریافت کیا جاتا، تو اگر اس کا حکم قرآن میں ہوتا تو بتلا دیتے۔ اگر قرآن میں اس کا حکم نہ ملتا اور رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم ثابت ہوتا تو اس کو بتلا دیتے۔ اگر آنحضرت ﷺ سے بھی ثابت نہ ہوتا، تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا دیا ہوا حکم بیان کر دیتے۔ اگر ان سے بھی کوئی حکم نہ ملتا تو اجتہاد سے فتویٰ دیتے۔

تابعین کے اقوال

حضرت قتادہؒ سے مروی ہے کہ ابن سیرینؒ نے ایک شخص کے سامنے نبی ﷺ کی حدیث بیان کی، اس شخص نے کہا کہ فلاں فلاں شخص تو ایسا ایسا کہتا ہے۔ تب ابن سیرینؒ نے کہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تم کہتے ہو کہ فلاں شخص ایسا ایسا کہتا ہے۔

امام اوزاعیؒ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے یہ حکم لکھوایا کہ کسی کو کتاب اللہ میں رائے دینے کا حق نہیں اور آئمہ صرف اسی چیز میں رائے دے سکتے ہیں جن کے بارے میں قرآن نازل نہ ہوا ہو، اور نہ اس بارے میں کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو اور جس امر میں نبی ﷺ کی سنت منقول ہو، اس میں بھی کسی کو رائے دینے کا حق نہیں ہے۔ اس قسم کے آثار دارمی سے منقول ہیں۔

جامع ترمذی میں ہے ابوالسائبؒ کہتے ہیں کہ ہم وکیعؒ کے پاس تھے۔ انھوں نے ایک شخص سے (جو ہر بات میں اپنی رائے کو دخل دیا کرتا تھا) کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا اشعار کیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں یہ مثلہ ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ نے تو ابراہیم نخعی سے نقل کیا ہے کہ اس نے اشعار کو مثلہ کہا ہے۔ ابوالسائب کہتے ہیں کہ میں نے امام وکیعؒ کو دیکھا کہ انھوں نے اس شخص پر بہت ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا میں تجھے کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور تو کہتا ہے کہ ابراہیم نخعی یہ کہتا ہے۔ تیری سزا یہ ہے کہ تم کو قید کر لیا جائے، جب تک اس سے باز نہ آؤ قید میں ہی رہو۔ (۱)

عبداللہ بن عباسؓ، عطاء، مجاہدؒ اور مالک بن انس رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کی بات کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیا جائے۔

امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ تقلید حرام ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ بجز رسول اللہ ﷺ کے بلا دلیل کسی کے قول کو اختیار کرے۔ کیوں کہ قرآن مجید میں ہے کہ انھی امور کی اتباع کرو جو تمھارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیے گئے ہیں، اس کے علاوہ کسی اور کی اتباع نہ کرو۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

(۱) اونٹ کی کہان کو ایک جانب سے نیزہ وغیرہ سے زخمی کر کے خون آلود کرنے کو ''اشعار'' کہا جاتا ہے تاکہ دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ بیت اللہ میں قربانی کے لیے ہے۔ امام وکیع کا یہ قول امام ترمذی نے ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو باب ماجاء فی اشعار البدن ترمذی تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۱۰۶ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباء نا.

(البقرہ ا:۱۷۰)

''جب مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ ان احکام کی اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم انہی چیزوں کی پیروی کریں گے جن پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔''

اور اللہ تعالیٰ نے تارکین تقلید کی مدح فرماتے ہوئے کہا ہے:۔

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ۔(الزمر:۱۷)

''میرے ان بندوں کو خوش خبری سنادو جو بات کو سنتے ہیں، پھر جو سب سے اچھی ہوتی ہے اس کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور وہی عقل والے ہیں۔''

اور یہ بھی فرمایا ہے:۔

فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ وبالیوم الاخر۔(النساء:۵۹)

''اگر تمھارا کسی بات پر نزاع پیدا ہو جائے تو اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم خدا اور قیامت کو مانتے ہو۔''

پس اللہ تعالیٰ نے نزاع کے وقت بجز اللہ اور رسول (قرآن وحدیث) کے کسی اور کی طرف متوجہ ہونے کو حرام قرار دیا ہے۔

صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی انسان کی ہر بات کا لینا ممنوع ہے خواہ کوئی پہلے زمانے کا ہو یا بعد کا۔ پس جو شخص امام ابوحنیفہؒ یا امام مالک یا امام شافعیؒ یا امام احمد کے جمیع اقوال کو لیتا ہے اور اپنے امام کے قول کو چھوڑ کر کسی اور کی پیروی نہیں کرتا، ایسا شخص یقیناً اجماع امت کا مخالف ہے اور وہ تینوں مبارک زمانوں میں سے کسی شخص کو اپنا ہم خیال نہ پائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مندرجہ بالا طریقہ مومنوں کا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دے اور یہ بات بھی ہے کہ ان تمام فقہا نے جن کی تقلید کی جاتی ہے اپنی تقلید سے روکا ہے۔ پس جو شخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی تقلید کرتا ہے وہ ان کا بھی مخالف ہے۔اس کے بعد شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابن حزم نے جو حرمتِ تقلید کا فتویٰ دیا ہے، اس سے مراد وہ شخص ہے جس کو معلوم ہو جائے کہ آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان ہے اور یہ منسوخ نہیں ہے۔ایسی صورت میں حدیث کی مخالفت کی وجہ محض نفاق یا حماقت ہی ہو سکتی ہے۔

اس کے متعلق عزالدین بن عبدالسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

بعض مقلدین کے رویے پر بڑا تعجب ہوتا ہے جب ان کو اپنے امام کے ماخذ کا ضعف بھی معلوم ہو جاتا ہے تو پھر بھی وہ اپنے امام کی تقلید پر جمے رہتے ہیں گویا کہ وہ نبی ہے۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اہل حدیث سے مراد حفاظ حدیث ہیں۔خواہ حنفی ہوں، خواہ شافعی، بلکہ یہ لفظ شیعی کو بھی شامل کرتا ہے، حالاں کہ یہ بالکل نادرست اور غلط ہے۔ کیوں کہ شاہ ولی اللہ نے اہل الرائے کے مقابلے میں اہل حدیث کا ذکر مکتبِ فکر کے اعتبار سے کیا ہے اور اس طرح امام ابن تیمیہ نے بھی ان کو اہل الرائے کے مقابلے میں بطور ایک گروہ پیش کیا۔چنانچہ وہ فرماتے ہیں:۔

فقهاء اهل الحديث اخبر بالرسول من فقهاء غيرهم وصوفيتهم اتبع بالرسول من صوفية غيرهم وامراءهم احق بالسياسة النبوية من غيرهم وعامتهم احق بموالاة الرسول من غيرهم۔(نقض المنطق ص۸۱)

اہل حدیث کے فقہا دوسرے فقہا کی نسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ جانتے ہیں اور اہل حدیث کے صوفی دوسرے صوفیا کی نسبت رسول کریم ﷺ کی زیادہ اتباع کرتے ہیں اور اہل حدیث امراء و حکام سیاستِ نبوی کے ساتھ دوسروں کی بہ نسبت زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور عوام اہل حدیث غیر اہل حدیث کی بہ نسبت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ انس اور محبت کرتے ہیں۔

اہل حدیث بلحاظ عقائد

اہل حدیث عقائد میں سلف کے مذہب پر ہیں، اللہ تعالیٰ کی صفات بدون تاویل و تشبیہ تسلیم کرتے ہیں۔ائمہ اربعہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توحید میں اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات و افعال اور عبادات میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ ظاہر ہے اس باب میں بھی ان کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا اور جہاں سلسلۂ اسباب ختم ہو جاتا ہے وہاں کسی غیبی طاقت کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ اس صورت میں غیر اللہ کو پکارنا اور اس کی نذر و نیاز دینا حرام سمجھتے ہیں۔

نبی ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور ہر اس شخص کو (جو آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے) کافر سمجھتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کو جمیع انبیا سے افضل جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اتنا علم عطا کیا ہے جس کی آپ کو ضرورت تھی۔ اس کی تحدید تو مشکل ہے، مگر آپ کو کلی علم نہیں عطا کیا گیا اور آپ وفات پا گئے اور آپ کا روضہ مدینہ منورہ میں ہے۔ آپ کی اطاعت ہر مکلّف پر فرض ہے۔ اس پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔

لفظ جماعت کی تشریح

لفظ جماعت یا امارت کا جب امام کے ساتھ ذکر ہو اور اس میں بیعت کرنے کی ترغیب ہو تو اس وقت جماعت سے مراد وہ جماعت ہوتی ہے جو حدود کے نفاذ اور جہاد (قتال) کی قوت رکھتی ہو۔ اس قسم کی جماعت صرف حکومت کی ہوتی ہے۔ اگر سفر کا ذکر ہو تو وہ مسافرین کی امارت و جماعت ہوتی ہے۔ یہ امارت سفر کے اختتام پر ختم ہو جاتی ہے اور جب کسی جنگل میں رہنے والوں کی امارت کا ذکر ہو تو اس جگہ امارت سے وہی مراد ہے، جس کو وہاں کے باشندوں کے نظم و نسق میں دخل ہو، مگر آج کل حکومت کے اندر ملک میں جو مختلف جماعات و امارات پائی جاتی ہیں، یہ مذکورہ بالا جماعتوں اور امارتوں سے الگ ہیں۔ ان کا الگ خصوصیت سے قرآن و حدیث میں کوئی ذکر نہیں۔ یہ جماعتیں ''تعاونوا علی البر والتقویٰ'' کے نیچے داخل ہو سکتی ہیں۔ ان کے انعقاد اور جواز کے لیے مقصد کا جائز ہونا اور اس میں عہد و پیمان کا ہونا کافی ہے۔ اس عہد کی بنا پر جماعتی فیصلہ جات کی اطاعت لازم ہو جاتی ہے، بشرطیکہ وہ شریعت محمدی کے خلاف نہ ہوں۔

پس مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان اس آخری قسم میں داخل ہے۔ اس کا مقصد کتاب و سنت کی تبلیغ ہے۔ دینی مدارس کا قیام، تصنیف و تالیف اور وعظ و تذکیر کے ذریعے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کتاب وسنت کی اشاعت اس کا نصب العین ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے ہی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان نے ایک عظیم الشان مرکزی درس گاہ "الجامعۃ السلفیہ" کے نام سے لائل پور میں قائم کی ہوئی ہے، جس کا نصاب تعلیم سابقہ نصاب کی روشنی میں اس سال علوم حاضرہ ضروریہ کو پیش نظر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے اور وعظ وتذکیر کی صورت میں یہ کانفرنس آپ کے سامنے ہے۔ البتہ شعبہ تصنیف وتالیف میں قدرے توسیع کی ضرورت ہے جو میرے خیال میں نہایت بنیادی اور موثر ذریعہ تبلیغ ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان اگرچہ ایک مکتب فکر ما انا علیہ و اصحابی کی تبلیغ کرتی ہے مگر اس کا طریق فکر سب مسلمانوں کے نزدیک مسلم ہے تو گویا جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان اہل سنت کے تمام مکاتب فکر کے مقاصد کی مبلغ ہے، اگر مقصد یہ ہو کہ لوگوں میں دینی رجحان پیدا کیا جائے، طاغوتی طاقتوں کے مقابل متحد ہوا جائے اور اساس اسلامی کے خلاف برسرکار قوتوں کے استیصال کے لیے کوشش کی جائے تو جمعیت اپنے پلیٹ فارم کے دروازے سب کے لیے وا کرنے پر تیار ہے، نیز اس سلسلے میں میری عملی تجویز یہ ہے کہ تمام دینی جماعتیں اپنے اپنے مسلک پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس بات کے لیے مشترکہ جدوجہد کریں کہ مسلمانوں کو ارکان اسلام کی پابندی کی دعوت، اللہ اور رسول ﷺ سے محبت اور دین سے تعلق پیدا کیا جائے۔

قیامت کے متعلق اعتقادات پختہ کیے جائیں، اشتراکی نظام اور اسلامی نظام کا مقابلہ کر کے اسلامی نظام کی افادیت ذہن نشین کرائی جائے۔ اس مشترکہ کاوش میں تمام مکاتب فکر جو کہ ختم نبوت کے قائل ہیں داخل کیے جائیں اور اس میں صرف مشترکہ مسائل پر زور دیا جائے، اختلافی مسائل کو نہ چھیڑا جائے بلکہ اختلافی مسائل اپنے خصوصی اجلاسوں میں مہذب طریق سے پیش کیے جائیں۔

ہماری جماعت میں اس وقت جو معمولی نوعیت کا اختلاف پایا جاتا ہے، اس کی وجہ اگر کوئی دنیاوی مفاد ہو تو اس کا علاج مشکل ہے اور اگر کوئی دینی وجہ ہو تو اس کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث کا دروازہ کھلا ہے۔ ہر شخص اپنا اعتراض پیش کرسکتا ہے اور ہم پوری فراخ دلی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسعت ظرفی سے اس کے اعتراضات سننے اور ان کے دفعیہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہم ہر لمحہ اور ہر آن یہ چاہتے ہیں کہ ایک ہی مقصد اور ایک ہی مسلک سے تعلق رکھنے والے باہم مل کر کام کریں اور اتفاق و یک جہتی سے اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ سرانجام دیں اور وہ کوشش اور کاوش جو انفرادی طور پر کی جاتی ہے، وہ اس قدر اثر انگیز اور نتیجہ خیز نہیں ہوتی، جس قدر اکٹھے مل کر کرنے سے ہو سکتی ہے اور ان افراد کا ہاتھ بٹائیں جو اس میں سرگرم عمل ہیں۔ یقیناً خداوند کریم ہمارے کام میں برکت عطا فرمادے گا۔

موجودہ حالات پر ایک نظر

کفر و الحاد کے اس پر آشوب دور میں اسلام کو صحیح معنوں میں قوت ایمانی کی اشد ضرورت ہے۔ چاردانگ عالم میں کفر کی طاقتوں نے جمع ہو کر اسلام کے خلاف بنرد آزما ہونے کی گویا قسم کھائی ہے۔ افسوس! صد افسوس! کہ ہم مسلمان اپنی سب سے بڑی دولت قوت ایمانی کو ہاتھ سے چھوڑ رہے ہیں۔ کائنات کے گوشے گوشے سے مظلوم مسلمانوں کی آہیں، سسکیاں اور خون کے آنسو رلا دینے والی چیخیں بلند ہو رہی ہیں۔ دشمن ان کے سروں پر سوار خون کی ہولی کھیلنے کے لیے آمادہ نظر آتا ہے۔ ۱۹۶۷ء میں عربوں نے باوجود کثیر المقدار ہونے کے جو چرکے یہودیوں کے ہاتھوں کھائے ہیں ان کی وجہ بلا شبہ خدا کی طرف سے غفلت ہے۔ آج بھی محمد بن قاسم جیسا مجاہد، موسیٰ بن نصیر جیسا جرنیل اور خالد بن ولید کا سا مرد میدان پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے اور پھر وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم کی دعوت پر لبیک کہنے والے نفوس آخر کہاں کھو گئے ہیں؟ وہ جذبہ جہاد اور شوق شہادت کیوں ناپید ہو گیا ہے؟

اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم دنیا کی لذتوں میں سرمست اور نعیم اخروی سے بے پرواہ ہو گئے ہیں۔ ہمارے نفوسِ دنیا کی آرائشوں سے آلودہ ہو کر نہایت کثیف ہو گئے ہیں جب کہ نفوسِ قدسیہ کی جانب پرواز کے لیے روح کا زیادہ سے زیادہ لطیف اور پاک صاف ہونا ضروری ہے۔ اس کا نام تزکیہ نفس ہے۔

خداوند کریم ارشاد فرماتے ہیں۔ قد افلح من تزکی فلاح یابی کے لیے تزکیہ نفس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لازمی شرط ہے۔ مگر آج ہم میں بالیدگی روح کے برعکس ژولیدگی اور پراگندگی کے اسباب وعوامل زیادہ ہو گئے ہیں۔

اس وقت پورا عالم اسلام مادیت اور اشتراکیت کی زد میں ہے اور جہاں ان مفاسد کا زور کم ہے وہاں انکار حدیث، استشراق زدگی اور جدیدیت گزیدگی بھی زوروں پر ہے۔

کشمیر، قبرص، اریٹیریا کے آلام ومصائب ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی تھے اور المیہ فلسطین تو ابھی کل کی بات ہے۔ یہودیت بڑی تیزی سے ایک عفریت کی شکل اختیار کر رہی ہے اور مذہبی بنیادوں پر دنیا بھر میں منتشر یہود کو متفق ومتحد کر رہی ہے اور وہ اپنی عظیم ریاست کی تشکیل کے منصوبے بنا رہے ہیں، لیکن ہم ابھی تک اسلام کے اس عظیم جھنڈے تلے جمع نہیں ہو سکے، جس کے نیچے جمع ہو کر عرب کے بدوؤں نے قیصر وکسریٰ کے ایوانوں میں تہلکہ مچا دیا تھا اور روم ویونان کی حکومتوں کو زیروزبر کر کے رکھ دیا تھا۔

افسوس کہ ہم نے اس عظیم قوت سے روگردانی کر لی، جس نے ہمیں عظیم بنایا تھا اور جس نے گڈریوں کو کشور کشا اور سلطانِ جہاں بنا دیا تھا۔ آیئے ہم پھر مل کر اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ اپنے اپنے وطنوں اور دیسوں میں اسلامی نظام کا قیام عمل میں لائیں۔ ہر ایسی چیز پر قدغن عائد کریں جو اسلام سے بغاوت اور دین سے انحراف پر مبنی ہو۔ اگر آج ہی ہم اللہ کے دین کی خاطر مٹنے پر آمادہ ہو جائیں تو رب العزت ہمیں کبھی مٹنے نہیں دے گا۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم۔

میں اپنی حکومت پاکستان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس نیک کام کی ابتدا اس عظیم اسلامی ریاست سے کرے تاکہ دوسروں کے لیے اچھا اسوہ اور نمونہ ہو۔

آخر میں میں تمام کارکنوں اور افراد کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنھوں نے اس کانفرنس کے انعقاد اور اسے کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لیے کوششیں کیں۔ خداوند کریم ان سب کو جزائے خیر دے اور ہمیں اپنے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ استقبالیہ

(از چودھری محمد صادق ایڈووکیٹ)

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی گیارھویں کانفرنس ۱۲،۱۳،۱۴۔اپریل ۱۹۷۹ء کو لاہور میں مرکزی جمعیت کے امیر مولانا معین الدین لکھوی کے زیر صدارت منعقد ہوئی۔اس کے صدر استقبالیہ چودھری محمد صادق ایڈووکیٹ تھے جو ضلع فیروز پور کی تحصیل زیرہ کے ایک تعلیم یافتہ خاندان کے ممتاز رکن تھے۔بلند اخلاق، ملنسار، خوش مزاج اور فیاض۔انھوں نے ۳۰ جولائی ۲۰۰۴ء کو لاہور میں وفات پائی۔ذیل میں ان کا خطبہ استقبالیہ پڑھیے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

صدر گرامی قدر، معزز حاضرین اور حاضرات!

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے اکابرین نے متفقہ طور پر کل پاکستان اہل حدیث کانفرنس کے صدر استقبالیہ کی ذمہ داریاں میرے ناتواں کندھوں پر ڈال دیں اور میں سمجھتا ہوں کہ میں بالکل اس کا اہل نہیں تھا لیکن الامر فوق الادب کے مصداق تعمیل ارشاد کرتے ہوئے حاضرِ خدمت ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ

نہ گلم نہ برگِ سبزم نہ درختِ سایہ دارم
در حیرتم کہ دہقاں بہ چہ کار کشت مارا

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدۂ عجز پیش کرتا ہوں جس نے اس ناچیز گناہ گار کو یہ شرف بخشا کہ دنیا بھر سے آئی ہوئی، ان مقدس ہستیوں، علمائے کرام، اصحابِ علم وفضل، دانشوراور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفکرین کا خیر مقدم کروں، جو دینی اور علمی مسائل پر غور کریں گے اور بحث و تمحیص کے بعد دور رس فیصلے فرمائیں گے۔ جس مجلس میں ملک کو درپیش مسائل پر غور و فکر ہوگا اور ان کے افکار و آرا کی روشنی میں نہ صرف جمعیت اہل حدیث اپنے لیے آئندہ لائحہ عمل مرتب کرے گی بلکہ حکومت اور ملت اسلامیہ بیک وقت اس سے رہنمائی اور استفادہ کر سکیں گی۔

اگرچہ میرے ناتواں کندھے یہ بوجھ اٹھانے کے متحمل نہ ہو سکتے تھے پھر بھی بزرگوں اور دوستوں کے عملی تعاون سے میں نے ان فرائض کو کماحقہ ادا کرنے کی کوشش کی جو مجلس استقبالیہ نے مجھے صدر منتخب کر کے مجھ پر ڈالے تھے۔

وقت اتنا تھوڑا تھا اور کام اتنا زیادہ اور عظیم تھا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور اور لاہور کی جمعیت کے ارکان اگر شبانہ روز محنت کر کے اس کی تکمیل کے لیے کاوش نہ کرتے تو اس عظیم کانفرنس کا ۱۲، ۱۳، ۱۴۔ اپریل کو انعقاد تقریباً ناممکن تھا۔ اس لیے جن مشکل اور نامساعد حالات میں اس کانفرنس کا انعقاد ہو رہا ہے وہ خالصتاً آپ کی دعاؤں اور اللہ کے خاص فضل کے سوا کچھ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پہلے حکومت پنجاب نے یونیورسٹی گراؤنڈ میں کانفرنس منعقد کرنے کی اجازت دی، پھر ہفتے بعد جب کہ اشتہارات، اخبارات اور اطلاعات کی شکل میں کافی پیش رفت ہو چکی تھی یونیورسٹی گراؤنڈ سے متبادل جگہ انتخاب کرنے کو کہا گیا۔ چنانچہ اقبال پارک مینار پاکستان کے زیر سایہ آج نظریہ پاکستان کے فدائیوں کا تاریخ ساز اجتماع ہو رہا ہے۔ مجھے احساس ہے کہ باوجود پورے اخلاص اور شبانہ روز کوششوں کے انتظام میں بہت سی خامیاں رہ گئی ہوں گی۔ آپ کے آرام و آسائش کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکا ہوگا۔ آپ کو وہ تمام سہولتیں میسر نہ آ سکی ہوں گی، جو آنی چاہئیں تھیں۔ مگر مجھے پوری امید ہے کہ آپ کمال فراخ دلی سے ان فروگزاشتوں سے درگزر کریں گے۔

حضرات! لاہور میں یہ چوتھی اہل حدیث کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ لاہور میں منعقد ہونے والی تیسری کانفرنس ۲، ۳، ۴۔ نومبر ۱۹۶۲ء کو ہوئی جس میں استقبالیہ کے صدر حاجی محمد اسحٰق حنیف مرحوم تھے اور صدارت جناب مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم (سابق چیف جسٹس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاست فرید کوٹ مشرقی پنجاب) نے فرمائی۔ آج کا یہ اجلاس راولپنڈی کانفرنس سے جو ۱۹۶۸ء میں منعقد ہوئی تھی، تقریباً دس سال بعد منعقد ہو رہا ہے۔ مرکزی جمعیت پچھلے دو تین سال سے کوشاں تھی کہ کانفرنس کا انعقاد ہو سکے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ بہت کچھ پیش رفت ہوتی رہی تھی۔ خاصا خرچ ہوا تھا مگر حکومت کی طرف سے پیش آمدہ مجبوریوں کے باعث ہر بار اسے التوا میں ڈالنا پڑا۔ مقامِ مسرت ہے کہ جماعت کا یہ خواب آج شرمندہ تعبیر ہو رہا ہے۔

موجودہ صورتِ حال

اس وقت ملک عبوری دور سے گزر رہا ہے۔ بحمد اللہ ایک کام اپنے انجام کو پہنچ چکا اور وہ لازوال قربانیاں جو ملتِ اسلامیہ پاکستان نے بالعموم اور جماعت اہل حدیث نے بالخصوص پیش کیں وہ بار آور ہوئیں اور بے شمار شہیدوں کا خون رنگ لایا اور اس نے بے باک ملت کی بروقت آب یاری کی، اس لیے ان شہیدوں کی خدمت میں خراجِ عقیدت پیش کرنا ہم اپنا خوش گوار فرض سمجھتے ہیں۔

بحمد اللہ دوسرا عظیم مقصد جس کے لیے یہ قربانیاں دی گئیں، یعنی نفاذِ نظامِ اسلام اس کا آغاز ہو چکا ہے اور ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اسلامی تعزیرات اور حدود کے نفاذ سے آغاز کیا گیا۔ معاشیات کے شعبے میں زکوٰۃ اور عشر کی بنیاد ڈال دی گئی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس نیک آغاز کے لیے جنرل ضیاء الحق صدرِ پاکستان اور چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر مبارک باد کے مستحق ہیں اور اسلامی مشاورتی کونسل بالخصوص اس کے صدر جناب ریٹائرڈ جسٹس محمد افضل چیمہ جن کی مساعی سے اس نیک کام کا آغاز ممکن ہوا، حق دار تبریک ہیں۔ ہم سمجھتے ہے کہ بعض اقدامات مثلاً سود وغیرہ کے خاتمے کے متعلق حکومت کی پالیسی اسلامی اساس پر پوری نہیں اترتی مگر درپیش مشکلات کے پیش نظر ہم نافذ کرنے والوں سے ہمدردی رکھتے ہیں کہ سابقہ نظام کو بدلنے اور اسلامی نظام کو کماحقہ نافذ کرنے میں جو عملی دشواریاں ہیں ان پر آہستہ آہستہ قابو پالیا جائے گا اور انجام کار معاشرہ "قد افلح المؤمنون" کا مصداق ہوگا اور جنت ارضی کی شکل میں ابھرے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک اہل حدیث

حضرات! اہل حدیث اس گروہ اور طائفہ کو کہتے ہیں جو رسول اکرم ﷺ سے لے کر تا امروز اور ان شاء اللہ تا قیامت قال اللہ اور قال الرسول پر نہ صرف سختی سے عمل پیرا ہے بلکہ دنیا جہاں سے شرک و بدعت، غلط رسوم اور افعالِ شنیعہ کے انسداد پر کمربستہ ہے اور رہے گا، بلکہ توحید سنت کی فضاؤں سے ملتِ اسلامیہ کو روشناس کراتا رہے گا، علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔ مجھے فخر ہے کہ بنی اسرائیل کے نبیوں کا کردار میری جمعیت کے علما بفضلہٖ تعالیٰ صدیوں سے ادا کرتے چلے آرہے ہیں اور ادا کرتے رہیں گے۔ مرزائیوں اور آریہ ساجیوں، سناتن دھرمیوں کے خلاف حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ نے جو تاریخ ساز کردار ادا کیا اس پر پوری ملتِ اسلامیہ فخر سے اپنا سر بلند کرسکتی ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ وہ شیرِ خدا ان باطل قوموں کا کس شان اور عظمت سے مقابلہ کرتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میدان میں پورے ہندوستان کے علماء کی کاوشیں ایک طرف اور مولانا ثناء اللہ کی کارکردگی ایک طرف، سب مل کر بھی مولانا ثناء اللہ کے پلڑے کو شاید جھکا نہ سکیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ جیسے محقق، شاہ اسمٰعیل شاہؒ جیسے مجاہد، میاں سید نذیر حسینؒ جیسے محدث اور عارف باللہ حضرت عبداللہ غزنویؒ جیسے عابد و زاہد، نواب صدیق حسن خانؒ جیسے عظیم مصنف، مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم جیسے بزرگ اور صاحبِ علم و قلم، حضرت مولانا داؤد غزنویؒ جیسے باہمت اور باعظمت انسان ہماری جمعیت کا مایہ ناز سرمایہ ہیں۔

بالاکوٹ کی سرزمین، اس کے گرد و پیش کے پہاڑ اور ندی نالے اور آسمان کے ستارے گواہی دیتے ہیں ان عظیم قربانیوں کی جن سے ہماری تاریخ درخشندہ ہے۔ جو بیک وقت سکھ اور انگریز سے برسرِ پیکار تھے اور اگر وہ اپنے عزائم میں کامیاب ہو جاتے تو برصغیر پاک و ہند کی تاریخ آج پاکستان اور ہندستان دو سلطنتوں کی شکل میں نظر نہ آتی۔ بلکہ پورا ہندوستان پاکستان بن گیا ہوتا مگر قضاء و قدر کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح مولانا عبدالقادر قصوری، مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، کس کس کا ذکر کروں اور کس کس کو چھوڑوں مجھے اپنے ماضی پر ناز ہے۔

مقامِ فخر ہے کہ اس برصغیر میں جو اسلامی تحریک اٹھی اس میں اہل حدیث پیش پیش رہے۔ وہ تحریکِ خلافت ہو، تحریکِ مجاہدین ہو، قومی اتحاد کی تحریک ہو، کوئی وقت اس برصغیر پر ایسا نہیں آیا کہ اہل حدیث اس میں پیش پیش نہ رہے ہوں۔ کیا انگریز نے وہابی موومنٹ کے نام پر مظالم ہم پر نہیں کیے؟ علمائے صادق پور کی قربانیاں ہماری تاریخ کا ایک روشن باب بن چکی ہیں، جاؤ ان کے کردار کی عظمت دیکھنی ہو تو ہندو حکومت کے ریکارڈ سے جا کر دیکھو۔ جب پاکستان اور بھارت آزاد ہوئے تو بھارت کی حکومت نے علمائے صادق پور کے شہدا کے وارثوں کو بلایا کہ آپ کی جائدادیں جو انگریز نے ظلم و جور کے تحت ضبط کر لی تھیں، ہم انھیں آپ کے لیے واگزار کرتے ہیں۔ جانتے ہو انھوں نے کیا جواب دیا۔ انھوں نے کہا جائدادیں ہمارے بڑوں کی ضبط ہوئی تھیں۔ یہ قربانی ان کے اعمال میں لکھی جا چکی، ہم اس صدقہ جاریہ کو واپس لے کر ننگِ اسلاف نہیں بننا چاہتے۔ چنانچہ حکومت ہند کے اصرار کے باوجود انھوں نے وہ جائدادیں لینے سے انکار کر دیا۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں بھی اہل حدیث پیچھے نہیں رہے۔ مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی مرحوم پورے ہندوستان میں پھرے اور مسلم لیگ کے حق میں فضا ہموار کی۔ اگر صرف اسی داستان کو بیان کرنے لگوں تو کانفرنس کا نصف وقت درکار ہوگا۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل غزنوی امرتسر مسلم لیگ کے صدر تھے۔ والد محترم چودھری عبدالقادر مرحوم تحریکِ خلافت میں مولانا محمد علی جوہر مرحوم کے قریب ترین ساتھیوں میں رہے اور پھر قیام پاکستان میں ضلع فیروز پور اور زیرہ تحصیل میں ہندوؤں اور سکھوں کے گڑھ میں مسلم لیگ کی تعمیر کے لیے جو کام کیا، اس سے جو حضرات واقف ہیں، ان خدمات کا اعتراف کریں گے۔ بہرحال آج بھی پاکستان میں اسلامی نظام کی علم بردار جماعتوں سے تعاون ہماری جماعت کی پالیسی لائن ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرک و بدعت کا تعاقب

جمعیت اہل حدیث اپنے مخصوص مزاج کے اعتبار سے مثبت انداز میں معاشرے کے اندر فروغ پانے والی برائیوں اور شرک و بدعت کا قلع قمع کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہی ہے، کیوں کہ یہی دینِ ابراہیمی ہے اور یہی خدا کے آخری پیغمبر رسول مقبول حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات ہیں۔ جس معاشرے سے شرک و بدعت مٹائی جائیں وہ معاشرہ اللہ والوں کا بن جائے گا۔ اللہ کی رحمتوں کا مستحق گردانا جائے گا اور تمکن فی الارض اور خلافتِ کبریٰ کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوگا۔

یہیں پر یہ عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ ہماری جمعیت کے سامنے عصرِ حاضر کے تقاضے بھی نمایاں اور واضح ہیں، اسی لیے ہم نے اس کانفرنس میں وعظ و تبلیغ کے ساتھ ساتھ نظام عدل، اسلام کا اقتصادی نظام، اسلام اور وطنیت یا وحدتِ ملت جیسے مضامین بطور خاص رکھے ہیں اور ان پر بیرونِ ملک اور اندرونِ ملک کے مقتدر علماء، دانشور اور مفکر اظہارِ خیال فرمائیں گے، تاکہ اسلام کا صحیح نقطہ نظر واضح ہو کر سامنے آجائے اور کسی قسم کا ابہام نہ رہے۔ واضح رہے کہ اسلامی نظام کے بارے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ قال اللہ و قال الرسول میں کوئی اختلاف نہیں اور یہاں وہی نظام نافذ کیا جائے جو محمد عربی ﷺ نے اپنے وقت میں نافذ فرمایا تھا اور جس پر خلافتِ راشدہ قائم رہی۔ مذہب نہ اکثریت کا نہ اقلیت کا۔ مذہب وہی ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں دیا، بتلایا اور سمجھایا۔

ہماری درس گاہیں

پورے ملک کے طول و عرض میں ہماری درس گاہیں پھیلی ہوئی ہیں اور گلگت سے لے کر مکران تک اللہ کے بندے توحید و سنت کی اشاعت میں شبانہ روز لگے ہوئے ہیں۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد، ماموں کانجن اور اسی قبیل کی دیگر درس گاہوں کو اگر چھوٹی یونیورسٹیاں کہہ لیا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ بہر حال مزید کام کی بہت گنجائش ہے۔ بقول مولانا ظفر علی خاں مرحوم

ختم کا ہے کو ہوا کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اہتمام ابھی باقی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے رسالے

الحمد للہ پورے ملک میں بے شمار ہفتہ وار رسائل نکلتے ہیں جن میں ''اہل حدیث''، ''الاعتصام''، ''الاسلام'' وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر مرکزی جمعیت اہل حدیث ایک روزنامہ بھی نکال لیتی۔ میں حضرۃ الامیر مولانا معین الدین لکھوی اور مرکزی ناظم اعلیٰ میاں فضل حق صاحب سے گزارش کروں گا کہ جہاں آپ نے سیکڑوں اور کام نیکی کے کر ڈالے ہیں، اللہ کا نام لے کر اس کا آغاز بھی اپنے مبارک ہاتھوں سے کر جائیے تاکہ آنے والی نسلیں آپ کے جملہ کارناموں پر ثوابِ دارین کے علاوہ آپ کی مدح وستائش بھی کرتی رہیں اور آپ کو اچھے نام سے یاد رکھیں۔ اہلِ ثروت حضرات کی جماعت میں کمی نہیں اور صلاحیتوں کی آپ میں بفضل تعالیٰ کوئی کمی نہیں۔ اس کام سے آپ کی جماعت کو چار چاند لگ جائیں گے۔

شکریہ

معزز حضرات! میں اپنا خوش گوار فرض سمجھتا ہوں کہ اپنے تمام رفقائے کار، عزیزوں اور بزرگوں کا شکریہ ادا کروں جنھوں نے اس نیک کام میں دامے، درمے، سخنے، قدمے حصہ لیا اور بظاہر ناممکن کام کو ممکن کر دکھایا۔ میں سرزمینِ عرب سے آنے والے معزز مہمانوں کا بالخصوص شکر گزار ہوں جنھوں نے ہماری دعوت کو شرفِ قبولیت بخشا اور دور دراز کا سفر کر کے ہمیں اپنی شرکت سے نوازا اور ہمیں اپنے مواعظِ حسنہ سے مستفید ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔

میں مقررین حضرات، علمائے کرام، خواتین، بزرگوں اور بھائیوں سب کا شکر گزار ہوں جو یہاں تشریف لائے اور ان کی وجہ سے کانفرنس کامیاب ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ صدارت

(از مولانا معین الدین لکھوی)

مولانا معین الدین لکھوی متحدہ پنجاب کے بہت بڑے خاندان کے معروف رکن ہیں۔ مولانا محمد علی لکھوی کے فرزند، مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی کے پوتے، مفسر قرآن اور مصلح پنجاب حافظ محمد لکھوی کے پڑپوتے، استاذ پنجاب مولانا عطاء اللہ لکھوی کے بھانجے اور جامعہ محمدیہ (اوکاڑہ) کے ناظم..... مولانا ممدوح یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو بمقام لکھوکے (ضلع فیروزپور مشرقی پنجاب) پیدا ہوئے۔ اسی مدرسے میں تعلیم حاصل کی، جو ان کے آباؤاجداد نے قائم کیا تھا۔ وہ پنجاب میں اہل حدیث کا پہلا مدرسہ تھا جو ۱۸۵۷ء سے قائم ہوا۔ اس کے بعد مدرسہ غزنویہ (امرتسر) اور پنجاب کے دیگر مدارس اہل حدیث کا قیام عمل میں آیا۔ اپنے مسکن لکھوکے میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد انھوں نے گوجراں والا میں حضرت حافظ محمد گوندلوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی سے استفادہ کیا۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اور مولانا احمد علی لاہوری کے دورۂ تفسیر میں بھی شرکت کی اور ان سے حصول فیض کیا۔ قیام پاکستان کے بعد اپنے خاندان کے ساتھ اوکاڑہ آ گئے اور وہاں اپنے آبائی دارالعلوم جامعہ محمدیہ (لکھوکے) کے بدلے میں ''جامعہ محمدیہ'' کے لیے ایک بلڈنگ الاٹ کرائی۔ جامعہ محمدیہ کا شمار پاکستان کی مشہور درس گاہوں میں ہوتا ہے۔ مولانا معین الدین لکھوی کئی دفعہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ طویل عرصے تک مرکزی جمعیت اہل حدیث کے منصب امارت پر فائز رہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی تاسیس ۲۴۔ جولائی ۱۹۴۸ء کو لاہور میں ہوئی تھی۔ مولانا معین الدین لکھوی اس کے تاسیسی اجلاس میں شامل تھے۔ ذیل میں ان کا خطبۂ صدارت پڑھیے جو انھوں نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کی گیارھویں کانفرنس (منعقدہ ۱۲، ۱۳، ۱۴۔ اپریل ۱۹۷۹ء لاہور) میں ارشاد فرمایا۔ مولانا ممدوح کے مفصل حالات کے لیے ملاحظہ ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راقم کی کتاب ''بزمِ ارجمنداں'' از صفحہ ۵۳۳ تا ۵۶۵۔ (مرتب)

حمد و صلوٰۃ کے بعد

مہمانانِ عزیز اور حاضرین کرام۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

ا۔ اس کل پاکستان اہل حدیث کانفرنس کے انعقاد سے غرض یہ ہے پاکستان کے مسلمان عوام کو ان اعلیٰ اقدار سے روشناس کرایا جائے جن کے لیے خالقِ کائنات نے قرآن کریم نازل فرمایا اور سید المرسلین حضرت محمد ﷺ مبعوث فرمائے گے۔

۲۔ اس عظیم اجتماع کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ کسی فرقہ وارانہ تعصب کو ہوا دی جائے اور پھر اس سے کوئی سیاسی مفاد حاصل کیا جائے بلکہ اس سے مقصد یہ ہے کہ مسلک اہل حدیث سے اپنے ہم وطنوں کو روشناس کرایا جائے تاکہ مختلف مکاتبِ فکر کی مسلک کے متعلق غلط فہمیاں دور ہو جائیں اور وہ لوگ جو اہل حدیث سے محض اس لیے دور ہیں کہ مسلک اہل حدیث کی حقیقت سے ناآشنا ہیں وہ قریب آسکیں اور اس طریقے سے فرقہ وارانہ تعصب ختم کیا جاسکے اور ملک وملت کی خدمت کے لیے ایک ساتھ مل کر کام کرنے کی راہ ہموار ہوسکے۔

۳۔ اس اجتماع سے ایک مقصد اہل ملک کو یہ بتلانا بھی ہے کہ اہل حدیث کی دنیا و آخرت میں قیمتی متاع ایمان اور عمل صالح ہے جس کی بنیاد اللہ کی کتاب اور حبیب کبریا ﷺ کی سنت پر ہو۔ اہل حدیث کتاب وسنت کی قیمت پر کسی دنیاوی مفاد۔ وزارت صدارت، اقتدار اور کرسی کے ہرگز خواہاں نہیں ہیں۔

۴۔ ہم یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ اسلام کے اندر اہل حدیث کوئی نیا فرقہ نہیں جس کی بنیاد تعصب پر ہو بلکہ یہ ایک تحریک ہے جو اسلام کے پاکیزہ چہرے سے حشو وزوائد کو دور کرکے صاف ستھرا اسلام پیش کرتی ہے۔ جملہ اہلِ اسلام پر یہ حقیقت واضح ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن عزیز اور حضرت محمد ﷺ کی سنت، امت کے تمام سلف وخلف، ائمۂ حدیث وفقہا، اولیاء اور امامانِ مذاہبِ اربعہ سب کے نزدیک وہ ایمانی اور روحانی متاع ہے جس کے بغیر دنیا و آخرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نجات و کامرانی ممکن نہیں۔

۵۔ برادرانِ محترم! اس عظیم قومی اجتماع کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ملک میں شریعت مطہرہ کے نفاذ کے سلسلے میں جو اقدامات کیے گئے ہیں ان کا خیر مقدم کیا جائے اور مکمل اسلامی نظام کے قیام کے لیے موجودہ حکومت کی حوصلہ افزائی کے لیے تقویت پہنچائی جائے۔

۶۔ اسلام میں فرقہ بندی ایک لعنت ہے۔ اس لعنت سے ملک و ملت کو بچانے کے لیے ایک مشترکہ پلیٹ فارم مہیا کیا جائے تا کہ افراد اور جماعتوں کی توانائیاں باہمی کش مکش میں صرف ہونے کی بجائے ملک و ملت کے کام آسکیں۔

مسلک اہل حدیث

حاضرین کرام! مسلک اہل حدیث ہمارے نزدیک اسلام کے ہم معنی لفظ ہے۔ مسلک اہل حدیث کی بنیاد بھی انہی اصولوں پر ہے، جن کو تمام ائمہ نے اسلام کی بنیاد قرار دیا ہے یعنی اللہ کی کتاب، اللہ کے آخری رسول ﷺ کی سنت۔ بعد اس کے اجماع صحابہ و تابعین اور اس کے بعد ائمہ مجتہدین کے اجتہادات اور فقہی فیوض جسے کتبِ اصول میں قیاس کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے جو کتاب و سنت کے زیادہ سے زیادہ موافق اور ہمارے مسائل کے حل کے لیے زیادہ قابلِ عمل اور مفید ہوں۔

ہمارے نزدیک تمام ائمہ حدیث اور فقہا قابلِ احترام ہیں۔ کتاب و سنت اور اجماع کے بعد تمام ائمہ دین کے ساتھ ہم مساوی نسبت رکھتے ہیں اور بلا امتیاز ان کے اجتہادات اور فقہی کاوشوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ ہم کسی ایک امام کو دوسرے کے بالمقابل لا کر ترجیحی اور حق و باطل کی تقسیم کو درست نہیں سمجھتے۔ کسی ایک امام سے وابستگی اور باقی دوسروں سے گریز کا طریق کار ائمہ دین کے احترام کے منافی خیال کرتے ہیں۔ اہل علم کا باہمی تقابل اور ایک کی دوسرے پر فوقیت ثابت کرنے سے کدورت پیدا ہوتی ہے اور فرقہ بندی کے جراثیم نشو ونما پاتے ہیں۔ فرقہ بندی اسلام کے لیے تباہ کن ہے۔

اس دور میں جب کہ ملک میں اسلامی نظام کے لیے راہ ہموار کی جا رہی ہے قانون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سازی میں یہ طریق بے حد مفید ثابت ہوگا اور ایسا قانون مرتب کیا جا سکے گا جو جملہ مکاتبِ فکر کے لیے قابلِ قبول اور ملک کی فلاح و بہبود کا ضامن ہو۔ دوسرے الفاظ میں ہمارا مسلک وہی ہے جو خود ائمہ دین امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور دیگر ائمہ محدثین وفقہائے امت کا مسلک تھا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اور ہمارے نزدیک ملکی وقومی مسائل کے حل اور قانون سازی میں وہی طریقِ کار اختیار کیا جانا چاہیے جو پہلی اسلامی ریاست کے دور میں عہدِ رسالت سے خلفائے اربعہ کے زمانے تک میں اختیار کیا جاتا تھا جیسا کہ استاذ الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں۔ التمسک بالکتاب والسنة علیٰ قواعد المحدثین واصولهم المستخرجة من ضیع الاوائل من الصحابة والتابعین والاخذ فی العقیدة والعمل جمیعا بما ظهر من الکتاب والسنة وجریٰ علیه جمهور الصحابة والتابعین (حجة الله)

"یعنی کتاب وسنت سے تمسک کرنا محدثین کے قواعد واصول کے مطابق جو حضرات صحابہؓ اور تابعین کے طریق کار سے مستنبط ہیں اور عقیدہ وعمل میں ظاہر کتاب وسنت پر جمہور صحابہؓ وتابعین کے مسلک کا پابند رہنا۔"

اپنے بزرگوں سے ہم نے اپنا مسلک ان الفاظ میں پایا۔

اصل دیں آمد مسلماں را . قرآں
پس حدیث سرور پیغمبراں
بعد ازاں اقوال اہلِ اجتہاد
از صحابہ سید خیر العباد
پس ازاں اقوال جملہ تابعین
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
زاں پس اقوالِ قیاسیہ ہماں
شد مقدم بر مقالِ دیگراں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلط فہمی کا ازالہ

ہمیں افسوس ہے کہ اہل حدیث کے مسلک کے متعلق ان تصریحات کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے اور ان کے متعلق غیر مقلد، وہابی، ائمہ دین کے مخالف اور گستاخ ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جو کہ قطعی طور پر حقیقت کے خلاف ہیں اور اس طرح اہل حدیث کو اسلام کے اندر ایک علیحدہ اور نیا فرقہ شمار کیا جانے لگا ہے حالاں کہ مسلک اہل حدیث اہل سنت والجماعت ہی کی اصل تعبیر ہے، الگ کوئی فرقہ نہیں ہے۔

مسلک اہل حدیث کی ابتدا

حضرات! حدیث نام ہے آنحضرت ﷺ وآلہ وسلم کے اقوالِ مبارکہ، افعال طیبہ اور ان اعمال کا جو حضور ﷺ کے سامنے ہوئے اور حضور ﷺ نے ان پر سکوت فرمایا۔ یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ جب سے حدیث دنیا میں موجود ہے، اس کے ماننے والے بھی موجود تھے۔ حضور ﷺ کے رفقا، صحابہ کرامؓ آپ کے ارشادات کو واجب الاطاعت سمجھتے تھے، اس لیے سب سے پہلے اہل حدیث وہ تھے۔ حضور ﷺ کی کوئی حدیث جب تحقیق و تفتیش کے مسلمہ اصولوں کے مطابق محدثین کی جانچ پڑتال کے بعد ہم تک صحیح سند کے ساتھ پہنچتی ہے تو ہم اسے شرعی حجت مانتے ہیں۔ قرآن عزیز کی تفسیر میں عمدہ بنیادی دستاویز اور اثباتِ دین میں صحیح ترین ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اہل حدیث اس وقت سے دنیا میں موجود ہیں، جب سے حدیث موجود ہے اور یہ کوئی نیا فرقہ نہیں ہے۔

اہل حدیث کے خلاف محاذ

برصغیر میں انگریزی اقتدار کے طویل دور میں غیر مسلم اقوام ہندو اور سکھ کی ہمسائیگی اور عام مسلمانوں کی اپنے دین سے بے خبری کے باعث کچھ رسوم و عادات نے دین کا رنگ اختیار کر لیا۔ عوام انھیں اسلام سمجھنے لگے۔ حدیث کے ساتھ اس وابستگی کی وجہ سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ضروری تھا کہ ایسی رسوم و عادات کی مخالفت کی جائے، اس لیے یہاں کے عوام کے ذہنوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصادم ہوا۔ وہ علما حضرات جن کے مفادات عوام کی ان رسومات سے وابستہ تھے وہ اس پاکیزہ تحریک کے مقابلے میں اتر آئے۔ اُن علما کے اس تصادم اور ناراضگی نے تہمت تراشی اور الزام تراشی کی صورت اختیار کر لی اور مختلف قسم کے غلط تصورات اہل حدیث تحریک کی طرف نسبت کیے جانے لگے۔

انگریز چوں کہ اس تحریک کو اپنے اقتدار کے لیے خطرہ سمجھتا تھا اس لیے اس نے اس صورت حال سے پورا فائدہ اٹھایا اور عوام اور علما کے اس طبقے کی جو کہ اہل حدیث کے مخالف تھے دل کھول کر حمایت کی۔ انگریز کے جانے کے بعد، آج بھی اس پاکیزہ تحریک کے خلاف زہر آلود ذہن موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی صورت پیدا کرے کہ اہل حدیث کے متعلق ذہن صاف ہوں، غلط فہمیاں دور ہوں تا کہ ملک وملت کو اس تحریک کی خدمات سے کچھ فائدہ حاصل ہو سکے۔ ربنا افتح بيننا وبين قومنا با لحق وانت خير الفا تحين۔

اہل حدیث کی علمی ودینی خدمات

برصغیر میں اہل حدیث کی علمی، دینی، اصلاحی، تجدیدی، مذہبی اور سیاسی خدمات کا سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ اس تھوڑے وقت میں ان محدود قرطاس پر اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ حجتہ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے لے کر آج تک کے اہل حدیث خدمتِ دین ووطن کے سلسلے میں مشکل سے مشکل مراحل سے گزرے اور خطرناک سے خطرناک منازل کو طے کیا اور یہ قافلہ نہایت، پُر خار وادیوں سے گزرا مگر ان کی پیشانی عرق آلودہ نہ ہوئی۔ خطرناک سے خطرناک مہمات سے ان کو واسطہ پڑا مگر ان کے چہروں پر اضطراب کے نشان نمودار نہ ہوئے۔ وقت آیا تو انھوں نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں، میدانِ جنگ میں بے خطر کود پڑے۔ دشمن کے مادی جاہ وجلال کو کبھی پر کاہ کی حیثیت بھی نہ دی اور اس کی دنیاوی شان وشوکت کو بارہا للکارا۔ آج برصغیر کی سرزمین میں اسلام کے جو نقش ونگار نظر آ رہے ہیں ان میں بلا شبہ اہل حدیث کا نمایاں حصہ ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اہل حدیث کے ساتھ ہمیشہ سوتیلی ماں کا سا سلوک روا رکھا گیا اور اس موضوع پر جس نے بھی قلم اٹھایا، ہماری تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش ہی کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ عجیب حقیقت ہے کہ مسلمان بادشاہوں کے وقت میں قرآن پاک کا ترجمہ ملکی زبان میں کرنا ممنوع تھا اور اس کو قرآن پاک کی توہین قرار دیا گیا تھا۔ یہ جمود سب سے پہلے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے توڑا جب کہ سرزمین حجاز سے واپس آ کر فارسی زبان میں قرآن پاک کا حکومت اور اس دور کے علماء کے علی الرغم ترجمہ کر ڈالا۔ اس کے علاوہ متعدد قابل قدر علمی کتابیں تصنیف کیں جن سے آج بھی اندرون و بیرون ملک استفادہ کیا جاتا ہے۔ ان کے بعد ان کے فرزندانِ نیک خصال نے اپنے اپنے ذوق و مزاج کے مطابق اس پودے کی آب یاری کی جوان کے نامور والد نے لگایا تھا اور اس طرح یہ مبارک سلسلہ شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالغنی سے گزر کر اسی خاندان کے فیض یافتہ سید احمد شہید اور اسی خاندان کے چشم و چراغ شاہ اسماعیل شہید تک پہنچا۔ یہ دونوں اصحاب میدانِ جنگ کے شہسوار ہونے کے علاوہ علوم و معارفِ دینہ کے سمندر کے شناور بھی تھے۔

حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہؒ کے فرزندِ ارجمند شاہ عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد ان کے نواسے حضرت شاہ اسحاقؒ ان کی مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے۔ شاہ اسحاقؒ کے تلامذہ کی تعداد حد و حساب سے باہر ہے۔ شاہ اسحاقؒ کے بعد ان کے شاگرد رشید خاتم المحدثینِ حضرت سید نذیر حسینؒ نے ان کی مسندِ تدریس کو رونق بخشی۔ انھوں نے سو برس عمر پائی اور کوئی پچھتر برس تک ان کے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ اقصائے عالم کے شائقینِ علم ان کی خدمات میں آئے اور علم حاصل کرنے کے بعد دنیا بھر کے اطراف و اکناف میں پھیل گئے اور جہاں گئے سلسلہ درس و تدریس جاری کیا۔ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری، مولانا عبداللہ غزنوی، حضرۃ الانام عبدالجبار غزنوی، مولانا شمس الحق ڈیانوی، صاحبِ عون المعبود، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی، مولانا محمد حسین لکھوی، مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری، شاہ عین الحق پھلواروی، مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولانا غلام رسول قلعہ والے، مولانا نواب وحید الزمان، مولانا عبدالواحد غزنویؒ ایسے اہل علم و تقویٰ لوگ اس مقدس گروہ میں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں جماعت نے مختلف مواقع پر جو سیاسی قربانیاں پیش کیں اور متحدہ ہندوستان سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر ملکی سامراج کو نکال باہر کرنے اور اسلامی نظامِ حکومت برپا کرنے کے لیے جو طویل جدوجہد کی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تحریکِ جہاد کے ابتدائی دور سے لے کر مشہدِ بالاکوٹ تک اور مشہدِ بالاکوٹ (۱۸۳۱ء) سے لے کر تحریک آزادی (۱۸۵۷ء) تک۔ اس کے بعد اس تحریک کے ردعمل کے طور پر (۶۵۔۱۸۶۴ء) پٹنہ، داناپور، انبالہ، میرٹھ اور کالا پانی کے جو واقعات ہوئے، ان میں غیر ملکی حکمرانوں نے اہل حدیث پر بے پناہ تشدد کیے۔ ان کے اکابر کو جیلوں میں بند کیا گیا، پھانسیوں پر لٹکا دیا گیا اور وہ سب کچھ روا رکھا گیا جو ضبطی مال و دولت سے لے کر موت کے دروازے تک ہوسکتا تھا۔ گورنمنٹ انگلشیہ کا ریکارڈ شاہد ہے کہ دو لاکھ وہابیوں کو سزائے موت دی گئی۔ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیلؒ شہید کی تحریک جہاد کے ابتدائی دور میں مشہد بالاکوٹ تک سکھوں کے خلاف جنگ لڑی گئی اور جب سکھوں کی جگہ انگریزوں نے سنبھال لی تو وہی جنگ انگریزوں کے خلاف لڑی گئی، کبھی میدان میں، کبھی انڈر گراؤنڈ جاری رہی، جس کے ہیرو مولانا عنایت علی، مولانا ولایت علی، مولانا محمد جعفر تھانیسری، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری، فخر قوم مولانا عبدالقادر قصوری، مولانا محمد علی ایم اے قصوری، مولانا محی الدین احمد قصوری بی اے، حضرت مولانا داؤد غزنوی، مولانا عبدالاول غزنوی، مولانا محمد بشیر لاہوری، مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی، صوفی ولی محمد فتوحی والا، اس بندۂ عاجز کے والد مولانا محمد علی لکھوی مدفون مدینہ منورہ، صوفی عبداللہ ماموں کانجنؒ وغیرہم خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

ملک کی آزادی اور دینی تحریکات میں اہل حدیث کا حصہ

برطانیہ کے ایک سابق وزیر اعظم گلیڈ اسٹون نے دارالعوام، میں اپنی میز پر قرآن پاک کا ایک نسخہ پٹختے ہوئے کہا تھا کہ جب تک یہ کتاب دنیا میں موجود ہے آپ لوگ دنیا پر بے فکر ہو کر حکمرانی نہیں کر سکتے۔

قرآن مجید اور حدیث پاک کی تعلیم کا ایسا ہی اثر ہے کہ ان کے پڑھنے والوں کو اس جہان پر اللہ تعالیٰ کے اقتدار (حاکمیت) اور محمد رسول اللہ ﷺ کے طریق کار کے بغیر کوئی اور چیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گوارا ہی نہیں ہوتی۔ چنانچہ برصغیر پاک وہند میں مغلوں کی حکومت کے زوال کے بعد جب انگریز مسلط ہوئے، تو مسلمانوں میں عموماً اور اہل حدیث نے خصوصاً ان کی حکمرانی کو کبھی دل سے تسلیم نہیں کیا، چنانچہ جب بھی کوئی تحریک انگریز کے خلاف اٹھی تو اہل حدیث اس میں پیش پیش رہے۔ شہیدین یعنی سید احمد شاہ اور شاہ اسماعیلؒ کی تحریک مجاہدین پر مشہد بالاکوٹ کے بعد جب فترت کا زمانہ آیا اور انگریز کی حکمت عملی جب ان سرفروشوں کو ''وہابی'' قرار دینے، ان کے خلاف ہندوستان کے بعض علما کو استعمال کرنے اور مسلمان عوام میں تعصب کی فضا پیدا کرنے میں کامیاب ہوگئی تو یہ تحریک دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ کچھ لوگ سرحد پر انگریزوں کے خلاف جہاد میں مصروف رہے اور ملک کے اندر سے زیر زمین ان کو افرادی اور مالی امداد پہنچائی جاتی رہی۔ کچھ لوگ دینی تعلیم عام کرنے کے لیے تدریس وتصنیف اور وعظ ونصیحت کی طرف متوجہ ہوئے، تاکہ ان خدا کے بندوں کے خلاف پھیلائے ہوئے تعصب کو کم کیا جا سکے، چنانچہ ملک کے طول وعرض میں دینی مدارس قائم کیے گئے، جن میں سب سے پہلا مدرسہ محمدیہ لکھو کے ضلع فیروز پور ہے جس کی بنیاد انقلاب ۱۸۵۷ء سے پیشتر رکھی گئی۔ اس کے بعد مدرسہ غزنویہ امرتسر اور پھر حافظ عبدالمنان کا مدرسہ وزیرآباد میں معرض وجود میں آیا۔ بعد ازاں دیوبند کا مدرسہ قاسم العلوم قائم ہوا اور پھر یہ سلسلہ چل نکلا۔؟

اس کے علاوہ ہمارے لوگوں نے ان تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جو کسی طرح بھی انگریز کو ملک سے نکالنے اور یہاں اسلام کا پرچم بلند کرنے کی غرض سے جاری کی گئیں۔ مثلاً تحریک کانگرس، تحریک خلافت، تحریک احرار اور تحریک پاکستان یعنی مسلم لیگ یہ تمام تحریکات جب انگریز کے خلاف میدان میں آئیں تو جماعت اہل حدیث نے بڑھ چڑھ کر ان تحریکات میں حصہ لیا۔ خاص طور پر تحریک پاکستان میں فاتح قادیان شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ شامل ہوئے۔ ان کے علاوہ غزنوی، لکھوی اور روپڑی خاندانوں نے اپنا حق ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور پھر تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں ملک کی دیگر دینی اور سیاسی جماعتوں کے شانہ بشانہ ہماری جماعت نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھرپور حصہ لیا اور اپنا فرض ادا کیا۔ ہمارے نوجوانوں، طالب علموں اور علما نے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ اس بندۂ عاجز نے خود اس سلسلے میں سات ماہ اور چار دن جیل میں گزارے، حضرت مولانا داؤد غزنوی اور ان کے رفقائے کار نے منیر انکوائری کمیشن میں قابل قدر علمی خدمات انجام دیں۔

اسلامی نظام اور قانون سازی

اب اسلامی نظام کے سلسلے میں ابتدائی اقدامات کے بعد قانون سازی اور موجودہ قوانین کو اسلام سے ہم آہنگ بنانے کا مرحلہ درپیش ہے۔ یہ کام بنیادی اور بے حد اہم ہے۔ اس لیے کہ پوری مملکت کے کاروبار اور اس کی فلاح وترقی کا انحصار اس کے بنیادی قانون پر ہے۔ مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر کے نزدیک اسلامی قانون کی اصل بنیاد دو چیزیں ہیں۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت۔

تیسرا درجہ اجماع صحابہ وتابعین کو حاصل ہے اور چوتھے نمبر پر قیاس ہے۔ کتب اصول فقہ میں بھی اسی ترتیب سے ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کی اصطلاح بھی اسی معنی میں ہے، جیسا کہ حضرت پیر پیراں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا۔ السنة ما سنه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والجماعة ما اجمع عليه اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں اور آپ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں بھی طریقِ کار یہی تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صدیقِ اکبرؓ کا طریق کار یوں بیان فرماتے ہیں۔

اذا ورد عليه الخصم نظر فى كتاب الله فان وجد فيه ما يقضى بينهم قضىٰ به وان لم يكن فى الكتاب وعلم من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فى ذلك الامر سنة قضىٰ بها فان اعياه خرج فسأل المسلمين وقال اتانى كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فيه قضاءً فيقول ابو بكر " الحمد لله الذى جعل فينا من يحفظ علىٰ نبينا " فان اعياه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان یجد فیہ سنۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع رؤس الناس و خیارھم فاستشارھم فاذا اجتمع رأیھم علیٰ امر قضیٰ بہ۔

"جب کوئی قابل تصفیہ معاملہ آپ کے سامنے آتا تو آپ سب سے پہلے اللہ کی کتاب پر نظر ڈالتے۔ اگر اس میں کوئی حکم مل جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ فرماتے، اگر کتاب اللہ میں اس بارے میں کوئی حکم نہ پاتے تو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ صادر فرماتے۔ اگر سنت نبوی ﷺ میں کوئی رہنمائی نہ پاتے تو باہر آ کر دریافت فرماتے کہ میرے سامنے یہ معاملہ درپیش ہے، کیا اس کے بارے میں سنت رسول اللہ کا تمہیں کچھ علم ہے؟ اس کے جواب میں بسا اوقات ایسا ہوتا کہ صحابہؓ کی جماعت سے کوئی نہ کوئی اس کے متعلق حدیث رسول پیش کر دیتا۔ ایسے موقع پر حضرت ابوبکرؓ فرماتے کہ اللہ کا شکر ہے کہ ایسے لوگ ہم میں موجود ہیں جو اللہ کے نبی کی باتیں یاد رکھتے ہیں اور اگر کوشش کے باوجود حضور ﷺ کا کوئی فیصلہ معلوم نہ کر سکتے تو سرکردہ اور بزرگ اصحاب کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیتے۔ جب وہ ایک بات پر متفق ہو جاتے تو اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے۔"

یہ تھا عہد صحابہ اور خلافت راشدہ میں قانون سازی اور فیصلوں کا طریق کار۔ اگر ہم بھی ہر قسم کے گروہی تعصب اور تنگ نظری سے بالاتر ہو کر قانون سازی اور اسلام کے نظام کی تکمیل میں اس طریق کار کو اپنائیں گے تو ان شاء اللہ بہت جلد منزل ہمارے قدم چومے گی اور کامیابی حاصل ہوگی۔

اسلامی نظام اور ملک کی انتظامیہ

اسلامی نظام کے تجربے کو کامیاب کرنے کے لیے جہاں یہ ضروری ہے کہ قانون سازی صحیح طریقے پر ہو، وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ نفاذ کے ادارے اور انتظامیہ کے کارکن صحیح لوگ ہوں اور ایک اسلامی مملکت کا نظام چلانے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ مثال کے طور پر ایک پٹواری کے لیے شرط ہے کہ وہ میٹرک پاس ہونے کے علاوہ، پی ٹی یا سی ٹی کی ٹریننگ لے چکا ہو۔ اسی طرح ان کی شرائط ملازمت کے ساتھ اب یہ اضافہ ہونا چاہیے کہ وہ فرائض اسلامیہ کا پابند ہو اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کبائر سے اجتناب کرتا ہو، بصورت دیگر وہ ملازمت کے لیے نا اہل قرار دیا جائے۔ ایک شخص جو خود اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو اللہ کی زمین میں کیسے نافذ کر سکتا ہے؟ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید اور نصرت بھی نہیں ملتی اور وہ کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ لہٰذا اس پاکیزہ نظام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کارکنوں میں چار خوبیاں پائی جائیں۔ (۱) نمازی ہوں۔ (۲) زکوٰۃ ادا کرنے والے ہوں۔ (۳) نیکی پھیلائیں اور (۴) برائیوں کو روکیں۔ بصورت دیگر اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کا وعدہ پورا نہیں ہوگا اور تجربہ ناکام ہو جائے گا۔ لینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیزہ الذین ان مکنا ھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور۔

عام انتخابات

ملک کی اکثر سیاسی جماعتوں اور لیڈروں کی طرف سے بڑے زوردار الفاظ میں پے در پے مطالبات کے بعد آخر کار حکومت نے عام انتخابات کے لیے ۱۷۔ نومبر ۱۹۷۹ء کی تاریخ مقرر کر دی ہے اور صدر مملکت نے اس سال کو انتخاب کا سال قرار دیا ہے۔ لیکن اسے بدقسمتی کہیے یا سوئے اتفاق کہ قبل ازیں اس ملک میں انتخابات کے نتائج کبھی خوش گوار برآمد نہیں ہوئے۔

سب سے پہلے عام انتخابات ۱۹۶۳ء میں صدر ایوب نے کرائے، جو کہ بی۔ ڈی سسٹم کی بنیاد پر کرائے گئے تھے۔ ان انتخابات کو عام انتخابات قرار دینا ہی مضحکہ خیز ہے۔ بہر حال اس کے نتیجے میں ملک پر ایک ڈکٹیٹر کی گرفت ہی مضبوط ہوئی۔ آخر کار ملک کے عوام اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک تحریک چلا کر ڈکٹیٹر کے پنجے سے نجات حاصل کی۔

اس کے بعد عام انتخابات یحییٰ خاں کے مارشل لا کے زیر سایہ ۱۹۷۰ء میں کرائے گئے۔ یہ انتخابات بالغ رائے دہی کی بنیاد پر کرائے گئے تھے۔ ان انتخابات کے نتیجے میں مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ اور مغربی پاکستان میں بھٹو کی پیپلز پارٹی کو اکثریت حاصل ہوئی۔ ان انتخابات میں یہ نتیجہ نکلا کہ پاکستان شدید بحران کا شکار رہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشرقی پاکستان میں فسادات پھوٹ پڑے۔ بیس لاکھ مسلمان اپنے ہی بھائیوں کی درندگی کا شکار بن گئے۔ پھر پاکستان جنگ کی لپیٹ میں آ گیا اور آخر کار دولخت ہو گیا۔

آخری انتخابات مارچ ۱۹۷۷ء میں سابق وزیراعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے زیر سایہ منعقد ہوئے جو ملک کے لیے ایک نئے بحران کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔ آخر کار جب ملک میں آئینی تبدیلی لانے کے لیے انتخابات کا تجربہ بری طرح ناکام ہو گیا تو ایک تحریک چلی۔ اس تحریک کا جو نتیجہ نکلا وہ سب کو معلوم ہے۔

لمحہ فکریہ

۱۹۷۷ء کی عوامی تحریک کے عام طور پر دو مقصد بیان کیے جاتے ہیں۔ بحالی جمہوریت اور اسلامی نظام کا قیام۔ اقوام عالم کی تاریخ گواہ ہے کہ جب کہیں کوئی انقلاب آیا ہے تو سب سے پہلے انقلاب کے حامی انقلاب کے مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد کسی دوسری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اب ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ تحریک ۱۹۷۷ء سے اصل مقصد کیا تھا؟

اس موقعے پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کیا جمہوریت اسلام سے الگ کسی چیز کا نام ہے؟ یا اسلام کے اندر جمہوریت پائی جاتی ہے؟۔ اگر اسلام سے علیحدہ کسی اور چیز کو جمہوریت کہتے ہیں اور وہ عام انتخابات کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی تو ہم ایسی مغربی طرز کی جمہوریت جس میں بندوں کو گنا جاتا ہے، تولا نہیں جاتا کا تلخ تجربہ بارہا کر چکے ہیں اور ہم ایسی جمہوریت سے پناہ مانگتے ہیں اور اب اس کا بار بار تجربہ نہیں کرنا چاہتے۔

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

اور اگر اسلام کا نظام ایک کامل نظام ہے اور اس میں کوئی نقص نہیں ہے اور جمہوریت بھی اسلامی نظام کا حصہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ''فرد'' کو جو حقوق اللہ تعالیٰ نے عطا کیے ہیں ہر فرد ان کا احترام کرے تو پھر بس ہمیں اسلام چاہیے۔ جب اسلام کا مکمل نافذ ہو گا تو جمہوریت بھی بحال ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گی۔

ان گزارشات سے یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آئندہ انتخابات کے لیے توبہ کر لی جائے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اول اسلامی نظام کے کام کو مکمل کیا جائے اور اس کے بعد ان حقوق و اختیارات اور شروط و قیود کی روشنی میں جو اسلام نے فرد پر عطا کیے ہیں عوام کی مناسب تربیت کے بعد عام انتخابات کرائے جائیں تاکہ اسلام اور وطن کے حق میں مثبت نتائج حاصل کیے جا سکیں اور جب ملک میں جمہوریت بحال ہو تو وہ گزشتہ کی طرح بے لگام جمہوریت نہ ہو۔ بلکہ ایسی جمہوریت جس پر اسلام کی گرفت مضبوط ہو اور عوام اس سے استفادہ کر سکیں۔ ہمارے نزدیک ۱۹۷۷ء کی عوامی تحریک کا واحد مقصد مکمل اسلامی نظام کا قیام تھا اور اس پاکیزہ مقصد کے لیے ہم نے، ہمارے نوجوانوں نے، ہماری بہو بیٹیوں اور قابلِ احترام خواتین نے قربانیاں دی تھیں۔ سب سے پہلے یہ مقصد پورا ہونا چاہیے۔ اس کے بعد کسی طرف توجہ دی جائے۔

پاکستان کی دینی اور سیاسی جماعتوں کی خدمت میں

میں اس موقع پر ملک کی مقتدر دینی اور سیاسی جماعتوں سے ایک گزارش کرنا ضروری خیال کرتا ہوں اور وہ یہ کہ مسلمانوں کے اتحاد کی برکت سے پاکستان معرض وجود میں آیا۔ اس کے بعد مسئلہ ختم نبوت حل ہوا۔ آخر کار ۱۹۷۷ء میں آپ کے اتحاد کی برکت سے ایک جابر آمر سے ملک کو نجات ملی اور ملک میں اسلام کے مقدس نظام کی راہ ہموار ہوئی۔

اب ملک میں مکمل طور پر اس مقدس نظام کے قائم کرنے اور کامیاب کرنے کا مرحلہ درپیش ہے۔ مگر آپ کی صفوں میں اس پاکیزہ مقصد کے حصول سے قبل ہی انتشار رونما ہو چکا ہے، جس سے بجا طور پر یہ خطرہ درپیش ہے کہ قریب آتی ہوئی منزل دور ہو جائے۔ بلکہ اوجھل ہی ہو جائے۔

ادھر حال یہ ہے کہ بین الاقوامی کیمونزم آپ کی سرحدوں تک پہنچ چکا ہے۔ بین الاقوامی قوتیں آپ کے تعاون سے دست کش ہو رہی ہے۔ بھارت آپ کا ہمسایہ اور پیدائشی دشمن ہے۔ ان حالات میں اسلام اور ملک دونوں کا تقاضا ہے کہ آپ لوگ اپنے گروہی اور جماعتی مفادات اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعصبات سے بالا ہو کر اپنی نیک نیتی، اخلاص اور اسلام دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک سٹیج پر مجتمع ہو جائیں اور اپنے ملک کی سلامتی اور اسلامی نظام کی کامیابی کے لیے اپنا فرض ادا کریں۔

اب کچھ اپنی جماعت کے بارے میں

حضرات! مجھے وہ وقت یاد ہے، جب قیام پاکستان کے بعد ہم لوگ لٹ پٹ کر کس مپرسی کی حالت میں پنجاب اور پاکستان کے مختلف شہروں، قصبات اور دیہات میں بکھر کر رہ گئے تھے۔ ہم مشرقی پنجاب اور ہندوستان میں اپنے بے شمار دینی و علمی اثاثے، مساجد، مدرسے اور کتب خانے چھوڑ آئے تھے۔ اس موقعے پر بانی جمعیت حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی ؒ اور ان کے مقتدر ساتھی حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی (۱) کو خراجِ عقیدت پیش کیے بغیر آگے نہیں چل سکتے، جنھوں نے بکھری ہوئی مالا کے موتیوں کو اکٹھا کیا اور ایک سلک میں پرو دیا اور اس تنظیم کی بنیاد رکھ دی، جس کا نام مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان ہے۔ پہلی اہل حدیث کانفرنس ۲۷، ۲۸۔ مئی ۱۹۴۹ء کو دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے ہال میں منعقد ہوئی، جس کی صدارت کے فرائض حضرت الاستاذ حضرت مولانا ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی ؒ نے سرانجام دیے۔ بندہ نے اس کانفرنس میں ایک ادنیٰ رضا کار کی حیثیت سے خدمات انجام دی تھیں۔ اس کے بعد دوسری کانفرنس ملتان میں اور تیسری فیصل آباد میں ۱۹۵۵ء میں منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس کے موقع پر فیصل آباد میں جماعتی مرکزی درس گاہ جامعہ سلفیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا، جو آج ملک کی ایک عظیم درس گاہ بن چکی ہے اور اس کا رابطہ عالم اسلام کی عظیم درس گاہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے ساتھ ہے اور

---

(۱) جناب صدر کو سہو ہو گیا ہے، مولانا محمد اسماعیل سلفی مرکزی جمعیت کے پہلے ناظم اعلیٰ نہیں تھے، پہلے ناظم اعلیٰ پروفیسر عبدالقیوم تھے۔ تقریباً ایک سال کے بعد اواخر مئی ۱۹۴۹ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفی کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا تھا، لیکن پنجاب حکومت نے گوجرانوالہ کی حدود سے ان کے باہر نکلنے پر پابندی عائد کر دی تھی، اس لیے ان کے بجائے مرکزی جمعیت نے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کو ناظم اعلیٰ بنا دیا تھا۔ پابندی ختم ہوئی تو مولانا محمد اسماعیل سلفی نے باقاعدہ نظامت علیا کا منصب سنبھالا۔ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے فارغ التحصیل طلبہ کو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں شرف پذیرائی حاصل ہے۔

مرکزی دفتر

اس سے قبل مرکزی جمعیت کے پاس اپنا دفتر نہیں تھا اور کرایہ کا مکان لے کر دفتر کا کام چل رہا تھا۔ اب جماعت نے روای روڈ پر اپنا دفتر خرید لیا ہے۔ اگر چہ اس کی قیمت کی ادائیگی ابھی باقی ہے مگر ان شاء اللہ آپ کے تعاون سے اس مشکل پر عنقریب قابو پالیا جائے گا۔

جمعیت کی ذیلی تنظیمیں

اسلام کے پاکیزہ نظام کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ جماعتی مقاصد سے ہر طبقہ و خیال کے لوگوں کو آگاہ کیا جائے اور ہر میدان میں جماعتی سرگرمیوں کو وسعت دی جائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جمعیت کی ایک ذیلی تنظیم جمعیت شبان اہل حدیث پہلے سے سرگرم ہے جو نوجوانوں کی تنظیم ہے اور اس کے اغراض و مقاصد، اس کا طریق کار اور دستور وہی ہے، جو جمعیت اہل حدیث کا ہے۔ یہ تنظیم اب تک قابلِ قدر خدمات انجام دے چکی ہے۔ تفصیل کی گنجائش نہیں۔ بہر حال مستقبل میں ہم اپنے نوجوانوں سے بڑی اچھی توقعات رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہم ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ ایک ایسی تنظیم قائم کی جائے، جو انہی مقاصد کو لے کر وکلاء اور ریٹائرڈ ججوں اور دانشوروں کے حلقے میں کام کرے۔

وفاق المدارس

کسی قوم کی ملی زندگی اور قوت کا دارومدار اس کے نظام تعلیم پر ہوتا ہے۔ برصغیر میں اہل حدیث کا وجود و بقا بلکہ اس تحریک کا نشو و نما انہی دینی مدارس کا مرہون منت ہے جو ملک کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں اور قرآن و حدیث کی تدریس و تعلیم کے علاوہ وعظ و تبلیغ کا فریضہ بھی انجام دے رہے ہیں۔ اس موقع پر یہ تو ممکن نہیں کہ ان دینی مدارس کا تعارف کراؤں۔ البتہ ان مدارس کے منتظمین اور معلمین کے متعلق اتنا کہہ دینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان پُر اسرار بندوں نے دنیا کے سود و زیاں سے بے نیاز ہو کر اللہ کے دین کو زندہ رکھا ہے اور اس مقصد کے لیے اپنی زندگیاں وقف کرتے آئے ہیں۔ اب تک ہر درس گاہ اپنے اپنے مقام اور دائرہ کے اندر اپنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریضہ انجام دیتی رہی ہے۔ان مدارس کو کوئی سرکاری سرپرستی بھی حاصل نہ تھی اور عامۃ المسلمین کی نظروں میں بھی یہ مدارس اہل حدیث ہونے کے باعث وسیع مقبولیت نہیں رکھتے تھے۔ان حالات میں ان مدارس کی تعلیمی واقتصادی حالت کوئی قابل رشک نہ تھی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث نے تہیہ کرلیا ہے کہ ان کو ایک لظم میں پرو دیا جائے۔ان کی سرپرستی کی جائے۔ چنانچہ وفاق المدارس السّلفیہ کے نام سے ان مدارس کی ایک تنظیم قائم کردی گئی ہے، جس کے کام کی ابتدا ہو چکی ہے۔ فی الحال اس لظم میں تقریباً چالیس مدارس رضا کارانہ طور پر شامل ہو چکے ہیں اور گزشتہ سال اس وفاق کا پہلا سالانہ مشترکہ امتحان بھی ہو چکا ہے، جس میں طلبا نے دلچسپی سے حصہ لیا ہے۔ وفاق کا منصوبہ مکمل ہونے پر وفاق میں شامل جملہ مدارس کا ایک نظامِ تعلیم ہوگا۔ایک نصاب ہوگا، درجہ بندی کے مطابق تعلیم ہوگی۔آخری سالانہ امتحان ایک ہوگا۔اساتذہ کے تبادلے باہمی رضامندی سے ہوا کریں گے۔طلبا کا داخلہ ایک مدرسے سے دوسرے مدرسے میں بذریعہ سرٹیفکیٹ ہوا کرے گا۔کوئی طالب علم ایک مدرسے سے اپنی مرضی سے نہ جا سکے گا اور نہ کسی مدرسے میں داخل ہو سکے گا وغیرہ۔ ہمیں امید ہے کہ اس کے نتائج ان شاء اللہ بے حد شاندار ہوں گے۔

ادارہ تالیف وتصنیف

ہمیں افسوس ہے کہ اس اہم کام کی طرف پوری طرح متوجہ نہیں ہو سکے۔اس کی سب سے بڑی وجہ سرمایہ کی کمی ہے۔اس کمی کو پورا کرنے کے لیے آپ کے تعاون کی بے حد ضرورت ہے،اس سلسلے میں بہت کچھ کہنے کی ضرورت ہے لیکن وقت کی قلت کے پیش نظر اس کی طرف اشارہ کرنا ہی کافی ہے۔حالات کے مطابق نئی کتابیں بھی لکھنی اور شائع کرنی چاہئیں اور پرانی اہم کتابوں کی اشاعت کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

مرکزی بیت المال

قوموں اور جماعتوں کی مضبوطی کے لیے بیت المال کا قیام نہایت ضروری ہے۔ جماعتی زندگی کے لیے مالیات کی اتنی ہی ضرورت ہے، جتنی کہ زندہ جسم کے لیے خون کی ضرورت۔ جمعیت کی تمام شاخوں کو اپنے لیے لازمی قرار دے لینا چاہیے کہ وہ اپنے اپنے ہاں ایک بیت المال قائم کریں اور اس کا تعلق مرکزی بیت المال سے وابستہ کریں۔ جماعت کا ہر فرد اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ، عطیات وصدقات، بیت المال میں جمع کرائے اور ابتدائی جمعیتوں کے منتظمین اپنے مقامی بیت المال سے اہم حصہ اپنے ضلعی بیت المال اور مرکزی بیت المال کے لیے مخصوص کریں۔ یہ تجویز بہت پرانی ہے، مگر افسوس ہے کہ اس پر عمل کرنے میں ہمیشہ کوتاہی برتی گئی ہے۔ جب تک مالی کمزوری دور نہیں ہوگی، جماعت مضبوط نہیں ہوگی اور اجتماعی منصوبے پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکیں گے۔

نظم وضبط اور سمع وطاعت

میں نے ابھی ابھی آپ کے سامنے مرکزی بیت المال کا ذکر کیا ہے، لیکن میرے نزدیک مالیات سے بھی بڑھ کر جماعتی زندگی کا انحصار نظم وضبط اور سمع وطاعت پر ہے۔ اس کے بغیر نہ جماعت مضبوط ہو سکتی ہے اور نہ جماعتی کاروبار بہ احسن طریق چل سکتا ہے۔ بلکہ سمع وطاعت کے بغیر قافلے تھک ہار کر منزل سے بیزار ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مجھے معاف فرمایا جائے، اگر میں یہ عرض کروں کہ ہماری جماعت میں ان دونوں چیزوں کی بہت کمی ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ جماعت کے ایک ایک فرد کی نگاہیں مرکز کی طرف لگی ہوں اور مرکزی ہدایات پر عمل پیرا ہونا ان کے لیے ضروری ہو۔ لیکن ہم میں تا حال یہ چیز پیدا نہیں ہوئی۔ ہم میں بہت سے لوگ ایسے موجود ہیں، جن کے ذہن جماعتی نظم وضبط اور سمع وطاعت کے جذبے سے خالی ہیں۔ انفرادیت پسندی، عدم اطاعت، عدم تعاون، پابندی سے خوف وتوحش، مرکز سے گریز، یہ وہ امور ہیں جو جماعت کے لیے تباہ کن ہیں۔

میرا مقصد یہ ہے کہ جماعتی معاملات میں آپ اپنے اختلافات ختم کر کے یک جہتی ووحدت کے اصول اپنائیں اور جماعت کے انتظامی معاملات میں آپ مرکز سے جاری کردہ ہدایات پر عمل پیرا ہوں۔ مرکز سے وابستگی ہر فرد اور خود مرکز کے لیے باعثِ عزت وافتخار ہے۔ مرکز سے علیحدگی نہ مرکز کے لیے باعثِ عزت ہے اور نہ کسی فرد کے لیے۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرونِ دریا کچھ نہیں

آخر الکلام

احبابِ جماعت! آپ آبادی کے لحاظ سے پاکستان میں قریب قریب ایک کروڑ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعداد رکھتے ہیں۔ملک کے قریہ قریہ اور بستی بستی میں، بڑے بڑے شہروں سمیت ہمارے پانچ صد کے لگ بھگ دینی مدارس تعلیمی وتدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔سارے ملک میں ہماری ہزاروں مساجد آباد ہیں۔ہماری جماعت میں علما، وکلاء اور دانشوروں کی کوئی کمی نہیں، مال ودولت کے لحاظ سے بھی ہماری جماعت میں مخیّر حضرات کی کوئی کمی نہیں ہے۔علماوفضلا کے علاوہ مدرسین، مبلغین، مقررین اور سیاست دانوں کی بھی کمی نہیں ہے۔ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ یہ لوگ اپنی واحد تنظیم جمعیت اہل حدیث سے منسلک ہو جائیں اور اپنی اپنی خدمات جماعت کے سپرد کر دیں۔علیحدگی اور انفرادیت پسندی کی پالیسی ترک کر دیں۔اس سے سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ جماعت کا کوئی خوش گوار ذہن نہیں بنتا۔مختلف سیاسی ذہن رکھنے سے دوسری جماعتوں کو ہمیں استعمال کرنے کا موقع ملتا ہے۔ہماری تمام ہمدردیاں جو صرف جماعت کے لیے ہونی چاہئیں، تقسیم ہو جاتی ہیں، جس کی وجہ سے مرکز کمزور رہتا ہے۔

اس وقت ملک کو بہت سے اہم مسائل درپیش ہیں۔موجودہ قوانین کو اسلام کے ہم آہنگ کرنا ایک مسئلہ ہے، آئندہ انتخاب بھی ایک مسئلہ ہے، ملک میں اسلامی نظام کے تجربے کو کامیاب بنانا ایک مسئلہ ہے۔اس کے علاوہ ملک کے بے شمار مسائل ہیں۔ہم کتاب وسنت کے داعی ہیں۔ہم نے ہر بات کو قرآن وسنت کی عینک سے دیکھنا اور اس کا حل پیش کرنا ہے۔یہی ہمارا سیاسی موقف ہے۔

اللہ کی رضا کے لیے، اللہ کی حاکمیت قائم کرنا ہماری منزل ہے۔کتاب وسنت ہمارا راستہ ہے، منزل تک پہنچنے کے لیے جدوجہد ہمارا جہاد ہے۔

ہماری منزل متعین ہے، ہمارا راستہ صاف ہے، ہمارا موقف مضبوط ہے۔اگر ہم اس راہ پر گامزن ہو جائیں تو مجھے رب عظیم پر مکمل اعتماد ہے کہ وہ ہماری مدد فرمائے گا اور کوئی آپ کا راستہ روکنے والا نہیں ہوگا۔

عرض گزار

معین الدین لکھوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ استقبالیہ

(از ڈاکٹر حافظ عبدالکریم)

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تیئیسویں کانفرنس ۶، ۷ نومبر ۲۰۰۸ء کو بہ صدارت پروفیسر ساجد میر صاحب لاہور میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کے صدر استقبالیہ مرکزی جمعیت کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب تھے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ مرکزی جمعیت کی گیارھویں کانفرنس اپریل ۱۹۷۹ء میں مولانا معین الدین لکھوی کے زیر صدارت لاہور میں منعقد ہوئی تھی، جس میں انھوں نے تحریری خطبہ صدارت پڑھا تھا۔ اس کے صدر استقبالیہ چودھری محمد صادق ایڈووکیٹ تھے۔ انھوں نے بھی تحریری خطبہ استقبالیہ پڑھا تھا۔ (ان دونوں حضرات کے خطبات گزشتہ سطور میں آپ کے مطالعہ میں آچکے ہیں) اس کے بعد جتنی کانفرنسیں یک روزہ یا دوروزہ معرضِ انعقاد میں آئیں، کسی کانفرنس میں تحریری خطبہ صدارت یا خطبہ استقبالیہ نہیں پڑھا گیا۔ یہ تیئیسویں دوروزہ کانفرنس ہے جس میں صدر استقبالیہ جناب ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب نے تحریری خطبہ استقبالیہ ارشاد فرمایا۔

ڈاکٹر عبدالکریم صاحب کے حالات اس کتاب میں لکھے گئے ہیں جو ان سطور کے راقم نے برصغیر کی جماعت اہل حدیث کی تنظیمی اور تدریسی مساعی سے متعلق لکھی ہے۔ یہاں ان کے متعلق صرف یہ عرض کیا جاتا ہے کہ ان کا تعلق ڈیرہ غازی خاں سے ہے اور انھوں نے اپنے علاقے میں مدارس و مساجد کی تعمیر اور دین کی تبلیغ کے سلسلے میں ماشاءاللہ بے حد خدمات سرانجام دی ہیں اور اللہ کے فضل سے دے رہے ہیں۔ ڈیرہ غازی خاں میں انھوں نے طلبا و طالبات کے لیے سکول اور کالج بھی قائم کیے ہیں جن میں بہترین طریقے سے تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ جنوبی پنجاب میں بے شمار مخدوم، سجادہ نشین، سرمایہ دار، زمیندار، وڈیرے اور بلوچ لغاری وغیرہ رہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو اکثر اکڑ کر باتیں کرتے ہیں۔لیکن سنا گیا ہے کہ نہ کسی نے کوئی بہت اچھا سکول جاری کیا ہے، نہ قابلِ ذکر کالج۔صرف دو بلوچ ہیں، جھنوں نے اپنی کوشش سے سکولوں اور کالجوں کے اجرا کا سلسلہ شروع کیا ہے اور اللہ کے فضل وکرم سے وہ دونوں اہل حدیث ہیں۔ان میں ایک ڈیرہ غازی خاں کے ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ہیں اور دوسرے ہیں ملتان کے حاجی محمد شریف چنگوانی اللہ تعالیٰ انھیں مزید عمل وحرکت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین (مرتب)

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علیٰ من لا نبی بعده

حضرات گرامی!

سب سے پہلے میں وطن عزیز کے طول وعرض سے آنے والے ان تمام اکابر واصاغر اہل حدیث بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو کٹھن حالات میں سفری صعوبتیں برداشت کر کے یہاں تشریف لائے۔میں آپ کے اس جذبہ صادقہ کی بے حد قدر کرتا ہوں کہ آپ شمع تحفظ ختم نبوت کو فروزاں رکھنے، امن وسلامتی کو رواج دینے اور امت محمدیہ ﷺ کے اتحاد واتفاق کو مضبوط کرنے کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے یہاں آئے۔

لاہور کی وجہ تسمیہ

سامعین کرام! آغاز میں میں لاہور اور اس کی دینی تاریخ کے بارے میں نہایت اختصار کے ساتھ چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔مشہور مؤرخ وانساب نویس سمعانی نے اپنی معروف تصنیف ''الانساب'' میں اس شہر کو لاہور بھی لکھا ہے، لوہور بھی لکھا ہے اور لہاور بھی رقم کیا ہے۔

برصغیر میں اہل حدیث

تاریخ کی کتابوں میں بتایا گیا ہے کہ پانچویں صدی ہجری میں جو پہلے محدث لاہور آئے ان کا نام اسماعیل تھا۔پھر تاریخ ساتویں صدی ہجری کے جس لاہوری محدث کا تذکرہ کرتی ہے، ان کا اسم گرامی امام حسن بن محمد صغانی عمری تھا۔وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے، لیکن وہ اصل میں صاغان کے رہنے والے تھے۔ان کی بہت سی تصانیف میں سے ایک مشہور کتاب ''مشارق الانوار النبویہ فی صحاح الاخبار المصطفویہ'' ہے۔یہ کتاب طویل عرصے تک برصغیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مدارس کے نصاب میں داخل رہی، جس کا اردو ترجمہ پہلی مرتبہ علمائے غزنویہ نے شائع کیا۔

اب ہم لاہور میں جماعت اہل حدیث کے سلسلے میں تھوڑا سا اور آگے بڑھتے ہیں۔

حضرت سید عبداللہ غزنویؒ کو جب کلمۂ توحید بلند کرنے کی پاداش میں افغانستان کے شہر غزنی سے نکالا گیا تو وہ مختلف مقامات سے گزرتے ہوئے لاہور تشریف لائے۔ پھر امرتسر میں سکونت اختیار کر لی۔

حضرت سید عبداللہ غزنویؒ کے فرزند گرامی حضرت مولانا سید عبدالواحد غزنویؒ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۳۰ء تک لاہور کی چینیاں والی مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ان کے بعد اس مسجد کی خطابت کے منصب عالی پر مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ کو فائز کیا گیا۔ اسی طرح مولانا محمد حسین بٹالوی (متوفی ۱۹۲۰ء) بھی کسی زمانے میں لاہور کی مسجد چینیاں والی اور مسجد لسوڑیاں والی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ اس موقعے پر یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ جہاں آج یہ عظیم الشان کانفرنس ہو رہی ہے، اسی جگہ پر غزنوی علمانے سنت کے مطابق کھلے میدان میں نماز عید ادا کرنے کا اہتمام کیا، جس میں مولانا احمد علی لاہوری دیوبندی مسلک کے جید عالم ہونے کے باوجود تمام عمر اسی عید گاہ میں علمائے اہل حدیث کے پیچھے عیدین کی نماز ادا کرتے رہے۔

میں اس موضوع کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا، عرض صرف یہ کرنا مقصود ہے کہ بے شمار اصحابِ حدیث نے اس شہر کو اپنے قدومِ میمنت لزوم سے نوازا اور یہاں رہ کر توحید و سنت کی اشاعت کو اپنا مرکزِ عمل قرار دیا۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی بنیاد

حضرات ذی وقار! اب میں چاہتا ہوں چند الفاظ میں یہ عرض کر دوں کہ جماعت اہل حدیث کو نظم و نسق کی سِلک میں پرونے کا آغاز بھی اسی شہر سے ہوا۔ وہ اس طرح کہ ۱۹۰۱ء میں یہاں کی جماعت اہل حدیث کے افراد ایک مکان میں جمع ہوئے اور انھوں نے اپنی تنظیم کا نام ''حلقہ احباب اہل حدیث'' رکھا۔ یہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے قیام یعنی ۱۹۰۶ء سے پانچ سال پہلے کی بات ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر ''حلقہ احباب اہل حدیث'' نے اپنی تنظیم کو ۱۹۰۶ء میں ''مجلس اہل حدیث'' کے نام سے موسوم کر لیا۔ بعد ازاں ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۹ء کے اجلاس میں ''مجلس اہل حدیث'' کا نام ''انجمن اہل حدیث'' رکھ لیا گیا۔ اس وقت لاہور میں اہل حدیث کی تعداد میں کافی اضافہ ہو گیا تھا۔

پھر ایک وقت آیا کہ اسی انجمن اہل حدیث لاہور نے ۱۹۱۳ء میں ایک دینی درس گاہ قائم کر لی، جس کا نام ''مدرسۃ القرآن والحدیث'' رکھا گیا۔ یہ لاہور میں اہل حدیث کی پہلی باقاعدہ دینی درس گاہ تھی۔ اس سے سات سال بعد ۱۹۲۰ء میں ایک اور قدم اٹھایا گیا۔ وہ یہ کہ لاہور میں پنجاب کے مختلف علاقوں کے علمائے کرام کا اجتماع ہوا، جس میں ''انجمن اہل حدیث پنجاب'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے صدر مولانا عبدالقادر قصوری اور ناظم اعلیٰ مولانا ثناء اللہ امرتسری کو بنایا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد صدر قاضی محمد سلیمان منصوری پوری اور ناظم اعلیٰ مولانا عبدالمجید سوہدروی منتخب کیے گئے۔

اس دور کی جماعت کے تنظیمی سلسلے کی بات آگے بھی چلتی ہے لیکن میں صرف یہ عرض کر کے اسے یہیں ختم کرتا ہوں کہ قرآن مجید کی تجوید و قرأت کی تدریس کا آغاز بھی اسی لاہور کی مسجد اہل حدیث چینیاں والی میں (۱۹۳۰ء میں) مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے کیا۔ اس سے قبل لاہور میں یہ سلسلہ جاری نہیں تھا۔

معزز سامعین کرام! لاہور علم و آگہی کا مرکز اور مختلف دینی و سیاسی تحریکیں جاری کرنے اور ان کی رفتار عمل کو آگے بڑھانے والے زندہ دلوں کا شہر ہے۔ اسی شہر میں ۲۴۔ جولائی ۱۹۴۸ء کو مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی صدارت میں ہونے والے علماء و شیوخ الحدیث کے اجلاس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث معرض قیام میں آئی، جس کے پہلے صدر مولانا سید محمد داؤد غزنوی کو اور ناظم اعلیٰ پروفیسر عبدالقیوم کو بنایا گیا۔ تقریباً ایک سال بعد مولانا محمد اسماعیل سلفی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ منتخب کیے گئے۔ پاکستان میں یہ تنظیم اسی تنظیم کا تسلسل تھی جو ۱۹۰۶ء میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے نام سے قائم کی گئی تھی۔ جہاں حضرت حافظ عبداللہ غازی پوری کو اس کے صدر اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔ اب تو (الحمدللہ) مرکزی جمعیت اہل حدیث کے نام سے ہی ہندوستان، بنگلہ دیش، نیپال، مالدیپ، اٹلی، جرمنی، سعودی عرب،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انگلستان، عرب ممالک، امریکی ریاستوں اور افریقی ملکوں میں ہمارے احباب منظم انداز میں مصروفِ کار ہیں۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں آج پورے وثوق کے ساتھ آپ سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہماری جماعت کا ماضی ملی اور سیاسی قربانیوں کی ایک طویل داستان اپنے جلو میں رکھتا ہے۔اس کا حال اس کی جرأتوں کا آئینہ دار اور مستقبل ہر لحاظ سے تابناک ہے۔توحید وسنت کے یہ غیور متوالے ہر علمی معرکے اور ہر فکری میدان میں متحرک رہے اور اپنی ہمت کے مطابق ان میں سے ہر شخص نے جرأت مندانہ انداز میں آگے بڑھنے کی کوشش کی۔

مرزا قادیانی کی تکذیب میں اہل حدیث کی اولیت

حضرات! انگریزی حکومت کے ذہنِ فتنہ پرور کی شہ پاکر مرزا غلام احمد قادیانی نے مجددیت، مسیحیت اور مثلِ مسیحیت کے مراحل طے کرتے ہوئے ۱۸۹۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تو ہماری جماعت کے علما وزعما نے اس فتنے کی سرکوبی کے لیے اور شمعِ تحفظ ختم نبوت کو فروزاں رکھنے کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں۔حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی برصغیر کے اولین عالم دین تھے، جنھوں نے مرزا قادیانی کے خلاف فتوائے تکفیر تیار کیا۔انھوں نے بیس نکات پر مشتمل سوال نامہ مرتب کرکے اپنے استاذِ عالی قدر حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کی خدمت میں پیش کیا، جس پر حضرت میاں صاحب نے مہر تکفیر ثبت فرمائی، جس کا خود مرزا قادیانی اپنی تحریروں میں بار بار ذکر کرتا ہے۔اس کے بعد مولانا بٹالوی نے ہندوستان کے دو سو مقتدر علمائے کرام کے دستخط کراکے یہ فتویٰ شائع کیا۔

ماضی بعید وقریب کے جن علمائے اہل حدیث نے مرزا قادیانی کے خلاف مسلسل جدوجہد جاری رکھی، ان میں حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی، مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا عبدالحق غزنوی، مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا حافظ عبداللہ روپڑی، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، حافظ عبدالقادر روپڑی، حکیم عبدالرحیم اشرف، مولانا احمد الدین گکھڑوی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا محمد رفیق پسروری،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری اور دیگر بے شمار حضرات شامل ہیں۔ ان حضرات نے مناظرانہ صورت میں بھی مرزا قادیانی اور طائفہ مرزائیہ کا تعاقب جاری رکھا اور تحریر و تقریر کی شکل میں بھی ہر مقام پر ان کو شکست دی۔

وقت کی قلت کے پیش نظر میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا اور ان تمام علمائے کرام کی جدوجہد کو احاطہ بیان میں لانا ممکن نہیں جنھوں نے مرزائیت کی بیخ کنی کو اپنے آپ پر لازم قرار دے رکھا۔ یہ ان حضرات کی طویل مساعی کا چند لفظی متن ہے۔ اس کی تفصیل ان کتابوں میں پڑھنی چاہیے جو اس موضوع پر علمائے اہل حدیث نے لکھیں۔

مرزا قادیانی کے ساتھ مولانا ثناء اللہ امرتسری کے مباحثے اور مباہلے بھی ہوئے جس کے نتیجے میں مرزا قادیانی اسی شہر لاہور کی رام گلی کے ایک مکان کے بیت الخلاء میں ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو مر گیا اور مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس سے چالیس برس بعد ۱۵۔ مارچ ۱۹۴۸ء کو اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کا سفر کیا، (رحمہ اللہ تعالیٰ)

مرزا قادیانی کی پرورش انگریزی سامراج نے کی اور آج قادیانیوں کے عزائم کی سرپرستی برطانوی و اسرائیلی حکومتیں کر رہی ہیں۔ اسلام کا یہ مکار دشمن کوئی بھی شکل اختیار کر لے ہم اس کو دنیا کے سامنے بہر حال بے نقاب کرتے رہیں گے۔ اس عظیم الشان کانفرنس کے اہم مقاصد میں سے یہ بھی ایک بنیادی مقصد ہے۔

انگریز سامراج کے خلاف اہل حدیث کا جہاد

حضرات! ہمارا ماضی گواہ ہے کہ ہم نے سامراجی طاقتوں اور استعماری قوتوں کا ہمیشہ ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مغل سلطنت کے آخری دور میں جب انگریز سامراج نے برصغیر میں اپنے پنجے گاڑنا شروع کیے تو ہمارے اسلاف نے اس کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے سینوں میں عقیدہ توحید کا نور اور آنکھوں میں اتباع سنت کا سرور موجزن تھا۔ شاہ ولی اللہی خاندان کے چشم و چراغ مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی نے سید احمد شہید کی رفاقت میں سرحد پار جا کر انگریز کے ساتھ ساتھ سکھوں کی فوج سے جہاد کی طرح ڈالی اور کئی شدید جنگوں کے بعد ۶۔ مئی ۱۸۳۱ کو بالاکوٹ کے میدان میں اپنے بے شمار ساتھیوں سمیت جام شہادت نوش کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان بزرگان عالی ہمت نے دو کام کیے۔ ایک کام یہ کہ تصنیفات کے ذریعے لوگوں میں کتاب وسنت کی تبلیغ کی۔ دوسرا بہت اہم کام یہ کیا کہ غیر اسلامی طاقتوں کے خلاف میدانِ جہاد میں اترے۔

قیام پاکستان کے لیے اہل حدیث کا کردار

۱۸۳۱ء کے بعد ان کی تحریک کا نیا دور شروع ہوا اور اب مقابلہ براہ راست انگریزی حکومت سے تھا۔ جن لوگوں نے پوری ہمت و جرات کے ساتھ انگریزی حکومت سے ٹکر لی، ان میں مولانا ولایت علی صادق پوری، مولانا عنایت علی صادق پوری اور دوسرے بہت سے لوگ شامل ہیں۔ مجاہدین کی اس جماعت کی مساعی برصغیر کے میدانوں سے لے چمرکند اور یاغستان کے پہاڑوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اس اولوالعزم جماعت کے بے شمار ارکان پر انگریزی حکومت نے بغاوت کے مقدمے قائم کیے، جس کے نتیجے میں بعض کو پھانسی کی سزائیں دی گئیں، بعض کو عمر قید کر کے کالے پانی بھیجا گیا، بعض کو ملک کی مختلف جیلوں میں ڈال دیا گیا۔ ان کی جائدادیں ضبط ہوئیں، ان کے مکانات ڈھا دیے گئے اور انھیں شدید ابتلاؤں میں ڈالا گیا لیکن ان کے پائے استقلال میں جنبش نہیں آئی اور وہ بدستور انگریزوں کے خلاف برسرپیکار رہے جس کے نتیجے میں برصغیر آزاد ہوا اور پاکستان نقشہ عالم پر ابھرا۔ لیکن اس کے ارباب اقتدار نے اس خالص اسلامی ملک کو اسلام کے حوالے نہ کیا اور اس کا کاروبار حکومت کتاب وسنت کے مطابق نہ چلایا، جس کا خمیازہ ہم آج بری طرح بھگت رہے ہیں۔

مثالی قیادت

حاضرین کرام! جماعت اہل حدیث سیاسی، تدریسی اور تصنیفی و تبلیغی خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ رفاہی اور سماجی معاملات میں بھی کامل دلچسپی رکھتی ہے اور ضرورت پڑنے پر ان کی انجام دہی میں آمادہ و تیار رہتی ہے۔ امیر محترم جناب پروفیسر ساجد میر کی قیادت میں جماعت نے جو نیک نامی اور مثالی شہرت و مقام حاصل کیا ہے، وہ پوری دنیا کے سامنے ہے۔ سیاسی و سماجی میدانوں میں تھوڑے عرصے میں خوب کام کیا ہے۔ ماضی قریب میں سندھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلوچستان کے قحط میں اور سونامی کے متاثرین کی بیرون ملک جا کر امداد کرنے میں بھی جمعیت نے ایک مثال قائم کی۔ پھر اکتوبر ۲۰۰۵ء میں اسلام آباد، آزاد کشمیر اور صوبہ سرحد کے بعض علاقوں میں زلزلہ آیا تو جماعت نے اپنی استطاعت سے بڑھ کر زلزلہ زدہ لوگوں کی مدد کی۔ مصیبت زدگان کی مالی امداد کی، وسیع پیمانے پر دوائیں بھجیں، ان کے لیے مکانات تعمیر کرنے میں تعاون کیا اور کپڑے، بستر، کمبل اور خوراک کا انتظام کیا۔ جماعت کے کارکن اور رہنما متاثرہ علاقوں میں گئے اور ان لوگوں کی جہاں تک ممکن ہو سکا امداد کی۔

اب بلوچستان کا علاقہ زلزلے کی زد میں آیا ہے تو وہاں کے متاثرہ مقامات میں بھی جماعت کی امداد پہنچ رہی ہے اور کارکن پوری مستعدی سے کام کر رہے ہیں۔ اس طرح جماعت کو ایک رفاہی ادارے کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ صرف وعظ و تقریر کا کام ہی نہیں کرتی بلکہ وقت آنے پر لوگوں کی مالی اور معاشی خدمت بھی کرتی ہے۔

ہماری جماعت بنیادی طور پر دینی و تبلیغی جماعت ہے، چنانچہ اس وقت بھی مرکز کی طرف سے کئی مبلغین ملک بھر میں مصروف کار ہیں اور ان شاء اللہ عنقریب ان کی تعداد میں معقول اضافہ ہوگا۔ ابھی تک مرکز کی طرف سے دو درجن کے قریب کتب شائع کر کے تقسیم کی جا چکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے، جب کہ ذرائع ابلاغ، کانفرنسوں، جلسوں اور دیگر پروگراموں کے تحت یہ سلسلہ پورا سال جاری رہتا ہے اور مقامی جماعتوں کی طرف سے اس سلسلے میں خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہر میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دے رہی ہے اور بہترین مستقبل کے لیے بھی کئی اہم منصوبے تیار ہیں، جن میں اسلامی تعلیمات کے فروغ اور باطل عقائد و نظریات کے مقابلے میں حق کی اشاعت کے لیے ٹی وی چینل، مرکز جماعت میں جدید ہسپتال، ایک ہاسٹل اور ایک ایسا وقف جس سے آمدنی کا مستقل ذریعہ بن سکے، شامل ہیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ملکی خدمات

حضرات! آج ہمارا ملک بے شمار مصائب میں گھرا ہوا ہے۔ اس کی سرحدیں غیر محفوظ ہیں اور امریکہ ہمارے لیے ایک بہت بڑی آفت کا روپ دھار چکا ہے، پہلی اور موجودہ حکومت نے خدا جانے اس کے ساتھ کیا معاہدے کر رکھے ہیں، اس کے جہاز ہمارے علاقوں میں آزادی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے آتے اور ان پر بم باری کر کے چلے جاتے ہیں۔کوئی انھیں روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے۔یہ ہماری بدقسمتی کی انتہا ہے۔پھر دہشت گردی کا طوفان تقریباً تمام ملک میں پھیل چکا ہے۔کوئی ادارہ اور کوئی علاقہ اس سے محفوظ نہیں۔بدامنی، ڈاکہ زنی، رہزنی، قتل وغارت کا سلسلہ عام ہے۔

مہنگائی کے عفریت نے پوری طرح منہ کھول رکھا ہے، نچلے اور درمیانے طبقے کے لوگ سخت تکالیف کا شکار ہیں۔موجودہ نظام اس قدر ناقص ہے کہ سرمایہ دار کا سرمایہ روز بروز بڑھ رہا ہے، غریب کی غربت میں ہر لمحے اضافہ ہو رہا ہے۔اس کو اعتدال کے دائرے میں لانا حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔اگر ایسا نہ کیا گیا تو خطرہ ہے کہ حالات اتنے بگڑ جائیں گے کہ انھیں قابو میں رکھنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

آخر میں میں اپنی جماعت کے تمام حضرات سے درخواست کروں گا کہ وہ واقعات کی رفتار پر نظر رکھیں اور پوری دل جمعی سے مرکزی جمعیت اہل حدیث سے وابستہ ہو جائیں۔خود کو مرکز کی ہدایات واحکامات کا پابند کر لیں۔ایسی اجتماعی زندگی نہ صرف ہر ایک کی ذات کے لیے مفید ہے، بلکہ اس میں مذہب ودین اور ملک وقوم کا بھی بہت فائدہ ہے اور ملک وقوم کی خدمت کو اپنا شعار بنالیں۔

الحمد للہ! ہم یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی قیادت مثالی ہے یعنی نہایت مخلص، متحرک اور باہمی مشاورت سے اقدام کرنے والی۔خصوصاً حضرت الامیر جناب پروفیسر ساجد میر کی ذات والا صفات ایسی ہے کہ جن کے اخلاص، دیانت، بصیرت اور نیک کرداری کے بیگانے بھی معترف ہیں۔ان کی شخصیت کی خوبی یہ ہے کہ تمام اہل حدیث گروپ ان کی قیادت پر متفق ہیں اور اس وقت مرکزی جمعیت اہل حدیث واقعتاً اہل حدیث حضرات کی ملک گیر اور نمائندہ جماعت ہے، جب کہ اس کی برادر تنظیمیں عرب ممالک، برطانیہ، اٹلی وغیرہ میں موجود ہیں اور ایسی تنظیمات نیپال، بنگلہ دیش، افغانستان ومالدیپ میں بھی کام کر رہی ہیں۔اس لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث سے وابستگی ہی میں فلاح ہے اور یہی کامیابی کی راہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے حامی وناصر ہوں، ہماری جماعت کو حفظ وامان میں رکھیں اور دن دگنی، رات چوگنی ترقی سے نوازیں۔(آمین ثم آمین) والسلام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ استقبالیہ

(از حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی)

۲۲،۲۱۔ اپریل ۱۹۸۳ کو جمعیت اہل حدیث پنجاب کی ایک کانفرنس جہلم میں منعقد ہوئی۔ اس کے صدر استقبالیہ مولانا حافظ قاری محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی تھے جو جماعت اہل حدیث کے مشہور خطیب اور مدرس ہیں اور مدتِ مدید سے حافظ آباد میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کے حالات میں نے اپنی ایک کتاب ''گلستانِ حدیث'' میں لکھے ہیں۔ حافظ صاحب کے جد امجد حاجی عبدالرحمان نے ویرووال افغاناں ضلع امرتسر میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کرائی تھی اور قیام پاکستان کے بعد ان کے والدِ گرامی جناب حکیم محمد ابراہیم نے فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھی جو اب بھی بڑی شان سے جاری ہے۔ حافظ صاحب موصوف کا چھبیس سال قبل کا خطبہ استقبالیہ ذیل میں درج کیا جارہا ہے:۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین. اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم. وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی۔ (النجم)۔

حضرات! قرآن حکیم اللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے جس میں قیامت تک کے لیے رشد وہدایت کا پیغام اور امت کی بھلائی کا اعلان ہے۔

اور جناب سید الرسل خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ نہ صرف مبلغ رسالت تھے بلکہ آپ اہل ایمان کے لیے اسوۂ حسنہ اور کتابِ مقدس کے مبین ومفسر بھی تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی تشریح و تفسیر کا انحصار بھی وحی الٰہی پر ہے۔ قرآن حکیم کی آیۃ کریمہ ثم ان علینا بیانہ اس بات کی کمال وضاحت کر رہی ہے۔

اور حضور علیہ السلام کی اس تشریح و تفسیر کا نام "سنت و حکمت" ہے۔

اسلام انہی دو چیزوں سے عبارت ہے (۱) قرآن (۲) حدیث۔

یہی وہ دو چیزیں ہیں جن کا تمسک گمراہی سے بچنے کے لیے نسخہ کیمیا ہے اور یہی حق وصداقت کی وہ راہ ہے جس پر چل کر انسان دنیوی تمکنت و رفعت کے ساتھ ساتھ منزلِ مقصود، مقامِ رضا جنت کا بلا ریب مستحق ٹھہرتا ہے۔

حدیثِ پاک ملاحظہ ہو، آپ نے فرمایا: ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنتی۔

اہل الحدیث

اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ قرآن وسنت دونوں بلا شک مقدس ہیں اور کوئی بھی مدعی اسلام قرآنِ پاک اور صاحب قرآن علیہ السلام کی تعلیمات (سنت و حکمت) کے تقدس و صحت کو تسلیم کیے بغیر اپنے آپ کو مومن و مسلم تصور نہیں کر سکتا۔

اہل حدیث کا طرۂ امتیاز یہی ہے کہ انہی دو چیزوں کو اپنے لیے مرکز و محور سمجھتے ہیں اور اسی طریقِ حق کو طریقِ نجات جانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر طرف سے نسبتیں ختم کر کے ذاتِ گرامی محمد مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہیں۔ بستیوں اور شخصیتوں سے ہٹ کر مذکورہ نسبتِ عالیہ کو اپنے لیے سرمایہ افتخار اور حرزِ جان بنائے ہوئے ہیں۔ فی الواقع اسی میں عز و شرف ہے۔

اعترافِ حقیقت

اس ملت واحدہ ناجیہ کی عظمت شان کا منصف مزاج مقلدین بھی اعتراف کرتے ہیں:

اہل الحدیث فی الفرق   کالاسلام فی الملل

تمام فرقوں کے مقابل اہل حدیث کی عظمت یوں مسلم ہے جیسے تمام ادیان کے بالمقابل اسلام کی عظمتِ شان مسلم ہے۔ چنانچہ مقلدین احناف کے سرخیل علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی "امام الکلام" میں قرأۃ فاتحہ کی بحث کرتے ہوئے عقیدت و محبت میں ڈوب کر جماعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث کو عظیم الشان خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: ومن نظر بنظر الانصاف وغاص في بحار الفقه والاصول مجتنباً عن الاعتساف يعلم علماً يقينيا ان اكثر المسائل الفرعية والاصلية التي اختلف العلماء فيها فمذهب المحدثين فيها اقوىٰ من مذاهب غيرهم واني كلما اسير في شعب الاختلاف اجد قول المحدثين فيه قريباً من الانصاف فلله درهم وعليه شكرهم كيف لا وهم ورثة النبي صلى الله عليه وسلم حقاً ونواب شرعه صدقاً . حشرنا الله في زمرتهم واماتنا علىٰ حبهم وسيرتهم . انتهى . امام الكلام۔

ترجمہ: ''جو بنظرِ انصاف دیکھے گا اور جانب داری کے بغیر فقہ اور اصول کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوگا وہ یقیناً جان لے گا کہ ایسے بیشتر فرعی اور اصلی مسائل جن میں علما کا اختلاف ہے ان مسائل میں اغیار کے مقابل محدثین کا مذہب قوی تر ہے اور میں جب بھی اختلاف کی گھاٹیوں میں چلتا ہوں تو اختلافی بات میں محدثین کی بات کو عدل وانصاف کے قریب پاتا ہوں۔ پس اللہ ہی کے لیے ان کی خوبی ہے اور وہی ان کا قدردان ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ حقیقت میں وہی لوگ (محدثین، اہل حدیث) نبی اکرم ﷺ کے وارث ہیں اور آپ کی شریعت کے صحیح نواب اور جانشین ہیں۔ اللہ پاک ہمارا حشر اسی زمرے میں کرے اور انہی کی محبت اور سیرت پر ہمیں موت دے۔''

اس تحریر سے ثابت ہوا کہ حدیث اور حاملینِ حدیث معیارِ حق ہیں تو کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ حاملینِ حدیث حق و باطل میں امتیاز کا معیار بھی ٹھہریں اور ان کا دامن فقہ و درایت سے خالی بھی ہو، ہرگز نہیں۔ یا للعجب ولضيعة العلم والادب۔

معزز حاضرین! علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی کی صاف وشفاف تحریر نے کس عمدگی سے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ صرف اور صرف جماعت اہل حدیث ہی سید الکونین علیہ السلام کی سچی وارث ہے اور آپ کے فرمان ما انا عليه واصحابي کا صحیح مصداق۔ نیز یہی لوگ شریعتِ مطہرہ کے سچے نواب ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک اہل حدیث اور انگریز

سامعین کرام! برصغیر میں قدم رکھتے ہی انگریز نے جس حق پرست قوم کو گہرے مطالعے کے بعد اپنے لیے خطرہ جانا وہ جماعت اہل حدیث ہے۔ اسی جماعتِ والیٔ بطحا ﷺ کو بدنام کرنے کے لیے ناپاک سازش سے ان کے مقابل ایک مخصوص مکتبِ فکر قائم کر کے انھیں ''غیر مقلد وہابی'' کا نعرہ دیا۔ چنانچہ وہ ایک مقدس لفظ کو غلط اور گھٹیا مفہوم میں استعمال کروانے میں کامیاب ہوا۔ اب انگریز یہاں سے جاتا رہا لیکن یہ لوگ ابھی تک اس لفظ کے تقدس سے شناسا نہیں ہو سکے۔

گرامی قدر احباب! اہل حدیث اسی لازوال تحریک سے وابستہ ہیں جس کا آغاز اللہ کے نام سے مرشد و ہادیٔ کل علیہ السلام نے غارِ حراء سے فرمایا اور اعلان برملا فاران کی چوٹیوں پر۔ آج بھی کاروانِ جماعت اہل حدیث اسی مقدس تحریک کا علم اٹھائے ہوئے ہیں اور یہ علم ہمیشہ بلند و بالا رہے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

اسی تحریک کی بدولت عرب و عجم پر علومِ قرآن و سنت کے دروازے وا ہوئے۔ یہ بات کہتے ہوئے میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ برصغیر میں اس جماعت حقہ کے اکابرین نے بتانِ آزری کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا اور توحید و سنت کے نور سے دنیا کو منور کر دیا۔ ان اساطینِ علم و فضل نے کمال شوق و لگن سے مسند تدریس و تعلیم کو سدا بہار بنائے رکھا اور علومِ قرآن و سنت کا فیضان عام کیا۔ اربابِ علم و عرفان میں شاہ عبدالرحیم سے شاہ محمد اسحاقؒ تک، پھر شاہ محمد اسحاق کے بعد شیخ العرب والعجم سید میاں نذیر حسین شاہ صاحب المعروف میاں صاحب دہلوی اس مسند پر فائز ہوئے۔ آپ سے نہ صرف برصغیر کے اطراف و اکناف کے لوگ مستفیض ہوئے بلکہ تمام عالمِ اسلام سے تشنگانِ علوم دینیہ کشاں کشاں آئے اور اکتسابِ علوم دین کیا۔

حضرت میاں صاحب کے بعد مجتہد العصر جناب نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ، حضرت حافظ محمد عبداللہ صاحبؒ غازی پوری، حضرت مولانا شمس الحق صاحبؒ ڈیانوی۔ مبارک پوری خاندان میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ صاحبِ تحفۃ الاحوذی، مولانا عبدالسلامؒ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مبارک پوری، علامہ وحید الزمانؒ، استاذِ پنجاب حضرت مولانا حافظ عبدالمنانؒ وزیر آبادی، سید الامام عبداللہ غزنویؒ، حضرت الامام جناب مولانا عبدالجبارؒ غزنوی، مولانا حافظ محمد لکھوی، حضرت مولانا عبدالحق محدثؒ ملتانی، امام عبدالوہاب دہلویؒ، حضرت مولانا عبدالتواب ملتانیؒ، حضرت مولانا عبدالواحد غزنویؒ، مولانا سید محمد شریف گھڑیالویؒ، مولانا سید محمد اسمٰعیل مشہدیؒ، مولانا عبدالاول غزنویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد جونا گڑھیؒ، حضرت العلام مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ، مولانا محمد یونس دہلویؒ، مولانا شرف الدین دہلویؒ۔ روپڑی خاندان کے سربراہ حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ روپڑیؒ، مولانا حافظ محمد حسین روپڑیؒ۔ پاکستان میں اہل حدیث کے سرخیل، جمعیت اہل حدیث کے بانی بطلِ حریت حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، اہل حدیث کے بطلِ جلیل شیخ الاسلام الاستاد حضرت مولانا محمد اسماعیل السلفیؒ، مولانا سید مولا بخش کوموبیؒ، حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحبؒ ماموں کانجن، میاں محمد باقر صاحبؒ، حضرت مولانا سید ابوبکر غزنوی تغمدھم اللہ برحمۃ واسعۃ اجمعین۔ یہ وہ جماعت محدثین ہے جن کی مخلصانہ جدوجہد اور مساعی جمیلہ سے علمِ کتاب وسنت کا نور پھیلا اور شرک و بدعت اور فساد و بطلان کی شیطانی راہیں مسدود ہونے لگیں۔ فالحمد للہ

اہل حدیث کے کچھ امتیازی مسائل اور اربابِ تقلید

بڑے افسوس کی بات ہے کہ مقلدین احناف فاتحہ خلف الامام سے گریزاں ہیں۔ آمین بالجہر اور رفع الیدین کے تارک اور وضع الایدی علی الصدر اور دیگر اہم مسائل کے مخالف ہیں تو اس بنا پر کہ یہ لوگ تقلید میں مستغرق ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی اساس نہیں اور مطعون اہل حدیث کو کرتے ہیں۔ حالاں کہ بڑے بڑے اساطین تقلید ان مذکورہ مسائل کی حقیقت وصداقت کو برملا تسلیم کرتے ہوئے تحریری فیصلے دیتے ہیں۔ دیگر دلائل سے قطع نظر صرف انہی کی چند مختصر تحریریں درج کرتا ہوں:۔

قرأۃ فاتحہ خلف الامام

قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں علامہ عینی حنفی شرح بخاری میں لکھتے ہیں و بعض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشا ئخنا یستحسنو ن ذالک علیٰ سبیل الا حتیا ط یعنی ہمارے بعض بزرگ فاتحہ خلف الامام پڑھنے کو علی السبیل الاحتیاط مستحسن قرار دیتے ہیں۔

علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی مرحوم اس سے بھی آگے لکھتے ہیں کہ عدم قرأۃ فاتحہ خلف الامام کی کوئی حدیث درست نہیں (التعلیق المجد)

شاہ ولی اللہ جواز کے قائل ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

اور جناب مرزا مظہر جان جاناں ''معمولات مظہر یہ'' میں لکھتے ہیں کہ سری نمازوں میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا افضل ہے۔

رفع الیدین

رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لیے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرنا نبی آخر الزمان علیہ السلام کی سنت ہے (صحاح ستہ و دیگر کتب حدیث)

اور آپ کی یہ سنت ثابتہ، ثابتہ قائمہ دائمہ غیر منسوخہ ہے۔

رفع الیدین کی صحیح احادیث چار صد سے زائد ہیں۔

علامہ فقیہ شیخ ابو طاہر مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی اپنی تصنیف سفر السعادہ میں بایں الفاظ رقم طراز ہیں:۔ وقد ثبت رفع الیدین فی ھذہ المو اضع الثلا ثۃ ولکثرۃ روا تہ متشا بۃ المتوا تر فقدصح فی ھذا البا ب اربعما ئۃ خبر واثر و رواہ العشر ۃالمبشر ۃ بالجنۃ ولم یز ل ھذہ الکیفیۃ حتیٰ رحل عن ھذا العالم ولم یثبت شیئی غیر ھا۔ (سفر السعادہ۔ طبع ثالث)

ترجمہ: ''(مذکورۃ الصدر) تین مواضع میں رفع الیدین ثابت ہے اور رواۃ کی کثرت کی بنا پر یہ حدیث خبر متواتر سے مشابہ ہے اور رفع یدین کے باب میں چار صد روایات صحیح ملتی ہیں۔ عشرہ مبشرہ صحابہؓ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور وفات تک رسول اکرم ﷺ کی نماز کی یہی کیفیت رہی اور اس کے خلاف (ترکِ رفع یدین) کچھ ثابت نہیں۔''

اسی طرح تھوڑے سے فرق کے ساتھ التعلیق المجد اور سنن کبریٰ بیہقی میں ذکر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آمین بالجہر

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کے بعد امام اور مقتدی سب کو اونچی آواز سے آمین کہنا چاہیے ھذا روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری و مسلم و دیگر کتب احادیث) امام ابوحنیفہ کے استاذ امام عطاء لکھتے ہیں کہ صحابہ اتنی اونچی آواز سے آمین کہتے کہ مسجد گونج اٹھتی (تحفہ)

احناف آہستہ آمین کہنے کے قائل ہیں۔ لیکن علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی التعلیق المجد میں یوں لکھتے ہیں: والانصاف ان الجھر اقوی من حیث الدلیل۔ ''انصاف یہی ہے کہ اونچی آواز سے آمین کہنا دلائل کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے۔''

مزید برآں یہ کہ علامہ زیلعی حنفی تخریج احادیث ھدایہ میں آمین کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آمین آہستہ کہنے والی حدیث ضعیف ہے اور اونچی آواز سے کہنے والی حدیث صحیح ہے۔ وھکذا ذکر ابن ھمام الحنفی فی فتح القدیر فی شرح ھدایہ۔

تقلید کی حقیقت

محترم حضرات! اللہ پاک نے اپنی کتاب قرآن حکیم میں لوگوں کو جابجا اپنے نبی کی اطاعت واتباع کا حکم دیا ہے اور ذخیرہ احادیث میں بھی کہیں ایسا حکم موجود نہیں اور پھر خیر القرون میں وجود تقلید کا کہیں اتا پتا نہیں ملتا اور اس کا وجود ہوتا بھی کیوں جب کہ تقلید ناواقفیت کی دلیل ہے اور اس کے برعکس قرآن وسنت بصیرت افروز ضابطہ حیات ہے۔ ملاحظہ ہو:۔ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔

ہمارے آقا و مرشد سید الکل ختم الرسل ﷺ کا دین دلائل وبراہین کے نور سے منور ہے۔ اس نور کے مقابلے میں تقلید کے اندھیارے کب ٹھہر سکتے ہیں۔

تقلید کی تعریف

التقلید قبول قول بلاحجۃ ولیس من طریق العلم لافی الاصول ولافی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الفروع. (اصول فقہ خضری)

ترجمہ" :بلا دلیل کسی قول کو قبول کرنا تقلید کہلاتا ہے اور اصول وفروع میں تقلید ذریعہء علم نہیں۔"

اور اصولِ فقہ کی چوٹی کی کتاب "مسلم الثبوت" میں ہے کہ" کسی کی بات پر بلا دلیل عمل کرنے کا نام تقلید ہے۔"

ذرا غور فرمائیے انسان کی تقویم کس عمدگی سے ہوئی ہے کہ یہ دنیاوی طور پر کوئی کام بھی بلا سوچے سمجھے کرنا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ ہر کام کے لیے بڑی تحقیق اور سوچ بچار سے منصوبہ بندی کرتا ہے۔ لیکن وائے ان لوگوں پر جو دنیوی امور میں غور وفکر اور علم و تحقیق کے قائل ہیں اور دین جیسے اہم امر میں درسِ تقلید دیتے ہیں۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں

سچی بات یہی ہے کہ تقلید اور علم و عرفان کا آپس میں دور کا تعلق بھی نہیں۔

اعلام الموقعین ملاحظہ فرمائیں:

امام ابنِ قیمؒ مقلد کا حال یوں ذکر فرماتے ہیں۔ قال ابو عمر و وغيره من العلماء اجمع النا س ان المقلدليس معدودًا من اهل العلم وان العلم معرفة الحق بدليله وهٰذا كما قال ابو عمر ور حمه الله تعالىٰ فان النا س لا يختلفون ان العلم المعرفة الحا صلة عن الدليل امابدون الدليل فهو التقليد۔

ابوعمرو اور دیگر کبار علما کہتے ہیں" اس بات پر لوگوں کا اجماع ہے کہ مقلد عالم نہیں ہوتا کیوں کہ دلائل و براہین سے حق کی معرفت حاصل ہونے کا نام علم ہے، جو بلا دلیل ہو وہ تقلید ہے۔"

هكذا قال ابن عبد البر وغيره من اهل العم۔

اور اعلام میں آگے چل کر فرماتے ہیں: والتقليد ليس بعلم باتفاق اهل العلم یعنی اس بات پر اہل علم کا اتفاق ہے کہ تقلید علم نہیں۔

حافظ ابنِ قیم فرماتے ہیں:۔

العلم معرفة الهدى بدليله   ما ذالك والتقليد يستو يان

اذاجمع العلماء ان مقلداً   للنا س والا عمىٰ هما اخوان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمہور شوافع کہتے ہیں ''مقلد مفتی نہیں ہوتا کیوں کہ فتویٰ کا تعلق علم و معرفت سے ہے اور مقلد عالم نہیں ہوتا اور تقلید علم نہیں۔'' بایں ہمہ بڑے بڑے اہلِ علم اپنے مقلد کہلانے پر فخر و ناز کرتے ہیں۔

دعوتِ اتحاد

جماعت اہلِ حدیث ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کہ اہل اسلام کو متحد ہو جانا چاہیے کیوں کہ قومی یک جہتی اور وحدتِ ملی ہی ایک ایسی قوت ہے جس سے ہر چیلنج کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ دورِ حاضر میں مسلمانانِ عالم کے ضعف اور ذلت کا باعث صرف ایمانی کمزوری، اسلامی نظامِ حیات سے دوری اور باہمی آویزش و اختلاف ہے۔

آیئے ہم تمام اختلاف کو ختم کر دیں اور اتحاد کے لیے ایسی بنیاد تلاش کریں جو سب کے لیے یکساں ہو۔ وہ بنیاد ایک ہی ہے: قرآن وسنت۔ ہر نظامِ زندگی میں کوئی نہ کوئی قباحت و کمزوری ہو سکتی ہے لیکن خدائے لم یزل کا عطا کردہ دین ہر خامی سے پاک ہے۔

آؤ، خانقاہی نظام اور فقہی موشگافیوں کو خیر باد کہہ دیں۔ توحید اور فقہ محمد (حدیث) پر متحد ہو جائیں۔ واللہ العظیم اس کے بغیر نہ کوئی راہ نجات ہے اور نہ کوئی طریقِ اتحاد۔

حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائے ہوئے آپ ﷺ کے خطاب گرامی کو یاد کیجیے:

ایھا الناس :ان الھکم واحد

ونبیکم واحد

وکتابکم واحد

وابا کم واحد (الحدیث)

اے کاش ہم بھی ایک ہو جائیں۔

تبلیغ وارشاد

قرآنِ حکیم میں ہے: ''ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی دعوت دے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔"

حضور علیہ السلام کا فرمان اقدس:۔ بلغوا عنی ولو آیۃ (الحدیث)

یعنی تمہیں دین کی ایک بات بھی معلوم ہو تو میری جانب سے آگے پہنچا دو۔

الحمد للہ جماعت اہلِ حدیث کائناتِ ارض میں ایک ایسی جماعت ہے جو ہر دور میں اللہ پاک کی خصوصی توفیق سے خالصتاً کتاب وسنت کی دعوت دیتی چلی آ رہی ہے اور ہر طرح اس مشن پر قائم ہے اور اس دستورِ حیات کی ترویج وتنفیذ کے لیے کوشاں ہے۔ یہ کانفرنسیں اور جلسے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

تدریسی نظام

جمعیت اہل حدیث کی ملک بھر میں بہت سی درس گاہیں قائم ہیں جن میں علومِ آلیہ اور عالیہ کی کما حقہ تعلیم دی جاتی ہے۔ درسِ نظامی کے مروج نصاب، فاضلِ عربی، درجہ تخصص اور تقابل مذاہب پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

جامعۃ العلوم الاثریہ جہلم پاکستان

اب چند الفاظ میں اس جامعہ کا تعارف جہاں جمعیت اہل حدیث کی یہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔

یوں تو ملک میں بے شمار دینی مدارس اسلامی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، لیکن کچھ اداروں کو منفرد مقام حاصل ہے، ان میں سے ایک جامعہ العلوم الاثریہ جہلم ہے، جسے بقیۃ السلف رئیس الجامعہ مولانا حافظ عبدالغفور امیر جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب پاکستان حفظہ اللہ کی سعی بلیغ سے ممتاز حیثیت حاصل ہو چکی ہے اور تبلیغی اعتبار سے پورے علاقے کو تخصص حاصل ہے۔

اہم شخصیات کا ورود

متفرق اوقات میں غیر ملکی امراء وسلاطین کی آمد ورفت، امامِ کعبہ کی تشریف آوری،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نائب رئیس الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ کا ورودِ مسعود اور اب حاکمِ شارجہ کی آمد حضرت حافظ صاحب موصوف کی مساعی جمیلہ کا ایک اہم حصہ ہے۔ اللھم زد فزد۔

مدرسہ دار الحدیث کا آغاز

ابتدائی طور پر جماعت اہل حدیث نے علامہ محمد یوسف کلکتویؒ کے بھائی حضرت مولانا عبدالمجید دینا نگری کے تعاون سے ۱۹۴۹ء میں جہلم شہر کے ''چوک اہل حدیث'' میں مدرسہ دار الحدیث کی اساس رکھی اور تیرہ برس تک اس درس گاہ میں بساط بھر تدریسی کام ہوتا رہا۔

۱۹۶۲ء میں مولانا حافظ عبدالغفور صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہلم شہر میں سکونت پذیر ہوئے تو مدرسے کی نظامت اور جامع مسجد اہل حدیث کی خطابت ان کے سپرد ہوئی تو حضرت حافظ صاحب ایک مدت تک احباب جماعت کے تعاون سے بحسن وخوبی دینی امور سرانجام دیتے رہے۔ بتوفیق اللہ العظیم۔

جامعۃ العلوم الاثریہ کی تعمیر وترقی ۔

۱۳۹۵ھ میں ریاستہ البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد ریاض کے نمائندے کی حیثیت سے فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالقادر حبیب اللہ سندھی پاکستان کے سرکاری دورے پر تشریف لائے تو انہی ایام میں شیخ موصوف مدرسہ دار الحدیث جہلم تشریف لائے اور گردوپیش کے جائزے کے بعد انھوں نے فرمایا کہ یہاں ایک عظیم ''جامعہ'' ہونا چاہیے جس کے مختلف شعبے علوم قدیمہ وجدیدہ پر مشتمل باحسن انداز مصروفِ کار ہوں تو احباب جماعت جہلم نے ان کے نظریے سے اتفاق کرتے ہوئے استطاعت سے بڑھ کر خطیر رقم فراہم کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اور پھر اللہ عزوجل کی خصوصی عنایت سے اہل پاکستان کے ساتھ ساتھ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، شارجہ اور دیگر بہت سے عرب شیوخ کا تعاون حاصل ہوا۔

چنانچہ ''جامعۃ العلوم الاثریہ'' کے لیے ۵۰۰۷ مربع میٹر رقبہ حاصل کرلیا گیا۔ الحمدللہ۔

جامعہ میں پینسٹھ کمرے، تین بڑے ہال اور آٹھ ہال نما کمرے ہیں۔

علوم عربیہ کے ساتھ ساتھ اس جامعہ کے ماتحت حفظ وناظرہ کے کئی مدارس شہر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختلف مقامات پر کام کر رہے ہیں اور سیکڑوں طلبہ فیض یاب ہو رہے ہیں۔

مدرسین

جامعہ ہٰذا کے متفرق شعبوں میں سولہ مدرسین اور پانچ معلمات تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں جب کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب، نائب رئیس الجامعہ، فاضل مدینہ یونیورسٹی، فضیلۃ الشیخ برادرم مولانا محمد مدنی المدیر العام للجامعہ اور الشیخ حافظ عبدالحمید صاحب عامر جامعہ کے مدیر الامتحانات ہیں۔

لائبریری

جامعہ ہٰذا کی لائبریری میں علمی اور فنی کتب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے جو پندرہ ہزار سے متجاوز ہے اور کتب کے حصول کے لیے مزید جدوجہد جاری ہے۔ وباللہ التوفیق۔

الاثریہ ہسپتال

ایک اچھا خاصا ہسپتال ہے جو اللہ پاک کی طرف سے نعمتِ غیر مترقبہ کے طور پر محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب کی وساطت سے حضرت حافظ عبدالغفور صاحب کی سرپرستی میں دیا گیا ہے۔ یہ محض محترم حافظ صاحب موصوف کی مخلصانہ مساعی کا ثمرہ ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

خاکسار

حافظ محمد اسماعیل اسد

مولوی فاضل، فاضل درسِ نظامی

ناظم تبلیغ جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب

المکتبۃ الرحمانیۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

استقبالیہ و صدارتی خطبات

یہ بات تو اب ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان وطن عزیز کی وہ اولین تنظیم ہے جس نے وعظ وتبلیغ اور تحریر وتصنیف سے اسلام کے چشمہ صافی کے آب حیات کے جام سرعام لنڈھائے اور تشنگان دین وعمل کی سیرابی کا فریضہ سرانجام دیتی رہی۔ جماعت اہل حدیث کی اشاعتی خدمات ..... اس کے جرائد ورسائل ... تو تاریخ میں محفوظ ہو چکے ہیں لیکن کم وبیش نصف صدی پر محیط اس کی تبلیغی خدمات مہ وسال کے دھندلکوں میں کھو رہی تھیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جزاء خیر دے مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحٰق بھٹی ﷾ کو کہ انہوں نے جگر لخت لخت کو غایت درجہ کدوکاوش سے جمع کر کے کبار علماء کے استقبالیہ و صدارتی خطبات اور کانفرنسوں کے مقام ہائے انعقاد کی اہم تاریخی وعلمی معلومات اور ان شہروں میں مسلک محدثین کے حامل علماء کی تبلیغی سرگرمیوں کا گنجینہ جمع کر کے اہل حدیث کی تبلیغی خدمات کو تاریخ کا حصہ بنا دیا۔

المکتبۃ السلفیۃ
4 شیش محل روڈ، لاہور 54000
Ph.:042-37237184,37230271
Fax: 042-37227981 P.O.BOX 1452
E-mail:alsalafiyyah@yahoo.com